انا مدینة العلم وعلی بابها

OSMANIA UNIVERSITY

جامعۂ عثمانیہ

تاریخ طبری

عہد بنی عباس

جلد سوم

حصۂ سوم

چہارم

سلسلۂ نصابات تاریخ علمیہ جامعۂ عثمانیہ

تاریخ طبری

(عہد بنی عباس)

جلد سوم حصۂ سوم و چہارم

تصنیف

ابو جعفر ابن جریر طبری
متوفی
۳۱۰ھ

ترجمہ

مولانا عبداللہ العمادی صاحب
رکن سررشتۂ تالیف و ترجمہ جامعۂ عثمانیہ

سنہ ۱۳۵۹ھ م سنہ ۱۳۴۹ف م سنہ ۱۹۴۰ء

دار الطبع جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن
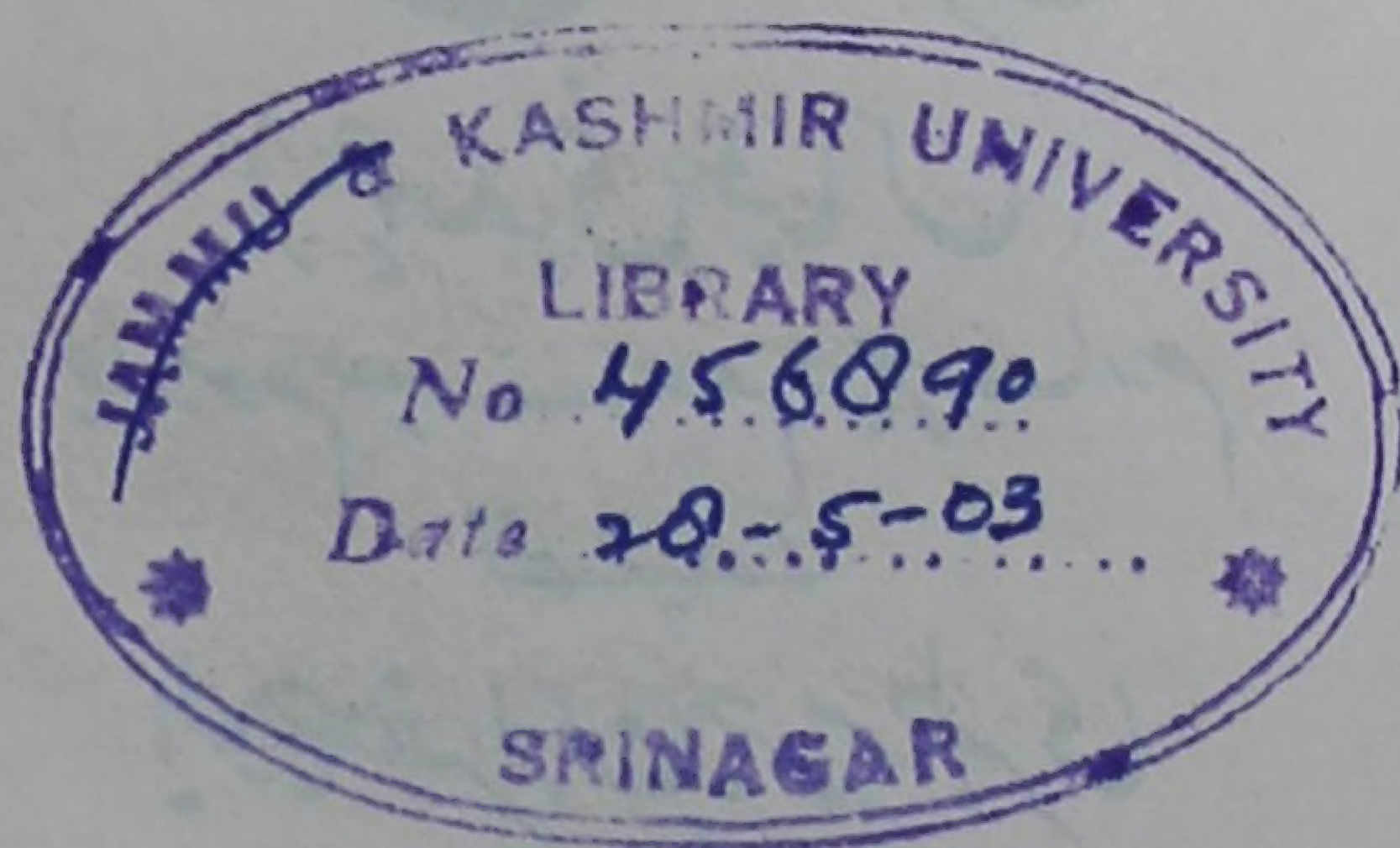
فہرست مضامین

تاریخ طبری (عہد بنی عباس)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واقعات خلافت جعفر المتوکل علی اللہ

۲۳۲ھ

جعفر المتوکل علی اللہ اسی سال خلیفہ ہوئے۔
اُن کا نام جعفر تھا، ابن محمد بن ہارون بن محمد بن عبداللہ بن محمد ذی الثفنات
ابن علی السجاد بن عبداللہ بن العباس بن عبدالمطلب۔

سبب خلافت

مجھ سے کئی شخصوں نے روایت کی کہ جب واثق نے وفات پائی تو احمد بن ابی دواد، ایتاخ، وصیف، عمر بن فرج، ابن الزیات، اور احمد ابن خالد ابوالوزیر ایوان خلافت میں حاضر ہوئے اور محمد بن واثق کے لیے بیعت خلافت لینی چاہی، محمد اس وقت ایک کمسن و سادہ رو لڑکے تھے، اُن کو خلعت خلافت پہنایا تو کم عمری کے باعث جسم پر ٹھیک نہ آیا،

وصیف نے یہ دیکھ کر کہا:

وجہ خلاف

"تم لوگ اللہ سے نہیں ڈرتے کہ ایسے لڑکے کو خلیفہ بناتے ہو، اس کی اقتدا میں تو نماز بھی جائز نہیں۔"

اب بحث چھڑی کہ کس کو خلیفہ بنائیں، بہتیرے نام لیے گئے، حاضرین مجلس میں سے ایک شخص کا بیان ہے کہ میں وہاں سے اٹھا تو جعفر متوکل کے پاس سے گزرا جو ایک قمیص و شلوار پہنے ترک بچوں کے ساتھ بیٹھے تھے، پوچھا:

کہو کیا خبر ہے؟

میں نے عرض کی: ابھی فیصلہ نہیں ہوا۔

ہنوز یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ ارکان شوریٰ نے جعفر کو بلوایا، بغا شرابی منتظم مشروبات یا داروغۂ آبدارخانہ۔ پیغام طلب لے کے آیا، واقعہ سنایا اور مجلس میں جعفر کو ساتھ لایا،

جعفر نے۔ ارکان مجلس سے کہا: مجھے خوف ہے کہ واثق زندہ ہوں گے،

(ازالۂ اشتباہ کے لیے) اُن کو واثق کی لاش دکھائی گئی جو کفن پوش تھی،

وہاں سے واپس آکر جعفر بیٹھ گئے، احمد بن ابی دواد نے اُن کو ملبوس خلافت پہنایا، عمامہ باندھا، دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا، اور السلام علیک یا امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے لفظوں میں آداب بجالائے،

یہ سب کچھ ہو چکا تو واثق کو غسل دیا گیا، نماز جنازہ پڑھی گئی اور دفن کیے گئے اس سے فراغت ہوئی تو سب لوگ فوراً دیوان عام میں حاضر ہوئے، ابھی تک متوکل کے خطاب کی نوبت نہیں آئی تھی،

مسند نشینی

جعفر جب خلیفہ ہوئے ہیں تو اُس وقت اُن کی عمر (۲۶) سال کی تھی، انھوں نے لشکر کو آٹھ مہینے کی عطا عنایت فرمائی (یعنی آٹھ ماہ کی تنخواہ انعام میں دی)

محمد بن عبد الملک الزیات نے جو اُس وقت دیوان رسائل کے وزیر تھے، بیعت نامۂ خلافت لکھا تھا،

اب پھر اجتماع ہوا کہ خلیفہ کے لیے کوئی خطاب انتخاب کیا جائے، ابن زیات نے المنتصر باللہ کی تجویز کی، لوگ اسی خطاب میں خوض کرنے لگے، حتیٰ کہ اس کے تسلیم

کر لیے جانے میں شک نہ رہا، ایک صبح کو احمد بن ابی دواد محل خلافت میں حاضر ہوئے اور گزارش کی: میں نے سوچ سوچ کے ایک ایسا خطاب تجویز کیا ہے جو امید ہے کہ مناسب حال و فرخ فال ثابت ہوگا انشاء اللہ، وہ خطاب المتوکل علی اللہ ہے (یعنی اللہ پر بھروسہ رکھنے والا) خلیفہ نے اسی خطاب کے نفاذ کا حکم دیا اور محمد بن عبد الملک الزیات کو طلب کر کے فرمایا کہ جمہور کو اس کی تحریری اطلاع دے دی جائے، اس باب میں جو مراسلہ بھیجا گیا تھا وہ یہ تھا:

اعلان خلافت "بسم اللہ الرحمن الرحیم، اللہ تجھے باقی رکھے امیر المومنین نے کہ اللہ انہیں بقائے دراز عطا فرمائے حکم دیا ہے کہ منبروں پر اور قضاۃ و عمال و کتاب و اہل دیوان وغیرہم کی تحریروں میں جن کے ساتھ امیر المومنین کی مراسلت کا قاعدہ ہے امیر المومنین کا نام یوں لیا جائے: عبد اللہ جعفر الامام المتوکل علی اللہ، امیر المومنین، تجھے اب اس کے عمل میں دیکھنا ہے اور میرے مراسلے کی رسید دینا ہے، تجھ کو اس کی توفیق ہو، انشاء اللہ"

انعام و اکرام متوکل نے ترکوں کو چار مہینے اور لشکر اور شاکری اور اسی ذیل میں بنی ہاشم وغیرہ کو آٹھ مہینے کی عطا انعام میں دی، مغربیوں کو تین مہینے کی عطا مرحمت کی، جس کے لینے سے انھوں نے انکار کر دیا، متوکل نے ان کو پیام دیا کہ تم میں جتنے غلام ہیں احمد بن ابی دواد کے پاس جائیں، وہ سب کو بیچ ڈالیں گے، اور جو آزاد ہیں ان کے ساتھ وہی عمل ہوگا جو لشکر کے ساتھ ہوا ہے، مغربیوں کو اس پر راضی ہونا پڑا، وصیف نے سفارش کی، متوکل کی ناخوشی جاتی رہی، پہلے تین مہینے کا انعام ملا اور پھر ترکوں کے ذیل میں کر دیے گئے (یعنی چار مہینے کا انعام نوازش ہوا)

متوکل کی خاص بیعت تو اسی وقت ہوئی جب واثق مرے ہیں، مگر عام بیعت اسی دن زوال آفتاب کے بعد ہوئی،

سعید صغیر سے روایت ہے کہ متوکل نے خلیفہ ہونے سے قبل سعید سے اور اس کے ساتھیوں کی ایک جماعت سے بیان کیا کہ آسمان سے شکر سلیمانی مجھ پر گر رہی ہے جس (کے ڈلے) پر جعفر المتوکل علی اللہ مرقوم ہے، اس خواب کی ہم سے تعبیر پوچھی تو ہم نے عرض کی: اے امیر اللہ آپ کو عزت بخشے، یہ تو خلافت (کی بشارت) ہے،

واثق کو اس خواب کی خبر ملی تو جعفر کو اور اُن کے ساتھ سعید کو بھی قید کر دیا اور اسی سبب سے جعفر کو ضیق میں بھی رکھا،

اس سال کے حج میں محمد بن داؤد میر حاج تھے،

واقعات سنہ ۲۳۳ھ

اس سال کے واقعات میں ایک بات یہ ہے کہ محمد بن عبد الملک الزیات پر متوکل نے ناخوش ہو کر اُن کو قید کر دیا،

اس کے سبب و انجام کار کا قصہ یہ ہے،

حادثۂ وزارت

ابن زیات سے ناخوش ہونے کا سبب یہ ہے کہ واثق نے محمد بن عبد الملک الزیات کو اپنا وزیر بنایا تھا، اور تمام امور اُن کو تفویض کر دیے تھے، بیان کیا جاتا ہے کہ بعض وجوہ سے واثق اپنے بھائی جعفر المتوکل سے ناخوش ہوئے اور عمر بن فرج رخجی اور محمد بن علاء خادم کو اُن پر موکل مقرر کیا، یہ دونوں جعفر کی نگرانی کرتے اور ہر وقت اُن کے حالات لکھتے رہتے،

واقعات سابقہ

جعفر (ایک مرتبہ) محمد بن عبد الملک الزیات کے پاس یہ درخواست لے کر گئے کہ بھائی۔ واثق سے جعفر کی سفارش کریں کہ واثق پھر جعفر سے خوش ہو جائیں،

جعفر جب ابن زیات کے پاس پہنچے تو پہلے کچھ دیر کھڑے رہے، ابن زیات نے اُن سے بات تک نہ کی، کچھ وقفے کے بعد بیٹھنے کا اشارہ کیا، جعفر بیٹھ گئے اور وہ کاغذات دیکھتے رہے، جب فارغ ہوئے تو بنظر تہدید جعفر کی جانب رُخ کیا اور پوچھا:

تجھے کیا چیز (یہاں) لائی ہے؟

جواب دیا: میں اس لیے آیا ہوں کہ تو امیر المومنین سے درخواست کرے کہ مجھ سے خوش رہیں،

ابن زیات نے اپنے حاشیہ نشینوں سے خطاب کیا: اس شخص کو دیکھو، اپنے بھائی کو خود تو ناخوش کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ میرے ذریعے سے پھر وہ خوش ہو جائیں، جا، چلا جا، جہاں اپنی حالت تو نے درست کی کہ وہ بھی تجھ سے خوش ہوئے،

اس برتاؤ اور بدسلوکی سے جعفر رنجیدہ ہو کے اُٹھے اور چلے گئے کہ دابِ مجلس میں اُن کے ساتھ کوتاہی کی گئی، وہاں سے نکل کے عمر بن فرج کے پاس آئے کہ عمر سے کہہ کے اپنے چک پر مُہر کرالیں کہ مدد معاش وصول ہو سکے، عمر بن فرج بھی ملے تو ناکامی کے ساتھ ملے، اُن کی نشست مسجد میں تھی، چک کو لیا اور مسجد کے صحن میں پھینک دیا، ابوالوزیر احمد ابن خالد بھی وہاں موجود تھے، یہ دیکھ کر اُٹھے کہ واپس جائیں، جعفر بھی اُنھیں کے ساتھ اُٹھے اور کہا:

ابوالوزیر! تو نے دیکھا، عمر بن فرج نے میرے ساتھ کیا کیا؟

ابوالوزیر نے عرض کی: قربان جاؤں، میں اُس کا افسر ہوں، پھر بھی بے مانگے اور بے خوشامد کیے میرے مدد معاش کے چک پر وہ مُہر نہیں کرتا، تو اپنے وکیل کو میرے پاس بھیج دے،

جعفر نے اپنا وکیل بھیجا تو ابوالوزیر نے بیس ہزار روپے کہ جب تک اللہ تیرا ساماں کرے، اسے خرچ کر،

اس پیشکش کو جعفر نے لے لیا اور مہینہ بھر کے بعد استمداد کے لیے پھر قاصد بھیجا، اب کے ابوالوزیر نے دس ہزار درہم پیش کیے،

عمر بن فرج کے پاس سے جعفر اُٹھے اور فوراً احمد بن ابی دواد کے ہاں گئے، احمد نے اُٹھ کے دروازے تک استقبال کیا، ہاتھ چومے، گلے لگایا، اور عرض کی: قربان جاؤں کیسے آئے؟

جعفر نے کہا: میں اس لیے آیا ہوں کہ امیرالمومنین کو تو مجھ سے راضی کر دے،

عرض کی: بسر و چشم میں اس کی عزت حاصل کروں گا،

احمد بن ابی دواد نے واثق سے اس باب میں گفتگو کی، واثق نے وعدہ تو کر لیا اور پھر بھی راضی نہ ہوئے، گھڑ دوڑ کے دن احمد بن ابی دواد نے واثق سے پھر سفارش کی کہ مجھ پر معتصم کے بڑے بڑے احسان ہیں جعفر انھیں کا لڑکا ہے، میں نے اُس کے متعلق گزارش کی تھی اور امیرالمومنین نے وعدہ بھی فرمایا تھا اب میں معتصم کا واسطہ دلاتا ہوں،

کیا امیر المومنین اُس سے راضی نہ ہوں گے ؟
واثق نے اُسی وقت خوشنودی ظاہر کی اور جعفر کو خلعت دیا، واثق کے جانے پر احمد بن ابی دواد نے جعفر کو اپنا ممنون بنا لیا کہ اُن کی سفارش سے بھائی (واثق) کی خوشنودی حاصل ہوئی، جعفر اُس کے شکر گزار رہے، حتیٰ کہ جب حکمراں ہوئے تو اسی حسن سلوک نے ابن ابی دواد کو اُن کے دربار میں بہرہ ور رکھا،

استخفاف

بیان کیا جاتا ہے کہ جعفر جب محمد بن عبدالملک الزیات کے ہاں سے باہر نکلے تو محمد نے واثق کو لکھا کہ "یا امیر المومنین! جعفر بن معتصم میرے پاس آئے تھے اور درخواست کی تھی کہ اُن کی نسبت امیر المومنین کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے، میں امیر المومنین سے اُن کی سفارش کروں، اُن کی سج دھج ہجڑوں کی سی تھی، لانبے لانبے بال گردن سے لٹک رہے تھے"

واثق نے جواب میں لکھا کہ "جعفر کو اپنے پاس بلا بھیج، اور کسی کو حکم دے کہ اُن کے بال تراش دے اور پھر کسی اور کو حکم دے کہ انھی بالوں کو اُن کے منہ پر مارے اس کے بعد اُنھیں اُن کے گھر واپس بھیج دے"

متوکل سے روایت ہے کہ ابن زیات کا قاصد جب میرے پاس آیا تو میں سیاہ رنگ کی نئی درباری پوشاک (سواد) پہن کے اُس کے ہاں گیا، امید یہ تھی کہ میرے متعلق امیر المومنین کی خوشنودی کی خبر آئی ہوگی، میں پہنچا تو اُس نے ایک چھوکرے سے کہا کہ میرے واسطے ایک حجام بلا دے، حجام آیا تو کہا جعفر کے بال تراش کر ایک جا کر لے، حجام نے بالا پوش یا تولیا تک نہ اُڑھایا اور اُسی نئی پوشاک پر بال تراشے، اور وہی بال میرے منہ پر پھینک مارے، مجھے کبھی اتنا ہول نہیں ہوا تھا جتنا اُس وقت ہوا تھا کہ میں تو نئی پوشاک میں خوشخبری سننے آیا تھا اور اس نے مجھے مونڈ لیا،

جزائے عمل

واثق کی وفات کے بعد محمد بن عبدالملک نے اشارہ کیا کہ واثق کے فرزند کو خلیفہ بنانا چاہیے، اس باب میں گفتگو بھی کی، حجرۂ شوریٰ کے علاوہ جس میں ارکان مشورت کی نشست تھی، ایک دوسرے حجرے میں جعفر بیٹھے ہوئے تھے، حتیٰ کہ جعفر کی طلبی ہوئی اور اُسی حجرے میں اُن کو خلیفہ منتخب کیا گیا جو ابن زیات کی ہلاکت کا سبب ٹھہرا،

جعفر کے پاس بغا شرابدار (داروغہ آبدار خانہ) قاصد کی حیثیت میں اُن کو بلانے گئے تھے، وہاں پہنچ کر (جعفر کو ساتھ لیا) راستے میں تسلیمات خلافت بجالائے، ارکان مجلس شوریٰ نے اُن کو خلیفہ منتخب کیا اور بیعت کی،

کیفر کردار

خلیفہ ہونے کے بعد متوکل نے ڈھیل دی، حتیٰ کہ چہارشنبہ، صفر کا دن آیا، متوکل قصد کر چکے تھے کہ ابن زیات کو آزار پہنچائیں، ایتاخ کو حکم دیا کہ کہ ابن زیات کو پکڑ کے سزا دے، ایتاخ نے آدمی بھیجا، ابن زیات سمجھے کہ بلوایا ہے، دوپہر کا کھانا کھا کے فوراً سوار ہوئے اور سمجھے کہ خلیفہ نے مجھے طلب کیا ہے، ایتاخ کے مکان کے سامنے پہنچے تو ابو منصور کے مکان کی جانب مڑنے کو کہا گیا، وہ مڑ تو گئے مگر دل میں خوف کھانے لگے، جہاں ایتاخ مقیم تھے جب وہاں پہنچے اور وہاں سے بھی مڑنا پڑا تو سمجھ گئے کہ بدی مقصود ہے، آخر ایک حجرے کے اندر لایا گیا اور اُن کی تلوار اور کمربند (بکلوس) اور ٹوپی اور قبا لے لی گئی اور انھی کے غلاموں کو سب چیزیں دے دی گئیں کہ لے کے گھر واپس جاؤ، غلام سمجھے کہ ابن زیات ایتاخ کے ہاں صحبت نبیذ کے لیے ٹھہرے ہیں، اس گمان کی واقعیت میں اُنھیں ذرہ برابر شک نہ گزرا،

ایتاخ نے اپنے سر برآوردہ یاران صحبت میں سے دو شخص طیار کر رکھے تھے،

(۱) یزید بن عبد اللہ حلوانی (۲) ہرثمہ شار بامیان،

ابن زیات جب قابو میں آ گئے تو اپنے فوج فوج ساتھیوں کو لیے ہوئے یہ دونوں دوڑتے ہوئے ابن زیات کے گھر پہنچے، وہاں غلاموں نے پوچھا: کہاں کا قصد ہے؟ ابو جعفر (ابن زیات) تو سوار ہو گئے،

یہ دونوں گھر پر ٹوٹ پڑے اور جو کچھ تھا سب لوٹ لیا،

یزید بن عبد اللہ حلوانی کا بیان ہے کہ میں ابن زیات کے اُس گھر میں پہنچا جہاں اُن کی نشست تھی، دیکھا کہ بُرے حالوں میں ہے اور سامان بھی کم ہے، چار فرش اور کچھ شیشے دیکھے جن میں کوئی شربت تھا، وہ گھر بھی دیکھا جس میں ابن زیات کی لونڈیاں سوتی تھیں اس خوابگاہ میں کچھ بوریے اور عمدہ عمدہ بستر تہ بہ تہ ایک پر ایک رکھے ہوئے تھے، لیکن ان لونڈیوں کو بستر نصیب نہ تھا، وہ خالی زمین پر سوتی تھیں،

مال دولت

بیان کیا جاتا ہے کہ متوکل نے اُسی دن کسی کو ابن زیات کے گھر بھیج کر

سب قرق کرلیا، اثاث البیت، سواریاں، جانور، لونڈیاں، غلام، جو کچھ تھا سب کا سب ہارونی میں بھجوا دیا، راشد مغربی کو بغداد بھیجا کہ وہاں ابن زیات کے مال و زر و خدم کو قرق کر لے، ابوالوزیر کو حکم دیا کہ ابن زیات اور ان کے گھر والوں کی جس قدر جائدادیں جہاں کہیں بھی ہوں لے لی جائیں، سامرا میں جو کچھ تھا سب خلیفہ کے لیے خرید لیا گیا اور پھر تمام سامان مسرور سمانہ کے خزانے میں داخل ہوا،

نتیجۂ کار عباس بن احمد بن رشید کو جو عجیف کا کاتب (سکریٹری) تھا ابن زیات کے پاس لائے اور کہا کہ عباس کو اپنا وکیل مقرر کر دو کہ تمھارا سامان فروخت کر ڈالے، اس وکالت کی تکمیل ہو جانے کے بعد کچھ دن تو ابن زیات اپنے قید خانے میں آزاد رہے مگر پھر قید و بند کا حکم ہوا اور مقید کر دیے گئے، کھانا بند کر دیا گیا،

اس زمانے میں وہ کچھ نہ کھاتے تھے، سخت جزع کی حالت میں رہتے تھے، اکثر روتے تھے، باتیں کم کرتے تھے، ایک سوچ میں پڑے رہتے تھے، کچھ دن اسی طرح گزرے پھر بیداری کی سزا دی گئی کہ دن رات جاگتے رہیں، سونے نہ پائیں، جگاتے سوئی چبھاتے کہ نیند نہ آئے، پھر یہ تعزیر ایک رات دن کے لیے ملتوی کر دی گئی، ابن زیات سو گئے اور جب اٹھے تو کچھ میوے اور انگور کی خواہش کی، یہ چیزیں آئیں اور انھوں نے کھائیں، اب پھر دن رات جاگتے رہنے کی سزا ملی، پھر لکڑی کے ایک تنور میں ڈالنے کا حکم ہوا جس میں لوہے کی میخیں لگی تھیں، یہ تنور پہلے پہل انھی نے بنوایا تھا اور اسی میں ڈال کر ابن اسباط مصری کو اتنی سزا دی تھی کہ جو کچھ اس پر عاید ہوتا تھا سب نکلوا لیا تھا، آخر اسی تعزیر میں خود مبتلا ہوئے اور چند روز یہی عذاب اٹھانا پڑا،

ماجرائے زندان زندانی کا بیان ہے کہ ابن زیات کی تعزیر پر جو موکل تھا اس کا قول ہے کہ میں نکلتا تو دروازے پر قفل چڑھا دیتا، ابن زیات آسمان کی جانب ہاتھ بڑھاتے اور اتنا پھیلاتے کہ بغل میں ٹھوکے لگتے، تنور کے اندر بیٹھ جاتے جس میں لوہے کی میخیں لگی تھیں، بیچ میں ایک آڑی لکڑی تھی کہ جسے سزا دی جاتی وہ دم لینے کو ایک ساعت اسی لکڑی پر بیٹھ رہتا، جب موکل آتا اور دروازہ کھلنے کی آہٹ ہوتی تو پہلے کی طرح کھڑا ہو جاتا اور پھر تشدد ہونے لگتا، ایک روز نکلتے وقت میں نے چالاکی سے ایسا ظاہر کیا کہ دروازہ مقفل کر دیا ہے، حال آں کہ صرف بھیڑ دیا تھا، قفل نہیں لگایا تھا، کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد

جب سمجھ لیا کہ اب غفلت ہے تو دروازہ کھول دیا، دیکھا تو ابن زیات تنور میں لکڑی پر بیٹھے ہیں،

میں نے کہا: میں دیکھتا ہوں کہ تم یہ کام کرتے ہو،

اب کبھی میں نکلتا تو اچھی طرح گلا باندھ دیتا کہ بیٹھ سکتے ہی نہ تھے، بیچ کی لکڑی بھی کھینچ لی حتیٰ کہ وہ اب اُن کے دونوں پاؤں کے بیچ میں ہوگئی، اس کے بعد چند ہی روز جیئے اور آخر مر گئے،

وفات ابن زیات

اس امر میں اختلاف ہے کہ ابن زیات کس طرح مرے،

کہا جاتا ہے کہ گرا کر اُن کے شکم پر پچاس تازیانے مارے گئے،

اُلٹ کے پچاس تازیانے سرینوں پر لگائے، پٹتے پٹتے دم نکل گیا اور مارنے والوں کو خبر بھی نہ ہوئی، مرے ہیں تو گردن ٹیڑھی ہوگئی تھی، ڈاڑھی بھی نچ گئی تھی،

یہ بھی کہا گیا ہے کہ بے مار پیٹ کے مرے،

مبارک مغربی کہتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ ابن زیات نے تمام ایام حبس میں صرف ایک روٹی کھائی، البتہ (کبھی کبھی) ایک دو انگور کھا لیتے تھے،

وقت وفات

مرنے سے پہلے میں نے سُنا کہ وہ اپنے آپ سے باتیں کر رہے ہیں:

اے محمد، تو عافیت و آرام سے تھا، راحت و نعمت پر، اچھی سواریوں پر، پاکیزہ محل پر، عمدہ پوشاک پر تو نے قناعت نہ کی اور وزارت کے درپے ہوا، اب اپنے کرتوت کا مزہ چکھ،

بار بار کہتے تھے اور اپنے جی سے یہی باتیں کرتے تھے،

مرنے سے ایک دن پہلے یہ عتاب و خطاب جاتا رہا، اب صرف کلمۂ شہادت اور ذکر الٰہی کی تکرار تھی،

بعد وفات

ابن زیات کے مرنے پر اُن کے دونوں بیٹوں نے جن کے نام سلیمان و عبید اللہ تھے اور دونوں قید میں پڑے تھے، ابن زیات کی میت طلب کی، یہ لاش ایک لکڑی پر رکھی ہوئی دروازے پر پڑی تھی، جسم پر وہی کرتہ تھا جسے پہنے ہوئے قید ہوئے تھے، بالکل میلا ہوگیا، لڑکوں نے دیکھ کے کہا:

الحمد للہ کہ اس فاسق سے نجات ہوئی،

لاش ان دونوں کو دے دی گئی، جنھوں نے اُسی لکڑی پر اس کو غسل دے کر دفن کر دیا،
قبر بھی گہری نہیں کھودی، بیان کیا جاتا ہے کہ کتوں نے لاش نکال لی اور گوشت کھا گئے،
ابراہیم بن العباس اہواز کے حاکم تھے، ابن زیات سے دوستی تھی (لیکن ایک
سرکاری معاملہ پیش آنے پر) ابن زیات نے ابوالجہم احمد بن یوسف کو ابراہیم پر سزا اول متعین
کیا، ابوالجہم نے سب کے سامنے ابراہیم کو کھڑا رکھا حتیٰ کہ ہزار ہزار درم اور پانچ لاکھ درم پر
اُس نے اپنی جان بچائی، اب جو یہ واقعہ پیش آیا تو ابراہیم نے اُس کی ہجو کی،
قید کے بعد ابن زیات کو راشد مغربی کے ساتھ بغداد لے گئے کہ وہاں جو
مال ومتاع ہے سب قرق کرلیں، بغداد میں راشد نے ابن زیات کے غلام روح کو گرفتار کیا
جو اُس گھر کا منتظم تھا، ابن زیات کا مال وزر اُسی کے ہاتھ میں رہتا اور وہی اس سرمایے سے
تجارت کیا کرتا، راشد نے گھر والوں میں سے چند آدمی گرفتار کیے اور ایک خچر کے بوجھ برابر
مال پر بھی اُنھیں کے ساتھ قبضہ کرلیا،
بغداد میں ابن زیات کے متعدد کارخانے پائے گئے جن میں طرح طرح کا
مالی تجارت تھا، مثلاً گیہوں، جو، آٹا، اور دوسرے دانے، تیل، انجیر،
ایک پورا گھر کپڑوں سے بھرا تھا،
نوّے ہزار دینار (۹۰۰۰۰) کا سامان دستیاب ہو کر قرق ہوا،
چہارشنبہ ساتویں صفر کو متوکل نے ابن زیات کو قید کیا، اور پنجشنبہ ۱۹ ربیع الاول کو
ابن زیات نے وفات پائی،

ابن فرج پر شدت

اسی سال عمر بن فرج سے متوکل ناخوش ہوئے، یہ واقعہ ماہ رمضان
کا ہے، عمر بن فرج، اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کے سپرد کیے گئے
اور وہیں مقید ہو گئے، حکم نافذ ہوا کہ عمر کی جائداد و مال ومنال قرق کرلیا جائے، نجاح بن سلمہ
عمر کے گھر گئے، وہاں صرف پندرہ ہزار درم پائے، مسرور سمانہ نے آ کے عمر کی لونڈیاں
قرق کرلیں، تیس رطل (پونڈ) وزن کی قید میں عمر کو مقید رکھا گیا، بغداد سے عمر کے آزاد غلام
نصر کو بلایا گیا جس نے تیس ہزار دینار پیش کیے اور چودہ ہزار دینار اپنی طرف سے
حاضر کیے، اہواز سے عمر کے چالیس ہزار اور عمر کے بھائی محمد بن فرج کے ڈیڑھ لاکھ دینار
ملے، گھر سے جو سامان برآمد ہوا اُس میں صرف فرش اتنے تھے کہ سولہ اونٹوں پر لائے گئے،

چالیس ہزار دینار کے جواہر نکلے، پچاس اونٹوں پر اثاثہ وفرش لاد کر لائے اور ایک ہی بار نہیں بار بار لاد کے لائے، عمر کو پشمینے کا ایک کھلا ہوا کپڑا (فرجیہ) پہنا کر قید کر دیا گیا، اسی حالت میں سات دن رہے، پھر رہائی پائی مگر اپنے محل سے بے دخل کر دیے گئے، اہل وعیال پکڑے گئے، تفتیش ہوئی، شمار میں سولہ لونڈیاں تھیں، پھر اس شرط پر مصالحہ ہوا کہ مصادرے میں دس ہزار درم وہ پیش کریں اور فقط اہواز کی جائداد اُن کو واپس دی جائے، پشمینے کا جبہ اتار دیا گیا اور زنجیر سے رہائی ملی،

یہ واقعہ شوال کا ہے،

علی بن الجہم بن بدر نے نجاح بن سلمہ کو برانگیختہ کرنے کے لیے عمر بن فرج کی ہجو کی،

محاسبہ

اسی سال متوکل کے حکم سے ابراہیم بن جنید نصرانی کو، جو ایوب کاتب سمانہ کا بھائی تھا، اس قدر لاٹھیوں سے مارا گیا کہ (سرکاری مال ہیں) اُس نے ستر ہزار دینار (کی خیانت، وتغلب) کا اعتراف کیا، مبارک مغربی کو اُس کے ساتھ بغداد بھیجا گیا جس نے ابراہیم نصرانی کے گھر سے یہ مال برآمد کیا، پھر اس کو واپس لائے اور قید میں ڈال دیا گیا،

اسی سال ماہ ذی الحجہ میں، ابوالوزیر سے متوکل ناخوش ہوئے اور حکم دیا کہ ابوالوزیر سے حساب فہمی کی جائے، تقریباً ساٹھ ہزار دینار ابوالوزیر نے پیش کیے اور درم کے توڑے اور زیور پیشکش گزرانے، ابوالوزیر کے پاس مصر کا جو سامان تھا اُس میں سے (۶۲) جامدان قرق ہوئے، اور بتیس غلام اور بہت سے فرش لے لیے گئے،

ابوالوزیر ہی کی خیانت کے طفیل میں محمد بن عبدالملک کو جو موسیٰ بن عبدالملک کے بھائی تھے اور ہیثم بن خالد نصرانی کو، اور اُس کے بھتیجے سعدون بن علی کو قید کر لیا گیا، پھر سعدون سے چالیس ہزار دینار پر، اور محمد کے دونوں بھتیجے عبداللہ واحمد سے کچھ اوپر تیس ہزار دینار پر مصالحہ ہو گیا، واصلات اور مصادرہ میں ان سب کی جائدادیں ضبط ہو گئیں،

اسی سال متوکل نے محمد بن فضل جرجرائی کو اپنا کاتب مقرر کیا،

اسی سال متوکل نے چہار شنبہ ۱۷ رمضان کو دیوان خراج (صدر المہامی مال) سے

فضل بن مروان کو معزول کر دیا اور یحییٰ بن خاقان خراسانی کو جو قبیلۂ ازد کے مولیٰ تھے
یہ عہدہ دیا، اسی دن دیوان زمام نفقات (صدر المہامی فینانس) سے ابو الوزیر کو
معزول کر کے ابراہیم بن عباس بن محمد بن صول کو مقرر کیا،
اسی سال متوکل نے اپنے فرزند منتصر کو حرمین اور یمن اور طائف کا والی مقرر کیا،
اور پنجشنبہ ۱۱ ماہ رمضان کو اس کا فرمان نافذ فرمایا،
اسی سال ۶ رجمادی الآخرہ کو احمد بن ابی دواد فالج میں مبتلا ہوئے،
اسی سال میخائیل بن توفیل (قیصر روم) نے اپنی ماں تذورہ (تھیوڈورا) کو سزا
دی، دھوپ میں بٹھایا، پھر خانقاہ میں بھیج دیا، لغیط کو قتل کر ڈالا جس کے ساتھ تذورہ پر
تہمت جوڑی تھی، تذورہ چھ (۶) برس تک حکمراں رہی،
اس سال محمد بن داؤد میر حاج ہوئے،

واقعات سنہ ۲۳۴ھ

اس سال کے واقعات میں محمد بن بعیث بن حلبس کا فرار ہے، جسے قید کر کے
آذربائیجان کے علاقے سے لائے تھے اور محبس میں ڈال دیا تھا،

واقعۂ فرار و مآل کار

اس کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ متوکل اس سال بیمار ہوئے
ابن بعیث کے ہاں ایک شخص تھا جو اُن کی خدمت کیا کرتا تھا
اس کا نام خلیفہ تھا، اُس نے ابن بعیث کو خبر دی کہ متوکل انتقال کر گئے، اس نے ابن بعیث
کے لیے سواریوں کا انتظام بھی کر لیا، نتیجہ یہ ہوا کہ ابن بعیث مع خلیفہ کے جس نے
یہ افواہ اڑائی تھی، اپنے گاؤں "مرند" علاقۂ آذربائیجان میں بھاگ نکلے،
یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ابن بعیث کے دو قلعے تھے ایک کا نام شاہی اور دوسرے
کا یکدر تھا، یکدر بحیرہ کے باہر اور شاہی بحیرہ کے وسط میں تھا، یہ بحیرہ بقدر پچاس
فرسنگ کے سرحد ارمینیہ سے استاق داخرقان تک جو محمد بن رواد کا علاقہ تھا پھیلا ہوا تھا،

ابن البعیث کا قلعہ شاہی محکم و استوار تھا جس کے چاروں طرف ٹھہرے ہوئے پانی کی خندق تھی، اطراف مراغہ و ارمیہ تک جو لوگ جاتے یہیں سے سوار ہوتے، اس بحیرہ میں نہ مچھلی ہے نہ اور کوئی خیر و خوبی ہے،

بیان کیا جاتا ہے کہ ابن البعیث، اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کی قید میں تھے، بغا شرابدار نے سفارش کی، تقریباً تیس ضامن لیے جن میں محمد بن خالد بن یزید بن مزید شیبانی بھی تھے، (اس شفاعت و ضمانت نے ابن البعیث کو رہائی دلائی) سامرا میں آتے جاتے رہتے، وہاں سے مرند بھاگ گئے، سامان رسد جمع کر لیا، مرند میں پانی کے چشمے پہلے سے موجود تھے، شہر پناہ کے کمزور حصوں کی مرمت کرائی، ہر سمت کے فتنہ انگیز قبیلہ ربیعہ وغیرہا کے افراد پہنچ گئے اور تقریباً دو ہزار دو سو کی جمعیت ہوگئی،

آذربائیجان کے والی (گورنر) محمد بن حاتم بن ہرثمہ تھے، ابن البعیث کے طلب کرنے میں انھوں نے کوتاہی کی، متوکل نے اس تقصیر کی بنا پر حمدویہ بن علی بن فضل سعدی کو آذربائیجان کا والی مقرر کیا اور سامرا سے ان کو ڈاک پر وہاں بھیجا،

حمدویہ نے وہاں پہنچ کر لشکر اور رضاکار (شاکریہ) جمع کیے اور جس نے خدمت خلافت قبول کی سب کو ساتھ لیا، دس ہزار کی جمعیت ہوگئی، اب ابن البعیث پر چڑھائی کی اور شہر مرند میں ابن البعیث کو پناہ لینے پر مجبور کر دیا،

یہ شہر دو فرسنگ دور میں ہے، اس کے اندر بہت سے باغ ہیں، باہر جہاں تک دور ہے درخت ہی درخت ہیں، البتہ دروازوں کے سامنے جگہ چھوٹی ہوئی ہے، حالت محاصرہ میں جو سامان درکار ہے ابن البعیث نے سب فراہم کر لیا، پانی کے چشمے موجود ہی تھے،

محاصرۂ مرند کو مدت دراز گزری تو متوکل نے زیرک ترک کو دو لاکھ ترک سواروں کے ساتھ بھیجا، زیرک نے (نادانی سے) کچھ نہ کیا، متوکل نے عمر بن سیسل بن کال کو نو ہزار (۹۰۰۰) شاکری سپاہ کے ساتھ روانہ کیا، اس سے بھی کچھ کام نہ نکلا،

اب متوکل نے بغا شرابدار کو چار ہزار سپاہ کے ساتھ بھیجا جس میں ترک و شاکری و مغربی سپاہی تھے،

حمدویہ بن علی اور عمر بن سیسل اور زیرک نے چڑھائی کر کے شہر کے ارد گرد تقریباً ایک لاکھ درخت کٹوا دیے، بیس منجنیقیں شہر پر نصب کرا دیں اور شہر کے بالمقابل ایسی

گڑھیاں بنالیں جن میں کچھ دیر آرام لے سکیں،

ایسی ہی اور اتنی ہی منجنیقیں ابن بعیث نے بھی نصب کرادیں، جو دیہاتی (وحشی) ساتھ تھے وہ ایسی سنگباری کرتے تھے کہ کوئی شہر پناہ کے پاس تک نہ پھٹک سکتا تھا، اس جنگ میں سلطنت کی طرف سے آٹھ مہینے میں تقریباً سو آدمی (۱۰۰) قتل اور تخمیناً چار سو (۴۰۰) زخمی ہوئے، ابن بعیث کی طرف بھی یہی حساب رہا،

حمدویہ و عمرو زیرک روزانہ صبح و شام گرم جنگ رہتے، ابن بعیث کی فوج والے (دروازہ شہر تو بند رکھتے مگر) دیوار پر رسیوں سے لٹک لٹک کے نیچے اترتے اور تیر و کمان سے جنگ کرتے، جب خلافت کی فوجیں حملہ کرتیں تو دیوار کی پناہ میں آجاتے، کبھی کبھی ایک دروازہ بھی کھول دیتے جسے باب الماء (پانی کا دروازہ) کہتے تھے، اس دروازے سے طیار نکلتے اور لڑ بھڑ کے لوٹ جاتے،

بغا شرابدار جب مرند کے قریب پہنچا تو جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے عیسیٰ ابن شیخ ابن سلیل شیبانی کو ابن بعیث اور متعلقین ابن بعیث کے لیے امان نامے دے کے بھیجا کہ امیر المومنین کے زیر فرمان حاضر ہو جائیں ورنہ جنگ ہوگی اور فتح ہونے پر ان میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑیں گے، البتہ جو فرماں برداری کی نیت سے حاضر ہوگا اس کو امان ملے گی،

عام طور پر جو لوگ ابن بعیث کے ساتھ تھے وہ قبیلۂ ربیعہ کے تھے اور عیسیٰ ابن شیخ ہی کی قوم کے لوگ تھے، امان پا کر ان میں سے بکثرت آدمی رسیوں سے لٹک کے اتر آئے، ابن بعیث کا بہنوئی ابو الاغر بھی اتر کے حاضر ہو گیا، اسی ابو الاغر کا بیان ہے کہ اس کے بعد لوگوں نے شہر کا دروازہ کھول دیا، حمدویہ و زیرک کی جماعت اندر آگئی، ابن بعیث اپنے گھر سے بھاگ نکلے، چاہتے تھے کہ کسی دوسرے رخ سے نکل جائیں، لشکر کا ایک دستہ دوچار ہو گیا، ابن بعیث کا ارادہ تھا کہ ایک نہر کی راہ لیں جہاں پن چکی چلتی تھی اور وہیں روپوش ہو جائیں، تلوار اس وقت بھی گردن میں حمائل تھی، اسی حالت میں پکڑے گئے اور سپاہیوں نے ان کا گھر لوٹ لیا، ان کے ساتھیوں کے گھر غارت کیے اور شہریوں کے بھی چند گھر لٹے، اسی کے بعد منادی ہوئی کہ جو لوٹے گا، غارتگری کرے گا خلافت اس سے بری الذمہ ہے (یعنی ایسا شخص شرع و قانون کی حفاظت سے خارج سمجھا جائے گا اور اس کی جان اور اس کا

مال غیر محفوظ ہوگا) ابن لعیث کی دو بہنیں، تین بیٹیاں، ایک خالہ اور باقی لونڈیاں گرفتار ہوئیں، تیرہ حرم حکومت کے قبضے میں آئیں، قابل تذکرہ سرگروہوں میں سے تقریباً دوسو آدمی پکڑے گئے اور باقی بھاگ گئے،

دوسرے دن بغا شرابدار کا لشکر بھی پہنچ گیا، اور اب پھر منادی ہوئی کہ خبردار غارتگری نہ ہونے پائے،

بغا نے یہ فتح اپنے نام سے لکھ بھیجی،

اسی سال جمادی الاولیٰ میں متوکل سامرا سے نکل کے مدائن گئے،

اس سال ایتاخ نے (میر حاج کی حیثیت میں) حج کیا، اس کا سبب یہ ہوا!

واقعۂ ایتاخ

بیان کیا جاتا ہے کہ ایتاخ، سلام ابرش کا کھانا پکانے والا خزری غلام تھا، معتصم نے اس کو سنہ ۱۹۹ میں خرید لیا، ایتاخ میں مردمی وشکوہ کی شان تھی، پہلے معتصم نے اور پھر واثق نے اس کو سربلندی بخشی حتیٰ کہ سلطنت کے بہت سے کام اسی کو تفویض ہوئے،

سامرا بھر کی خانہ داری کا سامان فراہم رکھنے کی خدمت معتصم نے اس کو سپرد کی جس میں اسحاق بن ابراہیم بھی اُس کے شریک خدمت تھے، اس کام پر ایک نائب ایتاخ کی طرف سے اور ایک اسحاق کی طرف سے مامور تھا،

معتصم یا واثق جسے قتل کرنا چاہتے وہ ایتاخ ہی کے ہاں قتل ہوتا اور اسحاق ہی کے ہاتھوں پابزنجیر کیا جاتا، انھی مقتولین ومحبوسین میں محمد بن عبد الملک الزیات، اور مامون کی اولاد جو سنارس سے تھی، اور صالح بن عجیف وغیرہم تھے،

متوکل خلیفہ ہوئے تو ایتاخ اپنے پورے مراتب ومناصب پر فائز تھے، لشکر، جماعت مغاربہ، ترک موالی، ڈاک، حجابت، داروغگی دار الخلافت، سب انھیں کے ہاتھ میں تھی،

استقرار خلافت کے بعد متوکل ایک مرتبہ نواح قاطول میں سیر وتفریح کو نکلے، شب میں نبیذ پی اور ایتاخ کے ساتھ بدسلوکی کی، ایتاخ نے اُن کو قتل کر ڈالنا چاہا، لیکن جب صبح ہوئی اور ماجرائے شبینہ بیان کیا گیا تو متوکل نے معذرت کی، ایتاخ کو گلے لگا لیا اور کہا:

تو میرا باپ ہے، تو نے مجھے پالا ہے،
متوکل جب سامرا گئے تو ایتاخ نے بارگاہ خلافت میں ایک شخص کو خفیہ مامور کیا
جس نے خلیفہ کو مشورہ دیا کہ ایتاخ حج کو جانا چاہتا ہے، اجازت دی جائے،
یہ اجازت مل گئی اور اس پر اضافہ یہ ہوا کہ ایتاخ جس جس شہر سے (دوران سفر حج میں)
گذریں اُن شہروں کی حکومت بھی انہیں کے ذمے ہے، خلعت دیا گیا اور (رخصت کے وقت)
تمام سرداران لشکر مشایعت کو نکلے، شاکری اور سران سپاہ اور غلامان درگاہ، بہتیرے لوگ
ساتھ ہوئے، خاص اپنے خدم وحشم مزید برآں،
ایتاخ جب چلے گئے تو عہدۂ حجابت وصیف کو عطا ہوا، یہ واقعہ شنبہ ۱۸،
ذی القعدہ کا ہے،
یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ قصہ سنہ ۲۳۴ کا ہے، اور متوکل نے وصیف کو ۱۸ ذی الحجہ
سنہ ۲۳۳ کو حجابت دی تھی،
اس سال کے امیر حاج محمد بن داؤد بن موسیٰ بن عیسیٰ تھے،

واقعات سنہ ۲۳۵ھ

اس سال جو نئے واقعات (احداث) پیش آئے اُن میں ایک واقعہ ایتاخ کا
قتل ہے، اس کی کیفیت یوں ہے،
یہ بیان خود ایتاخ کی زبانی ہے:

قتل ایتاخ

ایتاخ جب مکے سے عراق واپس ہوئے تو متوکل نے اُن کے پاس سعید
ابن صالح حاجب کو خلعت وسوغات دے کے بھیجا اور حکم دیا کہ کوفے میں یا
اور کہیں راستے میں ایتاخ سے ملیں،
متوکل نے پہلے ہی سے اپنے کوتوال بغداد کو ایتاخ کے متعلق حکم دے رکھا تھا،
ابراہیم بن المدبر کا بیان ہے کہ میں اسحاق بن ابراہیم کے ساتھ (استقبال کو) نکلا،

یہ اُس وقت کی بات ہے جب ایتاخ بغداد کے قریب آ چکے تھے اور چاہتے تھے کہ رو د فرات کا راستہ اختیار کر کے انبار جائیں، اور وہاں سے سامرا پہنچیں،

اسحاق بن ابراہیم نے ایتاخ کو لکھا کہ : اللہ امیر المومنین کی عمر دراز کرے انھوں نے فرمایا ہے کہ تو (یعنی ایتاخ) پہلے بغداد جائے وہاں بنی ہاشم اور سرداران جمہور تیرا استقبال کریں، خزیمہ بن خازم کے محل میں تو اُن کے لیے دربار کرے اور اُنھیں جائزے دے،

ابراہیم کہتے ہیں کہ ہم نکل کے یاسریۃ پہنچ چکے تھے، اسحاق نے پل کو سپاہیوں اور شاکریوں سے بھر دیا تھا"

یاسریہ میں ایک صُفّہ بچھا تھا جس پر خود بیٹھتے تھے، لوگوں کے کہنے سے معلوم ہوا کہ ایتاخ قریب آ گئے، اسحاق سوار ہو کر استقبال کو چلے، ایتاخ سے جب نگاہ روبرو ہوئی تو اسحاق اُترنے کے لیے جھکے، ایتاخ نے قسم دی کہ : نہ اُتریں،

ایتاخ کے ساتھ تین سو حشم اور غلام تھے، سفید قبا پہنے ہوئے، گردن میں تلوار حائل تھی،

دونوں ساتھ چلے، پُل کے پاس پہنچے تو اسحاق آگے بڑھ گئے اور پُل کو عبور کر کے خزیمہ بن خازم کے دروازے پر کھڑے ہو گئے، اور ایتاخ سے کہا:

اللہ امیر کو صلاح (و فلاح) عطا فرمائے، اندر چلیں،

ایتاخ کا جب کوئی غلام پُل پر سے گزرتا تو پل کے موکل اُس کو آگے بڑھا دیتے، حتّٰی کہ ایتاخ فقط اپنے غلامان خاص کے ساتھ رہ گئے اور سامنے کچھ لوگ آ گئے،

خزیمہ کا محل ایتاخ کے لیے آراستہ ہو چکا تھا، اسحاق پیچھے رہ گئے اور حکم دیدیا کہ محل میں ایتاخ کے تین چار غلاموں سے زیادہ نہ جانے پائیں، دروازوں پر پہرے بٹھا دیے گئے، نہر کے کنارے کے رخ سے حفاظت کا حکم ہوا، محل میں جتنی سیڑھیاں تھیں سب توڑ دی گئیں،

ایتاخ کا اندر آنا تھا کہ پیچھے سے دروازہ بند ہو گیا، دیکھا تو فقط تین چھوکرے ساتھ ہیں، اُس وقت ایتاخ کی زبان سے نکلا : آخر کر گزرے،

ایتاخ اگر بغداد میں نہ پکڑے گئے ہوتے تو گرفتار کرنا ممکن نہ ہوتا، سامرا پہنچ جاتے اور اپنی جمعیت سے تمام مخالفوں کو قتل کر ڈالنا چاہتے تو یہ بھی کر سکتے تھے،

رات ہونے کو تھی کہ کھانا لایا گیا جسے ایتاخ نے کھا لیا،

دو تین دن اسی طرح گزرے تھے کہ اسحاق خود ایک کشتی میں سوار ہوئے اور دوسری کشتی ایتاخ کے لیے طیار کر کے سوار ہونے کو پیغام بھیجا، اور حکم دیا کہ ایتاخ کی تلوار لے لی جائے لوگوں نے اسحاق کو کشتی میں سوار کرایا، کچھ مسلح آدمی ساتھ کر دیے، اس سفر کے بعد اسحاق اپنے گھر پہنچے، ایتاخ بھی کشتی سے اُتار کر اسحاق کے گھر کے ایک گوشے میں لائے گئے، یہاں قید ہوئے اور لوہے کی بھاری وزنی زنجیر گردن اور دونوں پاؤں میں ڈال دی گئی،

ایتاخ کے دونوں بیٹے منصور اور مظفر، اور دونوں کاتب (سکرٹری) سلیمان بن وہب اور قدامہ بن زیاد نصرانی بغداد لائے گئے، سلیمان تو (ایتاخ کی جانب سے) سرکاری خدمت پر مامور تھے اور قدامہ ایتاخ کی ذاتی جائداد سے متعلق تھے، بغداد میں دونوں قید ہوئے اور دونوں پر مار پڑی،

قدامہ مسلمان ہو گئے،

منصور اور مظفر بھی قید کر لیے گئے،

اسحاق کے آزاد غلام ترک کا بیان ہے کہ ایتاخ جس گھر میں قید تھے میں اُس کے دروازے پر کھڑا تھا، ایتاخ نے مجھے آواز دی ؛

ترک ؛

میں نے پوچھا : ابو منصور! کیا چاہیئے؟

ایتاخ نے کہا : امیر (اسحاق) کو سلام کہنا اور پھر کہنا کہ تجھے معلوم ہے کہ معتصم اور واثق تیرے معاملے میں مجھے کیا حکم دیتے تھے اور میں کیونکر اس کے ضرر سے تجھے حتی الوسع بچاتا تھا اب تیری جانب سے اس کا فائدہ مجھے ملنا چاہیئے، مجھ پر تکلیف و آرام کے سب ہی وقت گزر چکے ہیں، مجھے تو اچھے کھانے پینے کی پروا نہیں، لیکن یہ دونوں لڑکے (منصور و مظفر) آرام میں پلے ہیں اور تکلیف کو جانتے بھی نہیں، اُن کے لئے کچھ شوربا گوشت اور کچھ کھانے کی شے مقرر کر دے،

ترک کا بیان ہے کہ اسحاق کی نشستگاہ کے دروازے پر میں جا کھڑا ہوا،

اسحاق نے پوچھا : ترک؛

کیا ہے تو کچھ کہنا چاہتا ہے؟

عرض کی: ہاں، مجھ سے اسحاق نے یہ باتیں کی ہیں،

اسحاق کا راتب ایک روٹی اور ایک کوزۂ آب تھا، لڑکوں کے لیے ایک خوان بھیجا جاتا جس میں سات روٹیاں ہوتیں اور بقدر پانچ چلو کے شوربا، اسحاق جب تک جئے یہی راتب قائم رہا، پھر میں نہیں جانتا اُن پر کیا گزری

ایتاخ کی گردن میں اسّی (۸۰) رطل (پونڈ) کا وزنی طوق ڈالا گیا اور ایک بھاری بیڑی پاؤں میں پڑی، چہارشنبہ ۵ جمادی الآخرہ سنہ ۲۳۵ کو وفات پائی،

اسحاق نے ابوالحسن اسحاق بن ثابت بن ابی عباد کو بغداد کی ڈاک کے افسر کو اور قاضیانِ عدالت کو ایتاخ کی لاش دکھائی اور اُن کی شہادت ثبت کرائی کہ لاش پر کسی مار پیٹ کا نشان نہیں نہ اس سے موت واقع ہوئی، مگر مجھ سے میرے بعض شیوخ نے روایت کی کہ پیاس کے مارے ایتاخ مرے، اُن کو کھانا کھلایا گیا، پانی مانگا تو پینے نہ دیا، اسی پیاس میں جان گئی،

ایتاخ کے دونوں لڑکے متوکّل کی زندگی بھر قید رہے، منتصر خلیفہ ہوئے تو دونوں کو رہا کر دیا، مظفّر تو رہا ہونے کے بعد صرف تین ماہ جئے، البتہ منصور بعد بھی زندہ رہے،

واقعۂ ابن بعیث اسی سال بغا شرابدار شوّال میں ابن بعیث کو اُن کے نائب ابوالاغر کو، اُن کے دونوں بھائی صقر اور خالد کو جو امان کے وعدے پر اُتر آئے تھے، اُن کے ایک پوتے کو جس کا نام علاء تھا اور وہ بھی امان ہی کے وعدے پر باہر نکلا تھا، ان سب کو لیے حاضر ہوئے، قیدیوں میں سے تقریباً ایک سو اسّی (۱۸۰) تو صحیح و سالم پہنچے اور باقی پہنچنے سے قبل ہی مر گئے،

یہ لوگ جب سامرّا کے قریب پہنچے تو اونٹوں پر سوار کرائے گئے، لوگ اُن کو دیکھتے، نظارہ کرتے، متوکّل نے ان سب کو قید کرنے کا حکم دیا اور ابن بعیث کو بہت بھاری لوہے کی زنجیر میں مقیّد کیا،

جان بچی علی بن جہم کا بیان ہے کہ محمد بن بعیث کو متوکّل کے پاس لائے تو گردن مارنے کا حکم دیا، ایک نطع پر اُن کو ڈال دیا گیا، جلاد حاضر ہوئے اور ابن بعیث کو آخری موقع دیا گیا، متوکّل نے سختی سے پوچھا:

یا محمد! تجھے اس کرتوت پر کس نے اُبھارا؟

عرض کی: بدبختی نے یا امیر المومنین! تو اللہ اور اس کی مخلوق کے درمیان ایک پھیلی ہوئی رسی ہے (جیسے تمام کر اللہ تک مخلوق پہنچ سکتی ہے) تیرے متعلق میرے دو طرح کے گمان ہیں ان میں پہلا گمان وہی ہے جو تیری شان کے شایاں ہے اور یہ گمان عفو ہے۔ یہ کہہ کے فوراً ایک نظم پڑھی۔

علی کہتے ہیں کہ متوکل نے یہ سن کے میری طرف دیکھا اور فرمایا: یہ باادب ہے۔ میں نے فوراً ابن بعیث سے خطاب کیا کہ تو نے دو شقیں جو پیش کی ہیں ان میں جو بہتر اور اشق ہے اسی کا برتاؤ امیر المومنین تیرے ساتھ برتیں گے اور تجھ پر احسان کریں گے۔ متوکل نے یہ سن کے فرمایا: جا اپنے گھر چلا جا۔

فارسی شاعری

راوی کا بیان ہے کہ مراغہ میں وہاں کے سرداروں کی ایک جماعت نے مجھے ابن بعیث کے فارسی زبان کے اشعار سنائے یہ سب اُن کی قابلیت اور شجاعت، کا تذکرہ کرتے تھے۔

ایک شخص کا بیان ہے کہ ابن بعیث جب متوکل کے حضور میں لائے گئے تو میں اس وقت حاضر تھا ابن بعیث نے وہی باتیں متوکل سے کیں (جو پہلے بیان ہو چکی ہیں) معتز اس وقت اپنے والد متوکل کے پاس بیٹھے ہوئے تھے انھوں نے ابن بعیث کی سفارش کی کہ اسے بخش دیجئے، متوکل نے بخش دیا اور خطا معاف کر دی۔

ابن بعیث جب بھاگے ہیں تو اس وقت ایک نظم کہی تھی۔

بھاگتے وقت ابن بعیث نے گھر میں اپنے تین لڑکے: بعیث، جعفر، حلبس اور لونڈیاں چھوڑی تھیں یہ سب بغداد کے قصر الذہب میں قید کر دیے گئے۔

سامرا میں لائے جانے کے ایک ماہ بعد ابن بعیث نے وفات پائی۔

بغا شرابدار نے ابن بعیث کی وفات کے بعد ابن بعیث کے بہنوئی ابو الاغر کی سفارش کی اُسے رہائی ملی اور اُس کے ساتھ ابن بعیث کی خالہ بھی رہا ہوئی مگر قید سے نکلنا تھا کہ شادی مرگ میں گرفتار ہوئی اور اسی دن مر گئی، باقی سب مقید رہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ابن بعیث کی گردن میں سو رطل کی وزنی زنجیر ڈال دی گئی، مرتے دم تک وہ اس کے بوجھ سے اوندھے منہ کے بھل پڑے رہے۔

ابن بعیث کی گرفتاری کے بعد جتنے لوگ اُن کی ضمانت کے باعث قید تھے

سب رہا ہو گئے، بعض ایسے بھی تھے کہ قید ہی میں مر چکے تھے، باقی عیال و اطفال کو بھی رہائی ملی حلبیس و بعیث و جعفر کو جو ابن بعیث کے بیٹے تھے شاکریوں کی اُس جماعت میں لے لیا گیا جس کے افسر عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان تھے، ان سب کے لیے مدد معاش جاری ہو گئی

امتیاز اہل ذمہ

اسی سال متوکل نے حکم دیا کہ نصاریٰ و اہل ذمہ کے سب کے سب شہد کے رنگ کے طیلسان پہنیں، زنّار باندھیں، ایسے چارجاموں پر سوار ہوں جن میں لکڑی کی کاٹھی ہو، چار جامے کے پیچھے دو گولے بنے ہوں، جو ٹوپیاں پہنیں اُن کا رنگ مسلمانوں کی ٹوپیوں کے رنگ سے جدا ہو اور ان میں دو دو گھنڈیاں ہوں اُن کے غلاموں کے بالا جامے پر دو دو پیوند لگے ہوں جن کا رنگ بالا جامے کے رنگ سے جدا ہو، سامنے ایک پیوند سینے پر ہو اور ایک پیٹھ پیچھے، ہر ایک بقدر چار انگل کے زرد رنگ کا ہو، جو عمامہ باندھے اُس کا رنگ بھی شہد کے رنگ کا ہو، جو عورتیں باہر نکلیں وہ شہد کے رنگ کی ازار پہنے ہوں، غلام زنّار باندھیں، کمر بند (بکلوس) نہ باندھیں،

یہ بھی حکم ہوا کہ ان کے گرجے اور عبادت خانے جو نئے بنے ہوں گرا دیے جائیں (اور جتنے پرانے گرجے ہیں بدستور قائم رہیں) اُن کے گھروں سے عُشر لیا جائے (عُشر: وہ محصول جس میں آمدنی کا دسواں حصّہ لیا جائے) گھر وسیع و فراخ و کشادہ ہو تو اُس کا کچھ حصّہ توڑ کر مسجد بنا دیں، اور اگر مسجد کے قابل نہ ہو تو کھلی جگہ چھوڑ دیں، گھروں کے دروازوں پر شیطان کی تصویریں لکڑی میں کھدی ہوں کہ مسلمانوں کے گھر سے اُن کے گھر جدا نظر آئیں،

یہ بھی ممانعت کر دی کہ دفتروں میں اور سلطنت کے ایسے عہدوں پر جن میں مسلمانوں پر احکام اجرا ہوتے ہوں، نا مسلمانوں سے مدد نہ لی جائے، مسلمانوں کے مکتبوں میں نامسلمانوں کی اولاد تعلیم نہ پائے اور نہ کوئی مسلمان اُن کو پڑھائے شعانین کے تہوار میں صلیب نہ نکالیں، راستے کے کنارے چلا کریں، اُن کی قبریں زمین کے برابر ہوں کہ مسلمانوں کی قبروں کے ساتھ مشابہت نہ رہے،

تمام ممالک میں جتنے عہدہ دار تھے سب کو (اس باب میں) فرمان لکھ بھیجا:

فرمان خلافت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اما بعد اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی عزت و قدرت سے اسلام کو برگزیدہ فرمایا

اپنے لیے اُس کو پسندیدہ ٹھہرایا، ملائکہ کو اُس سے عزّت دی، اپنے پیغمبروں کو اسی کے لیے مبعوث کیا، اپنے دوستوں کو اُس سے تائید بخشی، اُس کو تمام مذہبوں پر غالب بنایا، ہر طرح کے شبہات سے اُس کو بچایا، بہترین خوبیوں سے اُس کو نوازا، نہایت پاکیزہ شریعت اُس کو دی، بہت ہی شریفانہ فرائض اُس کے لیے مقرر کیے، سب سے منصفانہ احکام اور سب سے اچھے اعمال اس کے لیے مخصوص کیے، اہل اسلام کو حلال و حرام کی بزرگی دی، شرائع و احکام و حدود و مناہج واضح کیے، فرمایا:

اللہ تم کو عدل و احسان اور قرابتدار کے ساتھ سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے اور بےحیائی اور برائی اور سرکشی سے روکتا ہے، وہ تمھیں نصیحت کرتا ہے، شاید تم یاد رکھو،

بُرے کھانے پینے اور بُرے نکاح سے بچانے اور پاک رکھنے کے لیے فرمایا:

تم پر مردار اور خون، اور سور کا گوشت، اور جو بجائے اللہ کے دوسرے کے لیے نامزد ہو اور جس کا گلا گھونٹا گیا ہو، یہ سب حرام ہے۔ الی آخرہ الآیۃ،

معاندین سے اپنے دین کی حفاظت اور اپنے برگزیدہ بندوں پر اپنے اتمام نعمت کے لیے فرمایا:

آج کفار تمھارے دین سے ناامید ہو گئے، اب اُن سے نہ ڈرو، مجھ سے ڈرو،
آج میں نے تمھارے لیے دین کو مکمل کر دیا
تم پر تمھاری مائیں اور بیٹیاں حرام ہوئیں،
شراب، اور قمار، اور انصاب اور ازلام، ناپاک شیطانی کام ہیں،

ان ہدایات سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر مشرکین کے ماکولات میں سے وہ کھانے جو نہایت نجس تھے، مشروبات میں سے وہ شرابیں جو دشمنی اور بغض پیدا کرنے والی اللہ کی یاد اور نماز سے باز رکھنے والی تھیں، مناکحات میں سے جو بہت ہی برے اور ارباب عقل سلیم کے نزدیک بھی حرام ہونے کے لائق تھے، سب حرام کر دیے،

مسلمانوں کو محاسن اخلاق و فضایل و کرامات عطا فرمائے، اہل ایمان و امانت و فضل و حرمت باہمی یقین و صدق بنایا، اُن کے دین کو آپس میں کٹ مرنے، پیدا ہونے، جوش بے محل و تکبر و خیانت و غدر سے آپس میں سرکشی کرنے سے، ایک دوسرے پر ظلم سے بچایا، پہلی بات کا حکم دیا اور دوسری سے منع فرمایا، ایک کے لیے وعدہ کیا اور دوسرے کی وعید کی، اس کے لیے بہشت و ثواب، اُس کے واسطے دوزخ و عذاب،

اللہ نے مسلمانوں کے لیے جس دین حق کو پسند فرمایا ہے اُس کی بنا پر پاکیزہ شریعت کی بنا پر پسندیدہ و پاک احکام کی بنا پر روشن دلیل کی بنا پر اور اس بنا پر کہ حلال و حرام کو جدا جدا کر کے اللہ نے اُن کے دین کو پاک و صاف کر دیا ہے، تمام دوسرے ادیان و ملل پر وہی غالب آنے والے ہیں،

امیر المومنین کی رائے یہ قرار پائی ہے کہ ممالک محروسہ میں جہاں کہیں جتنے اہل ذمہ ہیں سب کے طیلسان شہد کے رنگ کے ہوں، جن کو طیلسان کی توفیق نہ ہو وہ تقریباً ایک بالشت مربع کا اپنے آگے پیچھے ایک ایک پیوند لگالیں اور اس میں کچھ پیش و پس نہ کریں، ٹوپیوں میں گھنڈیاں لگائیں جن کے رنگ ٹوپیوں سے الگ ہوں، یہ گھنڈیاں اُبھری رہیں، ہر حالت میں محسوس ہوا کریں، چار جاموں میں کاٹھی ہو اور قربوس پر اُبھرے ہوئے گولے لگے ہوں جن کو دیکھنے والے بے تامّل دیکھ سکیں، غلام اور لونڈیاں بجائے کمر بند کے زنار باندھیں، جو اس کے خلاف کرے اُس کو سزا دی جائے،

امیر المومنین اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اپنے بندے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے، وہ کریم و رحیم ہے،

بخط ابراہیم بن عباس، بتاریخ شوال۔ سنہ ۲۳۵،

علی بن جہسم نے اس باب میں ایک نظم لکھی کہ عسلیات یعنی شہد کے رنگ کے کپڑوں نے اہل حق و اہل باطل میں امتیاز تو پیدا کر دیا مگر عقلمند آدمی کو اس میں زیادتی نہ کرنی چاہیئے کیونکہ ایک طرح کی سرکاری آمدنی کا زیادہ حصہ اہل باطل ہی سے وابستہ ہے،

اس سال سامرا میں ایک شخص ظاہر ہوا جسے محمود بن فرج نیشاپوری کہتے تھے، اُس کا گمان تھا کہ میں ذوالقرنین ہوں،

اس کا ظہور باب کی پھانسی دینے کی جگہ ہوا،

ستائیس (۲۷) آدمی ساتھ تھے ان میں سے دو شخص سامرا کے دروازہ عام میں اور دو آدمی بغداد کے مدینۂ منصور کی مسجد میں نمایاں ہوئے۔ اپنے زعم میں کہتے تھے کہ محمود پیغمبر بھی ہے اور ذوالقرنین بھی،

محمود اور اس کے ساتھی متوکل کے حضور میں لائے گئے تو متوکل نے حکم دیا کہ

ان کو خوب مارو محمود تو اس مار پیٹ کے بعد مر گیا اور اُس کے ساتھی قید ہو گئے،
یہ لوگ نیشاپور سے آئے تھے،
ساتھ کوئی چیز تھی جسے پڑھتے تھے،
اہل وعیال بھی ساتھ تھے،
ان میں ایک بڈھا تھا جو محمود کے نبی ہونے کی گواہی دیتا تھا کہ اُس پر وحی
آتی ہے اور جبریل یہ وحی لاتے ہیں،
محمود کو سو (۱۰۰) تازیانے مارے گئے، تب بھی اس نے اپنی نبوت سے انکار
نہ کیا، بڈھا کہ اُس کی پیمبری کی گواہی دیتا تھا، چالیس (۴۰) ہی درّے کھانے پایا تھا کہ
کہ اس کی پیمبری سے منکر ہو گیا،
محمود کو وہاں لے گئے، جہاں دروازہ عام تھا، یہاں اُس نے بھی اپنی
تکذیب کی، بڈھے نے اعلان کیا کہ محمود نے مجھے فریب دیا تھا، اور سپاہیوں سے
فرمائش کی کہ اُسے تپانچے لگائیں، سب نے دس دس تپانچے مارے،
ایک مصحف ملا جس میں کچھ باتیں جمع کی تھیں، کہتا تھا کہ یہ میرا قرآن ہے،
جبریل اسے میرے پاس لاتے ہیں،
اسی سال کے چہار شنبہ ۳۔ ذی الحجہ کو وہ مر گیا اور جزیرے میں دفن کیا گیا،
اسی سال متوکل نے اپنے تینوں فرزندوں کے لیے بیعت لی،
(۱) محمد، ان کو منتصر کا خطاب دیا،
(۲) ابو عبد اللہ، یہ قبیحہ کے بطن سے تھے، نام میں اختلاف ہے، کوئی محمد
کہتا ہے، کوئی زبیر، ان کو معتز کا خطاب دیا،
(۳) ابراہیم، ان کو مؤید خطاب دیا،
اس بیعت کے ذریعے سے یہ تینوں (یکے بعد دیگرے) ولی عہد خلافت ہوئے،
یہ واقعہ شنبہ، ۲۔ ذی الحجہ کا ہے، بعض ۲۸۔ ذی الحجہ کہتے ہیں،
ہر ایک کو دو دو پرچم دیے، ایک سیاہ کہ ولیِ عہد کا نشان تھا، دوسرا سفید کہ
نشان حکومت تھا، ہر ایک کو اتنے علاقوں کی حکومت دی جس کا ابھی ذکر ہوتا ہے،
محمد المنتصر کو یہ علاقے دیے،

(۱) افریقیہ (۲) بلاد مغرب، تمام و کمال، عریش مصر سے جہاں تک مغرب میں خلافت عباسیہ کا دائرہ وسیع تھا (۳) جند قنسرین (۴) عواصم (۵) شام کے سرحدی علاقے (۶) جزیرے کے سرحدی علاقے (۷) دیار مضر (۸) دیار ربیعہ (۹) موصل (۱۰) ہیت (۱۱) عانات (۱۲) خابور (۱۳) قرقیسیا (۱۴) کورۂ باجرمی (۱۵) کورۂ تکریت (۱۶) طساسیج سواد (۱۷) کور دجلہ (۱۸) حرمین (۱۹) عک (۲۰) حضرموت (۲۱) یمامہ (۲۲) بحرین (۲۳) سندھ (۲۴) مکران (۲۵) قندابیل (۲۶) فرج بیت الذہب (ملتان)، (۲۷) کور اہواز (۲۸) سامرا کے غلہ خانے (۲۹) ماہ کوفہ (۳۰) ماہ بصرہ (۳۱) ماسبذان (۳۲) مہرجان قذق (۳۳) شہرزور (۳۴) درآباذ (۳۵) صامغان (۳۶) اصبہان (۳۷) قم (۳۸) قاسان (کاشان) (۳۹) قزوین (۴۰) (۴۱) علاقۂ کوہستان اور اس کے متعلق جائدادیں (۴۲) بصرے کے صدقات عرب،

معتز کو یہ علاقے دیے:

(۱) کور خراسان و متعلقات (۲) طبرستان (۳) رے (۴) ارمینیہ (۵) آذربیجان (۶) کور فارس،

سنہ ۲۴۰ میں تمام ممالک محروسہ میں جس قدر بیت المال تھے ان سب کی خزانہ داری اور دار الضرب کا انتظام بھی معتز کو عنایت کیا اور حکم دیا کہ اُن کے نام کا سکہ (درم) ضرب ہو،

مؤید کو یہ علاقے دیے:

(۱) جند دمشق (۲) جند حمص (۳) جند اردن (۴) جند فلسطین،

ابو الغصن اعرابی نے اس باب میں ایک نظم کہی جس کا ترجمہ یہ ہے:

بیشک مسلمانوں کے جلیل القدر والی محمد پھر ابو عبد اللہ

پھر ابراہیم ذلت سے دور رہنے والے ہیں اللہ کے خلفا میں برکت ہو

متوکل نے ان کے متعلق ایک معاہدہ (یا وصیت نامہ) بھی لکھوا دیا جس کی نقل یہ ہے:

خلافت نامہ	یہ ایک معاہدہ ہے جسے عبد اللہ جعفر امام متوکل علی اللہ

امیر المومنین نے لکھا ہے۔ جو کچھ اس معاہدے میں ہے اُس کے متعلق اپنی ذات پر اللہ کو اور اپنے حاضرین اہل بیت کو اور اپنے گروہ کو اور اپنے سرداروں کو اور اپنے قاضیوں کو اور اپنے مددگاروں کو اور اپنے فقہا کو اور دوسرے مسلمانوں کو گواہ بنا دیا۔ محمد المنتصر باللہ اور ابو عبداللہ المعتز باللہ اور ابراہیم المؤید باللہ فرزندان امیر المومنین کے لیے اپنی ذاتی رائے اور پوری صحت بدنی اور اجتماع فہم سے ان امور کو اختیار کرنے کے لیے جن کی اُسے اطلاع ملی اس (معاہدہ) کے ذریعے سے اپنے رب کی طاعت اور اپنی رعیت کی سلامت اور اس کی استقامت اور اُس کی قبول طاعت اور اُس کے کلمے کی وسعت اور اُس کی باہمی صلاح حاصل کرنے کے لیے (یہ معاہدہ کیا گیا) اور یہ (معاہدہ) ذی الحجہ ۲۳۵ھ میں ہوا (جس نے) محمد المنتصر باللہ بن جعفر الامام المتوکل علی اللہ امیر المومنین کی طرف سے امیر المومنین کی حیات میں مسلمانوں کی ولی عہدی اور امیر المومنین کے بعد اُن کی خلافت (منتقل کر دی) اور اُسے اللہ کے تقوے کی ہدایت کر دی جو اُس شخص کے لیے پناہ ہے کہ اُس سے پناہ حاصل کرے اور اُس کی نجات ہے جو اُس کی طرف پناہ کے لیے آئے اور اُس کی عزت ہے جو اُسی پر کفایت کرے کیونکہ اللہ کی طاعت ہی سے نعمت تام حاصل ہوتی ہے اور وہی اللہ کی رحمت کو واجب کرتی ہے اور اللہ بڑا مغفرت کرنے والا مہربان ہے۔

عبداللہ جعفر الامام المتوکل علی اللہ امیر المومنین نے بعد المنتصر باللہ ابن امیر المومنین کی خلافت کو ابو عبداللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین کی طرف منتقل کر دیا پھر بعد ابو عبداللہ المعتز باللہ بن امیر المومنین کی خلافت کو ابراہیم المؤید باللہ ابن امیر المومنین کی طرف (منتقل کر دیا) عبداللہ جعفر الامام المتوکل علی اللہ امیر المومنین نے اپنے دونوں فرزندوں ابو عبداللہ المعتز باللہ اور ابراہیم المؤید باللہ پر محمد المنتصر باللہ فرزند امیر المومنین کی طاعت و سماعت اور نصیحت اور اتباع اور اُس کے دوستوں کی محبت اور دشمنوں کی عداوت ظاہر اور باطن میں غضب و رضا میں۔ سلوک نہ کرنے اور سلوک کرنے کی حالت میں اور اُس کی بیعت کو مضبوط پکڑنا اور اُس کے عہد کو پورا کرنا اس طرح (فرض) کیا کہ کوئی فریبی انھیں اُس کا باغی نہ بنانے پائے اور نہ کوئی دغا بازی انھیں اُس سے برگشتہ کرنے پائے

اور نہ وہ دونوں اُس کے خلاف کسی دشمن کی مدد کریں اور وہ دونوں بغیر اُس کے تنہا
کوئی ایسا کام نہ کریں جس میں اُس کی شکست ہو جو امیر المومنین نے اپنی حیات میں اپنی
ولی عہدی اور اپنے بعد اپنی خلافت اُس کی طرف منتقل کی ہے
عبداللہ جعفر الامام المتوکل علی اللہ امیر المومنین نے محمد المنتصر باللہ
ابن امیر المومنین پر اُس عقد کی وفا فرض کی جو اُس نے فرزندان امیر المومنین ابو عبداللہ
المعتز باللہ اور ابراہیم المؤید باللہ کے لیے کیا۔ اور اُس عہد کی جو اُس نے ان دونوں
کے لیے محمد المنتصر باللہ ابن امیر المومنین سے اُس کے بعد کی خلافت کے متعلق اور
یہ کہ ابراہیم المؤید باللہ ابن امیر المومنین بعد ابو عبداللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین کے
خلیفہ ہے، اور (اُسی متوکل نے منتصر پر) اس (معاہدے) کا اتمام (فرض کیا اور یہ کہ)
نہ وہ دونوں کو معزول کرے اور نہ کسی ایک کو، اور نہ سوائے ان دونوں کے اور
نہ سوائے ان دونوں میں سے کسی ایک کے وہ کسی سے بیعت نہ لے نہ اپنے کسی
لڑکے کے لیے، اور نہ مخلوق میں سے کسی اور کے لیے، اور نہ ان دونوں میں سے مقدم کو،
مؤخر کرے اور نہ مؤخر کو مقدم کرے اور نہ اُن دونوں کے یا دونوں میں سے کسی ایک کے
ان اعمال (اختیارات) میں کچھ کمی کرے جن پر عبداللہ جعفر الامام المتوکل علی اللہ امیر المومنین نے
اُن دونوں کو اور اُن دونوں میں سے ہر ایک کو ولی بنایا ہے،
جن اعمال پر دونوں کو والی بنایا وہ یہ ہیں: صلاۃ، معاون، قضا، مظالم، خراج،
ضیاع، غنیمت، صدقات، اور ان دونوں کے اعمال کے حقوق وغیرہ، اور جو
ہر ایک کے عمل (اختیار) میں ہے، (وہ یہ ہے)
برید (یعنی ڈاک) انتظام بیت المال کی خازنی، اور معادن، اور تمام دار الضرب،
اور وہ تمام اعمال جنھیں امیر المومنین نے دونوں کی جانب منتقل کر دیا یا آئندہ
اُنھیں کرے گا اور نہ ان دونوں میں سے کسی کے علاقے سے کوئی قائد (سردار لشکر) اور
لشکر، اور شاکریہ اور آزاد کردہ غلام اور (خدمت کے) غلام وغیرہم منتقل کرے، اور
اس کی جائداد اور جاگیر اور بقیہ اموال اور ذخائر اور اُن تمام اشیا میں سے جو اُس کے
قبضے میں ہوں یا اُنھیں اُس نے جمع کیا ہو اور اُس کا قبضہ ہو خواہ وہ از قسم چارپایہ قدیم
ہوں یا جدید، اور خواہ وہ اشیا قدیم ہوں یا جدید اور تمام وہ اشیا جو اپنے لیے حاصل کرے

یا اُس کے لیے حاصل کی جائیں اُن میں کسی طرح کی کمی نہ کرے، اور اُس کے کسی عامل اور کاتب اور قاضی اور خادم اور وکیل اور ساتھی اور اُس کے تمام متعلقین کو مناظرہ یا محاسبہ (ادار وگیر) سے یا اس کے علاوہ کسی اور طریقے یا تدبیر سے نہ روکے اور نہ ناانصافی کرے اور نہ حائل ہو،

امیر المومنین نے اُن دونوں کے لیے جس عقد و عہد کو مؤکد و مضبوط کر دیا ہے اُسے کسی ایسی بات سے فاسد نہ کرے جو اس عقد کو اپنی جہت سے ہٹا دے یا اُسے اُس کے وقت سے موخر کر دے، یا اُس میں سے کسی امر کو توڑ دے

عبداللہ جعفر المتوکل علی اللہ امیر المومنین نے ابوعبداللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین پر اگر اُسے محمد المنتصر باللہ کے بعد خلافت پہنچے ابراہیم المؤید باللہ ابن امیر المومنین کے لیے مثل اُنھیں شرائط کے مقرر کر دیں جو محمد المنتصر باللہ امیر المومنین پر مقرر کی ہیں مع تمام اُن امور کے جن کا ذکر کر دیا گیا اور جو اس عہدنامے میں بیان کر دیئے گئے اور جیسا کہ بیان کر دیا گیا اور واضح کر دیا گیا اور مع اس کے کہ ابراہیم المؤید باللہ ابن امیر المومنین پر ابوعبداللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین کے ساتھ اُس عہد خلافت کی وفا فرض کر دی ہے جیسے امیر المومنین نے کیا ہے اور اس کا مان لینا خوشی سے اُسے اپنے لیے نافذ سمجھ کر اُس میں حق اللہ کو اپنے اوپر مقدم جان کر اور اُس کا جو امیر المومنین حکم دے (فرض کر دیا) اس طرح کہ نہ اس میں خلاف عہد کرے اور نہ اس عہد کو دور پھینک دے اور نہ تبدیل کرے، کیونکہ اللہ نے جس کی بزرگی بہت برتر ہے اور جس کا ذکر عزیز ہے اُس شخص کو اپنی کتاب محکم میں عذاب کی خبر دی ہے جو اُس کے امر کی مخالفت کرے اور اُس کے راستے سے ہٹ جائے، پھر جو شخص اُسے سننے کے بعد بدل دے تو گناہ اُس کا صرف اُنھیں لوگوں پر ہے جو اُسے بدل دیں، بیشک اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے،

علاوہ اس کے ابوعبداللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین کے لیے اور ابراہیم المؤید باللہ ابن امیر المومنین کے لیے محمد المنتصر باللہ پر فرض ہے جس حالت میں کہ وہ دونوں اُس کے سامنے مقیم ہوں یا دونوں میں سے ایک یا دونوں اُس کے پاس سے غائب ہوں، دونوں مجتمع ہوں یا متفرق، حالانکہ ابوعبداللہ المعتز باللہ

ابن امیر المومنین اپنی ولایت خراسان میں اور ان اعمال میں جو اس کے متعلق ہیں اور جو اس کے ساتھ شامل ہیں اس وقت نہیں ہے اور ابراہیم المؤید باللہ ابن امیر المومنین اپنی ولایت شام اور اس کے جنود میں اس وقت نہیں ہے، مگر محمد المنتصر باللہ ابن امیر المومنین پر فرض ہے کہ وہ ابو عبداللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین کو خراسان اور اس کے ان اعمال کی طرف روانہ کرے جو اس کے متعلق اور اس میں شامل ہیں، اور اس کی ولایت اور اس کے کل اعمال (اختیارات) اور اس کے تمام جنود اور اس کے اندر کے تمام دیہات اس کے سپرد کرے جیسا کہ جعفر الامام المتوکل علی اللہ امیر المومنین نے ابو عبداللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین کو والی بنایا، لہٰذا اس (ولایت) سے اسے نہ روکے اور نہ خود اسے روکے اور نہ کبھی ان شہروں میں سے خراسان اور دیہات سے اور اس کے وہ اعمال جو اس کے متعلق ہیں جلد اسے وہاں کا اور وہاں کے تمام اعمال کا والی بنا کر روانہ کرے اس طرح کہ وہ تنہا وہاں کا (مختار ہو) اور وہاں کے تمام اعمال اس کے سپرد ہوں، تاکہ وہ اپنے ماتحت دیہات میں سے جہاں چاہے اترے اور اسے وہاں سے منتقل نہ کرے، اور اس کے ہمراہ ان سب کو روانہ کرے جنہیں امیر المومنین نے اس کے ساتھ شامل کر دیا اور اس کے موالی (آزاد غلاموں)، سرداروں اور شاکریہ[1] اور ساتھی اور کاتب وعامل وخادم اور انسانوں میں سے جو اس کے تابع ہوں مع ان کی بیویوں اور بچوں اور عیال واموال کو اس کے ساتھ کر دے، اور نہ اس سے کسی کو روکے اور نہ اس کے اعمال میں کسی کو شریک کرے اور نہ اس پر کسی امین کو مقرر کرے نہ کاتب کو نہ ڈاک کے افسر کو، اور نہ قلیل میں اس کا ہاتھ روکے نہ کثیر میں، محمد المنتصر باللہ، ابراہیم المؤید باللہ ابن امیر المومنین کو شام اور اس کے لشکروں کی طرف جانے میں آزاد رکھے مع اس جماعت کے جو امیر المومنین نے اس کے ساتھ شامل کر دی اور جو وہ اپنے ساتھ شامل کرے اپنے آزاد کردہ غلاموں اور فوج کے سرداروں اور خادموں اور لشکروں اور شاکریہ اور ساتھیوں اور عاملوں اور خادموں میں سے اور جو لوگ اس کے تابع ہیں مع ان کی بیویوں بچوں اور اموال کے کہ ان میں سے کسی کو نہ روکے اور اس کی (شام) کی ولایت اور اس کے اعمال (اختیارات) اور اس کے لشکر کل کے کل اس کے سپرد کر دے

[1] شاکری: چاکر، چھوکرا، بوا، اس فرقے کی ایک علیحدہ فوج مرتب تھی۔

اور اسے اُن میں سے کسی سے نہ روکے اور نہ خود اُسے روکے اور نہ وہاں کے شہروں میں سے کوئی شہر روکے، جلد اُسے شام اور اُس کے لشکروں پر والی بنا کر روانہ کردے، اور اُسے وہاں سے منتقل نہ کرے اور یہ کہ اس (منتصر) پر اُس کے (مؤید) کے لیے اُن سرداروں اور آزاد کردہ غلاموں اور غلاموں اور لشکروں اور شاکریہ اور دوسری قسم کے لوگوں کے بارے میں اور تمام اسباب و وجوہ میں مثل اسی کے ہے جو محمد المنتصر باللہ ابن امیر المومنین پر ابوعبداللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین کے لیے خراسان اور اُس کے اعمال میں شرائط کی گئی ہے جیسا کہ اُسے لکھ دیا گیا اور بیان کر دیا گیا اور خلاصہ کر دیا گیا اور اس عہد نامے میں واضح کر دیا گیا، اور ابوعبداللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین پر اگر اُسے خلافت پہنچے تو اور ابراہیم المؤید باللہ شام میں مقیم ہو تو فرض ہے کہ وہ اُسے وہاں برقرار رکھے، یا وہ اُس کے سامنے ہو یا اس کے پاس سے غائب ہو تو اُسے اُس کے عمل شام پر روانہ کر دے، اور اُس کے (شام کے) لشکر اور اس کی ولایت اور اُس کے اعمال کل کے کل اُس کے سپرد کر دے اور اُس کو اُس (شام) سے نہ روکے اور نہ اُسے روکے اور نہ اُس سے وہاں کے شہروں میں سے کوئی شہر روکے اور یہ کہ اسے جلد وہاں کا اور وہاں کے اعمال کا والی بنا کر روانہ کر دے مثل اُس شرط کے جو ابوعبداللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین کے لیے محمد المنتصر باللہ ابن امیر المومنین پر خراسان اور اُس کے اعمال کے بارے میں کی گئی، جیسا کہ لکھ دیا گیا اور بیان کر دیا گیا اور اس عہد نامے میں مشروط کر دیا گیا امیر المومنین نے کسی شخص کو جس پر یا جس کے لیے یہ شرطیں کی گئیں محمد المنتصر باللہ اور ابوعبداللہ المعتز باللہ اور ابراہیم المؤید باللہ فرزندان امیر المومنین میں سے کسی کو یہ اختیار نہیں دیا کہ جو کچھ ہم نے اس عہد نامے میں مؤکد کر دیا اور مشروط کر دیا اُس میں سے کچھ کم کر دے اور ان سب پر اس کا پورا کرنا واجب ہے، اللہ قبول نہ کرے گا اُن سے مگر یہی، اور نہ کوئی تمسک مگر جس میں اللہ کا عہد ہو، اور اللہ کے عہد کی باز پرس ہوگی، جعفر الامام المتوکل علی اللہ امیر المومنین نے اللہ رب العٰلمین اور حاضرین مسلمین کو ان تمام شرائط پر جو اس عہد نامے میں ہیں اپنی جانب سے اُن کے محمد المنتصر باللہ اور ابوعبداللہ المعتز باللہ اور ابراہیم المؤید باللہ فرزندان امیر المومنین پر جاری کرنے پر مع تمام ان امور کے جن کا ذکر کر دیا گیا اور اس عہد نامے میں بیان کر دیا گیا، گواہ

بنادیا اور اللہ ہی شہادت کے لئے کافی ہے اور اُسی کی اعانت اُس شخص کے لیے جو امید دار بن کے اُس کی طاعت کرے اور خائف بن کر اُس کے عہد کو پورا کرے اور اللہ ہی اس شخص سے حساب لینے اور اُس پر عذاب کرنے کے لیے کافی ہے جو دیدہ و دانستہ اُس کی مخالفت کرے یا کوشش کر کے اُس سے اعراض کرے۔

خلافت نامے کے نسخے

اس عہدنامے کے چار نسخے لکھے گئے تھے جن میں سے ہر نسخے پر امیرالمومنین کے سامنے گواہوں کی شہادت واقع ہوئی اُن میں سے ایک نسخہ امیرالمومنین کے خزانے میں اور ایک محمد المنتصر ابن امیرالمومنین کے اور ایک ابوعبداللہ المعتز باللہ ابن امیرالمومنین کے اور ایک ابراہیم المؤید باللہ ابن امیرالمومنین کے پاس رہا۔

طرز عمل

جعفر الامام المتوکل علی اللہ نے ابوعبداللہ المعتز باللہ ابن امیرالمومنین کو اعمال فارس و آذربیجان و آرمینیہ سے جو اعمال خراسان اور اُس کے دیہات کے متصل ہے وہاں تک اور اُن اعمال کا جو اُن کے متصل ہیں اور انھیں میں شامل ہیں والی بنادیا اس شرط پر کہ اُس کے لیے محمد المنتصر باللہ ابن امیرالمومنین پر اس معاملے میں وہی فرض کرتا ہے جو اُس نے خود اپنے عہدنامے میں اور اعمال کے اس کے سپرد کرنے میں اور اُن لوگوں کے بارے میں جو اُس کے ساتھ شامل ہیں اور تمام وہ لوگ جو اُس سے مدد چاہتے ہیں خراسان اور فارس کے اُن دیہات میں جو خراسان میں شامل ہیں اور اس کے متصل ہیں کیا، جیسا کہ ذکر کردیا گیا اور اس عہدنامے میں واضح کردیا گیا،

اور ابراہیم ابن العباس بن محمد بن صول نے ان تینوں فرزندان متوکل، منتصر اور معتز اور موید کی مدح کی ہے۔

مختلفات

اسی سال اسحاق ابن ابراہیم پل کے افسر کی وفات شنبہ ۲۴ ذی الحجہ کو ہوئی اور ایک قول یہ ہے کہ ۲۳ کو ہوئی اور اُس کا فرزند اُس کا قائم مقام بنایا گیا اور اُسے پانچ خلعت پہنائے گئے اور تلوار اُس کے گلے میں ڈالی گئی، اور متوکل نے جب اُسے اُس کی بیماری کی خبر پہنچی تو اُس کی عیادت کے لیے اپنے فرزند معتز کو بغا الشرابی اور سرداروں اور لشکر کی ایک جماعت کے ہمراہ بھیجا،

مذکور ہے کہ اسی سال دجلے کا پانی متغیر ہو کر تین دن تک زرد رہا، اس کی وجہ سے لوگ پریشان ہو گئے پھر نہروں کے پانی کے رنگ میں آگیا اور یہ ذی الحجہ میں ہوا،

اسی سال یحییٰ بن عمر بن یحییٰ بن زید بن علی ابن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بعض اطراف سے متوکل کے پاس لایا گیا۔ مذکور ہے کہ انھوں نے ایک قوم (بغاوت) کے لیے جمع کی تھی، عمر بن فرج نے ان کو اٹھارہ تازیانے مارے اور بغداد کے قید خانے میں قید کر دیا گیا،

اس سال محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کرایا،

واقعات سنہ ۲۳۶ھ

محمد بن ابراہیم بن مصعب بن زریق برادر اسحاق بن ابراہیم کا فارس میں قتل کیا جانا ہے،

قتل ابن زریق

مجھ سے ایک سے زیادہ لوگوں نے محمد بن اسحاق بن ابراہیم (کی روایت) سے بیان کیا کہ اس کے والد اسحاق کو اس کے متعلق (یعنی محمد بن اسحاق) کے متعلق یہ خبر پہنچی کہ وہ بڑا کھاؤ (بہت کھانے والا) ہے کہ کوئی چیز اس کا پیٹ نہیں بھر سکتی، اس نے (یعنی اسحاق نے) کھانا تیار کرنے کا حکم دیا اور زیادہ تیار کرنے کا، پھر اُسے بلا بھیجا پھر اس سے کہا کہ میں آج تیرا کھانا دیکھنا چاہتا ہوں پھر اس نے کھایا اور بہت کھایا یہاں تک کہ اسحاق کو اس سے تعجب ہوا، بعد اس گمان کے کہ سیر ہو گیا اور کھانے سے اس کا پیٹ بھر گیا، بھنا ہوا گوشت اس کے سامنے لایا گیا اس نے وہ بھی کھا لیا یہاں تک کہ سوائے اس کی ہڈیوں کے کچھ نہ بچا جب کھا چکا تو اسحاق نے کہا اے میرے فرزند تیرے باپ کا مال تیرے پیٹ کے کھانے کے ساتھ قائم نہیں رہ سکتا (کیونکہ تو سب کھا جائے گا) اس لیے تو امیر المومنین سے مل، کیونکہ اس کا مال تیرے لیے میرے مال سے زیادہ وزنی ہے، اُسے (امیر المومنین کے) دروازے پر بھیج دیا اور اُسے دروازے پر ملازم کرا دیا، پھر وہ اپنے باپ کی زندگی بھر بادشاہ کی خدمت میں اور اس کے دروازے پر اپنے باپ کا

نائب رہا، یہاں تک کہ اُس کا باپ اسحاق مرگیا، المعتز نے اُسے فارس کا عہدہ دے دیا، المنتصر نے اسی سال محرم میں یمامہ بحرین اور راہ مکہ کا عہدہ دار بنایا المتوکل نے اُس کے باپ کے تمام اعمال بھی اُس کے سپرد کردیے، المنتصر نے ولایت مصر بڑھادی اور یہ اس لئے ہوا جیسا کہ بیان کیا گیا کہ جو کچھ جواہر اور اشیائے نفیسہ اس قسم کی اس کے باپ کے خزانوں میں تھیں جو اُن کے (متوکل وغیرہ کے) نزدیک بڑے مرتبے کی تھیں متوکل اور اُس کے ولی عہدوں کے پاس پہنچادیں تو انھوں نے اُسے اور اُس کے مرتبے کو بلند کردیا، جب محمد بن ابراہیم کو اُس برتاؤ کی خبر پہنچی جو اُس کے بھتیجے محمد بن اسحاق کے ساتھ کیا گیا تو وہ حکومت سے ناخوش ہوا۔ اور متوکل کو اُس کی جانب سے ایسے امور کی خبر پہنچی جنھیں اُس نے برا سمجھا،

بعض نے مجھے خبر دی کہ محمد بن ابراہیم کی ناخوشی محض اپنے بھتیجے محمد بن اسحاق کی وجہ سے اور اُس کے خراج فارس پر مقرر کئے جانے کے باعث تھی، محمد نے اس معاملے میں اپنے چچا محمد بن ابراہیم کی ناخوشی کی متوکل سے شکایت کی، تو اس نے اپنا ہاتھ اُس پر اور کشادہ کردیا، اور کام کو اُس کی مرضی پر چھوڑ دیا، محمد بن اسحاق نے الحسین بن اسماعیل بن ابراہیم بن مصعب کو فارس کا والی بنایا اور اپنے چچا کو معزول کردیا، محمد نے الحسین بن اسماعیل کو اپنے چچا محمد بن ابراہیم کے قتل کرنے کا حکم دیا، پھر بیان کیا گیا کہ جب وہ (الحسین) فارس پہنچا تو اُس نے نوروز کے دن اُسے (محمد بن ابراہیم کو) ہدیے سوغات بھیجے،

جو چیزیں اُسے ہدیہ دی گئیں اُن میں حلوا بھی تھا محمد بن ابراہیم نے اس میں سے کچھ کھایا، پھر الحسین بن اسماعیل اُس کے پاس آیا، الحسین نے اُسے دوسری جگہ پہنچانے اور دوبارہ حلوا دینے کا حکم دیا، اُس نے پھر اُس میں سے کچھ کھایا پھر اُسے پیاس لگی تو پانی مانگا مگر پانی روک دیا گیا، اُس نے اُس مقام سے جہاں وہ داخل کیا گیا تھا نکلنے کا ارادہ کیا تو اُسے معلوم ہوا کہ وہ قید ہے اُس کے لیے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہے، پھر وہ دو شبانہ روز زندہ رہا اور مرگیا، پھر اُس کے مال وعیال سوا ونٹوں پر سامرا پہنچا دیے گئے،

فرمان تعزیت

جب متوکل کو محمد بن ابراہیم کی خبر مرگ پہنچی تو اُس نے طاہر بن عبداللہ ابن طاہر کے نام یہ فرمان لکھنے کا حکم دیا:۔

امابعد! بیشک امیرالمومنین ہر فائدے، نعمت کے ساتھ تجھے اللہ کی نعمتوں پر مبارکباد دینا تیرا حق سمجھتا ہے اور اُس کی مقدر کی ہوئی مصیبتوں پر تیری تعزیت کرنے کا تجھے مستحق جانتا ہے، اللہ نے محمد بن ابراہیم مولیٰ امیرالمومنین کے حق میں وہی فیصلہ کردیا جو فیصلہ اُس کا اپنے تمام بندوں کے حق میں ہے کہ ان کے لیے فنا ہے اور اُس کے لیے بقا، امیرالمومنین محمد کی تجھ سے تعزیت کرتا ہے اور اس امر سے تسلی دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے مصائب میں اپنے حکم پر عمل کرنے والے کے لیے کثیر ثواب اور اجر مقرر کیا ہے، پس اللہ اور جو تجھے اللہ کا مقرب کرے، تمام احوال میں تیرے لیے زیادہ محبوب ہو، کیونکہ اللہ کے شکر کے ساتھ مزید ثواب ہے، اور اللہ کے حکم کے آگے جھک جانا اُس کی رضا ہے، اور اللہ ہی سے امیرالمومنین کی توفیق ہے، والسلام۔

وفات ابن سہل

اسی سال اوّل ذی الحجہ میں بعض کے قول میں الحسن بن سہل کی وفات ہوئی اور اسی قائل کا قول ہے کہ اسی مہینے کی ۲۶ تاریخ کو محمد بن اسحاق بن ابراہیم کی وفات ہوئی۔

القاسم بن احمد الکوفی سے مذکور ہے کہ اُس نے بیان کیا کہ میں ۲۳۵ھ میں الفتح بن خاقان کی خدمت میں تھا، الفتح متوکل کے کئی اعمال کا والی تھا، اُن میں سے سامرا، ہارونی اور اُس کے قرب وجوار کے خاص وعام کی خبر دینا تھا، ابراہیم بن عطا کا جو سامرا میں اخبار کا متولی تھا ایک عریضہ آیا جس میں الحسن بن سہل کی وفات کا ذکر تھا کہ اُس نے ۲۵ ذی قعدہ ۲۳۵ھ یوم پنجشنبہ کو صبح کے وقت ایک دوا پی جو اُسے نقصان کر گئی، اسی دن ظہر کے وقت مرگیا، متوکل نے اپنے خزانے سے اُس کی تجہیز وتکفین کا حکم دیا، لاش جب تختۂ غسل پر رکھی گئی تو تجار کی ایک جماعت اُس کو لپٹ گئی جو الحسن بن سہل کے قرضخواہوں میں سے تھے، اُسے دفن کرنے سے روکا، یحییٰ بن خاقان اور ابراہیم بن عتاب اور ایک اور شخص مسمّی ہبیر عوث نے اُن کے معاملے کا فیصلہ کیا، قرضخواہوں نے اپنا مطالبہ ترک کردیا اور وہ دفن کردیا گیا

جب دوسرا دن ہوا تو مدینۃ السلام (بغداد) کے صاحب البرید (افسر ڈاک) کا ۵ ذی الحجہ یوم پنجشنبہ کو ابوطاہر محمد بن اسحاق بن ابراہیم کی وفات کے متعلق عریضہ آیا،
متوکل نے اس پر بہت افسوس کیا اور کہا اللہ بزرگ و برتر ہے، الحسن اور محمد بن اسحاق کی موت ایک ہی وقت میں کس طرح آ گئی،

مشہد کربلا اسی سال متوکل نے حضرت حسین بن علیؓ کی قبر اور اس کے قریب وجوار کے مکانات منہدم کرنے کا حکم دیا کہ اُن کی قبر کے مقام پر ہل چلایا جائے، بیج ڈالا جائے، آبپاشی کی جائے اور لوگوں کو وہاں آنے سے روکا جائے، مذکور ہے کہ افسر پولیس کے عامل نے اس علاقے میں ندائے عام دے دی کہ تین دن کے بعد ہم جسے اُن کی قبر کے پاس پائیں گے اُسے قید خانے بھیج دیں گے، لوگ بھاگ گئے اور اس طرف جانے سے باز آ گئے، اُس مقام پر ہل چلا دیا گیا اور اُس کے اطراف میں زراعت ہونے لگی

مختلفات اسی سال متوکل نے عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان کو کاتب اور محمد بن الفضل الجرجرائی کو حاکم بنایا،

اسی سال محمد المنتصر نے حج کیا اور اُس کے ہمراہ اُس کی دادی شجاع ام متوکل نے بھی حج کیا، متوکل نے نجف تک اُس کی مشایعت کی (یعنی اُسے رخصت کرنے گیا)،

اسی سال ابوسعید محمد بن یوسف المروزی نے اکبج کو ہلاک کیا،

مذکور ہے کہ فارس بن بغا الشرابی نے جو اپنے باپ کا نائب تھا، ابوسعید کو جو طوسی کا آزاد کردہ غلام تھا آذربیجان و ارمینیہ کا عہدہ دیا، اُس نے کرخ (کرخ فیروز) میں لشکر جمع کیا، جب ۲۳ شوال ہوئی وہ کرخ میں تھا یکایک مر گیا، ایک موزہ پہنا تھا اور دوسرے کو پہننے کے لیے کھینچ رہا تھا کہ مر کے گر پڑا، متوکل نے اُس کے بیٹے یوسف کو اُس جنگ کا والی بنایا جس کا والی اُس کا باپ تھا، اور اس کے بعد اسے اُس علاقے کے خراج اور ضیاع کا والی بنا دیا، وہ اس علاقے میں گیا اُس کا انتظام کیا اور اپنے عمال کو ہر طرف بھیجا اس سال المنتصر محمد بن جعفر المتوکل نے لوگوں کو حج کرایا،

واقعات ۲۳۷ھ

بغاوت ارمینیہ

اس کے قبل ہم فصل گزشتہ میں متوکل کے یوسف ابن محمد کو ارمینیہ کا عامل بنانے کا سبب بیان کر چکے ہیں، اہل ارمینیہ کے اس پر حملے کا سبب یہ ہوا جیسا کہ بیان کیا گیا کہ جب وہ اپنے عمل کے لیے ارمینیہ گیا تو بطریقوں (پادریوں) میں سے ایک شخص نکلا جس کا نام بقراط بن اشوط تھا اور اُسے بطریق البطارقہ (بڑا پادری) کہا جاتا تھا، وہ امارت وحکومت کا طلبگار تھا، یوسف بن محمد نے اُسے گرفتار کر لیا اور اسے قید کر دیا، اور اُسے خلیفہ کے دروازے پر بھیج دیا، بقراط اور اُس کا بیٹا مسلمان ہو گیا، پھر بیان کیا گیا کہ یوسف نے جب بقراط بن اشوط کو روانہ کر دیا تو بقراط ابن اشوط کے بھتیجے نے اور بطریقوں (پادریوں) کی ایک جماعت نے اُس کے خلاف اجتماع کیا، اُس شہر میں برف گر رہی تھی جس میں یوسف تھا اور وہ شہر جیسا کہ بیان کیا گیا طرون تھا جب برف رک گئی تو وہ لوگ ہر طرف سے اُس شہر پر اونٹ بٹھانے لگے اور یوسف کا اور اُس شہر میں اُس کے ہمراہیوں کا اُنھوں نے محاصرہ کر لیا، یوسف شہر کے دروازے کی طرف نکلا اس نے اُن سے قتال کیا، اُنھوں نے اُسے بھی قتل کر دیا اور جس نے اُس کے ہمراہ قتال کیا (اُسے بھی قتل کر دیا) لیکن جس نے اُس کے ساتھ (ہو کر) قتال نہیں کیا اُنھوں نے اُس سے کہا کہ اپنے کپڑے اُتار دے اور برہنہ بچ کے چلا جا، ان میں سے ایک بڑی جماعت نے اپنے کپڑے پھینک دیئے اور برہنہ پا و برہنہ بدن ہو کے نجات حاصل کر لی اکثر سردی سے مر گئے، ایک جماعت کی انگلیاں گر گئیں اور نجات پائی، لبطارقہ (پادریوں) نے جب یوسف نے بقراط بن اشوط کو گرفتار کر کے بھیج دیا تو باہم اُس کے قتل پر قسم کھائی، اُس کے خون کی نذر مانی، موسٰے بن زرارہ نے جو بقراط کا داماد تھا، اُن سے اس پر اتفاق کیا، پھر سوادہ

ابن عبد الحمید الجحافی نے یوسف بن ابی سعید کو اپنے موضع میں ٹھہرنے سے منع کیا، اُسے بطارقہ (پادریوں) کے متعلق آئی ہوئی خبروں سے آگاہ کیا، مگر اُس نے ایسا کرنے سے انکار کیا، وہ جماعت ماہ رمضان میں اُس کے پاس آگئی شہر کی دیوار کا محاصرہ کر لیا، برف بیس گز کے قریب شہر کے گرداگرد تھی خلاط سے دبیل تک ساری دُنیا برف ہو رہی تھی، یوسف نے اس کے قبل اپنے ساتھیوں کو اپنے عمل کے دیہات میں منتشر کر دیا تھا، ان دیہات میں سے ہر طرف اُس کے ساتھیوں کی ایک جماعت روانہ ہو گئی تھی، اُن کے ہر گروہ کی طرف بطارقہ (پادریوں) اور اُن کے ہمراہیوں میں سے ایک جماعت روانہ کی گئی جنھوں نے اُن کو قتل کر دیا، ایک ہی دن میں قتل کیا، شہر کا محاصرہ اُنھوں نے کئی روز تک کیا تھا، یوسف اُن کی طرف نکلا اور اُن سے قتال کیا، یہاں تک کہ قتل کر دیا گیا، متوکل نے بغا الشرابی کو یوسف کے خون کا عوض لینے کو ارمینیہ بھیجا، وہ جزیرے کی طرف سے وہاں روانہ ہوا، ارزن میں موسےٰ بن زرارہ کو پا گیا، اُس کی اسماعیل اور سلیمان اور احمد اور عیسیٰ اور محمد اور ہارون سے برادری تھی، بغا موسےٰ بن زرارہ کو (گرفتار کر کے) خلیفہ کے دروازے پر لے گیا، پھر روانہ ہوا، پھر کوہ الخویثیہ میں قیام کیا، اہل ارمینیہ اور یوسف بن محمد کے قاتلین کی بہت بڑی جماعت تھی، اُس نے اُن سے جنگ کی، اُن پر فتح پائی، اُس نے قریب تیس ہزار کے قتل کیے اور اُن میں سے ایک کثیر مخلوق کو قید کر لیا جنھیں ارمینیہ ہی میں فروخت کر دیا، پھر الباق کے شہروں کی طرف گیا پھر اشوط بن حمزۃ العباس کے باپ کو قید کیا جو الباق کا مالک تھا، الباق البسفرجان اور بنی النشوی کے دیہات میں سے ہے، پھر ارمینیہ کے شہر دبیل گیا، وہاں ایک مہینے قیام کیا پھر تفلیس چلا گیا، اسی سال عبد اللہ بن اسحاق بن ابراہیم بغداد اور اُس کے دیہات کے معادن کا والی بنایا گیا۔

ولایت ابن طاہر اسی سال ۲۲ ربیع الآخر کو محمد بن عبد اللہ بن طاہر خراسان سے آیا پھر وہ شرطہ (پولیس) اور جزیہ (ٹیکس) کا اور دیہات کے

اعمال مکہ اور مدینۃ السلام میں امیر المومنین کی نیابت کا والی بنایا گیا، پھر وہ بغداد چلا گیا،

اس سال متوکل نے محمد بن ابی دواد کو مظالم (فوجداری کے کام) سے معزول کر دیا اور اس پر محمد بن یعقوب المعروف بابی الربیع کو والی بنایا۔

اسی سال ابن اکثم سے ناراضی رفع ہوئی، وہ بغداد میں تھا پھر سامرا لایا گیا اور قاضی القضاۃ بنایا گیا، پھر مظالم (فوجداری) کا بھی والی بنایا گیا، متوکل نے اسی سال ۲۰ صفر کو محمد بن احمد بن ابی دواد کو مظالم سامرا (محکمۂ فوجداری) سے معزول کیا تھا،

نکبت ابن ابی دواد

اسی سال متوکل ابن ابی دواد پر ناراض ہوا، ۲۵ صفر کو احمد بن ابی دواد کی جائداد پر پہرہ مقرر کرنے کا حکم دیا،

۳ ربیع الاول یوم شنبہ کو اس کا بیٹا ابو الولید محمد بن احمد بن ابی دواد دیوان الخراج میں قید کیا گیا، اس کے بھائی عبید اللہ بن السری صاحب الشرطہ (افسر پولیس) کے نائب کے پاس قید کیے گئے، جب دوشنبہ کا دن ہوا تو ابو الولید ایک لاکھ بیس ہزار دینار اور بیس ہزار دینار کے قیمتی جواہر لے گیا۔ اس کے بعد ایک کروڑ ساٹھ لاکھ درہم پر صلح کی گئی، اُن کی تمام جائداد کی بیع پر سب کو گواہ بنا لیا گیا، احمد بن ابی دواد پر فالج گر گیا تھا، جب ۷ شعبان کو چارشنبہ کا دن ہوا تو متوکل نے احمد بن ابی دواد کے لڑکوں کے متعلق حکم دیا، وہ لوگ بغداد کی طرف نکال دیئے گئے، ابو العتاہیہ نے یہ اشعار کہے:۔

اگر عقل میں تو ہدایت کی طرف منسوب ہوتا اور تیرا ارادہ ایسا ارادہ ہوتا جس میں توفیق ہوتی

تو تیری مشغولی فقہ میں ہوتی، اگر تو اس پر قناعت کرتا کلام اللہ کے مخلوق کہنے سے

(یعنی اگر تو ہدایت یافتہ ہوتا تو بجائے کلام اللہ کو مخلوق کہنے کے تو فقہ میں مشغول ہوتا اور اسی پر قناعت کرتا)

تجھے کیا ہوا۔ حالانکہ دین کی اصل سب کو جمع کرتی ہے تو فرع میں نہ ہوتا اگر جہل و حماقت نہ ہوتی،

اسی سال الخلنجی کو لوگوں کے رفاہ عام کا عہدہ دار بنایا گیا،

اسی سال ابن اکثم نے قضاء الشرقیہ کا حیان بن بشر کو والی بنایا، اور سوار بن عبد اللہ العنبری کو قضاء جانب غربی کا والی بنایا۔ وہ دونوں کانے تھے، الجمار نے یہ (اشعار کہے)،

تو نے بڑے آدمیوں میں سے دو قاضی دیکھے، کہ وہ دونوں مشرق و مغرب میں ایک نئی چیز ہیں،

قطعاً اُن دونوں نے آپس میں نابینائی کو نصف نصف تقسیم کر لیا۔ جیسا کہ ان دونوں نے دو جانبوں کی قضا تقسیم کر لی،

جب اُن دونوں میں سے کوئی اپنا سر ہلاتا ہے تو تو سمجھتا ہے کہ۔ (یہ اس لئے سر ہلاتا ہے) کہ میراث اور دین کے معاملے میں غور کرے،

گویا کہ تو نے اُس کے سر پر شراب کا مٹکا اوندھا دیا۔ ایک آنکھ سے اُس کا ڈھکنا کھول دیا،

(یعنی وہ قاضی جب سر ہلاتا ہے تو اُس کی ٹوپی شراب کا مٹکا معلوم ہوتی ہے اور جو آنکھ کانی نہیں ہے وہ مٹکے کا کھلا ہوا ڈھکنا معلوم ہوتی ہے)

وہ دونوں یحییٰ کی ہلاکت پر زمانے کی فال ہیں جبکہ اُس نے محکمۂ قضا کا دو کانوں سے افتتاح کیا،

اسی سال عید کے دن متوکل نے (مقتول) احمد بن نصر بن مالک الخزاعی کی لاش اُس کے دفن کے لیے اُس کے وارثوں کو دینے کا حکم دیا، ایسا کیا گیا اور لاش انھیں دے دی گئی، جب متوکل کو خلافت پہنچی تھی تو اُس نے قرآن مجید کے بارے میں بحث کرنے کی ممانعت کر دی تھی، اُس کے متعلق ہر طرف اس کے فرمان جاری کر دئے گئے،

احمد بن نصر کے تختے سے آتارنے پر پریشانی پھیل گئی، عوام الناس اور چرواہے اس تختے کے مقام پر جمع ہو گئے اور انھوں نے ہجوم کیا اور اعتراض کرنے لگے یہ خبر متوکل کو پہنچی تو اُس نے نصر بن اللیث کو اُن کی طرف روانہ کیا، اُس نے اُن میں سے قریب بیس آدمی گرفتار کر لیے، انھیں مارا اور قید کر دیا، پھر اُس نے اُس کے معاملے میں عوام کے بکثرت جمع ہونے کی وجہ سے احمد بن نصر کا اُس کے تختے سے اُتارنا ترک کر دیا، وہ لوگ جو اُس کے سبب سے گرفتار کیے گئے تھے ایک زمانے تک قید رہے پھر رہا کر دیئے گئے،

جس وقت میں کہ ہیں نے ذکر کیا جب اُس کی لاش اُس کے وارثوں کو دے دی گئی تو اُس کا بھتیجا موسیٰ اُسے بغداد لے گیا، اور اُسے غسل دے کے دفن کر دیا گیا اور اُس کا سر اُس کے بدن کے ساتھ شامل کر دیا گیا عبد الرحمن بن حمزہ نے اُس کا جسم ایک مصری رومال میں لپیٹا، پھر اپنے مکان لے گیا، کفن دیا اُس کی نماز پڑھی، اُسے قبر میں داخل کرنے پر اُس کے بعض اعزہ کے ہمراہ ایک شخص تجاریں سے مقرر ہوا جو الابزاری کہلاتا تھا، بغداد کے صاحب البرید (افسر محکمۂ ڈاک) نے جو ابن الکلبی مشہور تھا اور واسط کے علاقے کے ایک موضع کا باشندہ تھا، جو الکلتانیہ کہلاتا تھا عوام کا حال اور اُن کا اجتماع اور احمد بن نصر کے جنازے کے ساتھ ہمدردی اور اُس کے سر کی جستجو کا واقعہ متوکل کو لکھ بھیجا، متوکل نے یحییٰ بن اکثم سے کہا کہ ابن الابزاری بوجہ کسب ستی مقتعۂ گوشت ہونے کے باوجود قبر میں کیونکر داخل ہوا، ابن اکثم نے کہا کہ اے امیر المؤمنین وہ اُس کا دوست تھا، متوکل نے عوام الناس کو اس قسم کے معاملات میں جمع ہونے اور حرکت کرنے کی ممانعت کے لیے محمد بن عبد اللہ بن طاہر کو ایک فرمان لکھنے کا حکم دیا، اُن میں سے کسی نے اپنی موت کے وقت وصیت کی تھی کہ عام لوگوں کو ڈرا دے،

متوکل نے لکھ دیا جس میں اجتماع کی ممانعت تھی،

اسی سال موسم گرما میں علی بن یحییٰ الارمنی نے جنگ کی، علی بن عیسیٰ بن جعفر بن ابی جعفر المنصور نے جو والیٔ مکہ تھا لوگوں کو حج کرایا،

واقعات ۲۳۸ھ

حادثۂ تفلیس

مذکور ہے کہ بغا قاتلین اہل ارمینیہ کے یوسف بن محمد کو قتل کر دینے کے سبب سے جب دبیل گیا تو وہاں ایک مہینے

قیام کیا، جب ۱۰ ربیع الاول ۲۳۸ھ شنبہ کا دن ہوا تو بغا نے زیرک الترکی کو روانہ کیا، وہ الکر کے پار ہو گیا جو ایک عظیم الشان نہر ہے جیسی کہ الصراۃ بغداد میں ہے، بہت بڑی نہر ہے، تفلیس کے غربی جانب اور ضغدبیل کے شرقی جانب میں ہے، بغا کی چھاؤنی جانب شرقی میں تھی، زیرک الکر سے گزر کر تفلیس کے میدان تک پہنچ گیا، تفلیس کے پانچ دروازے تھے (۱) باب المیدان (۲) باب قریس (۳) باب الصغیر (۴) باب الربض (۵) باب ضغدبیل، اور الکر ایک نہر تھی جو شہر میں گرتی تھی بغا نے ابو العباس الواثی النصرانی کو اہل ارمینیہ کے عرب و عجم کی طرف روانہ کیا پھر زیرک ان کے پاس میدان کی طرف سے پہنچا اور ابو العباس باب الربض کی طرف سے اسحاق بن اسماعیل زیرک کی طرف نکلا اور ان سے قتال کرنے لگا، بغا شہر کے بلند ٹیکرے کے قدرے نشیبی ٹیلے پر جو ضغدبیل کے قریب تھا ٹھہر گیا، تاکہ یہ دیکھے کہ زیرک اور ابو العباس کیا کرتا ہے، بغا نے مٹی کے تیل والے بھیجے جنھوں نے شہر میں آگ لگا دی، (یہ شہر صنوبر کی لکڑی کا تھا، ہوا نے صنوبر میں (آگ) بھڑکا دی) پھر اسحاق بن اسماعیل شہر کے سامنے آیا کیا دیکھتا ہے کہ اُس کے محل اور اُس کے اطراف میں آگ لگی ہوئی ہے اُسے آگ نے گھیر لیا ہے، ترک اور مغربی لوگ اُس کے پاس آ گئے اور اُسے پکڑ کے قید کر لیا اُس کے بیٹے عمر کو بھی گرفتار کر لیا، اُن دونوں کو بغا کے پاس لائے، بغا نے اس کے متعلق حکم دیا تو وہ باب الحسک لوٹا دیا گیا اور قید رہا یہاں تک کہ اُس جگہ اُس کی گردن ماردی گئی، اُس کا سر بغا کے پاس پہنچا دیا گیا اور اُس کی لاش الکر پر لٹکا دی گئی، وہ ایک بوڑھا موٹا بڑے سر کا آدمی تھا جو وسمے کا خضاب کرتا تھا، گندم گوں تھا چند یا پر بال نہ تھے اور بھینگا تھا، اُس کا سر باب الحسک پر لٹکا دیا گیا، اور جو شخص اُس کے قتل پر مقرر رہا وہ غامش نائب بغا تھا۔ شہر میں قریب پچاس ہزار آدمی جلا دئے گئے۔ ایک شبانہ روز میں آگ بجھ گئی اس لیے کہ وہ صنوبر کی آگ تھی جسے بقا نہیں ہوتی، صبح ہوئی تو مغربیوں نے جو زندہ تھے انھیں قید کر لیا اور مردوں کا مال چھین لیا،

اسحاق کی عورت خنجدبیل میں ٹھہری ہوئی تھی جو تفلیس کے مقابل شرقی جانب میں ہے، یہ وہ شہر ہے جسے کسریٰ انوشیروان نے بنایا، اسحاق نے اسے محفوظ کر دیا تھا اور اُس کی خندق کھود دی تھی اُس میں المخوثیہ وغیرہ کے جنگجو رکھے تھے، بغا نے انھیں امان دے دیا اس شرط پر کہ وہ اپنے ہتھیار رکھ دیں اور جہاں چاہیں چلے جائیں، اسحاق کی عورت صاحب السریر (بادشاہ) کی بیٹی تھی جیساکہ مذکور ہے بغا نے زیرک کو لشکر کی ایک جماعت کے ساتھ قلعۂ الجردمان کی طرف روانہ کیا جو برذعہ اور تفلیس کے درمیان ہے، زیرک نے الجردمان بھی فتح کر لیا اور اُس کے بطریق (پادری) القطریج کو پکڑ کے قید کر لیا، پھر اُسے لشکر لے گیا، بغا نے عیسیٰ بن یوسف کی طرف کوچ کیا جو اصطفانوس کا بھانجا تھا اور جو البیلقان کے موضع کثیش کے قلعے میں تھا، کثیش اور البیلقان میں دس فرسخ کا فاصلہ تھا (ایک فرسخ = تین میل) البیلقان اور برذعہ میں پندرہ فرسخ کا فاصلہ تھا، بغا نے جنگ کی اُسے فتح کیا اور اُسے (عیسیٰ بن یوسف) کو گرفتار کر لیا، اپنے اور اُس کے ساتھ اُس کے بیٹے کو اور اُس کے باپ کو لے گیا، ابوالعباس الوائی کو بھی لے گیا جس کا نام سنباط بن اشوط تھا، اُس کے ہمراہ معاویہ بن سہل بن سنباط بطریق آران کو بھی لے گیا اور آذرنرسی بن اسحاق الخاشنی کو بھی (گرفتار) کر لے گیا۔

فتنۂ روم

اسی سال دولت روم کی جانب سے عرقا اور ابن قطونا اور امردناقہ کے ہمراہ تین سو کشتیاں آئیں، وہ سب رئیس بحر تھے کہ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ سو سو کشتیاں تھیں، پھر ابن قطونا نے دمیاط میں قیام کیا اور دمیاط اور ساحل کے درمیان الجیرہ کے مشابہ ہے کہ اُس میں پانی آدمی کے سینے تک ہوتا ہے جو شخص اُس سے زمین کی طرف آجاتا ہے وہ دریائی کشتیوں (کے سفر) سے بچ جاتا ہے، ایک جماعت اُس سے نکل آئی تو وہ سلامت رہی اور ایک بڑی جماعت عورتوں اور بچوں کی غرق ہو گئی، جنھیں قوت تھی وہ کشتیوں میں سوار ہو گئے اور علاقہ الفسطاط کی طرف نجات پا گئے (اور اُس کے (دمیاط کے) اور فسطاط کے درمیان چار دن چلنے کا راستہ ہے اور معونت مصر کا والی عنبسہ

ابن اسحاق الضبی تھا، پھر جب عید قریب آئی تو اُس نے دمیاط کے لشکر کو حکم دیا کہ وہ فسطاط حاضر ہوں کہ عید میں اُن سے رونق حاصل کرے، دمیاط کو لشکر سے خالی کر دیا، علاقہ شطاء ہے جہاں شطوی لوگ کام کرتے ہیں روم کی کشتیاں پہنچیں پھر وہاں سو کشتیاں ٹھہر گئیں کہ ہر کشتی میں پچاس سے سو آدمی تک سوار تھے، وہ لوگ نکل کے وہاں (دمیاط) گئے اور وہاں انھوں نے جتنے مکانات اور جھونپڑے پائے سب جلا دیے، جتنے ہتھیار وہاں تھے سب اُٹھا لیے قریب سو انس اور اُن کے نیزے کے ابو حفص، مالک افریطش کے پاس لے جانے کا ارادہ کیا، مردوں میں سے جسے وہ لوگ قتل کر سکے اُسے قتل کر دیا اور سامان اور شکر اور پارچہ کتان جو عراق بھیجنے کے لیے تیار کیا گیا تھا لے لیا، مسلمان اور قبطی عورتوں میں سے قریب چھ سو کے قید کر لیں، کہا جاتا ہے کہ اُن میں مسلمان عورتیں ایک سو پچیس تھیں اور باقی قبط کی عورتیں تھیں، بیان کیا جاتا ہے کہ وہ رومی جو اُن کشتیوں میں تھے جو دمیاط میں ٹھہر گئیں قریب پانچ ہزار مرد تھے، اُن لوگوں نے اپنی کشتیاں سامان اور مال اور عورتوں سے بھر لیں، اور کشتیوں کا خزانہ جو کشتیوں کی رسیاں تھیں جلا دیا، دمیاط کی جامع مسجد کو بھی جلا دیا اور یہودیوں کے عبادتخانے بھی جلا دیے جو عورتیں اور بچے اُن سے بچ کر بحیرۂ دمیاط میں غرق ہوئے وہ اُن سے بہت زیادہ تھے جنھیں روم نے قید کر لیا،

پھر رومی وہاں سے چلے گئے، مذکور ہے کہ ابن الاکشف دمیاط کے قید خانے میں قید تھا اُسے عنبسہ نے قید کیا تھا اُس کی بیڑی توڑ دی گئی، اور نکلا پھر اُس نے روم سے قتال کیا، اور ایک قوم نے اُس کی مدد کی، روم کی ایک جماعت مقتول ہوئی، پھر وہ لوگ (روم) ساحل تنیس کی طرف گئے مگر پانی نے اُن کی کشتیاں وہاں نہیں پہنچائیں، وہ ڈرے کہ اُن کی کشتیاں دلدل میں نہ پھنس جائیں، جب پانی نے انھیں نہ اُٹھایا تو وہ دمیاط کے ساحل کی طرف گئے وہ ایک ایسا ساحلی مقام ہے کہ اُس کے اور تنیس کے درمیان کچھ کم چودہ فرسخ کا فاصلہ ہے، اُس کی ایک دیوار اور لوہے کے دو دروازے ہیں جو المعتصم کے حکم سے بنائے گئے تھے، اُنھوں نے اُس کا اکثر حصہ تباہ کر دیا اور اُس میں

جتنے منجنیق (گوپھن) اور عرادات (پتھر پھینکنے والے آلات) تھے سب جلا دیئے، اُس کے لوہے کے دونوں دروازے لے لیے اور لے گئے، پھر اس طرح اپنے شہروں کی طرف روانہ ہو گئے کہ کوئی اُن کا مزاحم نہ ہوا،

اسی سال ۵ھ جمادی الآخرہ یوم دوشنبہ کو متوکل سامرا سے مدائن کے ارادے سے نکلا، وہ ۱۳ھ جمادی الآخرہ یوم سہ شنبہ کو الشماسیہ گیا اور وہاں شنبہ تک قیام کیا۔ رات کو بذریعہ کشتی قطربل گیا پھر واپس آیا اور ۱۹ھ جمادی الآخرہ یوم دوشنبہ کو بغداد میں داخل ہوا، شہر کے بازار اور راستے میں گزرا یہاں تک کہ الزعفرانیہ میں اُتر گیا پھر مدائن چلا گیا،

اسی سال موسم گرما میں علی بن یحییٰ الارمنی نے جنگ کی،

اسی سال علی بن عیسیٰ بن جعفر بن ابی جعفر نے لوگوں کو حج کرایا،

واقعات سنہ ۲۳۹ھ

جو کچھ اس سال ہوا اُس میں سے محرم میں متوکل کا اُن ذمیوں کی گرفتاری کا حکم دینا ہے جو اپنی قبا پر دو عسلیہ عبائیں پہنتیں، اور صفر میں اُنھیں اُس کا یہ حکم ہوا کہ معمولی گھوڑوں اور عربی گھوڑوں کو ترک کر کے اُن کی سواری گدھوں اور خچروں پر ہو،

اسی سال متوکل نے علی بن الجہم بن بدر کو خراسان کی طرف جلا وطن کیا،

اسی سال جمادی الآخرہ میں صاحب الصناریہ باب العامہ پر قتل کیا گیا،

اسی سال متوکل نے اُن مسیحی عبادت خانوں کے ہدم کرنے کا حکم دیا جو زمانۂ اسلام میں بنائے گئے

اسی سال ذی الحجہ میں ابوالولید محمد بن احمد بن ابی دواد کی بغداد میں وفات ہوئی،

اسی سال موسم گرما میں علی بن یحییٰ الارمنی نے جنگ کی اور اسی سال عبداللہ بن محمد بن داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی نے جو والی مکہ تھا، لوگوں کو حج کرایا،

اسی سال جعفر بن دینار نے حج کیا جو طریق مکہ سے کوفہ کے متصل تک کا والی تھا، پھر وہی موسم حج کے حادثات کا والی بنایا گیا،

اسی سال نصاریٰ کی شعانین (عید فصح جو ہندوستان کے عیسائی اپریل کے پہلے جمعے کو مناتے ہیں مشہور ہے کہ یہ حضرت مسیح کے مصلوب ہونے کا دن ہے) اور الیوم نوروز ساتھ پڑا، یہ ۲۰ ر ذی القعدہ یوم یکشنبہ کو ہوا، مذکور ہے کہ نصاریٰ کا گمان تھا کہ یہ دونوں عیدیں زمانۂ اسلام میں کبھی جمع نہیں ہوئیں،

واقعات سنہ ۲۴۱ھ

حمص کی ناراضی

جو کچھ اس سال ہوا اُس میں اہل حمص کا اپنے عامل معونت پر حملہ کرنا ہے، مذکور ہے کہ ان کے عامل معونت نے ایک شخص کو قتل کر دیا جو اُن کے رؤسا میں سے تھا، اُس زمانے میں ابوالمغیث الرافعی موسیٰ بن ابراہیم عامل تھا، اسی سال جمادی الآخرہ میں اہل حمص نے حملہ کر دیا، انھوں نے اُس کے ساتھیوں کی ایک جماعت کو قتل کر دیا، اُس کو اور صاحب الخراج کو اپنے شہر سے نکال دیا، اُس کی خبر متوکل کو پہنچی تو اُس نے عتاب بن عتاب کو اُن کی طرف روانہ کیا اور اُس کے ہمراہ محمد بن عبدویہ کرداس الانباری کو روانہ کیا، اُسے (عتاب) کو یہ حکم دیا کہ وہ اُن سے یہ کہے کہ امیر المومنین نے تمھارے ایک آدمی کی جگہ دوسرا آدمی بدل دیا، پھر اگر وہ سُن لیں اور اطاعت کر لیں اور راضی ہو جائیں تو محمد بن عبدویہ کو اُن پر والی بنا دینا، اور اگر انکار کریں اور مخالفت پر اڑے رہیں تو اپنی جگہ قیام کر اور امیر المومنین کو لکھ بھیج، یہاں تک کہ وہ رجاء یا محمد بن رجاء الحضاری یا لشکر میں سے اور کسی کو اُن کی جنگ کے لیے روانہ کرے، عتاب بن عتاب سامرا سے ۲۵ ر جمادی الآخرہ یوم دوشنبہ کو نکلا، وہ لوگ محمد بن عبدویہ پر راضی ہو گئے، اُس نے اُسے اُن پر والی بنا دیا، پھر اُس نے اُن میں

عجیب معاملے کیے،

اسی سال محرم میں اپنے بیٹے ابوالولید محمد کے بعد احمد بن ابی دواد کی بغداد میں وفات ہوئی، اُس کا بیٹا اس سے بیس روز قبل بغداد میں ماہ ذی الحجہ میں مر چکا تھا،

اسی سال ماہ صفر میں یحییٰ بن اکثم عہدۂ قضا سے معزول کر دیا گیا اور جو کچھ اُس کا بغداد میں تھا ضبط کر لیا گیا جس کی مقدار پچھتر ہزار دینار تھی، اُس کے گھر کے ستون کی قیمت دو ہزار دینار تھی اور چار ہزار جریب (زمین) بصرہ میں (جریب زمین کے ناپنے کا آلہ)،

اسی سال صفر میں جعفر بن عبد الواحد بن جعفر بن سلیمان بن علی قاضی القضاۃ مقرر ہوا،

اس سال عبد اللہ بن محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کرایا اور جعفر بن دینار نے حج کیا اور وہی موسم حج کا والی تھا،

واقعات سنہ ۲۴۱ھ

رعایائے حمص بخلاف حاکم

مذکور ہے کہ اسی سال جمادی الآخرہ میں اہل حمص نے اپنے عامل محمد بن عبدویہ پر ال جبل کو حملہ کر دیا، حمص کے نصاریٰ میں سے ایک جماعت نے اُس حملے میں اُن کی مدد کی، عامل نے یہ واقعہ متوکل کو لکھ بھیجا، متوکل نے اُسے ان کے تباہ کرنے کا حکم لکھ بھیجا اور اُس کی اُس لشکر سے امداد کی جو دمشق میں صالح عباسی ترکی کے ماتحت تھا وہ دمشق کا عامل تھا، رملہ کے لشکر میں سے بھی کچھ فوج سے امداد کی، اور اُسے یہ حکم دیا کہ اُن میں سے تین سرداروں کو گرفتار کرے اور انھیں ہلاک کر دینے والے تازیانے مارے، جب وہ مر جائیں انھیں اُن کے دروازوں پر لٹکا دے، اس کے بعد اُن میں سے بیس وجاہت دار آدمی گرفتار کرے اور ان میں سے ہر ایک کو تین تین سو تازیانے مارے، اور انھیں

پابزنجیر کر کے امیر المومنین کے دروازے پر روانہ کردے حمص میں جس قدر معابد نصاریٰ و معابد یہود ہیں سب کو تباہ کردے اور اس معبد نصاریٰ کو مسجد میں داخل کرلے جو مسجد کے قریب ہو، شہر میں کوئی نصرانی نہ رہنے پائے جسے اس سے خارج نہ کردیا جائے، اور قبل اس کے اُن میں اعلان کردے، جسے تین دن کے بعد پائے اُسے اچھی طرح سرزنش کرے، محمد بن عبدویہ کے لیے پچاس ہزار درہم کا حکم دیا اور اُس کے افسروں اور باوجاہت اصحاب کے لیے انعامات کا اور اُس کے نائب علی بن حسین کے لیے پندرہ ہزار درہم کا اور نائب کے افسروں کے لیے پانچ پانچ ہزار درہم کا۔ اور خلعت کا حکم دیا،

محمد بن عبدویہ نے اُن میں سے دس آدمی گرفتار کرلیے۔ اُن کی گرفتاری کا حال لکھ بھیجا کہ انھیں امیر المومنین کے حضور روانہ کردیا اور انھیں مارا نہیں، متوکل نے الفتح بن خاقان کے ساتھیوں میں سے ایک شخص کو جو محمد بن رزق اللہ کہلاتا تھا روانہ کیا تاکہ وہ اُن میں سے جنھیں محمد بن عبدویہ نے بھیجا ہے محمد بن عبدالحمید الحمیدی اور قاسم بن موسیٰ بن فرعوس کو حمص واپس لے جائے اور انھیں باعث ہلاکت مار مارے اور انھیں حمص کے دروازے پر لٹکا دے، وہ انھیں واپس لے گیا اور دونوں کو اتنا مارا کہ وہ مر گئے اور حمص کے دروازے پر انھیں لٹکا دیا، دوسروں کو سامرا لایا وہ آٹھ تھے، جب وہ روانہ ہوئے تو ایک ان میں سے راستے میں مر گیا متوکل نے انھیں کو اُس کا سر پکڑا دیا، اُن میں سے ساتوں آدمیوں کو اور مُردے کے سر کو سامرا لے آئے، اس کے بعد محمد بن عبدویہ نے لکھا کہ اُس نے اُن میں کے دس آدمی گرفتار کرلیے اور ان میں سے پانچ آدمیوں کو تازیانے مارے تو وہ مر گئے پھر پانچ کو مارا تو وہ نہیں مرے، پھر بعد اس کے محمد بن عبدویہ نے لکھا کہ اُس نے انھیں مخالفین میں سے ایک شخص پر اور فتح پائی جس کا نام عبدالملک بن اسحاق ابن عمارہ تھا اور جیسا کہ کہا جاتا ہے فتنے کے بانیوں میں سے ایک تھا اُسے حمص کے دروازے پر اتنے کوڑے لگائے کہ وہ مر گیا اور اُسے اس قلعے پر لٹکا دیا جو تل العباس کے نام سے مشہور ہے،

اسی سال بیان کیا جاتا ہے کہ سامرا کے لوگوں پر آب میں نہایت اچھی بارش ہوئی،

اسی سال محرم میں حسان زیادی کو شرقیہ کا قاضی بنایا گیا،

اسی سال عیسیٰ بن جعفر بن محمد بن عاصم صاحب خان عاصم کو بغداد میں مارا گیا، کہا جاتا ہے ہزار کوڑے مارے گئے،

سب صحابہ

اس کا سبب یہ تھا کہ حسان زیادی قاضی شرقیہ کے یہاں اُس کے خلاف سترہ آدمیوں نے یہ شہادت دی کہ اُس نے ابوبکر و عمر و عائشہ و حفصہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) کو گالی دی ہے، اُن کی شہادت جیسا کہ ذکر کیا جاتا ہے اس اعتبار سے مختلف تھی اس لیے یہ واقعہ بغداد کی ڈاک کے منتظم نے عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان کو لکھ دیا۔ عبیداللہ نے اس کی متوکل کو اطلاع دی۔ متوکل نے یہ حکم دیا کہ محمد بن عبداللہ بن طاہر کو اس عیسیٰ کو کوڑے مارنے کا حکم لکھ دے، پھر اگر وہ مر جائے تو اُسے دجلہ میں پھینک دیا جائے اور اُس کی لاش اس کے ورثہ کو نہ دی جائے پھر عبیداللہ نے حسن بن عثمان کو اُس کے عیسیٰ کے متعلق خط کا جواب لکھا:

تعزیر شرعی

بسم اللہ الرحمن الرحیم خدائے تعالیٰ تمھیں زندہ رکھے اور تمھاری حفاظت کرے اور تم پر اپنا انعام کرے تمھارا خط اُس شخص مسمی عیسیٰ بن جعفر بن محمد بن عاصم صاحب الخانات کے بارے میں اور جو کچھ گواہوں نے اُس کے خلاف اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے اور اُنھیں کافر کہنے اور اُن پر کبیرہ گناہوں کی تہمت لگانے اور اُنھیں نفاق اور ایسے امور کی طرف منسوب کرنے کی شہادت دی ہے جن سے انسان اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے معاندین میں شامل ہو جاتا ہے اور تمھارے ان گواہوں کے حال میں اور جو کچھ اُنھوں نے شہادت دی ہے اس کے بارے میں تمھارے دریافت کرنے اور جو کچھ تمھارے نزدیک اُن میں سے عادلین کی عدالت سے صحیح ثابت ہوا اور جو بات اُن کی شہادت سے تمھارے لیے واضح ہوئی ان سب کے بارے میں اور تمھارا مفصل رقعہ اس معاملے کے متعلق جو تمھارے خط کے اندر تھا پہنچا، میں نے امیرالمومنین کی (خدا اُن کی عزت برقرار رکھے) خدمت میں پیش کر دیا، اُنھوں نے ابوالعباس محمد

ابن عبداللہ بن طاہر کو جو امیر المومنین ابقاہ اللہ کے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) ہیں، وہ لکھنے کا حکم دیا جو امیر المومنین کے یہاں نافذ ہے اور جو ان امور میں امیر المومنین کے اختیارات کے مشابہ ہے اللہ کے دین کی نصرت میں اور اُس کی سنت کے زندہ رکھنے میں اور اُس شخص سے انتقام لینے میں جو دین میں الحاد کرے، اُس شخص کو مجمع عام میں گالی دینے کی سزا دی جائے اور اس سزا کے بعد پانچ سو کوڑے ان امور معظمہ کی وجہ سے مارے جائیں جن پر اُس نے جرأت کی ہے، پھر اگر مر جائے تو اُسے بغیر نماز جنازہ کے دریا میں ڈال دیا جائے تاکہ یہ عمل ہر دین میں الحاد کرنے والے اور جماعت مسلمین سے نکل جانے والے کے لیے مانع ہو، اور یہ میں نے تمھیں اس لیے بتا دیا تاکہ تم اُسے پہچان لو، انشاء اللہ تعالیٰ، والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ بن جعفر بن محمد بن عاصم یہی ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اُس کا نام احمد بن محمد بن عاصم تھا، جب اُسے مارا گیا تو دھوپ میں ڈال دیا گیا یہاں تک کہ وہ مر گیا پھر اُسے دجلے میں پھینک دیا گیا،

اسی سال بغداد میں ستارے ٹوٹے اور بکھر گئے اور یہ واقعہ جمادی الآخرہ کی ایک شب کے بعد شب پنجشنبہ کو پیش آیا،

اسی سال وہاں بیماری ہوئی جس سے چوپائے اور بیل ہلاک ہو گئے،

اسی سال روم نے جشمۂ زربہ پر چھاپہ مارا اور جو لوگ (جاٹ) وہاں آباد تھے اُنھیں مع عورتوں اور بچوں کے اور مع گائے بھینسوں کے قید کر لیا،

اسی سال مسلمانوں اور رومیوں میں فدیے کا معاملہ طے ہو گیا۔

اسباب فدیہ

بیان کیا گیا ہے کہ تذورہ ملکۂ روم مادر میخائیل نے ایک شخص مسمّی جورجیس بن قرفداس کو مقرر کیا تاکہ وہ اُن مسلمانوں کا فدیہ طلب کرے جو رومیوں کے ہاتھ میں قید ہیں، مسلمان قیدی تقریباً بیس ہزار تھے، متوکل نے اپنی جماعت میں سے ایک شخص مسمی نصر بن الازہر بن فرج کو مقرر کیا تاکہ وہ اُن مسلمان قیدیوں کی صحیح تعداد معلوم کرے جو رومیوں کے

قبضے میں تھے تاکہ وہ اُن کے فدیے کا حکم دے، یہ واقعہ اسی سال (۲۴۱ھ) کے شعبان میں ہوا، اُن کے یہاں چند روز قیام کرنے کے بعد (نصر بن الازہر واپس آیا)۔

پھر اُس نے بیان کیا کہ نصر کے روانہ ہونے کے بعد تذورہ نے اپنے قیدیوں کو (اپنے روبرو) پیش کرنے کا اور اُن پر مذہب نصرانیت پیش کرنے کا حکم دیا کہ اس کے بعد جس نے اُن میں سے نصرانیت کو قبول کر لیا وہ اُس کے برابر ہو گیا جو پہلے سے نصرانی تھا اور جس نے اُس کے روبرو انکار کیا اُسے اُس نے قتل کر دیا، بیان کیا (نصر نے) کہ اُس نے بارہ ہزار (مسلمان) قیدیوں کو قتل کر دیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انھیں خصی نے قتل کیا اور وہ بغیر اُس کی (ملکہ کی) اجازت کے انھیں قتل کرتا تھا،

سرحد شام اور جوریہ کے عمال کے پاس متوکل کا فرمان پہنچا کہ شنیف خادم اور جورجس سفیر عظیم روم کے درمیان فدیے کے بارے میں معاہدہ ہو گیا ہے اور دونوں میں یہ امر طے پا گیا ہے، جورجس نے ۵ رجب ۲۴۱ھ سے ۲۳ شوال ۲۴۱ھ تک کے لیے التوائے جنگ کی درخواست کی ہے، تاکہ قیدیوں کو جمع کر سکیں اور انھیں اپنی جائے پناہ تک پلٹنے کے لیے مہلت ہو، لہٰذا یہ فرمان اس کے متعلق ۵ رجب یوم چہار شنبہ کو جاری ہوا اور فدیے کا معاملہ اسی سال عید فطر کے دن واقع ہو گا۔

جورجس سفیر ملکۂ روم ۲۲ رجب یوم شنبہ کو سرحد کی جانب ستر خچروں پر جو اُس کے لیے کرایہ پر لیے گئے تھے روانہ ہوا، اور ابو قحطبہ مغربی طرطوسی بھی اُسی کے ساتھ روانہ ہوا تاکہ (وہاں پہنچ کر) وہ لوگ عید الفطر کا انتظار کریں، جورجس کے ساتھ ایک جماعت بطریق کی اور قریب پچاس کے اس کے غلاموں کی آ گئی تھی،

شنیف خادم فدیے کے لیے نصف شعبان کو روانہ ہوا، اُس کے ساتھ سو سوار تھے تیس ترکوں میں سے اور تیس مغربیوں میں سے اور چالیس شاکریہ کے سواروں میں سے۔ (شنیف نے) جعفر بن عبد الواحد سے جو قاضی القضاۃ تھے یہ درخواست کی کہ اُس کے لیے مال فدیہ حاضر کرنے کا حکم دے اور کسی شخص کو اپنا

قائم مقام کردے، اُس نے اُس کے لیے انتظام کردیا اور ڈیڑھ لاکھ روپے کا اور ساٹھ ہزار کے نفقے کا حکم دیا اور ابن ابی الشوارب کو جو اُس وقت کمسن جوان تھا نائب بنادیا اور روانہ ہوگیا پھر شلیف سے مل گیا، ایک جماعت اہل بغداد کے متوسط لوگوں کی بھی روانہ ہوئی بیان کیا گیا ہے کہ فدیہ بلاد روم کی نہر لامس پر ۱۲ شوال یوم یکشنبہ ۲۴۱ھ کو واقع ہوا، مسلمان مرد قیدیوں میں سات سو پچاسی آدمی تھے اور عورتوں میں سے ایک سو پچیس،

اسی سال متوکل نے قصبۂ شمشاط کے محصول کو بجائے خراج کے عُشر کردیا اور اُس کے لیے ایک فرمان نافذ کردیا۔

اسی سال قوم بجہ نے علاقہ مصر کی حفاظتی چوکی پر چھاپہ مارا، متوکل نے اُن سے جنگ کرنے کے لیے محمد بن عبداللہ القمی کو روانہ کیا۔

بربری حملہ اور اُس کا انجام

بیان کیا گیا ہے کہ قوم بجہ اور مسلمان آپس میں اُس قدیم صلح کی بنا پر جو اس کے قبل ہم اپنی اسی کتاب میں بیان کرچکے ہیں جنگ نہیں کرتے تھے نہ وہ مسلمانوں سے لڑتے تھے اور نہ مسلمان اُن سے لڑتے تھے، وہ لوگ مغربی حبش کی اقوام میں سے ایک قوم تھے، مغرب کے کالے لوگوں میں بجہ نوبہ اہل غانہ الغافر دیغور، رعوین، فرویہ، بکسوم، مکارہ اکرم اور الحمس ہیں۔

بلاد بجہ میں سونے کی کانیں تھیں جنھیں وہ جوان میں کام کرتا تھا اُسے دیا کرتے تھے اور ہر سال سلطان کے عمال متعینۂ مصر کو اپنی کانوں میں سے چار سو مثقال سونے کے پتر بغیر صاف کیے ادا کیا کرتے تھے، پھر جب متوکل کا دور حکومت آیا تو بجہ پے در پے چند سال تک یہ خراج ادا کرنے سے باز رہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ متوکل نے اپنے خدام میں سے ایک شخص کو مصر کے محکمۂ ڈاک پر مقرر کیا جو یعقوب بن ابراہیم الباذغیسی کہلاتا تھا، ہادی کا آزاد کردہ غلام تھا اور وہ قوصرہ مشہور تھا، اُس کے سپرد مصر، اسکندریہ، برقہ اور اطراف مغرب کی ڈاک کردی،

یعقوب نے متوکل کو لکھا کہ بجہ نے اُس عہد کو توڑ دیا جو اُن کے اور مسلمانوں کے درمیان تھا اور وہ اپنے شہروں سے نکل کر سرحد کی سونے اور جواہرات کی

کانوں کی طرف چلے گئے جو علاقۂ مصر و بلاد بجہ کے درمیان واقع ہے، انھوں نے اُن چند مسلمانوں کو قتل کر دیا جو کانوں میں کام کرتے تھے اور سونا اور جواہرات نکالتے تھے، اُن کے بچوں اور عورتوں میں سے چند کو قید کر لیا اور یہ بیان کیا کہ وہ کانیں اُنھیں کی ہیں جو اُن کے مُلک میں ہیں، وہ لوگ مسلمانوں کو اُن میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دیتے، اُن کے اس عمل نے اُن تمام مسلمانوں کو جو کانوں میں کام کرتے تھے وحشت میں ڈال دیا، چنانچہ وہ وہاں سے اپنی اور اپنے بچوں کی جان کے خوف سے واپس آ گئے، اس سے سلطنت کے لیے جو حق خمس اُس سونے اور چاندی اور جواہرات سے جو کانوں سے نکالا جاتا ہے لیا جاتا تھا منقطع ہو گیا،

اس خبر نے متوکل کی ناگواری کو بڑھا دیا اور اُسے غضبناک بنا دیا اُس نے بجہ کے معاملے میں مشورہ کیا تو اُسے بتایا گیا کہ وہ لوگ ایسی قوم ہیں جو بدوی ہیں اور اونٹ اور مویشی والے ہیں، اُن کے بلاد تک پہنچنا دشوار ہے، ناممکن ہے کہ لشکر اُن کے راستے کو پا لیں کیونکہ وہ چٹیل میدان اور بیابان ہیں اور دارالاسلام اور اُن کے بلاد کے درمیان ایک مہینے کا راستہ ہے جو چٹیل میدان اور سخت پہاڑی ہے، جس میں پانی ہے نہ کھیتی نہ کوئی پناہ کی جگہ ہے نہ قلعہ، جو شخص حکام شاہی میں سے وہاں داخل ہونا چاہے وہ اس امر کا محتاج ہے کہ وہ اس قدر زاد و راہ اپنے ہمراہ لے جائے جو اتنی تمام مدت کے لیے کافی ہو جتنی مدت تک اُن کے بلاد میں قیام ہونے اور دارالاسلام کی طرف واپسی میں صرف ہونے کا گمان ہو، اور اگر قیام اُس مدت سے بڑھ گیا تو وہ بھی ہلاک ہو گا اور جتنے اُس کے ساتھی ہیں وہ بھی، بجہ اُن سب کو بغیر جنگ کیے اپنے ہاتھوں سے گرفتار کر لیں گے، اُن کا مُلک بھی وہ مُلک ہے جو سلطان کو خراج وغیرہ بھی کچھ نہیں دیتا، متوکل اُن پر لشکر کشی سے باز آ گیا اُن کی حالت (بغاوت) ترقی کرتی رہی اور اُن کی جرات مسلمانوں پر اس قدر بڑھتی گئی کہ باشندگان صعید مصر اُن سے اپنی اور اپنے بچوں کی جانوں کا خوف کرنے لگے،

متوکل نے محمد بن عبداللہ المعروف بالقمی کو اُن سے جنگ کرنے کے لیے

والی بنایا، اور اُن مواضع کی امدادیں بھی اُسی کے سپرد کر دیں، وہ مواضع یہ تھے، قفط، الاقصر، اسنا، ارمنت، اسوان، پہلے اُسے جنگ بجہ سے اطلاع کر دی (اور اُسے یہ بھی بتا دیا کہ) وہ عنبسہ بن اسحاق الضبی سے جو مصر کے محکمۂ حرب کا عامل ہے مراسلت کرے اور عنبسہ کو ہر ضرورت کی چیز لشکر و فوج متعینۂ مصر وغیرہ مہیا کرنے کو لکھ دیا،

عنبسہ نے اس معاملے میں اُس کی ضرورت کو رفع کر دیا اور وہ زمین بجہ کی طرف روانہ ہو گیا وہ تمام لوگ جو کانوں میں کام کرتے تھے اُس سے مل گئے اور ایک جماعت کثیر رضا کاروں کی (بھی)، چنانچہ وہ تمام انسان پیادہ یا سوار جو اُس کے ساتھ تھے قریب بیس ہزار کے ہو گئے، وہ بحر قلزم کی طرف روانہ ہوا۔ اُس نے سات جہاز سمندر میں بار کرائے جو آٹے اور روغن زیتون اور خرما اور ستو اور جو سے پُر تھے، اپنے ہمراہیوں میں سے ایک جماعت کو اُن کے ساتھ براہ بحر روانہ ہونے کا حکم دیا تاکہ وہ زمین بجہ کے ساحل پر اُس کے پاس آ دیں اور محمد بن عبد اللہ القمی زمین بجہ میں (براہ خشکی) چلتا رہا یہاں تک کہ وہ اُن کانوں سے متجاوز ہو گیا جن میں سونے کا کام کیا جاتا تھا اور اُن کے قلعوں اور حفاظت کے مقامات تک پہنچ گیا، اور اُس کی طرف ان کا بادشاہ جس کا نام علی بابا اور جس کے بیٹے کا نام لعیس تھا بہت بڑے لشکر کے ساتھ جس کی تعداد قمی کے ساتھ والے لوگوں سے کئی گنی زیادہ تھی نکل آیا،

قوم بجہ اپنے اونٹوں پر سوار تھی اور اُن کے پاس نیزے تھے، اور اُن کے اونٹ عمدہ تھے جو اصالت میں گھوڑوں کے مشابہ تھے، چنانچہ وہ چند روز تک پے در پے مقابلہ کرتے رہے اور لڑتے رہے اور صحیح طور پر جنگ نہیں کرتے تھے، شاہ بجہ قمی کی مدافعت کرتا رہا تاکہ دن بڑھ جائیں اور رسد اور چارہ جو ان لوگوں کے ساتھ ہے وہ ختم ہو جائے، اور انھیں طاقت نہ رہے۔ یہ بھوکے مر جائیں تو پھر بجہ انھیں اپنے ہاتھوں سے گرفتار کر لیں، جب سردار بجہ کو یہ گمان ہو گیا کہ اُن کی رسد تمام ہو گئی تو وہ ساتوں جہاز آ پہنچے جنھیں قمی نے بار کرایا تھا، یہاں تک کہ وہ اُس سمندر کے کناروں میں سے ایک ساحل پر جس کا نام صنجہ تھا آ لگے، قمی نے اپنی

فوج میں سے ایک جماعت کو اُس جگہ روانہ کردیا تاکہ وہ جہازوں کی بجہ سے حفاظت کریں،

جو سامان اُن جہازوں میں تھا اُسے اپنی فوج میں تقسیم کردیا اور اُن کے پاس رسد اور چارہ با فراغت ہوگیا،

سردار بجہ علی بابا نے یہ دیکھا تو اُن سے جنگ کرنے کا ارادہ کرلیا اور اُن کے لیے لشکر جمع کیا، وہ مل گئے اور نہایت شدید جنگ کرنے لگے۔ اونٹ جن پر وہ لوگ جنگ کر رہے تھے بھڑکنے والے تھے کہ بہت گھبراتے تھے اور ہر چیز سے ڈرتے تھے،

جب قمی نے یہ دیکھا تو اُس نے اپنے لشکر کے اونٹوں اور گھوڑوں کے تمام گھنٹے جمع کرلیے اور اُنھیں گھوڑوں کے گلے میں باندھ دیا اور بجہ پر حملہ کیا اُن کے اونٹ گھنٹوں کی آواز سے بھاگ کھڑے ہوئے اور اُن کا خوف بہت بڑھ گیا، کہ وہ اُنھیں پہاڑوں پر اور میدانوں میں لے بھاگے، اور اُنھیں بالکل چورہ چورہ کردیا، قمی نے اپنی فوج کے ساتھ اُن کا پیچھا کیا اور اُنھیں قتل اور قید کرنے کے لیے گرفتار کرلیا یہاں تک کہ رات ہوگئی، یہ واقعہ شروع ۲۴۱ھ میں ہوا،

وہ اپنے پڑاؤ کی طرف واپس ہوا اور مقتولین کی کثرت کی وجہ سے وہ اُن کے شمار پر قادر نہ ہوا،

جب صبح ہوئی تو قمی نے اُنھیں اس طرح پایا کہ وہ اپنے پیادوں کو جمع کرکے کسی ایسے مقام کی طرف روانہ ہوئے جہاں وہ قمی کے تعاقب سے بچ جائیں،

قمی نے اُن سب کو رات ہی میں اپنے سواروں میں گھیر لیا،

اُن کا بادشاہ بھاگ گیا تو اُس نے اُس کا تاج اور سامان لے لیا،

علی بابا نے پناہ طلب کی کہ وہ اپنی مملکت اور بلاد کی طرف واپس چلا جائے

قمی نے اُسے پناہ دے دی اُس نے تمام اُس مدت کا خراج کہ جسے اُس نے روک لیا تھا ادا کردیا اور وہ چار سال کا تھا ہر سال کا چار سو مثقال، اور علی بابا نے اپنی مملکت پر اپنے بیٹے لعیس کو نائب بنادیا،

قمی علی بابا کو لے کر متوکل کے دربار میں واپس آیا، اس کے پاس آخر ۲۴۱ھ میں پہنچا اسی علی بابا کو ریشمی عبا اور سیاہ عمامہ پہنایا اور اس کے اونٹ پر بھی دو رخ کا کجاوہ لسا اور ریشمی جھولیں ڈالیں اور اسے باب عامہ پر قوم بجہ کے ستر لڑکوں کے ساتھ کھڑا کر دیا جو کجاوے والے اونٹوں پر تھے اور ان کے پاس نیزے تھے اور ان کے نیزوں کی نوک پر اس جماعت کے سر تھے جو ان کے لشکر میں سے مارے گئے تھے جنہیں قمی نے قتل کیا تھا،

متوکل نے حکم دیا کہ قمی سے عید اضحی ۲۴۱ھ کو محاصل کا، قبضہ لے لیں، متوکل نے بجہ اور مکہ اور مصر کے درمیانی راستے کا سعد خادم ایتاخی کو حاکم مقرر کیا، سعد نے محمد بن عبداللہ قمی کو حاکم مقرر کیا قمی علی بابا کو لے کر روانہ ہوا اور وہ اپنے دین پر قائم تھا، چنانچہ ان میں سے بعض نے بیان کیا کہ انھوں نے اس کے ساتھ ایک بت دیکھا جو بچے کی شکل کا تھا جسے وہ سجدہ کرتا تھا،

اسی سال جمادی الآخرہ میں یعقوب بن ابراہیم عرف قوصرہ کا انتقال ہوا،

اسی سال عبداللہ بن محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کرایا،

اسی سال جعفر دینار حاکم راہ مکہ و حوادث حج نے حج کیا،

واقعات ۲۴۲ھ

زلزلے اس سال کے واقعات میں سے وہ ہولناک زلزلے ہیں جو قومس اور اس کے خرما کے باغوں میں شعبان میں ہوئے جن سے مکانات منہدم ہو گئے اور وہاں کے باشندوں میں سے بہت سے آدمی جن پر دیواریں وغیرہ گر پڑیں مر گئے، بیان کیا گیا ہے کہ ان کی تعداد پینتالیس ہزار چھیانوے انسانوں تک پہنچ گئی، سب سے بڑا زلزلہ دامغان میں ہوا، بیان کیا گیا ہے کہ اسی سال فارس و خراسان و شام میں بھی زلزلے اور بھیانک آوازیں پیدا ہوئیں اور یمن میں اسی سال زلزلہ بھی آیا اور اس کے ساتھ شہر بھی دھنس گیا،

فتنہ روم اسی سال علی بن یحییٰ ارمنی کے جو صائفے سے نکلنے کے بعد رومی بھی شمشاط کی طرف سے نکل آئے یہاں تک کہ وہ لوگ آمد کے قریب

ہو گئے پھر جزیرہ کی سرحدوں سے نکل گئے، چند مواضع لوٹ لیے اور دس ہزار آدمی کے قریب قید کر لیے، اُن کا داخلہ قربیاس کے موضع ابریق کی طرف سے تھا وہ اپنے شہروں کے ارادے سے واپس ہوئے قربیاس اور عمر بن عبداللہ الاقطع اور ایک جماعت رضاکاروں کی اُن کے پیچھے روانہ ہوئی، اُن میں سے کسی کو بھی ان لوگوں نے نہ پایا تو علی بن یحییٰ کو یہ لکھا کہ موسم سرما میں اُن کے شہروں کی طرف روانہ ہو۔ اسی سال متوکل نے ایک شخص عطارد کو قتل کیا جو نصرانی تھا پھر مسلمان ہوا مدت دراز تک مسلمان رہا پھر مرتد ہو گیا اُس سے توبہ چاہی گئی، اُس نے اسلام کی طرف رجوع کرنے سے انکار کر دیا، ۲ شوال سنہ ۲۴۲ھ کو اُس کی گردن ماردی گئی اور اُسے باب عامہ میں جلا دیا گیا،

اسی سال رجب میں ابو حسان زیادی قاضی شرقیہ کی وفات ہوئی،

اسی سال حسن بن علی بن الجعد قاضی مدینۃ المنصور کی وفات ہوئی،

اسی سال والیٔ مکہ عبدالصمد بن موسیٰ بن محمد بن امام ابراہیم بن محمد بن علی نے لوگوں کے ساتھ حج کیا،

اسی سال جعفر بن دینار نے حج کیا جو مکے کے راستے اور حوادث حج کا حاکم تھا،

واقعات سنہ ۲۴۳ھ

اس سنہ میں ۲۰ ذیقعدہ کو دمشق کی طرف متوکل کی روانگی ہوئی اُس نے کسی شہر میں قربانی کی تو یزید بن محمد المہلبی نے اُس کی روانگی کے وقت یہ شعر پڑھے۔

میں یقین کرتا ہوں کہ نحوست عراق میں آگئی جبکہ اُن کے امام نے روانگی کا ارادہ کر لیا

اگر تو عراق اور اُس کے باشندوں کو چھوڑ دے گا تو گویا، حسینہ طلاق میں مبتلا کر دی جائے گی

اسی سال شعبان میں ابراہیم بن عباس کی وفات ہوئی حسن بن مخلد بن الجراح نائب ابراہیم کو دیوان ضیاع کا حاکم بنایا گیا اور ہاشم بن بنجور کا انتقال ذی الحجہ میں ہوا،

اسی سال عبدالصمد بن موسیٰ نے لوگوں کے ساتھ حج کیا اور جعفر بن دینار نے جو مکے کے راستے اور حوادث حج کا حاکم تھا حج کیا،

واقعات سنہ ۲۴۴ھ

اس سال کے واقعات میں سے ۱۰ صفر میں متوکل کا دمشق میں داخل ہونا ہے

سامرا کے قریب ایک مقام میں تھا یہاں اُس پر ستتر یا ستانوے دن گزر گئے اُس نے قیام کا ارادہ کر لیا، شاہی دفاتر منتقل کر دیے اور وہاں عمارت بنانے کا حکم دے دیا ترکوں نے اپنے اور اپنے اہل و عیال کے وظائف کے لیے درخواست کی، اُس نے اُن کے لیے اس قدر وظائف کا حکم دیا جس سے وہ رضامند ہو گئے، پھر شہر میں وبا پھیل گئی، اور یہ اس لیے ہوا کہ وہاں کی ہوا سرد تر تھی اور پانی ثقیل تھا اور ہوا جو وہاں چلتی تھی اُس میں پانی کے اجزا نہیں ہوتے تھے اور وہ نہایت تیزی سے چلا کرتی تھی یہاں تک کہ ساری رات گزر جاتی تھی وہاں پسو بہت تھے اور نرخ بھی گراں تھا، درمیان سابلہ اور میرہ کے برف حائل تھی، اسی سال متوکل نے ماہ ربیع الآخر میں بغا کو دمشق سے روم تک جنگ کرنے کو روانہ کیا، اُس نے صائفہ سے جنگ کی، صلہ کو فتح کر لیا، متوکل دمشق میں دو ماہ چند روز مقیم رہا پھر سامرا واپس آیا، اُس نے اپنی واپسی میں دریائے فرات کو اختیار کیا، پھر انبار کی طرف لوٹا پھر انبار سے کنارے کے راستے سے سامرا لوٹا اور ۲۳ جمادی الآخرہ دوشنبہ کو وہاں داخل ہوا، اسی سال متوکل نے جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے ابو الساج کو مکہ کے راستے پر بجائے جعفر بن دینار کے مقرر کیا میرے نزدیک صواب یہ ہے کہ اُسے ۲۴۲ھ میں مکے کے راستے پر مقرر کیا،

آنحضرتؐ کا نیزہ

اسی سال جیسا کہ بیان کیا گیا متوکل کو وہ نیزہ دیا گیا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا جس کا نام عنزہ تھا، بیان کیا گیا ہے کہ وہ نجاشی شاہ حبشہ کا تھا اُس نے زبیر بن عوام کو دیا زبیر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا، پھر وہ مؤذنوں کے پاس رہتا تھا اور عیدین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے لایا جاتا تھا اور میدان میں آپ کے سامنے گاڑ دیا جاتا تھا آپ اس کی طرف نماز پڑھتے تھے متوکل نے اسے اپنے آگے لے چلنے کا حکم دیا پولیس افسر اُسے اُس کے آگے لے چلتا تھا، اور اُس کا نیزہ نائب پولیس افسر لے چلتا تھا،

اسی سال بختیشوع پر متوکل نے عتاب کیا اور اُس کا مال ضبط کر لیا اور اسے بحرین کی طرف شہر بدر کر دیا اُس پر ایک اعرابی نے اشعار کہے،

اسی سال مسلمانوں کی عید الاضحیٰ اور نصاریٰ کی شعانین اور یہود کی عید الفطر

جمع ہو گئی،
اسی سال عبدالصمد بن موسیٰ نے لوگوں کے ساتھ حج کیا،

واقعات ۲۴۵ھ

عمارت جعفریہ

اسی سال متوکل نے ماحوزہ کی تعمیر کا حکم دیا اور اُس کا نام جعفری رکھا، اسی سال قواد اور اُس کے ساتھیوں کو جاگیر دی تعمیر میں جدت کی اور محمدیہ میں منتقل ہو گیا تاکہ ماحوزہ کا کام مکمل ہو جائے، قصر مختار و بدیع کے منہدم کرنے کا حکم دیا اور اُن کی لکڑی جعفری کی طرف منتقل کر دی، اور اُس پر جیسا کہ کہا گیا ہے بیس لاکھ دینار سے زائد خرچ کیا اور اُس میں قراء کو جمع کیا جنھوں نے تلاوت کی، اور کھیل تماشے والے آ گئے تو انھیں بیس لاکھ درہم عطا کیے متوکل اور اُس کے مصاحبین اُسے خاصۂ متوکلیہ کے نام سے پکارتے تھے، اُس میں ایک محل بنایا جس کا نام لولوہ رکھا کہ بلندی میں جس کا مثل نہیں دیکھا گیا، ایک ایسی نہر کھودنے کا حکم دیا جس کی ابتدا ماحوزہ سے پانچ فرسخ اوپر سے اس موضع سے ہو جس کا نام کرمی ہے تاکہ اُس کے آس پاس کی آب رسانی نہر کے سرے اُس محل تک ہو سکے۔ مواضع جیلتا اور خصاصہ علیا اور سفلیٰ اور کرمی کے لے لینے کا حکم دیا اور اُن کے باشندوں کو اپنے مکانات اور زمین بیچنے پر برانگیختہ کیا وہ لوگ اس پر مجبور کیے گئے۔ تاکہ اُن مواضع کے کل مکانات اور زمینیں اس نہر کے لیے ہو جائیں اور اُن لوگوں کو اُن مواضع سے نکال دے، نہر کے خروج کے لیے بیس لاکھ دینار مقرر کیے، اور اُس پر خرچ کرنے کے لیے ذی الحجہ ۲۴۵ھ میں دلیل بن یعقوب نصرانی کاتب بغا کو مقرر کیا اور بارہ ہزار آدمیوں کو نہر کھودنے میں لگا دیا جو اُس میں کام کرتے تھے، چنانچہ دلیل کام کرتا رہا اور مال پر مال اُٹھاتا رہا اور اُس کا اکثر حصہ کاتبوں میں تقسیم کرتا رہا یہاں تک کہ متوکل

قتل کر دیا گیا نہر برباد ہو گئی، جعفریہ ویران و منہدم ہو گیا اور نہر کا کام ناتمام رہ گیا،
اسی سال بلاد مغرب میں ایسے زلزلے آئے کہ قلعے مکانات اور پل منہدم ہو گئے متوکل نے تیس لاکھ روپیہ اُن لوگوں پر صرف کرنے کا حکم دیا جن پر اُن کے مکانوں میں مصائب نازل ہوئے،
اسی سال عسکر مہدی بغداد میں زلزلہ آیا اور مدائن میں بھی،
اسی سال قیصر روم نے مسلمان قیدیوں کو بھیجا، اور جو لوگ اس کے پاس قید تھے اُن کا فدیہ طلب کرنے کو بھیجا،
اور جو بوڑھا شخص شاہ روم کی جانب سے متوکل کی طرف قاصد بن کر آیا وہ اطروبلیس کے نام سے پکارا جاتا تھا، اس کے ساتھ ستر مسلمان قیدی تھے جنھیں میخائیل بن توخیل شاہ روم نے متوکل کو ہدیۃً بھیجا تھا اور اس کی آمد اسی سنہ میں ۲۵ صفر کو ہوئی وہ شیف خادم کا مہمان ہوا، متوکل نے نصر بن الازہر شیعی کو شاہ روم کے قاصد کے ساتھ روانہ کیا، وہ اسی سال روانہ ہوا اور فدیے کا معاملہ ۲۴۶ھ سے پہلے نہیں ہوا،
بیان کیا گیا ہے کہ اسی سال شوال میں انطاکیہ میں ایسی حرکت شدیدہ اور اور زلزلہ محسوس ہوا جس نے خلق کثیر کو قتل کر دیا اور اس سے پندرہ سو مکانات گر پڑے، شہر پناہ کے کچھ اوپر نوے برج گر پڑے اور مکانات کے روشندانوں سے ایسی خوفناک آوازیں لوگوں کو سنائی دیں جن کی حالت کو وہ اچھی طرح بیان نہیں کر سکتے، اور اس کے باشندے بیابانوں میں بھاگ گئے، اور اس کا کوہ اقرع ٹوٹ کر دریا میں گر پڑا، اُس روز دریا میں ہیجان پیدا ہو گیا اور اُس پہاڑ سے بدبودار تاریکی پھیلانے والا سیاہ دھواں بلند ہوا اور اُس سے ایک فرسخ تک نہر خشک ہو گئی کہ نہ معلوم کہاں چلی گئی اسی سال جیسا کہ کہا گیا ہے اہل تنیس نے مصر میں ایک ایسی مسلسل خوفناک آواز سنی جس سے بہت لوگ مر گئے،
اسی سال الس، رقہ، حران، راس عین، حمص، دمشق، رہا، طرطوس، مصیصہ، اذنہ اور سواحل شام میں زلزلہ آیا اور لاذقیہ میں ایسا شدید زلزلہ آیا جس سے نہ کوئی گھر باقی رہا اور نہ کوئی اُس کا باشندہ بچا سوائے چند کے اور جبلہ مع اپنے باشندوں کے

غائب ہو گیا،
اسی سال مکے کا چشمۂ مشاش خشک ہو گیا، یہاں تک کہ مکے میں ایک مشک پانی کی قیمت اسی درہم تک پہنچ گئی، متوکل کی ماں نے کچھ روپیہ بھیجا جو وہاں خرچ کیا گیا،

اسی سال اسحاق بن ابی اسرائیل اور سوار بن عبداللہ اور ہلال رازی کی وفات ہوئی،

اسی سال نجاح بن سلمہ ہلاک ہوا،

ابن سلمہ کی ہلاکت

مجھ سے حارث بن ابی اسامہ نے اس کے حالات میں سے بعض وہ باتیں بیان کیں جو مجھے بھی یاد ہیں اور بعض اس کے علاوہ کہ نجاح بن سلمہ دفتر فرمان و نگرانی اہل کار ان پر مقرر تھا اور اس کے قبل ابراہیم بن رباح جوہری کا کاتب تھا، اور وہ جاگیروں پر مامور تھا چنانچہ تمام اہل کار اُس سے ڈرتے تھے اور اُس کی ضروریات پوری کرتے تھے اور کسی کو اس کے ارادے سے روکنے کی طاقت نہ تھی، متوکل بسا اوقات اُسے ندیم و ہمنشین بناتا تھا۔ حسن بن مخلد اور موسیٰ بن عبدالملک کی عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان سے جو وزیر متوکل تھا تنہائی میں صحبت رہتی تھی وہ دونوں اُس کے پاس جایا کرتے تھے جب وہ اُنھیں اس کا حکم دیتا تھا حسن بن مخلد دفتر جاگیر پر مامور تھا اور موسیٰ دفتر خراج (محصول) پر، نجاح بن سلمہ نے ایک رقعہ متوکل کو حسن و موسیٰ کے بارے میں لکھا جس میں یہ ذکر تھا کہ ان دونوں نے خیانت کی ہے اور ان امور میں تقصیر کی ہے جن پر وہ مامور ہیں وہ چار کرور درہم اُن دونوں سے برآمد کرا دے گا، متوکل نے اُسے اپنے پاس بلایا اور شب اُس کے ساتھ گزاری اور کہا اے نجاح خدا اُسے برباد کرے جو تمھیں برباد کرے، کل صبح ہونے دو تو میں ان دونوں کو تمھارے سپرد کر دوں گا صبح ہوئی اور متوکل نے اپنے مصاحبین کو ترتیب سے بٹھا دیا اور کہا اے فلاں تو حسن کو گرفتار کر لے اور اے فلاں تو موسیٰ کو گرفتار کر لے، صبح کے وقت نجاح بھی متوکل کے پاس آیا، عبیداللہ سے ملا، عبیداللہ نے اُسے یہ حکم دیا کہ متوکل سے پوشیدہ ہو جائے، پھر اُس سے کہا کہ اے ابوالفضل

واپس چلو تاکہ ہم اور تم اس معاملے میں غور کریں میں تمھیں ایسی بات کا مشورہ دوں گا جس میں تمھارے لیے بہتری ہو گی اُس نے کہا وہ کیا ہے اس نے کہا کہ میں تمھارے اور اُن دونوں کے درمیان صلح کرادوں گا تم ایک رقعہ لکھ دو اُس میں یہ ذکر ہو کہ تم شراب پیے ہوئے تھے اور تم نے اُن چیزوں کے متعلق گفتگو کی ہے جن میں نظرثانی کی حاجت ہے میں امیر المومنین کے یہاں بات بنالوں گا، پھر وہ اُسے فریب دیتا رہا یہاں تک کہ اُس نے اُس مضمون کا رقعہ لکھ دیا جس کا اُس نے حکم دیا تھا پھر اُس نے وہ رقعہ متوکل کے یہاں داخل کر دیا اور کہا،

اے امیر المومنین جو کچھ نجاح نے کل کہا تھا اُس سے اُس نے رجوع کر لیا، اور یہ رقعہ موسیٰ و حسن کا ہے وہ دونوں اسے قبول کرتے ہیں جو انھوں نے لکھا ہے آپ اُن سے وہ رقم لے لیجیے جس کی انھوں نے ذمہ داری کی ہے پھر ان دونوں پر مہربانی فرمائیے اُن دونوں سے تقریباً اتنا لے لیجیے جتنے کی اُن کی جانب سے ذمہ داری کی گئی ہے،

متوکل خوش ہوا اور اُس کے لالچ میں آگیا جو عبید اللہ نے کہا تھا، پھر عبید اللہ نے کہا کہ نجاح کو ان دونوں کے سپرد فرما دیجیے، وہ دونوں اسے لے گئے ان دونوں نے اُس کے سر سے اُس کی ٹوپی اُتارنے کو کہا جو ریشم کی تھی اُسے سردی محسوس ہوئی تو اُس نے کہا کہ افسوس ہے اے حسن میں سردی محسوس کرتا ہوں، اس نے اس کے سر پر اُس کی ٹوپی پہنا دینے کا حکم دیا، اور اُسے موسیٰ دفتر خراج لے گیا، دونوں اُس کے دونوں بیٹوں ابوالفرج و ابو محمد کی طرف روانہ ہوئے، ابوالفرج گرفتار کر لیا گیا اور ابو محمد ابن بنت حسن بن شنیف فرار ہو گیا اُس کا کاتب اسحاق بن سعد بن مسعود القطربلی اور عبد اللہ بن مخلد المعروف بابن البواب جس کی تنہائی میں نجاح سے صحبت رہتی تھی گرفتار کر لیا گیا،

نجاح اور اُس کے بیٹے نے قریب ایک لاکھ چالیس ہزار دینار دینے کا اقرار کیا، علاوہ اپنی بغداد اور سامرا کی جائدادوں اور فرشوں اور محلوں کی قیمت کے اور علاوہ اپنی کثیر جائداد کے،

حسن نے ان تمام پر قبضہ کرنے کا حکم دیا اور کئی مرتبہ اسے ایسی جگہ

کوڑوں سے مارا جو مارنے کی جگہ نہ تھی، قریب دو سو کوڑے مارے، اُسے دبوچا گیا اور گلا دبایا گیا، اس کا گلا موسیٰ الفرانق اور معلوف نے دبایا لیکن حارث نے کہا ہے کہ اُس کے دونوں خصیے اس قدر دبائے گئے کہ وہ مر گیا،

وہ اسی سال ۲۲ ذی قعدہ یوم دوشنبہ کو صبح کو مرا، اُس نے اُس کے غسل دینے اور دفن کرنے کا حکم دیا، رات کو دفن کیا گیا، اُس کے بیٹے محمد اور عبداللہ بن مخلد اور اسحاق بن سعد کو تقریباً پچاس پچاس کوڑے مارے گئے،

اسحاق نے پچاس ہزار دینار دینے کا وعدہ کیا اور عبداللہ بن مخلد نے پندرہ ہزار دینار دینے کا، اور کہا گیا ہے کہ بیس ہزار دینار دینے کا اقرار کیا، جو بیٹا اُس کا احمد ابن بنت حسن بھاگ گیا تھا اُس پر بھی بعد موت نجاح قابو پا لیا گیا، پھر اُسے کچھری میں قید کر دیا گیا، جو کچھ نجاح اور اُس کے بیٹے ابو الفرج کے گھر میں اسباب تھا سب لے لیا گیا، اور اُن کے مکانات اور جائدادیں جہاں کہیں تھیں قبضے میں لے لی گئیں، اور اُن کے عیال کو نکال دیا گیا، اُن کے وکیل ملکِ حبش کو جو ابن عیاش تھا گرفتار کر لیا گیا، اُس نے بھی بیس ہزار دینار کا اقرار کیا اور حسن بن سہل بن نوح اہوازی اور حسن بن یعقوب بغدادی کی تلاش میں بکلے بھیجا گیا، اور اُس کی وجہ سے ایک قوم گرفتار کر کے قید کر دی گئی،

سبب ہلاک میں اس کے علاوہ بھی مذکور ہے، بیان کیا گیا ہے کہ وہ عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان کے خلاف تھا، اور عبیداللہ متوکل پر قابو پائے ہوئے تھا اور وزارت اور امور عامہ اُسی کے سپرد تھے اور نجاح کے فرمان عامہ سپرد تھا،

جب متوکل نے محل جعفری بنانے کا ارادہ کیا تو اُس سے نجاح نے کہا جو اُس کے مصاحبوں میں سے تھا کہ اے امیر المومنین میں آپ کے لیے ایک ایسی قوم نامزد کرتا ہوں کہ آپ انھیں میرے سپرد کر دیں تاکہ میں آپ کے لیے اُن سے اتنے اموال وصول کرا دوں جن سے آپ کا یہ شہر تعمیر ہو جائے، کیونکہ اُس کے تعمیر کرنے میں آپ کو اس قدر مال کی ضرورت ہوگی جس کی مقدار بھی بڑی ہے اور اُس کا تذکرہ بھی بڑا ہے

اُس نے کہا کہ اُن کا نام لو،

اُس نے ایک رقعہ پیش کیا جس میں اُن لوگوں کا ذکر تھا، موسیٰ بن عبدالملک

اور عیسیٰ بن فرخانشاہ نائب حسن بن مخلد اور حسن بن مخلد، اور زیدان بن ابراہیم نائب موسیٰ بن عبد الملک اور عبید اللہ بن یحییٰ اور اس کے دونوں بھائی عبداللہ بن یحییٰ اور زکریا، اور میمون بن ابراہیم اور محمد بن موسیٰ منجم اور اُس کا بھائی احمد بن موسیٰ، اور علی بن یحییٰ ابن ابی منصور اور جعفر معلوف دفتر خراج کا مستخرج اور ان کے علاوہ قریب بیس آدمی، یہ متوکل کو ایسے موقع سے بتایا کہ اُسے پسند آیا اور اُس نے کہا کہ صبح کو سویرے آنا، جب صبح ہوئی تو اُسے اس معاملے میں کچھ شک نہیں ہوا عبیداللہ بن یحییٰ نے متوکل سے بحث کی اور اُس سے کہا کہ یا امیر المومنین اس نے یہ ارادہ کیا ہے کہ بغیر مصیبت میں ڈالے کسی کو نہ چھوڑے نہ کاتب کو نہ قائد کو نہ عامل کو، تو اے امیر المومنین پھر کون ان خدمتوں کے لیے کھڑا ہوگا،

نجاح صبح کو آیا تو عبیداللہ نے اُسے اُس کی جگہ پہ بٹھا دیا اور اُس کے اندر جانے کی اجازت نہیں دی گئی، موسیٰ بن عبد الملک اور حسن بن مخلد حاضر کیے گئے ان سے عبیداللہ نے کہا کہ اگر وہ (نجاح) امیر المومنین کے یہاں داخل ہوگیا تو امیر المومنین تم دونوں کو اُس کے حوالے کردیں گے پھر وہ تم دونوں کو قتل کردے گا اور جس کے تم دونوں مالک ہو لے لے گا، لہٰذا تم دونوں امیر المومنین کی خدمت میں ایک رقعہ لکھو جس میں بیس لاکھ دینار کا دینا قبول کرو، ان دونوں نے اپنے قلم سے رقعہ لکھ دیا اور عبیداللہ بن یحییٰ نے وہاں پہنچا دیا اور امیر المومنین کے اور نجاح اور موسیٰ بن عبد الملک اور حسن بن مخلد کے درمیان آمد و رفت کرنے لگا اور موسیٰ و حسن کی مدد کرتا رہا، پھر دونوں کو متوکل کے پاس پہنچا دیا، تو ان دونوں نے اس رقم کی ذمہ داری کرلی اور وہ یعنی عبیداللہ ان دونوں کے ساتھ نکل آیا پھر اُس نے اُسے (نجاح) کو اُن دونوں کے حوالے کردیا حالانکہ تمام لوگ خواص اور عوام اور وہ دونوں خود بھی اس بات میں شک نہ کرتے تھے کہ وہ دونوں اور عبیداللہ بن یحییٰ اُس بات کی وجہ سے جو نجاح اور متوکل کے درمیان ہوچکی ہے نجاح کے سپرد کردیئے جائیں گے، اُن دونوں نے نجاح کو گرفتار کرلیا اور موسیٰ بن عبد الملک اُسے سزا دینے کے لیے مامور ہوا اُس نے اُسے سامرا کے دیوان خراج میں قید کرایا، اور اُسے بہت سے دُرّے مارے متوکل نے یہ حکم دیا کہ اُس کے کاتب اسحاق بن سعد پر جو اُس کے خاص امور اور اُس کے ایک لڑکے کی جائداد کے

کام پر مقرر تھا اُس کا ان ہزار دینار کا تاوان ڈالا جائے اور اُسے حلف دیا جائے اور یہ کہا کہ اُس نے خلیفہ واثق کے زمانے میں جبکہ وہ عمر بن فرج کا قائم مقام تھا مجھ سے پچاس دینار لیے تھے تب میرا وظیفہ کھولا تھا، لہٰذا ہر دینار کے بدلے ہزار دینار لے لو اور ایک ہزار زیادہ جیسا کہ اُس نے زیادہ لیا' چنانچہ وہ قید کر دیا گیا اور اُس پر تین قسطیں مقرر کر دی گئیں' اور اُس وقت تک رہا نہیں کیا گیا جب تک کہ اُس نے بعجلت ایک قسط سترہ ہزار دینار کی ادا نہ کر دی' باقی کے ضامن لینے کے بعد رہا کیا گیا عبد اللہ بن مخلد کو گرفتار کیا گیا پھر اُس پر سترہ ہزار دینار کا تاوان ڈالا گیا'

عبید اللہ نے حسین ابن اسماعیل جو متوکل کا ایک دربان تھا اور عتاب بن عتاب کو متوکل کی جانب سے روانہ کیا کہ وہ نجاح کے پچاس کوڑے مارے اگر وہ اس کا اقرار نہ کرے اور ادا نہ کرے جو اس کے متعلق بیان کیا گیا ہے'

اُس نے اُسے مارا' پھر دوسرے دن بھی اسی طرح مار کا اعادہ کیا' پھر تیسرے دن بھی ایسا ہی اعادہ کیا' نجاح نے کہا کہ امیر المومنین کو (یہ پیام) پہنچا دو کہ میں مرگیا' موسیٰ بن عبد الملک نے جعفر معلوف کو اور اُس کے ساتھ (دیوان خراج) کے مددگاروں' میں سے دو مددگاروں کو حکم دیا' انھوں نے اُس کی شرمگاہ کو اس قدر دبایا کہ وہ سرد ہو گیا اور مرگیا'

صبح ہوئی تو ایک سوار متوکل کی طرف روانہ کیا گیا جس نے حادثۂ وفات نجاح کی اُسے خبر دی' متوکل نے ان دونوں (موسیٰ و حسن) سے کہا کہ میں اپنا وہ مال چاہتا ہوں جس کی تم دونوں نے ضمانت کی ہے؟ انھوں نے اُس سے بہانہ کر دیا ان دونوں نے اُس کے (نجاح کے) اور اُس کے لڑکے تمام مال پر قبضہ کر لیا' ابو الفرج کو قید کر دیا جو ابی صالح بن یزداد کی جانب سے انتظام جائداد کے دفتر پر مقرر تھا، اور اُس کے کل اسباب اور تمام ملک پر قبضہ کر لیا، اور اُس کی جائداد پر لکھ دیا کہ "یہ امیر المومنین کی ہے" اور جہاں تک بنا یہ دونوں اُس کے ساتھیوں کو گرفتار کرتے رہے'

متوکل جب پیتا تھا تو بسا اوقات ان دونوں سے کہا کرتا تھا کہ یا تو میرے کاتب (نجاح) کو واپس کرو ورنہ مال لاؤ، دیوان عامہ کے کام کا انتظام بھی عبید اللہ بن یحییٰ کے کام کے ساتھ ملا دیا گیا اُس نے اس پر اپنے چچا کے بیٹے یحییٰ بن عبد الرحمٰن ابن خاقان کو

خلیفہ بنادیا، اور موسیٰ بن عبدالملک اور حسن بن مخلد کی یہی حالت رہی کہ متوکل ان دونوں سے اُن مالوں کا مطالبہ کرتا رہا جس کے یہ نجاح کی جانب سے ضامن ہوئے تھے، اس حالت کو زیادہ وقفہ نہ گزرا تھا کہ قصر جعفری سے منتصر کی مشایعت کے لیے موسیٰ بن عبدالملک سوار ہوا اور رائس نے اپنی منزل کے لیے جو اُسے محل تک پہنچاتی ہے سامرا کا ارادہ کیا تھا چنانچہ اُسے پہنچایا اور تھوڑی دیر اُس کے ساتھ رہا پھر واپسی کے ارادے سے پلٹا۔ جب وہ چل رہا تھا یکایک ایک چیخ مار کے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ مجھے پکڑو، وہ دوڑ پڑے تو وہ اُن کے ہاتھوں پر بے حس ہو کے گر پڑا اُسے اُس کے مکان پر پہنچا دیا گیا۔ وہ ایک شبانہ روز زندہ رہا پھر مر گیا، اس کے بعد دیوان خراج پر بھی عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان کو مقرر کر دیا گیا، اس نے احمد بن اسرائیل کاتب معتز کو اس پر خلیفہ بنا دیا اور وہ جب بھی اُس کا خلیفہ تھا جب یہ کتابت معتز پر تھا،

زبان خلق قصافی نے ان واقعات میں یہ اشعار کہے:

نجاح زمانے کے حملے سے ڈرتا نہ تھا، یہاں تک کہ اُس سے گزر کر موسیٰ وحسن کی بھی نوبت آگئی،

صبح اس طرح ہوئی کہ وہ آزاد لوگوں کی نعمتیں چھینتا تھا، پھر شام ہوئی تو خود اُس کا مال اور بدن چھنا ہوا تھا

اسی سال رجب میں بختیشوع طبیب کو ایک سو پچاس کوڑے مارے گئے اور بیڑیاں ڈال کر تہ خانے میں قید کر دیا گیا،

اسی سال رومیوں نے سمیساط پر ڈاکہ ڈالا اور قریب پانچ سو آدمی کے قتل و قید کیے،

صائفہ علی بن یحییٰ ارمنی نے صائفہ کی جنگ کی،

اہل لولوۃ نے تیس دن تک اپنے رئیس کو اُس پر چڑھنے سے روکا پھر شاہ روم نے ان کے پاس ایک بطریق (سردار) کو بھیجا کہ وہ اس اقرار پر ان میں سے ہر ایک کے لیے ہزار دینار کا ذمہ لے لے کہ وہ لولوۃ اُس کے حوالے کر دیں، انھوں نے اُس بطریق کو اپنی طرف چڑھا لیا پھر اُن کے بقیہ وظائف بھی دیئے گئے اور جو کچھ انھوں نے

چاہا وہ بھی انھوں نے لولوہ اور وہ بطریق ذی الحجہ میں بلکاجور کے حوالے کر دیا،
اور وہ بطریق کہ جسے شاہ روم نے اُن کے پاس بھیجا تھا نعتیط کہلاتا تھا جب اہل لولوہ نے
اُسے بلکاجور کے حوالے کر دیا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ علی بن یحیٰی ارمنی اُسے متوکل کے پاس لے گیا تو
متوکل نے اُسے فتح بن خاقان کے حوالے کیا چنانچہ اُس نے اُس پر اسلام پیش کیا تو
اُس نے انکار کیا مسلمانوں نے اُس سے کہا کہ ہم تجھے قتل کر دیں گے تو اُس نے کہا تم جانو
اور قیصر روم نے لکھا کہ وہ اُس کے بدلے ایک ہزار آدمی مسلمانوں میں سے دے گا،
اسی سال محمد بن سلیمان بن عبد اللہ ابن محمد ابن امام ابراہیم نے جو تکے کا حاکم تھا
اور زینبی مشہور تھا لوگوں کے ساتھ حج کیا،
اسی سال ۱۱ ربیع الاول یوم شنبہ و ۱۷ حزیران و ۲۸ مرار دی بہشت ماہ کو متوکل
کی سالگرہ تھی جس میں اُس نے اہل خراج کے لیے ادائے خراج میں مہلت کی رعایت کی تھی چنانچہ
بحتری طائی نے کہا کہ سالگرہ کا دن اُس زمانے سے مل گیا جس کو اردشیر نے
ایجاد کیا تھا،

واقعات ۲۴۶ھ

صوائف اُن واقعات میں عمر بن عبد اللہ الاقطع کی صائفہ سے جنگ ہے جس میں
اُس نے سات ہزار فوج نکالی تھی، اور قربیاس کی جنگ ہے جس میں
اُس نے پانچ ہزار فوج نکالی تھی، اور فضل بن قارن کی بیس جہازوں میں بحری جنگ ہے
جس میں اُس نے قلعۂ انطاکیہ کو فتح کر لیا، اور جنگ بلکاجور ہے جس میں اس نے
غنیمت و قیدی حاصل کیے، اور صائفہ میں علی بن یحیٰی ارمنی کی جنگ ہے جس میں
اُس نے پانچ ہزار فوج اور قریب دس ہزار چوپائے اور گھوڑے گدھے چھین لیے تھے،
اسی سال متوکل اپنے اُس محل کی طرف منتقل ہوا جسے اس نے ماحوزہ میں بنایا تھا،
اسی سال یوم عاشورا میں وہ اُس میں داخل ہوا،

فدیہ اسی سال صفر میں علی بن یحییٰ ارمنی کے ہاتھوں فدیہ ادا ہوا، چنانچہ دو ہزار تین سو سڑسٹھ ۲۳۶۷ آدمیوں کا فدیہ ادا کیا گیا، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ فدیہ اسی سال جمادی الاولیٰ سے پہلے تمام نہیں ہوا،

نصر بن الازہر شیعی سے کہ فدیئے کے معاملے میں شاہ روم کی طرف متوکل کا قاصد تھا مذکور ہے کہ اُس نے کہا کہ جب میں قسطنطنیہ گیا شاہ میخائیل کے مکان پر مع اپنی فوج اور تلوار اور خنجر اور ٹوپی کے حاضر ہوا تو میرے اور بادشاہ کے ماموں بطرناس کے درمیان جو شاہی شان کا سردار تھا مناظرہ ہونے لگا اور اُن لوگوں نے مجھے مع میری فوج و تلوار کے اندر جانے دینے سے انکار کیا، پھر مجھ سے کہا واپس ہو تو میں واپس ہو گیا، پھر میں راستے سے پلٹا اور میرے ساتھ ہدایا تھے، قریب ایک ہزار نافۂ مشک اور ریشمی کپڑے اور زعفران کثیر اور نادر تحفے تھے، اور برجان کے وفود کو اور اُن لوگوں کو جو اُس کے پاس آئے تھے (اندر جانے کی) اجازت مل گئی تھی اور میں نے ان ہدایا کو جو میرے ساتھ تھے اُٹھایا اور اُس کے پاس داخل ہو گیا تو وہ ایک تخت بالائے تخت پر بیٹھا تھا اور بطاریق (سردار لوگ) اُس کے اِرد گرد کھڑے ہوئے تھے، پھر میں نے سلام کیا اور بڑے تخت کے کنارے پر بیٹھ گیا اور میرے لیے بیٹھنے کی جگہ تیار کی گئی تھی اور میں نے ہدایا اُس کے سامنے پیش کر دیئے اور اُس کے سامنے تین ترجمان تھے، ایک غلام فرش بچھانے والا جو مسرور خادم کا تھا اور ایک غلام عباس بن سعید جوہری کا اور اُس کا قدیم ترجمان تھا جسے سرخون کہا جاتا تھا، چنانچہ ان لوگوں نے مجھ سے پوچھا کہ ہم اُس کے (بادشاہ) کے پاس کیا (پیام) پہنچائیں، میں نے کہا کہ جو کچھ میں کہوں اُس پر تم لوگ کچھ بڑھانا نہیں، پھر وہ لوگ سامنے آکر جو کچھ میں کہتا تھا اُس کا ترجمہ کرنے لگے پھر اُس نے میرے ہدایا قبول کر لیے اور ان وفود میں سے کسی کے لیے کوئی حکم نہیں دیا اور مجھے اپنا مقرب بنا لیا اور میرا اکرام کیا اور میرے لیے اپنے نزدیک ایک منزل تیار کرائی، پھر میں نکلا اور اپنی منزل میں گیا اور اُس کے پاس اہل لولوہ آئے جنھوں نے اُس کے ساتھ اپنی وفاداری کا اور نصرانیت کی طرف اپنے میلان کا اظہار کیا اور اُنھوں نے اُن مسلمانوں میں سے

دو آدمیوں کو روانہ کیا جو اُس میں مقیم تھے، کہا نصر بن ازہر شیعی نے کہ وہ قریب چار مہینے تک مجھ سے غافل بنا رہا یہاں تک کہ اُس کے پاس مخالفت اہل لولوہ اور اُن کے اُس کے قاصدوں کے گرفتار کر لینے اور عرب کے لولوہ پر غالب آجانے کے بارے میں خط آیا تو پھر دوبارہ انھوں نے مجھ سے گفتگو شروع کی، اور میرے اور اُن کے درمیان میں فدیئے کے بارے میں یہ امر قرار پایا کہ وہ لوگ اُن سب کو دے دیں جو اُن کے پاس ہیں اور میں اُن سب کو دے دوں جو میرے پاس ہیں، اور میرے پاس ایک ہزار سے کسی قدر زیادہ تھے اور وہ تمام قیدی جو اُن کے قبضے میں تھے دو ہزار سے زیادہ تھے جن میں بیس عورتیں تھیں جن میں دس بچے تھے،

انھوں نے میرے جواب میں باہم حلف کرنے کو کہا، پھر میں نے اُس کے ماموں سے حلف چاہا چنانچہ اُس نے میخائیل کی طرف سے حلف کیا، پھر میں نے کہا اے بادشاہ آپ کی طرف سے آپ کے ماموں نے حلف کیا ہے لہذا یہ قسم آپ کے لیے بھی لازم ہو گئی، اُس نے اپنے سر کے اشارے سے کہا کہ ہاں، اور میں نے بلاد روم میں داخل ہونے سے نکلنے تک کبھی اُس کو کوئی بات کہتے نہیں سنا، سوائے اس کے کہ ترجمان کہتا تھا اور وہ سنتا تھا پھر سر کے اشارے سے ہاں یا نہیں کہہ دیتا تھا اور کلام نہیں کرتا تھا، اور اس کا ماموں اُس کے کام کا مدبر تھا، میں اُن قیدیوں کو جو اُس کے پاس تھے اچھے حال میں لے کے نکلا، پھر جب ہم لوگ فدیے کے مقام پر پہنچ گئے تو ہم نے یہ سب اور وہ سب رہا کر دیئے اور اُن مسلمانوں کی تعداد جو ہمارے قبضے میں آ گئے دو ہزار سے زیادہ تھی اور ان میں ایک تعداد اُن کی بھی تھی جو نصرانی بن گئے تھے اور جو اُن کے قبضے میں گئے ان کی تعداد ایک ہزار سے کسی قدر زیادہ تھی اور وہ جماعت جو نصرانی بن گئی تھی اُن کے متعلق شاہ روم نے یہ کہا کہ میں تم سے نصرانیت کو قبول نہ کروں گا جب تک کہ تم فدیئے کے مقام پر نہ پہنچ جاؤ پھر جو شخص چاہے کہ میں اُسے نصرانیت میں قبول کروں تو وہ مقام فدیہ سے واپس آ جائے ورنہ تاوان دے اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ چلا جائے، اور زیادہ تر جو نصرانی ہوئے اہل مغرب تھے، اور زیادہ تر

جو نصرانی ہوئے قسطنطنیہ میں ہوئے، اور وہاں کے دو سنار تھے جو نصرانی ہو گئے تھے وہ دونوں قیدیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے، پھر اُن مسلمانوں میں سے جن پر شاہ روم غالب آگیا تھا بلاد روم میں کوئی نہ رہا سوائے اُن سات آدمیوں کے جن میں سے پانچ وہ تھے جو سقلیہ سے لائے گئے تھے جن کا فدیہ اس شرط پر ادا کیا گیا کہ وہ سقلیہ پہنچا دئے جائیں اور دو شخص لولوہ کے باشندوں میں سے تھے جنھیں میں نے چھوڑ دیا اور کہہ دیا کہ انھیں قتل کردو کیونکہ ان دونوں نے نصرانیت کی طرف میلان ظاہر کیا تھا،

اسی سال شعبان و رمضان میں اہل بغداد پر اکیس دن تک پانی برسا یہاں تک کہ اینٹوں پر گھاس اُگ آئی،

اسی سال متوکل نے نماز عید الفطر جعفریہ میں پڑھی، اور عبد الصمد بن موسیٰ نے جعفریہ کی جامع مسجد میں نماز پڑھی اور سامرا میں کسی نے نماز نہیں پڑھی،

اسی سال یہ خبر آئی کہ اطراف بلخ کے ایک راستے میں جو دہقانوں کی طرف منسوب ہے خون خالص برسا،

اسی سال محمد بن سلیمان زینبی نے لوگوں کے ساتھ حج کیا،

اسی سال محمد بن عبد اللہ بن طاہر نے حج کیا وہی حوادث موسم کا حاکم تھا،

اسی سال اہل سامرا نے رویت کی بنا پر دوشنبہ کو عید اضحیٰ منائی اور اہل مکہ نے سہ شنبہ کو،

واقعات ۲۴۷ھ

متوکل کا قتل

اس کا سبب مجھ سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ متوکل نے وصیف کی اصبہان و الجبل

اور اُس کے مواضع کی جایداد پر قبضہ کر لینے کے لیے فتح بن خاقان کو خطوط لکھنے کا حکم دیا، اس کے متعلق خطوط لکھ دیئے گئے اور اس بنا پر مُہر کے لئے بھیج دیئے گئے، کہ ۵ شعبان کو پنجشنبہ کا دن آگیا تھا، پھر یہ خبر وصیف کو پہنچ گئی اور اُس کے معاملے میں جو حکم دیا گیا تھا وہ اُسے یقین آگیا اور متوکل نے یہ ارادہ کیا تھا کہ رمضان کے آخر جمعہ میں لوگوں کو جمعے کی نماز پڑھائے،

شروع رمضان ہی میں اس بات کی شہرت ہوگئی کہ امیر المومنین لوگوں کو آخر جمعۂ رمضان کی نماز پڑھائیں گے، لوگ اس کے لیے جمع ہونے لگے اور اکھٹا ہو گئے، اور بنی ہاشم بغداد سے اپنی درخواستیں پیش کرتے اور اُس سے کلام کرنے نکلے کہ جب وہ سوار ہو تو (پیش کریں)،

جب اُس جمعے کا دن آیا تو اُس نے نماز کے لیے سوار ہونے کا ارادہ کیا، عبید اللہ بن یحییٰ اور فتح بن خاقان نے کہا کہ اے امیر المومنین آپ کے اہل بیت میں سے بہت لوگ جمع ہو گئے اور بعض داد خواہ ہیں اور بعض طالب حاجت، اور امیر المومنین کو ضیق صدر اور حرارت کی شکایت ہے، اس لیے اگر امیر المومنین کی رائے ہو کہ اپنے ولی عہد کو نماز پڑھانے کا حکم دیں اور ہم سب اُس کے ساتھ ہوں، تو ایسا کریں، اُس نے کہا میری بھی وہی رائے ہے جو تم دونوں کی رائے ہے منتصر کو نماز پڑھانے کا حکم دیا،

جب منتصر چلا کہ نماز پڑھانے کے لیے سوار ہو تو اُن دونوں نے کہا کہ اے امیر المومنین ہم نے ایک رائے اور مناسب سمجھی ہے، اور امیر المومنین کی رائے بہت برتر ہے، اُس نے کہا وہ کیا ہے مجھ سے بیان کرو، اُن دونوں نے کہا کہ اے امیر المومنین ابو عبد اللہ المعتز باللہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیجیے تاکہ وہ اس یوم شریف سے شرف حاصل کریں، کیونکہ اُن کے اہل بیت اور لوگ سب جمع ہیں، اللہ انھیں (اس شرف کو) پہنچائے،

معتز کے یہاں اس سے ایک دن قبل بچہ پیدا ہوا تھا معتز کو حکم دیا پھر وہ سوار ہوا اور لوگوں کو نماز پڑھائی، پھر منتصر اپنی منزل میں جو جعفریہ میں تھی ٹھہر گیا، اور یہ واقعہ اُن واقعات میں سے ہے جن سے منتصر کے اشتعال میں زیادتی ہوئی،

جب معتز اپنے خطبے سے فارغ ہوا تو عبیداللہ بن یحییٰ اور فتح بن خاقان اُس کی طرف کھڑے ہو گئے، پھر ان دونوں نے اُس کے ہاتھوں اور قدموں کو بوسہ دیا، معتز نماز سے فارغ ہو کر واپس ہوا اور وہ دونوں بھی اس کے ساتھ اس طرح واپس ہوئے کہ لوگ اُن کے ساتھ خلافت کی سواری میں اور سارا عالم اُس کے آگے تھا، یہاں تک کہ وہ اپنے باپ کے پاس پہنچ گیا اور وہ دونوں اُس کے ساتھ تھے اور اُسی کے ساتھ داؤد بن محمد بن ابی العباس طوسی بھی داخل ہوا،

داؤد نے کہا کہ اے امیرالمومنین مجھے اجازت ہو تو میں کچھ عرض کروں، اس نے کہا، کہو، تو کہا واللہ اے امیرالمومنین میں نے امین اور مامون اور معتصم کو بھی دیکھا ہے اور واثق باللہ کو بھی دیکھا ہے، مگر واللہ میں نے کسی شخص کو منبر پر اس قدر اچھا باعتبار حاجت روائی کے اور نہ اس قدر اچھا باعتبار فی البدیہہ تقریر کرنے کے اور نہ اس قدر بلند آواز اور نہ اس قدر شیریں زبان اور نہ اس قدر نصیحت کرنے والا المعتز باللہ سے زیادہ نہیں دیکھا، اے امیرالمومنین اللہ تعالیٰ انھیں آپ کی بقا کے طفیل میں عزت دے، اور اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہمیں ان کی زندگی سے فایدہ مند کرے، متوکل نے کہا اللہ تعالیٰ تمھیں خیر سنائے اور ہمیں تمھاری زندگی سے فائدہ مند کرے،

جب یکشنبہ ہوا اور یہی عید الفطر کا دن تھا تو متوکل کو کچھ سستی بیماری محسوس ہوئی اُس نے کہا کہ منتصر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے، عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان نے اُس سے کہا کہ اے امیرالمومنین لوگ جمعے کے دن بھی امیرالمومنین کے دیدار کے منتظر رہے وہ جمع ہوئے اور اکھٹا ہوئے اور پھر امیرالمومنین سوار نہ ہوئے، اور ہمیں اندیشہ ہے کہ اگر امیرالمومنین سوار نہ ہوئے تو لوگ اُن کی بیماری کی خبر اڑائیں گے اور اُن کے معاملے میں چرچا کریں گے، اگر امیرالمومنین کی یہ رائے ہے کہ وہ اپنی سواری سے دوستوں کو خوش کریں اور دشمنوں کو مایوس کردیں تو ایسا کریں، اُس نے اُنھیں اپنی سواری کے لیے تیاری اور انتظام کا حکم دیا، پھر سوار ہوا اور لوگوں کو نماز پڑھائی اور اپنے مکان میں واپس آگیا، اس دن بھی

اور دوسرے دن بھی اس طرح رہا کہ اپنے مصاحبوں میں سے کسی کو نہیں بلایا،

بیان کیا گیا ہے کہ وہ عید کے دن اس طرح سوار ہوا کہ قریب چار میل تک اُس کے لیے صفیں کھڑی کر دی گئی تھیں اور لوگ اُس کے آگے پیدل چل رہے تھے، پھر اُس نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور اپنے محل کی طرف واپس ہوا، پھر ایک مٹھی خاک اُٹھا کر اپنے سر پر ڈالی اور کہا کہ میں نے اس گروہ کی کثرت دیکھی اور اُن سب کو اپنا زیر دست دیکھا اس لیے میں نے پسند کیا کہ اللہ عزوجل کے لیے تواضع کروں،

جب عید کی صبح ہوئی (یعنی دوسرا دن ہوا) تو اُس دن بھی اپنے مصاحبوں میں سے کسی کو نہیں بلایا، پھر جب تیسرا دن ہوا اور اُس دن ۳ شوال سنہ ۲۴۷ھ تھا تو صبح کو خوش اور بشاش اور مسرور اُٹھا تو کہا کہ شاید میں خون کی بیماری محسوس کرتا ہوں، اُس کے دونوں طبیب الطیفوری اور ابن الابرش نے کہا کہ اے امیر المومنین اللہ تعالیٰ آپ کے لیے خیر کرے (علاج) کر ڈالیئے چنانچہ (علاج) کیا، پھر اُس نے اونٹ کے بچے کی خواہش کی چنانچہ اُس کی تیاری کا حکم دیا اور اُس کے سامنے لایا گیا، پھر اُسے وہ اپنے ہاتھ سے اُٹھانے لگا،

ابن حفصی مغنی سے مذکور ہے کہ وہ اُس مجلس میں موجود تھا ابن حفصی نے کہا کہ میرے اور عثعث اور زنام اور بنان احمد بن یحییٰ بن معاذ کے غلام کے سوا جو منتصر کے ساتھ آیا تھا اور کوئی کھانے والا موجود نہ تھا، متوکل اور فتح بن خاقان ساتھ کھا رہے تھے اور ہم لوگ اُن کے سامنے ایک کونے میں، اور مصاحبین علیحدہ علیحدہ اپنے حجروں میں، اُس نے اب تک کسی کو نہیں بلایا

میری طرف امیر المومنین متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم اور عثعث میرے سامنے کھاؤ اور تمہارے ساتھ نصر ابن سعید الجہبذ بھی کھائے، پھر میں نے کہا کہ اے سردار واللہ نصر تو مجھ کو بھی کھالے گا پھر کیونکر ہو گا جو ہمارے سامنے رکھا جائے گا، پھر اُس نے کہا تم سب کھاؤ میری جان کی قسم، چنانچہ کھایا پھر ہم لوگوں نے اپنے ہاتھ اُس سے اُٹھا لیے،

ایک مرتبہ پھر امیر المومنین متوجہ ہوئے تو ہم لوگوں کو ہاتھ اُٹھائے ہوئے دیکھ کر کہا کہ تمھیں کیا ہوا جو نہیں کھاتے، میں نے کہا اے سردار جو ہمارے سامنے تھا

ختم ہوگیا، حکم دیا اور دیا جائے، ہمیں اُس کے آگے سے چمچہ بھر کے دیا گیا،

امیر المومنین کسی دن اس دن سے زیادہ مسرور نہ تھے، اپنی مجلس شروع کی اور مصاحبین اور گانے والوں کو بلایا وہ حاضر ہوئے، پھر قبیحہ والدۂ معتز نے ایک سبز ریشمی شالی رومال بھیجا کہ جس کے برابر خوبصورت لوگوں نے نہ دیکھا ہوگا، اُسے دیکھا اور دیر تک دیکھتا رہا پھر اُسے اچھا معلوم ہوا اور اُسے بہت عجیب معلوم ہوا پھر اُس کے حکم سے اُس کے دو ٹکڑے کر دیئے گئے، اور اُسے اُس کے پاس پھیر دینے کا حکم دیا اس کے قاصد سے کہا کہ کیا اُس کے ذریعے سے اُس نے مجھے یاد کیا ہے، پھر کہا واللہ میرا دل یہ کہتا ہے کہ میں اسے نہ اوڑھوں اور نہ یہ پسند کروں کہ کوئی اُسے میرے بعد اوڑھے، اور اسی لیے میں نے اُسے پھڑوا دیا تاکہ اُسے میرے بعد کوئی نہ اوڑھ سکے،

ہم لوگوں نے اُس سے کہا کہ اے ہمارے سردار یہ خوشی کا دن ہے ہم آپ کو خدا کا واسطہ دیتے ہیں اے امیر المومنین کہ آپ ایسا نہ کہیں،

متوکل شراب اور تماشے میں مشغول ہوگیا اور کہنے لگا کہ خدا کی قسم میں تھوڑے وقفے میں تم لوگوں سے جدا ہونے والا ہوں، اپنے سرور اور تماشے میں رات تک مشغول رہا،

بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ متوکل نے یہ ارادہ کیا کہ وہ اور فتح بن خاقان ۵ رشوال یوم پنجشنبہ کو اس لیے اپنا دوپہر کا کھانا عبد اللہ بن عمر البازیار کے یہاں کھائیں گے تاکہ وہ موقع سے منتصر کو قتل کیا جائے اور ترکوں کے سرداروں اور لیڈروں میں سے وصیف اور بغا وغیرہ کو قتل کیا جائے،

ابن حفصی کے بیان کے مطابق اس دن سے ایک دن پہلے یوم شنبہ کو اپنے بیٹے منتصر کے متعلق اُس نے بہت سی لغو باتیں کیں، کبھی اُسے گالی دیتا تھا اور کبھی اُسے اُس کی طاقت سے زیادہ شراب پلاتا تھا اور کبھی اُس کے چپت لگواتا تھا اور کبھی اُسے قتل کی دھمکی دیتا تھا،

ہارون بن محمد بن سلیمان ہاشمی سے مذکور ہے کہ اُس نے کہا مجھ سے بعض اُن عورتوں نے بیان کیا جو پردے میں تھیں کہ متوکل فتح بن خاقان کی طرف متوجہ ہوا کہ میں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت سے بری ہوں اگر تم اسے

یعنی منتصر کو طمانچہ نہ مارو، فتح بن خاقان کھڑا ہوا اور دو مرتبہ اُسے اس طرح طمانچہ مارا کہ اپنا ہاتھ اس کی گدّی پر گزار دیتا تھا، متوکل نے تمام حاضرین سے کہا کہ سب اس بات کے گواہ رہو کہ میں نے مستعجل کو معزول کر دیا، پھر اس کی طرف متوجہ ہوا، پھر کہا کہ میں نے تیرا نام منتصر رکھا تھا پھر لوگوں نے بوجہ تیری حماقت کے تیرا نام منتظر رکھ دیا، پھر اب تو مستعجل ہو گیا، منتصر نے کہا اے امیر المومنین اگر آپ میری گردن مارنے کا حکم دیتے تو وہ مجھ پر اس سے زیادہ آسان ہوتا جو آپ میرے ساتھ کر رہے ہیں، متوکل نے حکم دیا کہ اُسے پلاؤ، اس کے بعد رات کے کھانے کا حکم دیا چنانچہ وہ حاضر کیا گیا اور یہ واقعہ نصف شب میں ہوا، منتصر اُس کے پاس سے نکلا اور احمد بن یحییٰ کے غلام کو حکم دیا کہ وہ اس کے ساتھ ہولے، پھر جو وہ چلا گیا تو متوکل کے سامنے دستر خوان بچھایا گیا اور وہ کھانے لگا اور نشے کی حالت میں لقمہ لینے لگا،

ابن حفصی سے مذکور ہے کہ جب منتصر اپنے حجرے کی طرف چلا تو اُس نے زرافہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور اُس سے کہا کہ میرے ہمراہ چلو، اُس نے کہا اے سردار امیر المومنین (ابھی دربار) سے نہیں اُٹھے، تو اُس نے کہا کہ امیر المومنین کو تو شراب نے روک لیا ہے، اور عنقریب بغا اور مصاحبین نکلتے ہیں، اور میں یہ چاہتا ہوں کہ تم اپنے بچوں کا معاملہ میرے سپرد کر دو، کیونکہ اوتامش نے مجھ سے یہ درخواست کی ہے کہ میں اُس کے بیٹے کی شادی تمھاری بیٹی سے اور تمھارے بیٹے کی شادی اس کی بیٹی سے کر دوں،

زرافہ نے جواب دیا کہ اے میرے سردار ہم لوگ تو آپ کے غلام ہیں آپ ہمیں اپنے حکم سے آگاہ کر دیجئے، منتصر نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اُسے اپنے ہمراہ لے گیا،

اس کے پہلے مجھ سے زرافہ نے یہ کہا تھا کہ اپنے اوپر مہربانی کرو، کیونکہ امیر المومنین نشے میں ہیں اور تھوڑی دیر میں افاقہ ہو جائے گا، اور مجھے نمرہ نے بلایا ہے اور مجھ سے یہ خواہش کی ہے کہ میں تم سے یہ درخواست کروں کہ تم بھی اُس کے پاس چلو، اس لیے ہم دونوں اُس کے حجرے میں چلیں، کہا ابن حفصی نے کہ میں نے اُسے یہ جواب دیا کہ میں تم سے پہلے اُس کے حجرے میں پہنچ جاؤں گا،

زرافہ منتصر کے ساتھ اُس کے حجرے میں چلا گیا،

بنان کا بیان ہے جو احمد بن یحییٰ کا غلام تھا کہ اُس سے منتصر نے کہا کہ میں نے زرافہ کے بیٹے کا اوتامش کی بیٹی سے اور اوتامش کے بیٹے کا زرافہ کی بیٹی سے نکاح کر دیا، بنان نے کہا کہ پھر میں نے منتصر سے کہا کہ اے سردار نچھاور کہاں ہے؟ کیونکہ وہی نکاح کو اچھا کرتی ہے، تو اُس نے کہا کہ انشاء اللہ صبح کو کیونکہ اب رات ہو گئی،

ابن حفصی کہتا ہے کہ زرافہ نمرہ کے حجرے کی طرف روانہ ہوا جب اُس میں داخل ہوا تو کھانا مانگا کھانا لایا گیا، اُس نے اُس میں سے ذرا سا ہی کھایا تھا کہ ہم نے شور و غل سنا تو کھڑے ہو گئے، پھر کہا بنان نے کہ زرافہ نمرہ کے گھر سے نکلا ہی تھا کہ فوراً ہی بغا منتصر کے سامنے کھڑا ہو گیا، تو منتصر نے پوچھا کہ یہ شور کیسا ہے تو اُس نے کہا خیر ہے اے امیر المومنین، اُس نے کہا تجھے خرابی ہو کیا کہتا ہے۔

اس نے کہا ہمارے سردار امیر المومنین کے بارے میں اللہ تعالیٰ آپ کا اجر زیادہ کرے جو اللہ کے بندے تھے، اُس نے انھیں دعوت دی انھوں نے اُسے قبول کر لیا، منتصر بیٹھ گیا اور اُس گھر کا اور مجلس کا دروازہ بند کرنے کا حکم دیا چنانچہ تمام دروازے بند کر دیئے گئے اور وصیف کے پاس متوکل کی جانب سے قاصد روانہ کیا جس میں معتز اور مؤید کے حاضر کرنے کا حکم تھا،

عثعث سے مذکور ہے کہ منتصر کے کھڑے ہو جانے اور اُس کے مع زرافہ نکل جانے کے بعد متوکل نے دسترخوان مانگا، اور بغا صغیر جو شرابی کے نام سے مشہور تھا پردے کے پاس کھڑا تھا، اور اُس دن گھر میں (پہرے پر) بغا کبیر کی باری تھی، اور اُس کا نائب گھر میں (پہرہ دینے پر) اُس کا بیٹا موسیٰ تھا اور یہ موسیٰ وہی ہے جو متوکل کی خالہ کا بیٹا تھا، اور بغا کبیر اُس دن سمیساط میں تھا، بغا صغیر مجلس میں آیا اور مصاحبوں کو اپنے حجروں میں داخل ہونے کا حکم دیا تو فتح نے کہا کہ یہ وقت ان کے واپس جانے کا نہیں ہے حالانکہ امیر المومنین نہیں اُٹھے بغا نے اُس سے کہا کہ امیر المومنین نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ جب سات بج جائیں تو میں مجلس میں کسی کو نہ رہنے دوں متوکل نے چودہ رطل شراب پی تھی فتح کو اُن کا اُٹھنا ناگوار ہوا تو بغا نے اُس سے کہا کہ امیر المومنین کی بیگمیں پردے کے

پیچھے ہیں اور وہ خود نشے میں ہیں، اس لیے کھڑے ہو اور نکلو، سب نکل آئے، پھر فتح اور عثعث اور اُن میں کے چار خاص خادموں شفیع اور فرج صغیر اور مونس اور ابو عیسیٰ مارد المحرزی کے سوا کوئی نہیں رہا، باورچی نے متوکل کے سامنے دسترخوان بچھا دیا، پھر وہ کھانے لگا اور لقمہ لینے لگا اور مار دسے کہنے لگا کہ میرے ساتھ کھاؤ، یہاں تک کہ اس نے اپنا کچھ کھانا نشے کی حالت میں کھایا پھر شراب بھی پی، عثعث نے بیان کیا کہ ابو احمد بن متوکل بھی جو مؤید کا اخیافی بھائی تھا اُس مجلس میں ان لوگوں کے ساتھ تھا، متوکل بیت الخلا جانے کو کھڑا ہوگیا،

بغا شرابی نے سوائے دریا کے دروازے کے سب دروازے بند کردیئے تھے، اور اسی دروازے سے وہ جماعت گھس آئی جو اُس کے قتل کرنے کو مقرر کی گئی تھی، اُن لوگوں کو ابو احمد نے دیکھا تو اُن پر چلایا کہ یہ کیا ہے اے کمینو، دفعۃً دیکھا تو وہ ننگی تلواروں کے ساتھ تھے، جس جماعت نے قتل کا ذمہ لیا تھا اُس میں سے بغلون ترکی اور باغر اور موسیٰ بن بغا اور ہارون بن صوارتکین اور بغا شرابی پہلے آگئے تھے، جب متوکل نے ابو احمد کی آواز سنی سر اُٹھا کر اُس جماعت کو دیکھا تو کہا اے بغا یہ کیا ہے اُس نے کہا کہ یہ چوکی والے ہیں جو میرے سردار امیر المومنین کے دروازے پر رات کو رہتے ہیں، متوکل کی بغا سے گفتگو کرنے کے وقت وہ جماعت اپنے پیچھے پلٹ گئی، اور واجن اور اُس کے ساتھی اور وصیف کے لڑکے اُن کے ساتھ اب تک نہیں آئے تھے،

عثعث نے کہا کہ میں نے بغا کو اُن سے یہ کہتے سنا کہ اے کمینو تم لوگ تو لامحالہ قتل کیے جاؤ گے، تو عزت کی موت مرو، پھر وہ جماعت مجلس کی طرف واپس آگئی، بغلون نے اُس پر (حملہ کرنے میں) سبقت کی، اُس نے اُس کے شانے اور کان پر ایک ضرب ماری چنانچہ اُسے کاٹ دیا، پھر متوکل نے کہا ذرا ٹھہر خدا تیرے ہاتھ کاٹے، پھر کھڑا ہوگیا اور اُس پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا ہاتھ سے اُس کا مقابلہ کرنا چاہا تو بغلون نے ہاتھ کو جدا کردیا، اور باغر بھی اُس کا شریک ہوگیا، فتح نے کہا کہ تمھاری خرابی ہو امیر المومنین کو مار رہے ہو، بغا نے کہا اے کمینے خاموش نہیں رہے گا؟ فتح نے خود اپنے کو متوکل پر ڈال دیا تو ہارون نے اُس کے اپنی

تلوار بھونک دی، تو وہ موت، موت، چلّانے لگا اور ہارون اور موسی بن بغا نے بھی اُس پر اپنی تلواروں سے حملہ جاری رکھا، ان دونوں نے اُسے قتل کردیا اور ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور عثعث کے سر میں چوٹ لگی، متوکل کے ساتھ ایک چھوٹا خادم تھا جو پردے کے نیچے چھپ کے بچ گیا اور لوگ بھاگ گئے، اور اُن لوگوں نے جس وقت وہ وصیف کے پاس آئے تھے یہ کہا تھا کہ تم ہمارے ساتھ رہو کیونکہ ہمیں اندیشہ ہے کہ اگر ہماری مراد پوری نہ ہوئی تو ہم قتل کردیئے جائیں گے، وصیف نے کہا کہ تمھارے لیے کوئی اندیشہ نہیں ہے، اُنھوں نے کہا کہ اچھا اپنے بعض لڑکوں ہی کو ہمارے ساتھ بھیجو، اُس نے اُن کے ساتھ اپنے لڑکوں میں سے پانچ کو صالح اور احمد اور عبد اللہ اور نصر اور عبید اللہ کو بھیج دیا یہاں تک کہ وہ لوگ اپنی مراد تک پہنچ گئے،

زرقان سے مذکور ہے جو دربانوں پر زرافہ کا قائم مقام تھا کہ منتصر جب زرافہ کا ہاتھ پکڑ کر اُسے گھر سے باہر لے گیا اور جماعت اندر آگئی تو عثعث نے اُنھیں دیکھ کر متوکل سے کہا کہ ہم شیروں سے اور سانپوں اور بچھوؤں سے فارغ ہوگئے اور تلواروں کی طرف پہنچ گئے، جب عثعث نے تلواروں کا ذکر کیا تو متوکل نے اُس سے کہا کہ تجھے خرابی ہو تو کیا بکتا ہے، اس کا کلام ناتمام ہی تھا کہ وہ لوگ اُس پر گھس پڑے تو فتح اُن کے روبرو کھڑا ہوگیا، اے کتّو پیچھے ہٹو، پیچھے ہٹو، بغا شرابی بڑھا اور تلوار سے اُس کا پیٹ پھاڑ ڈالا، باقی لوگ متوکل کی طرف بڑھے اور عثعث اپنے سامنے کی طرف بھاگ گیا، ابو احمد اپنے حجرے میں تھا جب اُس نے شور سنا تو نکلا اور اپنے باپ پر گر پڑا، بغلون نے اُس پر حملہ کیا دو ضربیں ماریں، وہ نکل آیا اور سب کو چھوڑ دیا، جماعت منتصر کی طرف روانہ ہوئی، پھر اُسے خلافت کی تسلیم کرکے تعزیت کی کہ امیر المومنین مر گئے،

تلوار لے کے وہ لوگ زرافہ کے سر پر کھڑے ہوگئے اور اُس سے کہا کہ بیعت کر، اُس نے (منتصر سے) بیعت کرلی، منتصر نے وصیف کو خبر بھیجی کہ وصیف نے میرے باپ کو قتل کردیا تو میں نے اُسے اس کے بدلے قتل کردیا، تم بھی اپنے معزز اصحاب کے ساتھ حاضر ہو، وصیف اور اُس کے اصحاب آئے اور انھوں نے بھی بیعت کی، عبید اللہ بن یحییٰ اپنے حجرے میں تھا قوم کے حال کی اُسے کچھ خبر نہ تھی، وہ احکام نافذ کرنے میں مشغول تھا،

ذکر کیا گیا ہے کہ ترکی عورتوں میں سے ایک عورت نے ایک رقعہ پیش کیا جس میں اُس نے قوم کے ارادے کی خبر دی تھی، وہ رقعہ عبید اللہ کو ملا، پھر اُس نے اس معاملے میں فتح سے مشورہ کیا، اور یہ رقعہ ابو نوح عیسیٰ بن ابراہیم کاتب فتح ابن خاقان کو دیا گیا پھر اُس نے فتح کو اُس کی خبر دی، اُن سب کی رائے متوکل سے پوشیدہ رکھنے پر متفق ہوگئی، اس لیے کہ انھوں نے اُسے خوش دیکھا تو انھیں یہ گوارا نہ ہوا کہ اُسے دن بھر رنجیدہ کریں اور انھیں قوم کا معاملہ حقیر معلوم ہوا اور انھیں یہ بھروسا تھا کہ کوئی شخص نہ اُس پر جرأت کر سکے گا اور نہ اُس پر قادر ہوگا،

بیان کیا گیا ہے کہ اس رات ابو نوح بہانے سے بھاگ گیا، عبید اللہ اپنے کام میں بیٹھا رہا جعفر بن حامد اُس کے سامنے تھا کہ یکایک اس کا کوئی خادم اُس کے پاس آیا اور کہا اے میرے سردار آپ کیوں بیٹھے ہیں، اس نے کہا کیوں پوچھتے ہو، کہا کہ سارا گھر تلوار بنا ہوا ہے، پھر اُس نے جعفر کو نکلنے کا حکم دیا وہ نکلا اور لوٹا اس نے خبر دی کہ امیر المومنین اور فتح قتل کر دیئے گئے، وہ اپنے خدام اور خاص لوگوں کے ساتھ نکلا تو اُسے خبر دی گئی کہ تمام دروازے بند ہیں، تو اُس نے دریا کی طرف کا راستہ اختیار کیا تو اتفاقاً اس راستے کے دروازے بھی بند تھے، پھر اُس نے وہ دروازے توڑنے کا حکم دیا جو دریا کے متصل تھے، تین دروازے توڑ ڈالے گئے، یہاں تک کہ وہ نکل کر دریا کی طرف آگیا اور ایک کشتی تک پہنچ گیا، پھر وہ اُس میں بیٹھ گیا اور جعفر بن حامد اور اُس کا ایک غلام اُس کے ساتھ تھا، پھر معتز کے مکان پر گیا اور اُسے دریافت کیا تو اُسے نہ پایا تو کہا انا للہ وانا الیہ راجعون، اُس نے مجھے بھی مارا اور اپنے کو بھی مارا، پھر اُس پر افسوس کیا،

عبید اللہ کے پاس چارشنبہ کو صبح کے وقت اُس کے ساتھی جمع ہوگئے جو مخلوط النسل عرب اور عجم اور ارمن اور آوارہ گرد اور بدوی اور بے روزگاروں وغیرہ میں سے تھے، بعض نے کہا ہے کہ وہ قریب بیس ہزار سوار کے تھے، بعضوں نے کہا ہے کہ اُس کے ساتھ تیرہ ہزار آدمی تھے، بعضوں نے کہا ہے کہ اُس کے ساتھ تیرہ ہزار سوار تھے، کم تعداد بیان کرنے والوں نے کہا ہے کہ پانچ اور

دس ہزار کے درمیان تھے، اُن لوگوں نے اس سے کہاکہ اسی دن کے لیے آپ ہمارے ساتھ سلوک کرتے تھے، لہذا آپ اپنا حکم دیجئے اور ہمیں اجازت دیجئے تو ہم اُس جماعت پر ایک دم سے حملہ کردیں، منتصر اور اُس کے ہمراہی ترکوں وغیرہ کو قتل کردیں، اُس نے اُس سے انکار کیا اور کہاکہ اس میں کوئی اچھی تدبیر نہیں کیونکہ وہ شخص یعنی معتز اُن کے قبضے میں ہے،

علی بن یحییٰ منجم سے مذکور ہے کہ اُس نے کہاکہ میں متوکل کے قتل سے چند چند روز قبل اُس کے سامنے حالات جنگ کی پیشین گوئی کی کتاب پڑھا کرتا تھا تو اس کتاب میں میں نے ایک مقام پایا جس میں یہ تھاکہ خلیفۂ دہم اپنی مجلس میں قتل کیا جائے گا تو میں نے پڑھنا بند کردیا اور اس سلسلے کو منقطع کردیا تو اُس نے مجھ سے کہاکہ تو کیوں ٹھہر گیا تو میں نے کہا خیریت ہے، تو کہا خدا کی قسم تجھے ضرور پڑھنا ہوگا، تو میں پڑھنے لگا اور خلفا کے ذکر سے باز آگیا، پھر متوکل نے کہاکہ کاش مجھے علم ہوجاتا کہ کون ہے وہ بدبخت جو قتل کیا جائے گا،

سلمۃ بن سعید نصرانی سے مذکور ہے کہ متوکل نے اپنے قتل سے چند روز قبل اُشوط بن حمزہ ارمنی کو دیکھا تو اُسے دیکھ کر گھُر کی دی اور اُس کے نکال دیے کا حکم دیا، کہا گیا کہ اے امیر المومنین کیا آپ اس کی خدمت کو پسند نہیں کیا کرتے تھے، کہا ہاں، لیکن چند راتوں سے میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں اُس پر سوار ہوں اور وہ میری طرف دیکھ رہا ہے اور اُس کا سر خچر کے سر کے مثل ہوگیا ہے، پھر اُس نے کہا کہ تو کب تک ہمیں ایذا دے گا، اب تیری عمر میں صرف کچھ دن کم پندرہ برس باقی رہ گئے ہیں، یہ واقعہ اُس کے ایام خلافت کے شمار کے مطابق تھا،

ابن ابی ربعی سے مذکور ہے کہ اُس نے کہاکہ میں نے اپنے خواب میں دیکھا کہ گویا کہ ایک شخص باب الرسن سے ایک گاڑی پر سوار داخل ہوا اُس کا منہ صحرا کی طرف ہے اور پشت (گدی) شہر کی طرف ہے اور وہ اشعار پڑھتا ہے،

مذکور ہے کہ حبشی ابن ابی ربعی کی وفات متوکل کے قتل سے دو سال قبل ہوئی،

محمد بن سعید سے مذکور ہے کہ اُس نے کہاکہ ابو الوارث قاضی نصیبین نے کہاکہ میں نے خواب میں ایک آنے والے کو دیکھا کہ وہ میرے پاس آیا ہے اور

اشعار پڑھتا ہے،

۴ شوال شب چارشنبہ کو نصف شب سے ایک گھنٹے بعد قتل کیا گیا،

ایک قول یہ ہے کہ شب پنجشنبہ کو قتل کیا گیا، اُس کی خلافت چودہ سال دس مہینے تین دن رہی، وہ جس روز بھی قتل ہوا ہو جیسا کہ کہا گیا ہے وہ چالیس برس کا تھا، اور شوال ۲۰۶ھ میں فم الصلح میں پیدا ہوا تھا اور اس کا رنگ گندمی تھا، آنکھیں خوبصورت تھیں، رخسارے اُبھرے ہوئے تھے اور چھریرے بدن کا تھا

متوکل کے بعض حالات وخصائل

مروان ابن ابی الجنوب ابی السمط سے مذکور ہے کہ اُس نے کہا کہ میں نے امیر المومنین کی شان میں شعر کہے اور اُس میں روافض کا تذکرہ کیا تو اُس نے مجھے بحرین و یمامہ کا حاکم بنا دیا، اور مجھے دربار عام میں چار خلعت دیئے، اور منتصر کو بھی خلعت دیا، اور میرے لیے تین ہزار دینار کا حکم دیا جو میرے سر پر نچھاور کر دیئے گئے، اور اپنے بیٹے منتصر اور سعد ایتاخی کو حکم دیا کہ وہ انھیں میرے لیے سمیٹ لیں، اور میں نے انھیں چھوا بھی نہیں، پھر ان دونوں نے انھیں جمع کر لیا، پھر میں وہ سب لے گیا،

ایک اور شعر پر جو میں نے اسی مضمون میں کہا تھا میرے سر پر دس ہزار درہم نچھاور کیے،

اور مروان ابن ابی الجنوب سے مذکور ہے کہ اس نے کہا کہ جب متوکل خلیفہ بنایا گیا تو میں نے ابن ابی دواؤد کو ایک قصیدہ بھیجا جس میں میں نے ابن ابی دواؤد کی مدح کی تھی اور اُس کے آخر میں دو شعر تھے جس میں میں نے ابن الزیات کا حال بیان کیا تھا اور وہ یہ تھے:۔

مجھ سے بیان کیا گیا کہ زیات کو موت آگئی	تو میں نے کہا اللہ تعالیٰ میرے پاس فتح و نصرت لایا
زیات نے بے وفائی سے ایک کنواں کھودا تھا	پھر خیانت و بدعہدی کی وجہ سے وہی اُس میں ڈال دیا گیا،

جب وہ قصیدہ ابن ابی دواد کے پاس پہنچا تو اُس نے متوکل سے اس کا ذکر کیا اور اُسے وہ دونوں شعر سنا دیئے، اُس نے اُسے حاضر کرنے کا حکم دیا، تو اُس نے کہا کہ وہ یمامہ میں ہے، واثق نے اُسے امیر المومنین سے محبت ہونے کی وجہ سے شہر بدر کر دیا تھا، کہا اُسے سواری پر بلوایا جائے، تو اُس نے کہا اُس پر قرض ہے، پوچھا کتنا ہے، کہا چھ ہزار دینار، کہا وہ دے دیئے جائیں، چنانچہ اُسے دے، دیئے گئے اور یمامہ سے سوار کرا دیا گیا، چنانچہ وہ سامرا پہنچا اور ایک قصیدے میں متوکل کی مدح کی اس میں کہتا ہے:

شباب رخصت ہو گیا، اے کاش نہ رخصت ہوتا　　اور پیری آگئی اور کاش وہ نہ آتی

پھر جب قصیدے کے ان دو شعروں پر پہنچا

جعفر کی خلافت مثل نبوت کے ہے　　جو بے طلب اور بے حق جتائے آگئی

خدا نے اُسے اُسی طرح خلافت عطا کی　　جس طرح نبی مرسل (صلے اللہ علیہ وسلم) کو نبوت عطا کی

اُس کے لیے پچاس ہزار درہم کا حکم دیا،

ابو یحییٰ بن مروان بن محمد السّنی الکلبی سے مذکور ہے کہ اُس نے کہا کہ مجھے ابو السمط مروان ابن ابی الجنوب نے خبر دی ہے کہ اُس نے کہا جب میں امیر المومنین متوکل علی اللہ کے پاس گیا تو میں نے ولی عہد کی مدح کی اور یہ اشعار اُسے سنائے؛

اللہ تعالیٰ نجد کو سیراب کرے اور سلام ہے نجد پر　　اور نجد کیسا اچھا ہے باوجود دوری و بعد کے بھی

میں نے نجد کی طرف دیکھا حالانکہ بغداد درمیان میں ہے　　اے کاش میں نجد کو دیکھتا، اور کس قدر دور ہے نجد

نجد میں ایسی قوم ہے جنھیں میری زیارت محبوب ہے　　اور میرے نزدیک بھی اُن کی زیارت سے زیادہ کوئی چیز شیریں نہیں ہے،

اُس نے کہا کہ جب میں نے پورا قصیدہ سنا دیا تو میرے لیے ایک لاکھ بیس ہزار درہم اور پچاس کپڑوں اور تین سواریوں میں سے ایک گھوڑے ایک خچر ایک گدھے کا حکم دیا، میں اُس وقت تک نہ گیا جب تک میں نے اُس کے شکریے میں یہ اشعار نہ کہہ لئے۔

پروردگار عالم نے لوگوں کے لیے جعفر کا خود انتخاب کیا،　　اور اُسے اپنے ہی انتخاب سے بندوں کے حال کا مالک بنا دیا،

اُس نے کہا کہ جب میں اس شعر پر پہنچا۔

بس، اپنے ہاتھوں کی بخشش کو مجھ سے روک دیجیے اور زیادہ نہ کیجیے، کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ میں سرکش اور متکبر نہ ہو جاؤں
فرمایا نہیں، خدا کی قسم میں نہ روکوں گا تاوقتیکہ تو میری سخاوت کو نہ جان لے اور تو جانے نہ پائے گا تاوقتیکہ اپنی حاجت نہ مانگ لے، میں نے کہا اے امیر المومنین یمامہ میں جس جائداد کو، بطور جاگیر آپ نے مجھے دینے کا حکم دیا ہے، ابن مدبر نے بیان کیا ہے کہ وہ معتصم کی جانب سے اولاد پر وقف ہے، اور اس کا بطور جاگیر دینا جائز نہیں ہے، اس نے کہا کہ وہ زمین تجھے سو سال کے لیے ایک درہم سالانہ لگان پہ دیتا ہوں، میں نے کہا کہ اے امیر المومنین یہ اچھا نہیں ہے کہ ایک درہم دربار میں ادا کیا جائے، ابن مدبر نے کہا کہ ہزار درہم کے عوض، میں نے کہا ہاں، اس نے اسے میرے لیے اور میرے وارثوں کے لیے نافذ کر دیا پھر کہا کہ یہ حاجت نہیں ہے یہ تو قبالہ (معاملہ) ہے، میں نے کہا کہ میری وہ جائداد جو واثق نے بطور جاگیر مجھے دی تھی ابن الزیات نے مجھے ہٹا دیا اور میرے اور اس جائداد کے درمیان حائل ہو گیا، لہذا آپ اسے بھی میرے لیے نافذ فرما دیجیے، سو درہم سالانہ پر اس کے نافذ کرنے کا بھی حکم دے دیا،
ابی حشیشہ سے مذکور ہے کہ وہ کہا کرتا تھا کہ مامون کہا کرتا تھا کہ جو خلیفہ میرے بعد ہوگا اس کے نام میں عین ہوگا تو گمان ہوتا تھا کہ اس کا بیٹا عباس ہوگا مگر معتصم ہوا، اور کہا کرتا تھا، اور اس کے بعد ھاء ہوگی گمان ہوتا تھا کہ ہارون ہوگا، مگر واثق باللہ ہوا، اور کہا کرتا تھا اور اس کے بعد زرد پنڈلیوں والا، گمان ہوتا تھا کہ وہ ابوالحنانر عباس ہوگا مگر متوکل اس طرح کا تھا، میں نے اسے دیکھا ہے کہ جب وہ تخت پر بیٹھ کر اپنی دونوں پنڈلیاں کھولتا تھا تو وہ دونوں ایسی زرد تھیں کہ گویا زعفران میں رنگی گئی ہیں،
یحییٰ بن اکثم سے مذکور ہے کہ اس نے کہا کہ میں متوکل کے پاس حاضر ہوا، تو میرے اور اس کے درمیان مامون کا اور اس کے ان خطوط کا جو حسن بن سہل کے نام تھے تذکرہ جاری ہو گیا، میں نے اس کی فضیلت اور تعریف اور اس کی نیکیوں اور علم اور معرفت اور خبرداری کے متعلق بہت کچھ کہا جو بعض حاضرین کے موافق نہ تھا، متوکل نے کہا کہ وہ (مامون) قرآن کے بارے میں کیونکر کہا کرتا تھا،

میں نے کہا کہ وہ کہا کرتا تھا کہ قرآن کے ساتھ اور کسی علم فرض کی حاجت نہیں (یعنی قرآن کافی ہے) نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے ساتھ کسی اور کے فعل کی طرف جانے کی ضرورت ہے، نہ آپ کے بیان کر دینے اور سمجھا دینے کے بعد (نہ) سیکھنے کے لیے کوئی حجّت ہے نہ دلیل اور حق ظاہر ہونے کے بعد بوجہ حجت ظاہر ہو جانے کے سوائے تلوار کے کچھ نہیں ہے،

متوکل نے کہا کہ میری مراد وہ نہیں جن کی طرف تو گیا،

یحیٰی نے جواب دیا کہ احسان مند پر محسن غائب کی خوبیاں بیان کرنا فرض ہے،

پوچھا: وہ دوران گفتگو میں کیا کہا کرتا تھا، معتصم باللہ مرحوم اُس کے متعلق کچھ کہا کرتا تھا جو میں بھول گیا ہوں،

یحیٰی نے کہا وہ یہ کہا کرتا تھا کہ اے اللہ میں اُن نعمتوں پر تیری حمد کرتا ہوں جن کا شمار تیرے سوا کوئی نہیں کر سکتا، اور میں اُن گناہوں کی تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں جن کا احاطہ سوائے تیری عفو کے کوئی نہیں کر سکتا،

متوکل نے کہا کہ اُس وقت وہ کیا کہتا تھا جب اُسے کچھ اچھا معلوم ہوتا تھا یا اُسے کوئی خوشخبری ملتی تھی، معتصم باللہ نے علی بن یزداد کو حکم دیا تھا کہ وہ اُسے ہمارے لیے لکھ دے اُس نے لکھ دیا تھا اور وہ ہمیں معلوم ہو گیا تھا مگر پھر ہم اُسے بھول گئے،

یحیٰی نے کہا کہ وہ یہ کہتا تھا کہ اللہ کی نعمتوں کا ذکر کرنا اور اُس کی اشاعت کرنا اور اُس کے انعامات کو شمار کرنا اور انھیں بیان کرنا اہل نعمت پر اللہ کی طرف سے فرض ہے اور اُس میں اُس کے حکم کی فرماں برداری ہے اور اُن نعمتوں پر اُس کا شکر ہے، پس اللہ ہی کے لیے تمام تعریفیں ہیں، جس کی نعمتیں بڑی اور انعامات سب پر عام ہیں، ایسی تعریفیں ہیں، جن کا وہ اہل اور مستحق ہے جو اُس کے حق کی پوری کرنے والی اور اس کے اس شکر تک پہنچنے والی ہیں جو موجب مزید نعمت ہے، اس قدر تعریفیں ہیں جنھیں اس وجہ سے ہماری تعداد شمار نہ کر سکے اور ہماری یاد احاطہ نہ کر سکے کہ اُس کے احسانات پے در پے

اور اُس کا فضل مسلسل ہے اور اُس کی بخشش ہمیشہ ہے، تعریف اُس ذات کی ہے جو یہ جانتا ہے کہ یہ نعمتیں اُسی کی جانب سے ہیں اور اُس کا شکر ہے اس پر۔

متوکل نے کہا کہ تو نے سچ کہا بعینہ یہی کلام ہے اور یہ سب تجربہ کار اور ذی علم کی حکمتیں ہیں، مجلس ختم ہو گئی،

اسی سال صفر میں محمد بن عبد اللہ بن طاہر مکے سے پلٹ کر بغداد آیا اور یوم النحر میں اختلاف کی وجہ سے جو پریشانی اُسے ہوئی اُس کی شکایت کی،

متوکل نے زر دلقافے میں باب خلافت سے حاکم حج کے پاس رویت ہلال ذی الحجہ کے متعلق فرمان نافذ کرنے کا حکم دیا اور یہ حکم دیا کہ اُسے روانہ کر دیا جائے جس طرح حج کی خیریت کے متعلق آنے والا لفافہ روانہ کیا جاتا ہے، حکم دیا کہ مشعر حرام (مزدلفہ) اور تمام مقامات حج میں بجائے روغن زیتون کے شمع روشن کی جائے،

اسی سال ۶ ربیع الآخر کو جعفریہ میں والدۂ متوکل کی وفات ہوئی اور منتصر نے نماز جنازہ پڑھائی، جامع مسجد کے قریب دفن کی گئی،

اسی سال ۴ شوال یوم چہار شنبہ کو اور ایک قول میں ۳ شوال کو جعفریہ میں منتصر محمد بن جعفر کی خلافت کی بیعت لی گئی، وہ (اُس وقت) پچیس سال کا تھا، بیعت کے بعد دس روز تک وہاں مقیم رہا پھر وہاں سے مع اپنے عیال و سرداران لشکر و فوج سامرا میں منتقل ہو گیا،

منتصر محمد بن جعفر کی خلافت

اُن لوگوں نے جن کا ذکر ہم نے پہلے کیا ہے اُس سے شب چہار شنبہ کو

بیعت کی تھی، بعض لوگوں سے مذکور ہے کہ انھوں نے کہا کہ جب چارشنبہ کی صبح ہوئی تو سردار اور کاتب اور معزز بن اور شاکریہ اور عام فوج والے اور ان کے علاوہ اور بہت سے آدمی جعفریہ میں حاضر ہوئے، انھیں احمد بن خصیب نے ایک فرمان سنایا جس میں امیر المومنین منتصر کی جانب سے یہ خبر دی تھی کہ فتح بن خاقان نے اُس کے والد جعفر متوکل کو قتل کر دیا تو اُس نے اُس کے عوض اُسے قتل کر دیا، پھر لوگوں نے بیعت کر لی، اور عبید اللہ بن فتح بن خاقان بھی حاضر ہوا اور بیعت کر کے چلا گیا،

ابو عثمان سعید صغیر سے مذکور ہے کہ اُس نے کہا کہ جب وہ رات ہوئی جس میں متوکل قتل کیا گیا تو ہم لوگ منتصر کے ساتھ دار الخلافۃ میں تھے، جب فتح باہر جاتا تھا تو منتصر بھی اُس کے ساتھ جاتا تھا اور جب وہ واپس آتا تھا تو اُس کے کھڑے ہونے پر کھڑا ہو جاتا تھا اور بیٹھنے پر بیٹھ جاتا تھا، اور اُس کے پیچھے جاتا تھا، سوار ہوتا تو اُس کی رکاب پکڑتا تھا اور اُس کے کپڑے جو اُس کے گھوڑے کے زین میں (دب جاتے تھے) برابر کرتا تھا،

خبر ملی تھی کہ عبید اللہ بن یحییٰ نے منتصر کے لیے اُس کے راستے میں ایک جماعت تیار کی ہے کہ لوگ اُس کے پلٹنے کے وقت غفلت کی حالت میں اُسے قتل کر دیں، متوکل نے بھی واپسی کے قبل اُسے بُرا بھلا کہا تھا اور غصہ دلایا تھا اور اس پر حملہ کیا تھا اس لیے وہ غصّے میں پلٹا اور ہم لوگ بھی اُس کے ساتھ پلٹے، جب منتصر اپنے مکان پہنچ گیا تو اس نے اپنے ہمنشینوں اور خاص لوگوں کو بلوایا، اپنی واپسی سے پہلے وہ ترکوں سے متوکل کے قتل کا وعدہ لے چکا تھا جبکہ وہ نبیذ سے بیہوش ہو،

سعید صغیر نے کہا کہ مجھے کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ میرے پاس قاصد آیا کہ میں حاضر ہوں کیونکہ امیر المومنین کے قاصد امیر کے پاس آئے ہیں اور وہ سواری کے لیے تیار ہیں، میرے دل میں یہ بات آئی کہ ہم لوگوں میں جو یہ خبر پھیلی تھی کہ وہ لوگ غفلت میں منتصر کے قتل کے درپے ہیں تو بیشک اُس کو اسی لیے بلایا گیا ہے، میں ہتھیار اور آلات حرب لے کے سوار ہوا،

اور امیر کے دروازے پر پہنچ گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ ادھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر مارے مارے پھر رہے ہیں، یکایک وجن منتصر کے پاس آیا اور اُسے یہ اطلاع دی کہ اُس کے کام سے فرصت ہوگئی، یہ کہہ کے سوار ہوگیا اور میں کچھ راستے میں اُس کے ساتھ ہولیا، میں خوف زدہ تھا، اُس نے میری حالت دیکھی تو کہا تجھ تیرے لیے کچھ اندیشہ نہیں ہے کیونکہ ہمارے واپس جانے کے بعد امیر المومنین کے گلے میں اُس کے پیالے سے پھندا الگ گیا جس سے وہ مرگیا اس پر خدا کی رحمت ہو، میں نے اسے بہت بُرا سمجھا اور یہ مجھے شاق گذرا، ہم چلے اور احمد بن خصیب اور سرداروں کی ایک جماعت ہمارے ساتھ تھی، یہاں تک کہ ہم الحیر میں پہنچ گئے، اور پے در پے قتل متوکل کی خبریں آنے لگیں، دروازے روک دیے گئے اور اُن پر پہرہ مقرر کر دیا گیا، میں نے کہا اے امیر المومنین اور خلافت کا سلام کیا (یعنی السلام علیك یا امیر المومنین کہا) یہ مناسب نہیں ہے کہ اس وقت ہم ایسی جگہ آپ کو تنہا چھوڑ دیں جہاں آپ کے غلاموں سے آپ کے لیے اندیشہ ہے، کہا اچھا تو اور سلیمان رومی میرے پیچھے رہ، اُس کے لیے ایک رومال بچھا دیا گیا جس پر وہ بیٹھ گیا اور ہم لوگوں نے اُسے گھیر لیا اور احمد بن خصیب اور اُس کا کاتب سعید بن حمید بیعت لینے کے لیے آ گئے۔

سعید بن حمید سے مذکور ہے کہ احمد بن خصیب نے اُس سے دریافت کیا کہ تیری خرابی ہو اے سعید کیا تیرے ساتھ دو تین کلمے ہیں جن کے ذریعے سے تو بیعت لیتا ہے، میں نے کہا ہاں کلمات ہیں اور میں نے مضمون بیعت لکھ لیا ہے، حاضرین و دار دین سب کو وہی دیا، سعید کبیر آیا تو اُسے منتصر نے موید کے پاس بھیجا، سعید صغیر سے کہا کہ تو معتز کے پاس جا اور بلا لا، سعید صغیر نے کہا کہ میں نے اُس سے کہا کہ اے امیر المومنین جب تک آپ اپنے ساتھیوں کی قلت میں ہیں میں خدا کی قسم اُس وقت تک آپ کے پس پشت نہ جاؤں گا جب تک لوگ جمع نہ ہو جائیں، احمد بن خصیب نے کہا کہ یہاں وہ لوگ ہیں جو تیرے بجائے کافی ہیں، تو جا، میں نے کہا کہ میں نہ جاؤں گا جب تک اتنا مجمع نہ ہو جائے میرے

کافی ہو، کیونکہ اُس وقت بہ نسبت تیرے میں اُس کا زیادہ دوست ہوں، جب بہت سے سردار آگئے اور انھوں نے بیعت کرلی تو میں روانہ ہوا میری حالت یہ تھی کہ میں اپنی جان سے مایوس تھا، میرے ساتھ دو غلام تھے، جب میں ابونوح کے دروازے پر پہنچا تو یہ حالت تھی کہ لوگ اِدھر اُدھر پھر رہے۔ نکلے جاتے تھے اور آتے تھے، دفعتہً میں نے دیکھا کہ اُس کے دروازے پر بہت بڑا مجمع اسلحہ اور آلات حرب سے مسلح ہے، اُنھوں نے میری آہٹ پائی تو اُن میں سے ایک سوار میرے ساتھ ہولیا اور مجھ سے پوچھنے لگا کیونکہ وہ مجھے پہچانتا نہ تھا کہ تو کون ہے؟ میں نے اپنا حال اُس سے چھپایا اور یہ بتایا کہ میں فتح کے بعض دوستوں میں سے ہوں، میں چلتا رہا یہاں تک کہ معتز کے دروازے پر پہنچ گیا، مجھے دروازے پر کوئی نہ ملا نہ دربان نہ پہرے والا نہ کوئی نوکر اور نہ کوئی اور مخلوق، یہاں تک کہ میں صدر دروازے تک پہنچ گیا پھر میں نے اُسے بہت زور سے کھٹکھٹایا، بڑی دیر کے بعد مجھے جواب ملا کہ تو کون ہے، میں نے کہا میں سعید صغیر امیر المومنین منتصر کا قاصد ہوں، وہ چلا گیا اور بڑی دیر لگائی، بدی کے اندیشے مجھ پر طاری ہونے لگے، زمین مجھ پر تنگ ہو رہی تھی، پھر دروازہ کھلا اور یکایک بیدون خادم نکل آیا اور مجھ سے کہا کہ اندر آ، میرے بعد دروازہ بند کردیا، میں نے اپنے دل میں کہا خدا کی قسم میری جان گئی، اُس نے مجھ سے واقعہ دریافت کیا، میں نے اُسے بتایا کہ امیر المومنین کے گلے میں پیالے سے پھندا لگ گیا اور وہ اسی وقت مر گئے، اور سب لوگ جمع ہوگئے اور اُنھوں نے منتصر سے بیعت کرلی، اُس نے مجھے امیر ابو عبداللہ المعتز باللہ کے پاس بھیجا ہے تاکہ وہ بھی بیعت میں حاضر ہوں، بیدون اندر گیا پھر میرے پاس آیا اور کہا اندر چلو، میں معتز کے پاس پہنچا، اُس نے کہا تیری خرابی ہو کیا واقعہ ہے؟

میں نے واقعہ بتایا، تعزیت کی رویا اور کہا اے میرے سردار چلیئے اور اُن پہلے لوگوں میں شامل ہو جیئے جنھوں نے بیعت کرلی کہ آپ اس طریقے سے اپنے بھائی کا قلب اپنے ہاتھ میں لے لیں، اُس نے کہا کہ تیرے لیے

خرابی ہو صبح تک تو ٹھہر، پھر اُس سے خوب باتیں بناتا رہا اور بیدون خادم اس میں میرا ساتھ دیتا رہا، یہاں تک کہ اُس نے نماز کی تیاری کی اپنے کپڑے منگائے اور پہنے، گھوڑا لایا گیا جس پر وہ سوار ہوا میں بھی اُس کے ساتھ سوار ہو گیا میں نے وہ راستہ اختیار کیا جو عام راستے کے علاوہ تھا اور اُس سے باتیں کرتا رہا، اور معاملے کو اُس پر سہل کرتا رہا، اُسے اپنے بھائی کی وہ باتیں یاد دلاتا رہا جنھیں وہ جانتا تھا یہاں تک کہ ہم لوگ عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان کے دروازے تک پہنچے، مجھ سے اُس کے متعلق پوچھا میں نے کہا یہی لوگوں سے بیعت لے رہا ہے، فتح نے بیعت کرلی ہے، اُس وقت وہ مانوس ہو گیا، اتفاقاً ایک سوار جو ہمارے پیچھے ہولیا تھا اور بیدون خادم کے پاس چلا آیا گیا تھا اُس نے اُس سے آہستہ کچھ کہا جسے میں نہیں جانتا، بیدون نے اُسے جھڑک دیا، وہ چلا گیا پھر سہ بارہ پلٹا اور ہر مرتبہ بیدون اُسے دھتکار دیتا اور جھڑک دیتا تھا کہ دور ہو، یہاں تک کہ ہم لوگ باب الحیر پہنچ گئے، میں نے اُسے کھلوایا تو مجھ سے پوچھا گیا تو کون ہے، میں نے کہا کہ سعید صغیر اور امیر معتز میرے لیے دروازہ کھول دیا گیا، ہم لوگ منتصر کے پاس پہنچ گئے، جب منتصر نے اُسے دیکھا تو اپنے قریب بلا لیا اور گلے لگا لیا اور تعزیت کی اور اپنی بیعت لی، اس کے بعد مؤید بھی سعید کبیر کے ساتھ آ گیا اُس کے ساتھ بھی اسی طرح کا معاملہ ہوا، صبح ہو گئی منتصر جعفریہ گیا، متوکل اور فتح کے دفن کرنے کا حکم دیا اور لوگوں میں سکون ہو گیا، سعید صغیر نے کہا کہ میں معتز سے خلافت منتصر کی خوشخبری کے انعام کا مطالبہ کرتا رہا اور وہ دار الخلافت میں نظر بند تھا یہاں تک کہ اُس نے مجھے دس ہزار درہم دیے،

بیعت نامۂ خلافت

منتصر کے لیے جو بیعت لی گئی اُس کا مضمون یہ تھا، بسم اللہ الرحمن الرحیم تم لوگ عبد اللہ المنتصر باللہ امیر المومنین سے دل سے اور اعتقاد اور رضامندی اور رغبت اور اپنے باطن کے اخلاص اور دلوں کے انشراح اور سچی نیتوں کے ساتھ بیعت کرتے ہو، نہ تم پر زبردستی کی گئی ہے نہ تم مجبور کیے گئے ہو بلکہ یہ جانتے ہوئے اقرار کرتے ہو کہ اس بیعت اور اس کے مضبوط کرنے میں اللہ کی طاعت و تقویٰ ہے، دین الٰہی کا

اعزاز ہے اُس کا حق ہے، اللہ کے بندوں کی پوری بھلائی ہے، کلمۂ ایمان کا اجتماع ہے، شیرازہ بندی ہے، مصائب کا سکون، عواقب کا امن، دوستوں کی عزت، ملحدین کی بربادی، اس بنا پر بیعت کرتے ہو کہ محمد امام المنتصر باللہ اللہ کا بندہ اور اُس کا خلیفہ ہے جس کی اطاعت اور خیر خواہی اور اُس کے حق کا ادا کرنا اور بیعت کا پورا کرنا تم پر فرض ہے جس میں نہ تم شک کرو گے اور نہ نفاق کرو گے، نہ تم اس سے ہٹو گے نہ تردد میں پڑو گے، بیعت کرتے ہو تم اس کا حکم سننے، اُسے ماننے پر صلح پر مدد کرنے پر وفاداری اور استقلال پر، اور خیر خواہی ظاہری و باطنی پر، سفر میں اور حضر میں، ہر وقت عبداللہ امام المنتصر باللہ امیر المومنین جو حکم دے ہر وقت (اُس کی طاعت کرو گے) تم اس پر بیعت کرتے ہو کہ تم اُس کے دوستوں کے دوست، دشمنوں کے دشمن رہو گے خواہ وہ خاص ہوں یا عام قریب ہوں یا بعید، تمہارا باطن اس معاملے میں مثل ظاہر کے رہے گا اور تمہارے قلوب تمہاری زبانوں کی طرح اُن امور پر راضی رہیں گے جواب یا آئندہ امیر المومنین تمہارے لیے پسند کرے گا، تم اپنے اوپر اور اپنی گردنوں میں اس بیعت کی تجدید و تاکید کرنے کے بعد امیر المومنین کو اپنی مکمل قسم رغبت اور خوشی قلب اور نیت اور خواہش کی سلامتی نذر دینے کی بیعت کرتے ہو، جس کی اللہ نے تم پر تاکید کی ہے اُس کے توڑنے کی کوشش نہ کرو گے، کوئی برگشتہ کرنے والا تمھیں اس معاملے میں مدد اور اخلاص اور خیر خواہی و محبت سے برگشتہ نہ کر سکے گا، نہ بدلو گے نہ تم میں سے کوئی رجوع کرنے والا اپنی نیت سے رجوع کرے گا نہ اپنے ظاہر کے خلاف اتفاق کرے گا، تمہاری وہ بیعت جو تم نے اپنی زبان اور اپنی ذمہ داریوں کو دی ہے، اللہ تعالیٰ کو تمہارے دلوں کی اطلاع ہے، مافی الضمیر سے وہ آگاہ ہے، یہ بیعت اپنی تمام ذمہ داریوں کی تکمیل پر مبنی ہے کہ تم اخلاص رکھو گے، مدد کرتے رہو گے محبت کرو گے، تمہاری طرف سے کوئی دغا و نفاق و حیلہ و بہانہ کبھی نہ ہو گا یہاں تک کہ تم اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملو کہ اس کے عہد کو پورا کرنے والے اور اُس کے اُس حق کو جو تم پر واجب ہے ادا کرنے والے ہو،

نہ انتظار کرنے والے اور نہ عہد توڑنے والے، کیونکہ تم میں سے وہ لوگ جو امیر المومنین سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر ہوتا ہے، لہٰذا جس نے عہد شکنی کی اُس نے اپنے ہی اوپر عہد شکنی کی اور جس نے اُسے پورا کیا جس پر اللہ سے عہد کیا ہے تو عنقریب اللہ اُسے اجرِ عظیم عطا کرے گا، تم پر یہ لازم ہے اور وہ بھی کہ جو اس بیعت نے تمھاری گردنوں میں مضبوط کر دیا ہے، جس پر تم نے اپنی سچی قسمیں دی ہیں، اور وہ بھی لازم ہے جس کی تم پر شرط کی گئی ہے، وفائے عہد، ہمدردی، محبت اور کوشش اور خیر خواہی، تم پر اللہ کے عہد کا پورا کرنا لازم ہے کیونکہ اُس کے عہد کے متعلق بازپرس کی جائے گی، تم پر اللہ اور اُس کے رسول کی ذمہ داری پوری کرنا بھی ضروری ہے، جو مضبوط عہد انبیا اور رسل اور اُس کے بندوں سے لیے گئے ان سب سے زیادہ سخت ہے کہ سو جو تم سے اس بیعت میں عہد لیا گیا ہے اور اُسے نہ بدلو اطاعت کرو نافرمانی نہ کرو سچائی اختیار کرو اور شک میں نہ پڑو اور سنبھالے رہو جس طرح اہل طاعت اپنی طاعت کو سنبھالے رہتے ہیں اور عہد کرنے والے اور وفادار اپنی وفاداری اور حق کو سنبھالے رہتے ہیں، تمھیں اس سے نہ کوئی خواہش پلٹائے اور نہ کوئی برگشتہ کرنے والا اور نہ کوئی گمراہی تمھیں ہدایت سے کج کرے، تم صرف کرو گے اپنی جان اور کوشش اور مقدم کرو گے دین اور طاعت کے حق کو، جو کچھ تم نے اپنے اوپر لازم کیا ہے، اللہ تعالیٰ تم سے اس بیعت میں سوائے وفاداری کے اور کچھ قبول نہ کرے گا، جس نے تم میں سے امیر المومنین سے یہ بیعت کی اور اُسے مضبوط کر دیا اور پھر اُس کی عہد شکنی کی باطن میں یا ظاہر میں کھلم کھلا یا بہانہ وحیلہ سے، پھر نفاق کیا اس عہد میں جو وہ اپنی طرف سے اللہ سے کر چکا ہے اور امیر المومنین کے مواثیق میں اور اللہ کے عہود میں جو اس پر ہیں اُس میں بجائے کوشش کے بے پروائی استعمال کرے گا یا باطل کی طرف جھکے گا بجائے حق کی مدد کے اور ہٹ جائے گا اس راستے سے جس سے وفادار لوگ اپنی وفائے عہد کی وجہ سے پناہ پاتے ہیں

ہر وہ شخص جس نے اس میں خیانت کی ذرا سا بھی عہد توڑا تو ہر وہ شے جس کا یہ مالک ہو (خواہ) مال ہو یا جائداد مواشی ہوں یا زراعت یا دودھ والے جانور سب اللہ کے راستے میں مساکین پر صدقہ ہیں اور اس پر یہ حرام ہے کہ اس میں سے کچھ بھی اپنے مال میں کسی حیلے یا بہانے سے شامل کرلے، اور جو مال اپنی بقیہ عمر میں حاصل کرے خواہ وہ کم قیمت ہو خواہ اُس کی مقدار بڑی ہو تو وہ سب اس وقت تک اللہ کی راہ میں ہے یہاں تک کہ اُسے موت آئے اور اُس کا وقت آجائے، اور ہر وہ غلام کہ جس کا وہ آج سے تیس سال تک مالک ہو مذکر ہو یا مونث سب اللہ کے لیے آزاد ہیں اور اُس کی عورتیں جس دن سے اُس کی قسم ٹوٹے اور جن سے وہ بعد میں عقد کرے تیس سال تک سب پر طلاق بائنہ ہے بطور طلاق حرج وسنت کے کہ جس میں نہ دوسری طلاق ہے اور نہ رجعت ہے اور اس پر تیس حج کے لیے بیت اللہ الحرام تک جانا واجب ہے، نہ قبول کرے گا اللہ اُس سے سوائے وفائے بیعت کے، وہ اللہ ورسول سے بری و بے تعلق ہے اور خدا اور رسول اُس سے بے تعلق ہیں، نہ قبول کرے گا اللہ اُس کے فرض کو یا نفل کو، اور اللہ تم پر اس معاملے میں گواہ ہے، اور اللہ ہی کی شہادت کافی ہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب اُس دن کی صبح ہوئی جس میں منتصر سے بیعت کی گئی تھی تو ماحوزہ میں جعفر کے قتل کی خبر پھیل گئی، اور ماحوزہ وہ شہر ہے جسے جعفر نے سامرا میں بنایا تھا اور جعفریہ کے باب عامہ پر لشکر اور شاکریہ اور ان کے علاوہ آوارہ گرد اور عوام جمع ہو گئے، مجمع بہت ہو گیا وہ لوگ ایک دوسرے سے کہنے سننے لگے، بعض پر بعض سوار ہو گئے اور بیعت کے معاملے میں گفتگو کرنے لگے، اُن کی طرف ابن عتاب نکلا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو شخص اُن کی طرف نکلا وہ زرافہ تھا، اُس نے انھیں منتصر کی وہ باتیں پہنچائیں جو وہ پسند کرتے تھے، انھوں نے اُسے باتیں سنائیں، وہ منتصر کے پاس گیا اور اُسے خبر دی وہ نکلا اور اُس کے سامنے ایک جماعت مغربی فوج کی تھی جنھیں اُس نے پکارا کہ اسے کتو انھیں پکڑو، انھوں نے لوگوں پر حملہ کر دیا اور تین دروازوں تک ڈھکیل آئے،

لوگ آپس میں دھکم دھکا کرنے لگے اور بعض لوگ بعضوں پر گر پڑے، پھر وہ لوگ ہتھیاروں سے جدا ہوئے، اور جو لوگ بھیڑ اور روندنے سے مر گئے تھے اُن کے متعلق بعض کہتے ہیں کہ وہ چھ تھے اور بعض کہتے ہیں وہ تین سے چھ تک تھے،

اسی سال اپنی بیعت کے ایک دن بعد منتصر نے ابوعمرہ احمد بن سعید غلام آزاد کردہ بنی ہاشم کو حاکم فوجداری بنایا کسی کہنے والے نے کہا:

وائے بربادی اسلام جبکہ لوگوں میں عدالت کا ابوعمرہ حاکم بن گیا،

وہ امت پر امین سمجھا گیا،......... حالانکہ وہ اونٹ کی ایک مینگنی پر بھی امین نہیں ہے،

اسی سال ذی الحجہ میں منتصر نے علی بن معتصم کو سامرا سے بغداد نکال دیا اور اُس پر پہرہ مقرر کر دیا،

اسی سال محمد بن زینبی نے لوگوں کو حج کرایا،

واقعات ۲۴۸ھ

صائفہ اور وصیف

بیان کیا گیا ہے کہ اس کا سبب یہ ہوا کہ احمد بن خصیب اور وصیف کے درمیان بغض اور ترک کلام تھا، جب منتصر خلیفہ اور ابن خصیب اُس کا وزیر بنایا گیا تو احمد بن خصیب نے منتصر کو اُبھارا اور اُسے اپنی جماعت سے نکال کر سرحد پر جنگ کے لیے روانہ کرنے کا مشورہ دیا، وہ کوشش کرتا رہا یہاں تک کہ منتصر نے اُسے بلوایا اور جنگ کا حکم دیا، منتصر نے جب اس امر کا قصد کیا کہ وصیف کو سرحد پر جنگ کے لیے روانہ کرے تو اُس سے احمد بن خصیب نے کہا کہ آزاد کردہ غلاموں پر کس کی جرأت ہوگی، تاوقتیکہ آپ وصیف کو جنگ پر جانے کا حکم دیں (یعنی بغیر وصیف کو جنگ پر بھیجے ہوئے اور کوئی بھی اس کے لیے تیار نہ ہوگا اس لیے وصیف کی روانگی ضروری ہے) منتصر نے بعض دربانوں سے کہا کہ جو شخص دارالخلافت پر

حاضر ہوا اسے (اندر آنے کی) اجازت دے، باریابوں کو اجازت دی گئی جن میں وصیف بھی تھا، منتصر نے متوجہ ہو کے اُس سے کہا کہ اے وصیف میرے پاس (سرکش) بادشاہ روم کے متعلق یہ خبر آئی ہے کہ اُس نے سرحدوں کے ارادے سے توجہ کی ہے، یہ ایسا امر ہے کہ اس سے بچنا (بغیر اس کے) ناممکن ہے کہ تم یا تو جنگ کے لیے جاؤ یا میں جاؤں، وصیف نے کہا کہ اے امیر المومنین میں جاؤں گا، منتصر نے کہا اے احمد وصیف کی ضروریات پر توجہ کر خواہ وہ جس مقدار میں بھی ہوں، اور وہ اُس کے لیے مہیا کر احمد نے کہا اچھا اے امیر المومنین، فرمایا، کیا "اچھا" اسی وقت اُس کے لیے کھڑا ہو،

اے وصیف اپنے کاتب کو حکم دے کہ وہ بھی جن چیزوں کی حاجت ہے اُن میں اُس کی مدد کرے اور اُس کے ساتھ رہے یہاں تک کہ اس معاملے میں وہ تیری ضرورت رفع کرے، احمد بن خصیب بھی اُٹھ کھڑا ہوا اور وصیف بھی اُٹھ کھڑا ہوا اور اپنی تیاری میں مشغول رہا یہاں تک کہ روانہ ہو گیا مگر اُسے فلاح و کامیابی نصیب نہ ہوئی،

بیان کیا گیا ہے کہ منتصر نے جب وصیف کو بلا کے جنگ کے لیے حکم دیا تو اُس سے کہا کہ سرکش یعنی بادشاہ روم نے حرکت کی ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ وہ بلاد اسلام میں سے جہاں سے گذرے گا سب کو ہلاک اور قتل کرے گا اور بچوں اور عورتوں کو قید کرے گا، جب تو لڑے اور لوٹنے کا ارادہ کرے تو بہت جلد امیر المومنین کے دروازے کی طرف واپس آنا، سرداروں کی ایک جماعت کو اُس کے ہمراہ روانگی کا حکم دیا لوگوں کا اُس کے لیے انتخاب کیا، جو لوگ فوج شاکریہ اور لشکر اور آزاد کردہ غلاموں میں سے اُس کے ہمراہ ہوئے وہ تقریباً دس ہزار آدمی تھے، مقدمے پر مزاحم بن خاقان برادر فتح بن خاقان ساقہ پر محمد بن رجا میمنہ پر سندی بن بختاشہ اور دراجے پر (دراجہ وہ لشکر ہے جو قلعہ شکن آلات رکھتا ہے) نصر بن سعید مولیٰ مامور تھا، وصیف کے نائب کو جو سامرا کا کوتوال تھا منتصر نے لوگوں اور لشکر پر عامل بنا دیا،

منتصر نے اپنے آزاد کردہ غلام وصیف کو جنگ کے لیے روانہ کرتے وقت محمد بن عبد اللہ بن طاہر کو ایک فرمان لکھا جس کی نقل یہ ہے:

فرمان جہاد

بسم اللہ الرحمن الرحیم، عبداللہ محمد المنتصر باللہ امیر المومنین کی طرف سے محمد بن عبداللہ آزاد کردہ غلام امیر المومنین کی جانب،

سلام علیک،

بیشک امیر المومنین تیری سلامتی پر اُس اللہ کی حمد کرتا ہے جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں اور اُس سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اپنے بندے اور رسول محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ پر رحمت بھیجے،

امابعد، بیشک اللہ نے (اور اُسی کے لیے تمام محامد ہیں اُس کی نعمتوں پر اور شکر ہے اُس کے عمدہ امتحان پر) اسلام کو انتخاب کیا اور اُسے فضیلت دی اور پورا کیا اور کامل بنایا اور اُسے اپنی رضامندی اور ثواب کا وسیلہ اور اپنی رحمت کا کھلا ہوا راستہ اور اپنے ذخیرہ کرامت کا سبب بنایا، اُسے مغلوب کردیا جس نے اُس کی مخالفت کی اور اُسے ذلیل کردیا جس نے اُس کے حق ہونے سے انکار کیا اور اُس کے سوا کوئی دوسرا راستہ اختیار کیا اور اُسے سب سے زیادہ مکمل اور کامل شریعت کی اور افضل اور منصفانہ احکام کی خصوصیت عطا کی اور اُس کے لیے اپنی مخلوق میں سے سب سے بہتر اور اپنے بندوں میں سے سب سے برتر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا اور اپنے نزدیک تمام فرائض میں سے جہاد کا مرتبہ سب سے بڑا کردیا اور رتبے کے اعتبار سے بھی اسے اپنے یہاں بلند ترین بنادیا، اور تمام فرائض میں سے اپنے قریب پہنچنے کا سب سے واضح وسیلہ اُسی کو بنایا اس لیے کہ اللہ عزوجل نے اپنے دین کو عزت دی اور دیدہ ودانستہ انکار کرنے والے اہل شرک کو ذلت دی ہے اللہ تعالیٰ نے جہاد کا حکم دیتے ہوئے اور اُسے فرض کرتے ہوئے فرمایا

چلو بغیر سامان کے یا سامان کے ساتھ، اللہ کی راہ میں اپنی جان ومال سے جہاد کرو، اگر تم جانتے ہو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے کوئی ایسی حالت مجاھد فی سبیل اللہ پر نہیں گزرتی کہ وہ اللہ کی راہ میں تکلیف کو نہیں برداشت کرتا اور نہ ایذا کو اور وہ کچھ خرچ نہیں کرتا اور وہ دشمن سے قتال نہیں کرتا اور کسی شہر کا راستہ قطع نہیں کرتا اور وہ کسی زمین پر نہیں گزرتا مگر اُس کے لیے اِن امور کی وجہ سے ایک امر ہے جو

لکھا ہوا ہے اور ایک ثواب ہے جو بہت ہے اور ایک اجر ہے جس کی امید دلائی گئی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ یہ اس لیے ہے کہ بیشک انھیں نہیں پہنچتی ہے پیاس اور نہ تکلیف اور نہ بھوک اللہ کی راہ میں اور وہ کسی زمین پر اس طرح نہیں گزرتے جس سے کفار کو غصہ آتا ہے اور انھیں دشمن سے کوئی تکلیف نہیں پہنچتی ہے مگر یہ کہ اس کے عوض ان کے واسطے عمل صالح لکھا جاتا ہے، بیشک اللہ مخلصین کے اجر کو ضائع نہیں کرتا، اور وہ لوگ کوئی خرچ نہیں کرتے ہیں چھوٹا اور نہ بڑا اور نہ کوئی میدان وکوہ قطع کرتے ہیں مگر ان کے لیے لکھ لیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں ان کے سب سے اچھے اعمال کی جزا دے۔

اس کے بعد اللہ عزوجل نے اپنے نزدیک مجاہدین کے غیر مجاہدین پر زیادتِ مرتبہ کی اور جو کچھ ان کے لیے جزا و ثواب کا وعدہ ہے اس کی اور جو کچھ ان کے لیے اس کے یہاں تقرب ہے اس کی تعریف فرمائی ہے، ارشاد ہے، برابر نہیں ہیں مومنین میں سے بغیر کسی ضرر کے بیٹھ رہنے والے اور اللہ کی راہ میں اپنی جان ومال سے جہاد کرنے والے اللہ تعالیٰ نے اپنی جان ومال سے جہاد کرنے والوں کو (بے عذر) بیٹھ رہنے والوں پر درجے کی بزرگی دی ہے اور اللہ نے سب سے نیکی کا وعدہ کیا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو غیر مجاہدین پر باعتبار اجر عظیم کے فضیلت دی ہے، جہاد کے عوض میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کی جان ومال خرید لیے ہیں اور اپنی جنت کو ان کے لیے قیمت بنایا ہے اور اپنی خوشنودی کو ان کے لیے بدلہ، اس کے خرچ کرنے پر اس کی جانب سے ایسا سچا وعدہ ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے اور ایسا منصفانہ حکم ہے جس میں کوئی تبدیلی نہیں ہے،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، بیشک اللہ نے مومنین سے ان کے جان ومال کو اس قیمت کے عوض خرید لیا ہے کہ ان کے لیے جنت ہے اللہ کے راستے میں جہاد کرتے ہیں جس میں قتل کرتے ہیں اور قتل کیے جاتے ہیں یہ وعدہ اس پر واجب ہے، جو توریت اور انجیل اور قرآن میں ہے، اور اللہ سے زائد اپنا وعدہ پورا کرنے والا کون ہے؟ لہٰذا تم اپنی اس تجارت سے خوش ہو جاؤ جو تم نے

اللہ سے کی ہے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے'

اللہ تعالیٰ نے زندہ مجاہدین کے لیے اپنی نصرت کا اور اپنی رحمت بھیجنے کا حکم فرمایا ہے اور شہداے مجاہدین کے لیے اُن کی حیات دائمہ اور تقرب الی اللہ کا اور اپنے ثواب میں سے حصۂ کثیرہ کی شہادت دی ہے' فرمایا ہے' تو اُن لوگوں کو جو اللہ کے راستے میں قتل کر دیے گئے مردہ نہ سمجھ' وہ زندہ ہیں' اپنے پروردگار کے یہاں رزق پاتے ہیں' اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اُنھیں اپنے فضل سے دیا ہے اُس سے خوش ہیں' اور اُن لوگوں کو جو اُن کے پسماندوں میں سے اُن سے نہیں ملے ہیں یہ خوشخبری دیتے ہیں کہ نہ اُن پر (آیندہ کا) کوئی خوف ہے اور نہ اُنھیں (گزشتہ کا) غم ہے'

اعمال مومنین میں سے کوئی شے ایسی نہیں ہے جس کے ذریعے سے مومنین اللہ عزوجل کی بارگاہ میں تقرب حاصل کریں اور اُس کے ذریعے سے اپنے گناہ معاف کرانے میں اور عذاب الٰہی سے آزاد کرانے میں کوشش کریں' اور اُس کے ذریعے سے اپنے پروردگار کی جانب سے ثواب کے مستحق بنیں مگر جہاد اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ مرتبہ رکھتا ہے اور اُس کے نزدیک بہت بلند رتبہ رکھتا ہے اور دُنیا و آخرت میں کامیابی کے زیادہ قریب ہے کیونکہ اہل جہاد نے اللہ کے لیے اپنی جانیں کھپائی تاکہ اللہ ہی کا بول بالا رہے اور اُنھوں نے اپنی جانوں کو اپنے پس اُفتادہ بھائیوں اور مسلمانوں کی عورتوں اور اُن کی آبرو پر صرف کیا' اور اپنے جہاد کے ذریعے سے دشمن کو مغلوب کیا'

امیر المومنین نے اس لیے کہ اُسے دشمن خدا کے جہاد کے ذریعے سے تقرب بارگاہ الٰہی حاصل کرنا اور اُس کے اُس حق کو ادا کرنا جو اُس نے اسے اپنے دین کا محافظ بنا کر مقرر کر دیا ہے' اور اُس کے اولیا کے اعزاز میں اپنے لیے تقرب کا تلاش کرنا' اور اُن پر جو اُس کے دین سے ہٹ گئے اور اُس کے رسولوں کی تکذیب کی اور اُس کی فرماں برداری سے جدا ہو گئے قوت و سزا کا نازل کرنا پسند ہے یہ مناسب سمجھا ہے کہ وصیف آزاد کردہ غلام امیر المومنین کو اسی سال اللہ کے دشمن کفار روم کے بلاد کی طرف غازی مقرر کرے' اس لیے کہ اُس کی فرماں برداری اور خیر خواہی اور

عمدہ مہارت قواعد جنگ پر اور ہر اس چیز پر اس کی خلوص نیت کے متعلق جس نے اُسے اللہ اور خلیفۃ اللہ کا مقرب بنا دیا ہے اللہ تعالیٰ نے امیر المومنین کو معرفت عطا فرمادی ہے،

امیر المومنین نے یہ مناسب سمجھا ہے اور اللہ ہی اُس کا مددگار اور توفیق دینے والا ہے کہ وصیف کا اور اُس کے اُن آزاد کردہ غلاموں کا اور اُس کے عام لشکر کا اور فوج شاکریہ کا جنھیں امیر المومنین نے اُس کی ہمراہی کے لیے قائم کیا ہے ۱۲ ماہ ربیع الآخر ۲۴۸ھ ہر کو جو شہور عجم میں سے نصف حزیران کے مطابق ہے سرحد ملطیہ پر پہنچا ہوا اور بلاد دشمنان خدا میں تموز (موسم گرما) کے سب سے پہلے دن وہ داخل ہو، اُسے جان لے اور امیر المومنین کے اس فرمان کی نقل اپنے علاقے کے اطراف کے کارندوں کو بھی لکھ بھیج، انھیں یہ حکم دے کہ جو مسلمان اُن کے سامنے ہوں اُنھیں پڑھ کر سنائیں انھیں جہاد کی ترغیب دیں، اُس پر برانگیختہ کریں، انھیں جہاد کے لیے روانہ کریں، اُنھیں وہ ثواب بتائیں جو اللہ تعالیٰ نے اہل جہاد کے لیے مقرر کیا ہے تاکہ نیت والے اور اللہ سے ثواب کی امید رکھنے والے اور جہاد کا شوق رکھنے والے اپنے دشمن کے مقابلے میں کھڑے ہونے اور اپنے بھائیوں کی نصرت کے لیے سفر کرنے والے اور اپنے دین کی مدافعت کرنے والے اور اپنی حدود سے دشمن کو دور کرنے والے اس فرمان کے مطابق وصیف آزاد کردہ غلام امیر المومنین کے لشکر کے ملطیہ پر اُس وقت پر پہنچنے پر جس کو امیر المومنین نے اُن کے لیے مقرر کیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ عمل کریں، والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

احمد بن خصیب نے ۷ محرم ۲۴۸ھ کو لکھا اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے وصیف کے لشکر کے اخراجات و رسد پر اور مال غنیمت اور اس کی تقسیم پر اُس شخص کو مقرر کیا جو ابوالولید الجریری البجلی کے نام سے مشہور تھا اسی کے ساتھ منتصر نے بھی وصیف کو لکھا کہ جب وہ اپنی اس جنگ سے فارغ ہو کر لوٹے تو بلاد سرحد پر چار سال تک قیام کرے اور وہاں کے اوقات جنگ میں جنگ کرتا رہے یہاں تک کہ امیر المومنین اپنی رائے سے اُس کو اطلاع دے،

اسی سال مؤید و معتز نے اپنے آپ کو ولایت عہد خلافت سے سبکدوش کر دیا،

اُن کی دستبرداری کو منتصر نے جدید قصر جعفری میں ظاہر کیا'

مؤیّد و معتز کی دستبرداری

بیان کیا گیا ہے کہ محمد منتصر باللہ کے جب تمام امور خلافت درست ہو گئے تو احمد بن خصیب نے وصیف اور بغا سے کہا کہ ہم لوگ اُن دونوں جوانوں سے مطمئن نہیں ہیں جبکہ امیر المومنین مر جائے گا تو معتز حاکم (خلیفہ) بن جائے گا' پھر ہم میں سے کسی کو باقی نہ رہنے دے گا اور ہماری اولاد کو بھی مٹا دے گا' رائے یہ ہے کہ قبل اس کے کہ یہ دونوں ہم پر قابو پائیں' ہم ان دونوں لڑکوں کے معزول کرنے کی کوشش کریں' تمام ترکوں نے اس معاملے میں کوشش کی اور منتصر سے اصرار کیا کہ اے امیر المومنین ان دونوں کو خلافت سے معزول کر دیجیے اور اپنے فرزند عبدالوہاب کے لیے بیعت لے لیجیے' منتصر اپنے بھائی معتز و مؤید کا اکرام کرتا رہا باوجودیکہ اُس کا میلان مؤید کی طرف زائد تھا' جب اُس کی خلافت کو چالیس دن گزر گئے' تو معتز و مؤید کے حاضر کرنے کا حکم دیا جبکہ وہ دونوں اُس کے پاس سے واپس ہو چلے تھے' پھر بلائے گئے اور ایک گھر میں ٹھہرائے گئے' معتز نے مؤید سے کہا کہ اے بھائی تم جانتے ہو کہ ہم دونوں کیوں بلائے گئے ہیں' اس نے کہا اے بدبخت معزول کرنے کے لیے۔ (معتز نے) پھر کہا کہ مجھے یہ گمان نہیں کہ ہمارے ساتھ ایسا کیا جائے' وہ لوگ اسی قسم کی باتوں میں تھے کہ معزولی کے پیامبر اُن کے پاس پہنچ گئے' مؤید نے کہا کہ میں نے سنا اور مان لیا' معتز نے کہا کہ میں اس کے لیے تیار نہیں' اگر تم قتل کرنا چاہو تو تمہیں اختیار ہے'

وہ لوگ منتصر کے پاس لوٹ گئے اور اُسے اس جواب سے آگاہ کیا' پھر سخت غصّے میں واپس آئے معتز کو سختی سے گرفتار کر کے ایک کوٹھری میں بند کر دیا'

یعقوب بن السکیت سے مذکور ہے کہ اُس نے کہا کہ مجھ سے مؤید نے بیان کیا کہ جب میں نے یہ واقعہ دیکھا تو میں نے جرأت و زباں درازی سے اُن سے کہا کہ اے کتّو یہ کیا حرکت ہے، تم نے ہمارے خون پر جرأت کی ہے اسی طرح کا حملہ اپنے آقا پر کر چکے ہو، دور ہو خدا تمھیں بد حال کرے، مجھے چھوڑ دو کہ میں معتز سے گفتگو کروں، وہ لوگ فوراً کچھ کہنا چاہتے تھے مگر مجھے جواب دینے سے باز رہے اور تھوڑی دیر ٹھہر گئے، مجھ سے کہا کہ اگر تو چاہتا ہے تو اُس سے مل لے، مجھے یہ گمان ہوا کہ ان لوگوں نے آپس میں مشورہ کر لیا ہے، میں اُس کی طرف چلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ اس کوٹھری میں رو رہا ہے، میں نے کہا کہ ارے جاہل تو دیکھتا ہے کہ اُن لوگوں نے تیرے باپ سے اپنی مراد حاصل کر لی اور وہی ہوا جو وہ چاہتے تھے، پھر بھی تو اُن سے رُکتا ہے، معزول ہو جا، تجھ پر خرابی ہو، اور (اب) اُنھیں واپس نہ کر، کہا سبحان اللہ، وہ امر جس کا فیصلہ ہو چکا، شہرت ہو چکی، ساری دُنیا میں پھیل گیا، اُس سے دست بردار ہو جاؤں، میں نے کہا کہ اسی امر نے تیرے باپ کو قتل کیا، اے کاش وہ تجھے نہ قتل کرے، اُسے دور کر، خرابی ہو تجھ پر، کیونکہ خدا کی قسم اگر اللہ کے علم میں یہ امر آ چکا ہے کہ تو حاکم بنے گا تو ضرور ضرور بنے گا، معتز نے کہا: اچھا، مؤید نے یہ سُن کے نکل کر کہا کہ اُس نے قبول کر لیا، لہٰذا امیر المومنین کو اطلاع کر دو، وہ لوگ گئے، پھر پلٹے، اور مجھے دعائے خیر دی، اُن کے ساتھ ایک کاتب بھی داخل ہوا جس کا وہ کچھ نام لیتے تھے، اُس کے ہمراہ دوات و کاغذ بھی تھا، وہ بیٹھ گیا، ابو عبد اللہ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ تم اپنے قلم سے اپنی معزولی لکھو جس سے وہ متحیّر ہو گیا، میں نے کاتب سے کہا کہ مجھے کاغذ دے تو جو چاہے گا وہ میں لکھ دوں گا، مجھ سے منتصر کے نام ایک عریضہ لکھوایا گیا، جس میں میں نے اُسے اس امر کے متعلق اپنے ضعف کی اطلاع دی کہ مجھے یہ معلوم ہو گیا ہے کہ میرے لیے مقتدا بننا حلال نہیں، اور یہ بھی ناپسند ہے کہ میرے سبب سے متوکل گناہگار ہو، جبکہ میں اس امر کے لیے محل نہ ثابت ہوں، میں نے اُس سے معزولی کی درخواست کی، اور اُسے یہ اطلاع دی کہ میں نے اپنے آپ کو معزول کر دیا اور لوگوں کو اپنی بیعت سے آزاد کر دیا، میں نے بالکل

اس کی خواہش کے موافق لکھ دیا، پھر میں نے کہا اے ابوعبداللہ تو بھی لکھ دے، وہ پھر رکا، میں نے کہا تجھ پر خرابی ہو لکھ دے، آخر لکھ دیا، وہ کاتب ہمارے پاس سے چلا گیا، پھر ہمیں بلانے لگا تو میں نے کہا کہ آیا ہم لوگ اپنے کپڑے بدل لیں یا اسی حالت میں چلیں، کہا بدل لو، میں نے کپڑے منگا کر پہنے اور ابوعبداللہ نے بھی ایسا ہی کیا، اور ہم لوگ روانہ ہوئے، جب پہنچے تو منتصر اپنی مجلس میں تھا لوگ حسب مراتب بیٹھے ہوئے تھے، ہم نے سلام کیا اس نے جواب دیا، منتصر نے ہمیں بیٹھنے کا حکم دیا اور پوچھا کہ یہ تم دونوں کا خط ہے، معتز خاموش رہا، میں نے سبقت کر کے کہا کہ ہاں اے امیر المومنین یہ میرا خط ہے میرے سوال اور میری رغبت کے متعلق معتز سے میں نے کہا بول اس نے بھی یہی کہا، منتصر ہماری طرف متوجہ ہوا ترک بھی کھڑے تھے کہ کیا تم دونوں یہ گمان کرتے ہو کہ میں نے تم کو اس طمع میں معزول کر دیا ہے کہ میں اس وقت تک زندہ رہوں گا جب تک میرا لڑکا بڑا ہو، اور میں اس کے لیے بیعت لے لوں، خدا کی قسم میں نے گھڑی بھر کے لیے بھی کبھی اس قسم کا لالچ نہیں کیا، جب اس معاملے میں لالچ نہیں تھا تو خدا کی قسم مجھے اپنے باپ کے بیٹوں کا حاکم بننا بہ نسبت چچا کے بیٹوں کے حاکم بننے کے زیادہ پسند ہے، لیکن ان لوگوں نے (اس نے تمام آزاد کردہ غلاموں کی طرف اشارہ کیا جو وہاں کھڑے اور بیٹھے تھے) مجھ پر تم دونوں کے معزول کرنے میں بہت اصرار کیا مجھے اندیشہ پیدا ہوا کہ اگر میں نہ کروں تو ان میں سے کوئی تم دونوں کے ساتھ ہتھیار سے پیش آئے اور دونوں کو قتل کر دے، تو تم دونوں مجھے کیسا خیال کرو گے، خدا کی قسم ان سب کا خون مل کر بھی تم میں سے کسی ایک کے خون کے برابر نہیں، اس لیے مجھ پر ان کی درخواست کا قبول کر لینا زیادہ آسان ہوا، یعقوب نے کہا کہ دونوں اس پر جھک گئے اور اس کے ہاتھ کو بوسہ دیا، اس نے دونوں کو چمٹا لیا، پھر وہ دونوں واپس چلے گئے،

بیان کیا گیا ہے کہ جب یوم شنبہ کو ۲۳ صفر ۲۴۸ھ ہوئی تو معتز اور مؤید نے اپنے آپ کو معزول کر دیا اور ہر ایک نے اپنے قلم سے ایک ایک رقعہ لکھا کہ اس نے اس بیعت سے جو اس کے لیے کی گئی تھی اپنے آپ کو معزول کر دیا

لوگ اُس بیعت کے توڑ دینے میں آزاد ہیں، وہ دونوں اس کا حق ادا کرنے سے عاجز ہیں، دونوں اسی امر کو بیان کرنے کے لیے سب کے درمیان کھڑے ہو گئے، سب لوگ، اور تمام ترک، اور معززین اور مصاحبین اور قاضی اور جعفر بن عبد الواحد قاضی القضاۃ، اور سردار اور بنی ہاشم اور تمام محکموں کے حکام اور جماعت اور دریانوں کے سردار، اور محمد بن عبد اللہ بن طاہر اور وصیف اور بغا الکبیر اور بغا الصغیر اور تمام حاضرین دربار عام و دربار خاص (سب موجود تھے) اس کے بعد سب لوگ واپس گئے، ان دونوں نے یہ لکھا تھا۔

خلع بیعت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، امیر المومنین المتوکل علی اللہ رضی اللہ عنہ نے اس امر (خلافت) کو میری گردن میں ڈالا تھا اور میرے لیے بیعت لی تھی، حالانکہ میں بچہ تھا (یہ فعل) بغیر میرے ارادے اور (محض) اُن کی محبت کی وجہ سے ہوا تھا جب میں نے اپنے معاملے کو سمجھا تو مجھے معلوم ہوا کہ میں اُسے نہیں قائم کر سکتا جو اُنھوں نے میری گردن میں ڈالا ہے، اور نہ مجھ میں مسلمانوں کی خلافت کی صلاحیت ہے اس لیے جس شخص کی گردن میں میری بیعت تھی وہ اُس کے ٹوٹ جانے سے آزادی میں ہے، میں نے تمھیں اس سے آزاد کر دیا ہے تمھیں تمھاری قسموں سے بری کر دیا ہے، میرا کوئی عہد تمھاری گردن میں نہیں ہے، اور نہ کوئی معاملہ، تم لوگ اس سے بری ہو۔

اس رقعے کو احمد بن خصیب نے پڑھا تھا، اُن دونوں میں سے ہر ایک نے کھڑے ہو کر تمام حاضرین سے کہا کہ یہی میرا رقعہ ہے اور یہی میرا قول ہے لہذا تم لوگ میرے گواہ رہو میں نے تمھیں تمھاری قسموں سے بری کر کے بیعت سے آزاد کر دیا ہے، منتصر نے اس وقت ان دونوں سے کہا کہ خدا تمھارا اور تمام مسلمانوں کا بھلا کرے، اور کھڑا ہوا اور اندر چلا گیا پہلے مجمع میں بیٹھا تھا اور ان دونوں کو اپنے قریب بٹھایا تھا، پھر تمام عاملوں کو ان دونوں کی

معزولی کے متعلق ایک فرمان لکھوایا، صفر ۲۴۸ھ میں یہ واقعہ پیش آیا۔

فرمان معزولی

منشور المنتصر باللہ بنام ابو العباس محمد بن عبداللہ بن طاہر آزاد کردہ غلام امیر المومنین در بارۂ معزولیٔ ابو عبداللہ المعتز و ابراہیم المؤید،

منجانب عبداللہ محمد امام المنتصر باللہ امیر المومنین بنام محمد بن عبداللہ غلام آزاد کردۂ امیر المومنین،

اما بعد! بیشک اللہ تعالیٰ نے کہ اسی کے لیے ہر قسم کی تعریف ہے اس کی نعمتوں پر اور اس کا شکر ہے اس کے عمدہ امتحان پر، اپنے خلفا میں سے اہل حکومت کے ان امور کا قائم کرنے والا جن کے لیے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا اور اپنے دین کی حمایت کرنے والا اور اپنے حق کی طرف بلانے والا اور اپنے احکام کو جاری کرنے والا بنا دیا، اپنی اس بزرگی کو جو خاص طور پر انھیں عطا فرمائی اپنے بندوں کے لیے باعث قیام اور اپنے شہروں کے لیے باعث درستی و رحمت بنا دیا جس کے ذریعے سے اس نے اپنی مخلوق کو آباد کیا، ان کی فرماں برداری کو فرض کر دیا اسے اپنی اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طاعت و فرماں برداری سے ملا دیا اسے اپنے قرآن محکم میں واجب کر دیا کیونکہ اسی میں مصائب سے سکون اور خواہشوں کا اجتماع اور پریشانی کی اصلاح اور راستوں کا امن اور دشمن پر غلبہ اور عورتوں کی حفاظت اور سرحدوں کی روک تھام اور تمام امور کا انتظام جمع ہے، فرماتا ہے:
اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم اللہ کی فرماں برداری کرو اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی فرماں برداری کرو اور ان حکام کی جو تم میں سے ہوں، لہٰذا اللہ کے ان خلفا پر جنھیں اس نے اپنی اتنی بڑی نعمت سے سرفراز کیا اپنی بزرگی کے اعلیٰ مرتبے کے لیے انھیں مخصوص کیا اور ان امور کا کہ جنھیں اس نے اپنی رحمت کا وسیلہ اور اپنی خوشنودی و ثواب کا سبب بنایا ہے انھیں نگہبان بنایا، یہ حق ہے کہ وہ ہر حالت میں جو انھیں پیش آئے اس کی اطاعت کو اختیار کریں، اس کے حق کو خود اپنے اندر قائم کریں،

امیر المومنین اللہ تعالیٰ سے اس کا محتاج اور اس کی عظمت کے آگے

ذلیل بن کو دعا کرتا ہے کہ وہ اُس کی اُن امور میں مدد کرے جن میں اُس نے اُسے راعی بنایا، ایسی مدد کرے جس میں اُس کی درستی ہو اور جو بار اس پر ہے اُس سے سبر گرانی نہ ہونے پائے، اپنی توفیق سے اپنی اطاعت پر اُس کی اعانت کرتا رہے، بیشک وہی سننے والا اور قریب ہے،

اے ابوالعباس اُن خطوط کا اسی وقت علم ہو گیا تھا جب تو یہاں حاضر تھا جو لپنے قلم سے لکھ کر ابوعبداللہ و ابراہیم فرزندان امیر المومنین المتوکل علی اللہ رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین کی خدمت میں پیش کیے تھے جس میں اُنھوں نے وہ امور ذکر کئے تھے جن سے انھیں اللہ تعالیٰ نے آگاہ کر دیا تھا جو امیر المومنین کی اُن دونوں پر توجہ اور اس کی اُن دونوں پر کمال مہربانی اور اُس کی اُن پر نیک نظر کے متعلق تھے، امیر المومنین المتوکل علی اللہ نے ابوعبداللہ کو امیر المومنین کا ولی عہد مقرر کیا تھا اور بعد ابوعبداللہ کے ابراہیم کو ولی عہد مقرر کیا تھا، یہ اُس وقت ہوا تھا جبکہ ابوعبداللہ بچہ تھا، تین سال کا بھی نہ ہونے پایا تھا، اُسے سمجھ نہ سکا جو اُس کے لیے مقرر کیا گیا، اور نہ اس سے واقف ہو سکا جو اُس کی گردن میں ڈالا گیا، ابراہیم بھی چھوٹا تھا جوانی کی حد تک نہیں پہنچا تھا، نہ اُن دونوں کے احکام جاری ہو سکتے تھے اور نہ اسلام کے احکام اُن دونوں پر جاری ہوئے تھے، جب وہ بالغ ہو گئے اور اُن اعمال کے جو اُن کی طرف منسوب کیے گئے اور اُس عہد کے قیام سے اپنی عاجزی پر واقف ہوئے، ان دونوں پر واجب ہوا کہ یہ اس طور پر اللہ اور جماعت مسلمین کی خیر خواہی کریں کہ اُس امر سے جو ان دونوں کے لیے مقرر کیا گیا اپنے آپ کو نکال دیں اور اُن کاموں سے علیحدہ ہو جائیں جو اُن کی گردن میں ڈالے گئے، ہر اُس شخص کو جس کی گردن میں اُن دونوں کی بیعت ہے اور اُس پر قسم ہے آزاد کر دیں، جبکہ وہ دونوں اُن امور کو جن کے وہ اہل سمجھے گئے قائم نہیں کر سکتے اور نہ اُس کے اپنی گردن میں ڈالے رکھنے کی استعداد رکھتے ہیں،

وہ لوگ بھی جو اُن دونوں کے اطراف میں امیر المومنین کے عہدہ داروں اور آزاد کردہ غلاموں اور لڑکوں اور لشکر اور شاکریہ میں سے اور تمام وہ لوگ جو

عہدہ داروں کے ماتحت ہیں بارگاہ خلافت میں خراسان میں اور تمام اطراف میں
جو اُن دونوں کے قبضے میں ہیں اُن سب سے ان دونوں کی علامات نکال دی جائیں
اور اُن سب سے اُن کے قبضے کا ذکر علیحدہ کر دیا جائے، وہ دونوں بھی عام
مسلمانوں کے طریقے پر ہوں گے، وہ دونوں جو کچھ بیان کرتے ہیں امیر المومنین سے
برابر اسی کے متعلق تذکرہ کرتے رہتے ہیں، اس بارے میں اُس وقت سے
اُس سے درخواست کر رہے ہیں جب سے اُسے اللہ تعالیٰ نے اپنی خلافت پر
پہنچایا، اُن دونوں نے ولی عہدی سے اپنے آپ کو معزول کر دیا اور اُس سے
علیحدہ ہو گئے، ہر شخص جس پر ان دونوں کی بیعت اور قسم تھی امیر المومنین کے
عہدہ داروں اور اُس کے دوستوں اور رعیت میں سے قریب و بعید حاضر و غائب
سب کو اُن دونوں نے آزاد کر دیا اور اپنی بیعت و قسم کے متعلق وسعت دے دی
کہ وہ بھی انھیں معزول کر دیں جس طرح انھوں نے خود اپنے آپ کو معزول کر دیا،
اُن دونوں نے امیر المومنین کے لیے خود اپنی ذات سے اُس سے بھی سخت اللہ کا
عہد لے لیا جو عہد و میثاق اُس کے ملائکہ اور انبیا اور اس کے بندوں سے
لیا گیا تھا، اور اُن تمام قسموں پر بھی جو امیر المومنین (منتصر) نے اُن دونوں کے لیے
اس امر کے متعلق مضبوطی کے ساتھ لی تھیں کہ وہ دونوں اپنے آپ کو اُس کی فرماں برداری اور
خیر خواہی اور دوستی پر ظاہر اور باطن میں قائم رکھیں گے، وہ دونوں امیر المومنین
سے درخواست کرتے ہیں کہ جو کچھ ان دونوں نے کیا ہے اُسے وہ ظاہر اور
شائع کر دے اور اپنے تمام دوستوں کو جمع کرے تاکہ وہ سب ان امور کو ان دونوں
سے سن لیں، یہ درخواست اُن دونوں کی اپنی طلب و رغبت و طیب قلب سے
بغیر جبر و اکراہ کے ہے، اُن دونوں کے روبرو اُن کے وہ رقعے پڑھے جائیں
جو انھوں نے اپنے قلم سے لکھ کر پیش کیے ہیں، جن میں انھوں نے اُس ولی عہدی کا
جو بحالت طفلی اُن کے لیے واقع ہوئی، اور بعد بلوغ اپنے آپ کو اُس سے معزول
کرنے کا، اور اُن اعمال کے متعلق جن کے وہ متولی بنائے گئے تھے اپنے سے
واپس لیے جانے کے متعلق دونوں نے جو درخواست کی ہے اُس کا ذکر کیا ہے کہ
اُن لوگوں سے جو اس تولیت کی وجہ سے اُن کے ساتھ کر دیے گئے تھے جو اُن کے

اطراف کے سرکاری عہدہ داروں اور لشکر والوں اور غلاموں اور شاکریہ اور تمام لوگوں میں سے تھے جو ان عہدہ داروں کے تحت ہیں اپنی علامات نکال دینے اور اُن لوگوں سے اپنے ماتحت ہونے کی علامت کو زائل کرنے کی درخواست کی ہے کہ اُس کے متعلق ایک فرمان تمام اطراف کے عمال کو لکھ دیا جائے،

بیشک امیر المومنین اُن دونوں کے بیان کرنے اور پیش کرنے میں اُن کے صدق پر واقف ہو گیا اور اپنے تمام بھائیوں اور اپنے اہل بیت کے جو اس کی بارگاہ میں تھے اور اپنے تمام عہدہ داروں اور آزاد کردہ غلاموں اور گروہوں اور لشکر اور شاکریہ کے امیروں اور اپنے کاتبوں، قاضیوں، اور فقہا وغیرہم کے اور اپنے تمام دوستوں کے جن کے روبرو ان امور کے متعلق اُن دونوں کے لیے یہ بیعت واقع ہوئی تھی بلانے میں سبقت کی، ابو عبد اللہ اور ابراہیم فرزندان امیر المومنین المتوکل علی اللہ رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، ان دونوں کے رقعے جو اُن کے قلم کے لکھے ہوئے تھے اُن کے حضور میں امیر المومنین کی مجلس میں اُن دونوں کے اور تمام حاضرین مجلس کے روبرو پڑھے گئے اور اُن دونوں نے رقعے پڑھے جانے کے بعد اُن باتوں کو اُسی طرح زبان سے دُہرایا جس طرح انھوں نے لکھا تھا،

امیر المومنین نے اُن کی اس درخواست کو جو اپنے فضل کی اشاعت اور اُس کے اظہار اور اجرا کے متعلق تھی قبول کرنے میں اتفاق کو اس لیے مناسب سمجھا کہ اس میں تین حق ادا ہوتے تھے،

(اول) اللہ عزوجل کا حق اس امر میں کہ اُس نے امیر المومنین کو اپنی خلافت کا محافظ بنایا اور اُس پر اپنے دوستوں کے لیے ایسی نظر رکھنی واجب کی جو حال و استقبال میں بالاتفاق اُن کے قلوب میں الفت پیدا کرے،

(دوم) رعایا کا حق ہے جو اُس کے پاس اللہ کی امانت ہے، اسی لیے اُن کے امور کا اپنی گردن میں (بار) اُٹھانے والا اُس شخص کو ہونا چاہیئے جو رات دن اپنی عنایت اور نظر اور مہربانی اور عدل اور رحمت سے اُن کی رعایت کرے اللہ کے احکام کو اُس کی مخلوق میں قائم کرے سیاست کی

گرانی اور تدبیر کی درستی سے خوب واقف ہو،

(سوم) ابو عبد اللہ اور ابراہیم کا حق جو امیر المومنین پر اُن کے بھائی ہونے کی وجہ سے اور اُن کے ہم رحم ہونے کی وجہ سے واجب ہے، اس لیے کہ اگر وہ دونوں جس چیز سے جدا ہو گئے یا وہ اپنی عاجزی کے اُس پر باقی رکھے جائیں تو اس سے یہ اطمینان نہیں ہو سکتا کہ یہ کسی ایسے امر تک نہیں پہنچے گا جس میں دین کا ضرر ہے اور تمام مسلمانوں کے لیے خرابی ہے اور اس میں اُن دونوں پر بہت بڑا گناہ ہوگا، لہذا امیر المومنین نے اُن دونوں کو معزول کر دیا جیسا کہ خود اُن دونوں نے اپنے آپ کو ولی عہدی سے معزول کر دیا، اور امیر المومنین کے تمام بھائیوں نے اور جو اہل بیت کہ بارگاہ امیر المومنین میں ہیں اُن سب نے بھی دونوں کو معزول کر دیا، امیر المومنین کے عہدہ داروں اور آزاد کردہ غلاموں اور گرہوں اور رؤسائے لشکر و شاکریہ اور کاتبوں اور قاضیوں اور فقہا وغیرہم اور امیر المومنین کے اُن تمام موالی نے بھی انھیں معزول کر دیا جن کے روبرو اُن دونوں کے لیے بیعت لی گئی تھی، امیر المومنین نے اپنے تمام عمال کی جانب اس کے متعلق فرمان نافذ کرنے کا حکم دے دیا، کہ وہ لوگ جو کچھ فرمان میں ہے اُس کے مطابق عمل کریں، ابو عبد اللہ و ابراہیم کو ولی عہدی سے معزول کریں جیسا کہ خود ان دونوں نے اُس سے اپنے آپ کو معزول کر دیا، دونوں نے خاص و عام اور قریب و بعید اور حاضر و غائب کو اُس سے آزاد کر دیا، کہ لوگ ولی عہدی کے ساتھ اُن کا ذکر نہ کریں، جو چیزیں ولی عہدی کی نسبت سے اُن کی طرف منسوب ہیں جیسے المعتز باللہ و المؤید باللہ اپنے خطوط اور الفاظ میں اور منبر پر اُن دونوں کے لیے دعا میں ترک کر دیں، اور وہ سب ترک کر دیں جو اُن کے دفاتر میں اُن کے ماتحت لوگوں پر اُن کی قدیم یا جدید علامات ہیں، جھنڈوں اور لفافوں پر جو اُن کا ذکر ہے اُسے بھی مٹا دیں، اور جو گھوڑے شاکریہ اور رابطہ ان دونوں کے ناموں سے ہیں (اُن سے بھی اُن کے نام نکال دیں)،

تیرا مرتبہ اور حال امیر المومنین کے نزدیک تیرے اس اخلاص کے مطابق ہے جو اللہ نے تجھے امیر المومنین کی اطاعت اور خیر خواہی اور ولا اور پیروی کے متعلق

دیا ہے، تیرا مرتبہ وہی ہے جو اللہ نے تیرے لیے تیرے بزرگوں اور خود تیری ذات کی وجہ سے واجب کیا ہے جو اللہ نے امیرالمومنین کو تیری اطاعت اور مبارک حالی اور ادائے حق میں کوشش کے متعلق معرفت دی ہے (تیرا مرتبہ اُس کے مطابق ہے) امیرالمومنین نے اپنی ذمہ داری کے لئے اور تجھ سے اور اُن سب سے جو تیرے قریب ہیں اور تمام اطراف میں ہیں ابو عبداللہ کی ماتحتی دور کرنے کے لیے تجھے منتخب کرلیا، امیرالمومنین نے اپنے اور تیرے درمیان کسی شخص کو نہیں کیا جو تجھ پر افسر ہو، اس کے متعلق تمام محکموں کے حکام کے پاس حکم روانہ ہوگیا، لہذا تو بھی آگاہ ہو جا اور اپنے تمام عمال کو امیرالمومنین کے اس فرمان کی نقل بھیج دے، اور انھیں عمل میں اُسی کے مطابق حکم دیتا رہ، انشاءاللہ والسلام، بقلم احمد بن الخصیب یوم شنبہ، ۲۰ صفر ۲۴۸ھ
اسی سال منتصر کی وفات ہوئی۔

منتصر کا مرض موت، وقت وفات اور مدت حیات

وہ مرض جس کی وجہ سے اُس کی وفات ہوئی زیر اختلاف ہے، بعض نے کہا ہے کہ یوم پنجشنبہ ۲۵ ربیع الاول کو اُس کے حلق میں درد ہوا اور ۵ ربیع الآخر یوم یکشنبہ کو عصر کی نماز کے وقت مرگیا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ یوم شنبہ ۴ ربیع الآخر بوقت عصر اُس کی وفات ہوئی، بیماری یہ تھی کہ اُس کے معدے میں ورم ہوا جو قلب تک ترقی کرگیا، اُس کی بیماری تین دن یا اسی کے قریب رہی، مجھ سے بعض صاحبوں نے بیان کیا کہ اُسے حرارت ہوئی اپنے کسی طبیب کو جو اُس کا علاج کرتا تھا بلایا، اور اُسے اپنی فصد کھولنے کا حکم دیا، اُس نے زہر آلود آلے سے اُس کی فصد کھولی جس میں اُس کی موت ہوگئی وہ طبیب جس نے اُس کی فصد کھولی تھی اپنے مکان واپس چلا گیا، اور اُسے بخار آگیا، اُس نے اپنے شاگرد کو

بلایا اور اُسے اپنی فصد کھولنے کا حکم دیا اور اُس کے آلات اپنے سامنے رکھ لیے تاکہ اُن میں سے سب سے اچھے کا انتخاب کرے، اُنھی میں وہ زہر آلود آلہ بھی تھا جس سے اُس نے منتصر کی فصد کھولی تھی اور وہ اُسے بھول گیا تھا۔ اُس شاگرد نے اُن آلات میں جو اُس کے سامنے رکھے ہوئے تھے زہر آلود آلے سے زیادہ اچھا کوئی آلہ نہ پایا اُس نے اُسی سے اپنے اُستاد کی فصد کھول دی وہ اُس آلے کے حال سے ناواقف تھا، چنانچہ جب اُس نے اُس آلے سے اُس کی فصد کھولی تو اُس کے اُستاد نے اُس کی طرف دیکھا، پھر معلوم ہو گیا کہ وہ ہلاک ہو جائے گا، اُس نے اُسی وقت وصیت کی اور مر گیا،

بیان کیا گیا ہے کہ منتصر کو اپنے سر میں کوئی بیماری معلوم ہوئی تو ابن طیفوری نے اُس کے کان میں تیل ٹپکایا جس سے اُس کے سر پر ورم آگیا اور فوراً پھیل گیا چنانچہ وہ مر گیا،

یہ بھی کہا گیا ہے کہ ابن طیفوری ہی نے اُس کے آلات حجامت کو زہر آلود کر دیا تھا،

میں برابر لوگوں سے سن رہا ہوں جب سے کہ خلافت اُسے پہنچی اُس کے خلیفہ بننے سے مرنے تک یہی کہتے تھے کہ بیشک اُس کی مدت حیات صرف چھ مہینے ہے جیسا کہ شیرویہ بن کسریٰ کی جو اپنے باپ کا قاتل تھا مدت حیات (چھ مہینے تھی) ہر خاص و عام کی زبان پر یہ مشہور تھا،

یسر خادم سے مذکور ہے، اور وہ جیسا کہ مذکور ہے منتصر کے زمانۂ خلافت میں اُس کے بیت المال کا متولی و محافظ تھا اُس نے بیان کیا کہ ایک روز اپنے زمانۂ خلافت میں منتصر اپنے محل میں سو رہا تھا کہ یکایک روتا اور چلاتا ہوا بیدار ہوا مجھے اُس سے ہیبت معلوم ہوئی کہ میں اُس سے اُس کے رونے کا سبب دریافت کروں دروازے کے باہر ٹھہر گیا کہ اتفاقاً عبداللہ بن عمر البازیار سے ملاقات ہو گئی اُس نے بھی اُس کی چیخ سنی تھی مجھ سے کہا کہ اے کیا ہوا خرابی ہو تجھ پر اے یسر میں نے اُسے بتایا کہ وہ سو رہا تھا پھر روتا ہوا اُٹھا عبداللہ اُس کے پاس گیا اور اُس سے کہا کہ آپ کیوں روتے ہیں اے امیر المؤمنین خدا آپ کی آنکھ کو نہ رلائے، کہا اے عبداللہ میرے قریب آ، وہ اُس کے قریب گیا تو اُس سے کہا کہ میں سو رہا تھا پھر میں نے دیکھا اُس عالم میں کہ سونے والا دیکھتا ہے کہ گویا متوکل

میرے پاس آیا ہے اور مجھ سے کہتا ہے کہ بربادی ہو تیری اے محمد، تو نے مجھ کو قتل کیا اور مجھ پر ظلم کیا اور میری خلافت چھین لی، خدا کی قسم میرے بعد تو اس سے متمتع نہ ہو گا مگر چند روز پھر تیری روانگی دوزخ کی طرف ہے، میں بیدار ہو گیا نہ میری آنکھ قابو میں ہے اور نہ میری فریاد، عبداللہ نے اُس سے کہا کہ یہ تو خواب ہے اور وہ سچا بھی ہوتا ہے اور جھوٹا بھی ہوتا ہے، خدائے تعالیٰ آپ کو عمر دے گا اور آپ کے لیے آسانی کرے گا، اس وقت کو شراب سے ٹالیے اور دل بہلانے کا سامان اختیار کیجیے اور خواب کی پروا نہ کیجیے، منتصر نے اس طرح دل تو بہلانا چاہا مگر شکستہ خاطر ہی رہا یہاں تک کہ مر گیا،

بیان کیا گیا ہے کہ منتصر نے اپنے باپ کے قتل کے متعلق فقہا کی ایک جماعت سے مشورہ کیا تھا، اس کے طریقوں سے انھیں آگاہ کیا تھا اور اُس کے متعلق ایسے امور قبیحہ بیان کیے تھے جن کا ذکر کرنا اس کتاب میں بھی مکروہ ہے، اُنھوں نے اس پر اُس کے قتل کا اشارہ کیا، اُس کے حالات میں بعض وہی ہیں جو ہم نے بیان کیے ہیں،

منتصر ہی سے مذکور ہے کہ جب اُس کی بیماری نے شدت اختیار کر لی تو اُس کی ماں اُس کے پاس آئی اور اُس نے اُس کا حال دریافت کیا تو کہا کہ خدا کی قسم مجھ سے دُنیا بھی گئی اور آخرت بھی،

ابن دہقانہ سے مذکور ہے کہ اُس نے بیان کیا کہ متوکل کے قتل کے بعد ہم لوگ ایک دن منتصر کی مجلس میں تھے کہ مسعود طیفوری نے ایک قصہ بیان کیا، منتصر نے کہا کہ ایسا کیسے ہوا، اُس نے جواب دیا کہ اُس شب میں کہ نہ کوئی روکنے والا تھا نہ منع کرنے والا، اس جواب نے منتصر کو غصے میں ڈالا،

سعید بن سلمہ نصرانی سے مذکور ہے کہ اُس نے کہا کہ ہمارے پاس احمد بن خصیب خوش خوش آیا یہ بیان کرتا ہوا کہ امیر المومنین منتصر نے کسی شب خواب میں یہ دیکھا کہ وہ ایک زینے پر چڑھا یہاں تک کہ وہ اُس کی پچیس سیڑھیوں تک پہنچ گیا تو اُس سے کہا گیا کہ یہ ہے تیری سلطنت، یہ خبر ابن منجم کو پہنچی تو محمد بن موسیٰ اور علی بن یحییٰ منجم اسے اس خواب کی مبارکباد دینے آئے، اُس نے کہا کہ واقعہ اس طرح نہ تھا جیسا کہ تم سے یہ احمد بن خصیب نے بیان کیا لیکن جب میں آخری سیڑھی پر پہنچا تو مجھ سے کہا گیا کہ ٹھہر کیونکہ یہی تیری عمر کا آخر ہے، اور اس کی وجہ سے وہ نہایت سخت مغموم رہا اس کے بعد وہ

چند روز ایک سال کے دن پورے کرنے تک زندہ رہا پھر مر گیا اُس وقت وہ پچیس سال کا تھا، کہا گیا ہے کہ جب وہ مرا ہے پچیس سال اور چھ مہینے کا تھا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ اُس کی عمر چھبیس سال کی تھی اور اُس کی مدت خلافت چھ مہینے تھی اور بعض کے قول میں (چھ مہینے) اور دو دن تھی، اور کہا گیا ہے کہ برابر چھ مہینے رہی، کہا گیا ہے کہ ایک سو ۱۷۹ اناسی دن رہی، اپنے بھائیوں کے ساتھ جو سلوک اُس نے کیا اُس کے چوالیس شب کے بعد سامرا کے قصر جدید میں انتقال کر گیا بیان کیا گیا ہے کہ جب مرنے لگا تو اُس نے یہ شعر پڑھا،

میرا جی اس دُنیا سے خوش نہ ہوا جسے میں نے — لیکن اپنے کریم پروردگار کے پاس جا رہا ہوں،

حاصل کیا،

اس کی نماز جنازہ احمد بن محمد بن معتصم نے سامرا میں پڑھائی، اور وہی اُس کی جائے ولادت تھی،

بڑی آنکھ، سرخ رنگ، پست قد زیادہ گوشت والا تھا، جیسا کہ بیان کیا گیا مہیب (یعنی رعب دار) تھا، ایک قول کے مطابق وہ بنی العباس کا سب سے پہلا خلیفہ ہے جس کی قبر مشہور ہوئی اور یہ اس لیے ہوا کہ اُس کی ماں نے اُس کی قبر کے بلند کرنے کی خواہش کی، اُس کی کنیت ابو جعفر اور اُس کی ماں کا نام حبشیہ تھا وہ ام ولد (یعنی وہ لونڈی تھی جس کے مالک کی اولاد اُس کے بطن سے پیدا ہوئی تھی) اور وہ رومی تھی،

منتصر کے بعض خصائل

بیان کیا گیا ہے کہ منتصر جب خلافت کا والی بنا تو سب سے پہلا جو کام اُس نے کیا وہ صالح کا مدینے سے معزول کرنا اور علی بن الحسین بن اسماعیل بن العباس بن محمد کو وہاں کا حاکم بنانا ہے،

علی بن الحسین سے مذکور ہے کہ میں منتصر کے پاس اُسے رخصت کرنے گیا تو

مجھ سے کہا کہ اے علی میں تجھے اپنے گوشت اور خون کی طرف توجہ دلاتا ہوں، اور اپنی کلائی کی کھال کھینچ کر کہا کہ اس طرف تک میں نے تجھے متوجہ کیا، دیکھ تو قوم کے لیے کیسا ہوتا ہے اور اُن کے ساتھ کیسا معاملہ کرتا ہے قوم سے اُس کی مراد آل ابی طالب تھے، میں نے کہا کہ مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ میں ان کے معاملے میں امیر المومنین ایداللہ کی رائے کی پابندی کروں گا، کہا کہ تو اُس وقت اس کی وجہ سے میرے نزدیک سعادت حاصل کرے گا،

محمد بن ہارون سے جو محمد بن علی بر دالخیار کا کاتب اور ابراہیم مؤید کی جاگیر کے دفتر پر اُس کا نائب تھا، مذکور ہے کہ ایک مقتول اپنے بستر پر پایا گیا جس پر چند زخم تلوار کے تھے، اُس کا مالک اُس کے ایک حبشی خادم کو اور وصیف کو بلا لایا، بیان کیا گیا ہے کہ وصیف نے اُس حبشی کو قاتل ٹھہرایا، پھر وہ منتصر کے پاس پہنچا دیا گیا اور جعفر بن عبد الواحد کو حاضر کیا گیا، منتصر نے اُس سے اُس کے مالک کے قتل کا حال دریافت کیا اُس نے اُس کا اقرار کیا اور اُس کے ساتھ اپنے اس فعل کا اور اپنے اُسے قتل کرنے کا سبب بیان کیا، منتصر نے کہا کہ تجھ پر خرابی ہو تو نے اُسے کیوں قتل کیا؟ حبشی نے اُسے جواب دیا کہ اس لیے کہ تو نے اپنے باپ متوکل کو قتل کیا، اُس نے فقہا سے اُس کے معاملے میں دریافت کیا تو انھوں نے اس کے قتل کا اشارہ کیا، اُس کی گردن ماردی اور جہاں بابک خرمی کو پھانسی دی گئی تھی وہیں اس کو بھی لٹکا دیا،

اسی سال مساور بن عمرو الشاری موصل کی طرف نکل گیا تو منتصر نے اس کی طرف اسحاق بن ثابت فرغانی کو روانہ کیا اُس نے اُسے مع اُس کے چند ہمراہیوں کے گرفتار کر کے قید کر لیا وہ لوگ قتل کیے گئے اور لٹکا دیے گئے،

اسی سال یعقوب بن اللیث الصفار سجستان سے حرکت کر کے ہراۃ کی طرف چلا گیا،

احمد بن عبد اللہ بن صالح متولی عیدگاہ سے مذکور ہے کہ اُس نے کہا کہ میرے باپ کا ایک مؤذن تھا جسے ہمارے ایک گھر والے نے خواب میں دیکھا کہ گویا اُس نے کسی نماز کے لیے اذان دی پھر اُس گھر کے قریب گیا جس میں منتصر تھا

پھر اُس نے پکارا کہ اے محمد! اے منتصر (ان ربك لبالمرصاد) بیشک تیرا رب تیری گھات میں ہے۔

بُنان مغنی سے مذکور ہے اور وہ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے منتصر کے مخصوصین میں سے تھا اُس کے باپ کی زندگی میں بھی اور خلیفہ ہونے کے بعد بھی، اُس نے کہا کہ جب منتصر خلیفہ ہوا تو میں نے اُس سے کہا کہ مجھے ایک دیبا (ریشم) کا کپڑا عطا کر، اُس نے کہا کہ یا دیبا کے کپڑے سے بھی تیرے لیے زیادہ بہتر، میں نے کہا وہ کیا، کہا تو بیمار بن جا تاکہ میں تیری عیادت کروں پھر تجھے ریشمی کپڑے سے زائد ہدایا مل جائیں گے، آخر انھیں دنوں میں مرگیا اور مجھے کچھ نہ ملا۔

اسی سال محمد بن احمد بن المعتصم سے بیعت خلافت کی گئی۔

خلافت ابو العباس المستعین باللہ احمد بن محمد بن المعتصم

مذکور ہے کہ جب منتصر کی وفات ہوئی اور یہ یوم شنبہ بوقت عصر ۴ ربیع الآخر ۲۴۸ھ کو ہوئی تھی تو سب موالی (آزاد کردہ غلام) یوم یکشنبہ کو ہارونی کے پاس جمع ہوئے، ان میں بغا صغیر و بغا کبیر اور اُتامش اور ان کے ہمراہی بھی تھے، یہ لوگ ترک سرداروں اور مغربیوں اور اشروسینیوں کو اس امر پر حلف دینے لگے جو شخص ان میں سے سب کو حلف دے رہا تھا وہ علی بن الحسین بن عبد اللہ الاعلیٰ الاسکافی کاتب بغا کبیر تھا، کہ وہ سب لوگ بھی اُس شخص پر راضی ہیں جس پر بغا کبیر و بغا صغیر و اُتامش راضی ہوں، یہ امر احمد بن الخصیب کی تدبیر سے ہوا، ساری جماعت نے حلف کیا، اور سب نے آپس میں مشورہ کیا اور یہ ناپسند کیا کہ متوکل کی اولاد میں سے کوئی شخص خلافت کا متولی بنے، اپنے باپ کو قتل کر دینے کی وجہ سے اور ان کے اس خوف کی وجہ سے کہ ان میں سے جو متولی خلافت ہوگا وہ ان سب کو ہلاک کر دے گا، احمد بن الخصیب اور جو موالی موجود تھے سب نے احمد بن محمد بن المعتصم پر اتفاق کیا

خلافت ہمارے آقا معتصم کی اولاد سے نہیں نکل سکتی، وہ لوگ پہلے سے بنی ہاشم کی ایک جماعت سے ذکر کر چکے تھے، عشاء کے آخر وقت شب دوشنبہ ۶ ربیع الآخر کو اسی سنہ میں سب نے اُس سے بیعت کر لی اور وہ اُس وقت اٹھائیس سال کا تھا اور اُس کی کنیت ابوالعباس تھی، پھر اُس نے احمد بن الخصیب کو کاتب بنایا اور اتامش کو وزیر مقرر کیا۔

جب ۶ ربیع الآخر دوشنبہ کا دن ہوا تو قبل طلوع آفتاب عمری کے راستے سے جو باغوں کے درمیان سے تھا، دار العامہ (دربار عام) اس حالت میں روانہ ہوا کہ لوگوں نے اُسے طویلہ اور (لباس خلافت) پہنا دیا تھا، ابراہیم بن اسحاق اُس کے سامنے نیزہ لیے ہوئے تھا، واجن الاشروسنی باب العامہ پر بیت المال کے عام راستے سے مل گیا، اُس نے اپنے ہمراہیوں کو دو صفوں میں کر دیا، وہ اور اس کے چند معزز ہمراہی صف میں کھڑے ہو گئے، دار العامہ میں متوکل کی اولاد اور عباسیوں اور طالبیوں میں سے جو صاحب مرتبہ تھے حاضر ہوئے، وغیرہم، سب اس حالت میں تھے، ڈیڑھ گھنٹہ دن بھی گزر چکا تھا، بازار اور سڑک کی طرف سے ایک آواز آئی دفعۃً شاکریہ کے تقریباً پچاس سواروں نے بیان کیا کہ وہ ابوالعباس محمد بن عبداللہ کے ساتھیوں میں سے ہیں اور اُن کے ساتھ طبریہ کے سواروں کی بھی ایک جماعت ہے اور لوگوں کی مختلف جماعتیں بھی، ہمراہ آوارہ گرد اور بازاری لوگوں میں سے قریب ایک ہزار کے ہیں، اُنھوں نے ہتھیار اُٹھا لیے اور یا معتز، یا منصور چلانے لگے، اشروسنیہ کی ان دونوں صفوں پر حملہ کر دیا جنھیں واجن نے قائم کیا تھا، وہ متفرق ہو گئے، بعض اُن میں سے بعض میں مل گئے، شاکریہ کے ساتھ جو سفید فام لشکر والے باب عامہ پر متعین تھے بھاگ گئے، انبوہ ہو گیا، مغربیوں اور اشروسنیوں نے اُن پر حملہ کر کے شکست دی یہاں تک کہ انھیں شاہراہ پر جو زرافہ وعزون کے نام سے مشہور ہے ڈھکیل لائے اُن میں سے ایک جماعت نے معتزیہ پر حملہ کر کے اُنھیں شکست دی، یہاں تک کہ عزون بن اسماعیل کے بھائی کے گھر تک اُنھیں بھگاتے چلے گئے، وہ اُس وقت تنگ راستے میں تھے، معتزیہ وہاں کھڑے ہو گئے اور اشروسنیہ نے اُن میں سے چند پر تیر چلائے، تلواریں ماریں، اور اُن میں جنگ جاری ہو گئی،

معتزیہ اور آوارہ گرد لوگ تکبیر کہتے ہوئے سامنے آ گئے، آپس میں بہت سے مقتول گرنے لگے یہاں تک کہ دن کے تین گھنٹے گزر گئے، ترک واپس چلے گئے اور انھوں نے احمد بن محمد بن المعتصم سے بیعت کر لی تھی، وہ لوگ اُس راستے سے واپس ہوئے جو عمری اور باغوں کے متصل ہے، اور ہاشمیوں اور دوسرے صاحب مرتبہ لوگوں سے جو دار العامہ میں حاضر تھے آزاد کردہ غلاموں نے ترکوں کی واپسی سے پہلے بیعت لے لی تھی،

مستعین بھی ہارونی کے یہاں واپس جانے کے لیے باب العامہ سے روانہ ہوا رات کو وہیں رہا، اور اشروسنیہ بھی ہارونی کے یہاں چلے گئے، دونوں فریق کی بڑی تعداد مقتول ہوئی، ایک جماعت اشروسنیہ مکانوں میں گھس گئی، اُن پر آوارہ گرد لوگ غالب آ گئے، انھوں نے اُن کی زرہیں اور ہتھیار اور جوشن اور گھوڑے سب چھین لیے یہ آوارہ گرد اور لوٹنے والے ہارونی کی طرف واپس جاتے ہوئے دار العامہ میں گھس گئے، انھوں نے وہ خزانہ لوٹ لیا جس میں ہتھیار اور زرہیں اور جوشن اور تلواریں تھیں اور سرحدی گھوڑے، اور اُس سے وہ خوب مسلح ہو گئے، بسا اوقات کوئی اُن میں سے جوشن اور نیزے لے جاتا تھا تو وہ بھی کثیر السلاح ہو جاتا تھا، ارشس بن ایوب کے گھر میں جو شربت والوں کے سامنے تھا خیزران کی ڈھالیں اور نیزوں کے دستے لوٹ لیے، آوارہ گردوں۔ حمامیوں اور باقلا فروش لڑکوں سے بہت سے نیزے اور ڈھالیں ہاتھ لگیں، اُن کے پاس ترکوں کی ایک جماعت براہ زرافہ آئی، اُن میں بغا صغیر بھی تھا انھیں خزانے سے نکال دیا، چند قتل ہوئے، بہت تھوڑی دیر ٹھیرے پھر دونوں فریق واپس گئے، اور اُن میں مقتول بہت سے تھے، آوارہ گرد لوگ سامنے آ گئے تھے، ترکوں میں سے جو شخص باب العامہ کے ارادے سے سامرا میں گزرتا تھا عوام اس کے ہتھیار لوٹ لیتے تھے، ترکوں کی ایک جماعت کو مبارک مغربی کے مکان کے قریب اور سامرا کے عام راستوں میں ان لوگوں نے قتل کر دیا، اور اکثر اُن لوگوں میں سے جنھوں نے یہ ہتھیار لوٹے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے شربت والے پانی والے حمام والے، پانی پلانے والے اور بازاروں کے آوارہ گرد بدمعاش تھے، نصف النہار تک اُن کی یہی حالت رہی،

اسی دن سامرا میں قیدیوں نے گڑبڑ کی، اُن میں سے ایک جماعت بھاگ گئی

پھر بیعت پر عطا مقرر کر دی گئی، ایک بیعت نامہ محمد بن عبد اللہ بن طاہر کے پاس اُسی دن بھیجا گیا جس دن بیعت لی گئی، دوسرے دن محمد کو وصول ہوا، اُسے اتامش کے بھائی اور محمد بن عبد اللہ نے ایک باغ میں پہنچایا جو محمد کا تھا دربان وہاں لے گیا اور اُسے اس کا مکان بتایا، وہ اُسی وقت لوٹا، اور ہاشمیوں اور سرداروں اور لشکر کو بھی بھیجا گیا اور اُن کے لیے تنخواہیں مقرر کی گئیں،

اسی سال رجب میں طاہر بن عبد اللہ ابن طاہر کی جو خراسان میں تھا وفات کی خبر مستعین کو پہنچی، مستعین نے اُس کے بیٹے محمد بن طاہر بن عبد اللہ بن طاہر کو خراسان پر مقرر کر دیا، اور محمد بن عبد اللہ کو عراق پر، اور حرمین اور پولیس اور اطراف دیہات بھی اُسی کے سپرد کر دیئے اور تنہا اُسی کو اُس پر مقرر کیا، محل شاہی میں محمد بن طاہر ابن عبد اللہ بن طاہر کو خراسان اور اُس کے متعلقہ کاموں پر یوم شنبہ ۱۲ شعبان کو مقرر کیا،

بغا کبیر جمادی الآخرہ میں بیمار پڑا تو نصف جمادی الآخرہ کو مستعین نے اُس کی عیادت کی، بغا اُسی روز مر گیا تو اُس کے بیٹے موسیٰ کو اپنے اور اپنے باپ کے کل کاموں پر مقرر کیا گیا اور اُسے ڈاک کے محکمے کا بھی حاکم بنایا گیا،

اسی سال انوجور ترکی ابو العمود الثعلبی کی طرف روانہ ہوا اُس نے اُسے کفر توثی میں یوم شنبہ ۲۵ ربیع الآخر کو قتل کر دیا،

اسی سال عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان حج کے لیے روانہ ہوا، اُس کے پیچھے ایک شیعہ قاصد شعیب اُسے حج سے روکنے اور برقہ جلاوطن کرنے کے لیے روانہ کیا گیا،

اسی سال جمادی الاولیٰ میں مستعین نے معتز اور مؤید سے اُن دونوں کی تمام چیزیں خرید لیں جن کی قیمت ایک لاکھ دینار تھی، سوائے اس کے جسے معتز نے مستثنیٰ کر لیا تھا معتز نے اپنے اور ابراہیم کے لیے اسی ہزار دینار سالانہ آمدنی (کی جائداد) لے لی،

جب دوشنبہ کو بارھویں رمضان ہوئی تو معتز و مؤید سے اُن کی تمام اشیاء مکانات، منزلیں، اور محل اور جائداد اور فرش اور آلات وغیرہ سب بیس ہزار دینار میں خرید لی گئیں، دونوں نے اپنے اس معاملے پر گواہ اور عامل اور قاضی وغیرہ کو

شاہد بنایا، کہا گیا کہ اُن کا وہ مال خرید اگیا جو جائداد میں سے تھا، ابوعبداللہ کے پاس اتنا چھوڑ دیا گیا جس کی سالانہ آمدنی بیس ہزار دینار تھی اور ابراہیم کے پاس اتنا جس کی آمدنی سالانہ پانچ ہزار دینار تھی،

جو مال ابوعبداللہ سے خرید اگیا (اُس کی قیمت) ایک کرور دینار تھی اور دس موتی، جو ابراہیم سے خرید اگیا (اُس کی قیمت) تیس لاکھ دینار تھی اور تین موتی، فقہا و قضاۃ کو گواہ بنایا گیا، خریداری بتوسط الحسن بن مخلد المستعین کے نام سے ہوئی، یہ ماہ ربیع الآخر ۲۴۸ھ کا واقعہ ہے، وہ دونوں (معتز و مؤید) محل کے حجرے میں قید کر دیئے گئے، اُن پر نگراں مقرر کر دیئے گئے اور اُن کا معاملہ بغا صغیر کے سپرد کر دیا گیا، ترکوں نے جس وقت بد معاشوں اور شاکریوں نے ہنگامہ برپا کیا تھا ان دونوں کے قتل کر دینے کا ارادہ کیا تھا، احمد بن الخصیب نے منع کیا کہ ان دونوں کا کوئی گناہ نہیں اور نہ ہنگامہ کرنے والے اُن کے ہمراہی ہیں ہنگامہ کرنے والے تو صرف ابن طاہر ہی کے ہمراہی ہیں، ان دونوں کو قید کر دو، چنانچہ وہ دونوں قید کر دئے گئے،

اسی سال موالی احمد بن الخصیب سے بگڑ گئے، یہ واقعہ اسی سنہ کے جمادی الاولیٰ میں ہوا، اور اُس کا اور اُس کے لڑکے کا مال ضبط کر لیا گیا اور اُسے اقریطش میں جلائے وطن کر دیا گیا،

اسی سال علی بن یحییٰ شامی سرحدوں سے واپس آیا اور اسی سال رمضان میں اُسے ارمینیہ و آذربیجان پر مقرر کر دیا گیا،

اس سال اہل حمص نے کیدر بن عبید اللہ پر جو حمص پر مستعین کا عامل تھا ہنگامہ کیا اور اُسے وہاں سے نکال دیا، پھر الفضل بن قارن بھیجا گیا جس نے ان سے چالاکی کی یہاں تک کہ انھیں گرفتار کر لیا اور اُن میں سے خلق کثیر کو قتل کر ڈالا اُن میں سے ننوٗ بڑے بڑے آدمیوں کو سامرا بھیج دیا اور اُن کے شہر پناہ کی دیوار کو منہدم کر دیا،

اسی سال موسم گرما میں وصیف نے جنگ کی اور وہ سرحد شام پر مقیم تھا یہاں تک کہ اُسے منتصر کی موت کی خبر پہنچی، پھر وہ بلاد روم میں داخل ہوا اور قلعہ فتح کر لیا جس کا نام فروریہ تھا،

اسی سال مستعین نے اتامش کو مصر اور مغرب پر مقرر کیا اور اسے وزیر بنایا،
اسی سال بغا شرابی کو حلوان، ماسبذان اور مہرجان قذق پر مقرر کیا گیا، مستعین نے شاہک الخادم کو اپنے گھر اور جائداد اور حرم اور خزانوں اور اپنے خاص کاموں پر مامور کیا اسے پیشکار بنایا، اور اتامش کو سب لوگوں پر مقرر کیا،
اور اس سال محمد بن سلیمان الزینبی نے لوگوں کو حج کرایا،

واقعات ۲۴۹ھ

صائفہ منجملہ ان واقعات کے جو اس سنہ میں ہوئے، جعفر بن دینار کا موسم گرما میں جنگ کرنا ہے، چنانچہ اس نے ایک قلعہ اور غلے کی چند کھتیاں حاصل کر لیں، اس سے عمر بن عبید اللہ الاقطع نے بلاد روم کے علاقے میں جانے کی اجازت چاہی تو اسے اجازت دی اہل ملطیہ میں سے وہ ایک مخلوق کثیر کو اپنے ساتھ لے گیا ایک مقام پر اسقف کے میدان میں جس کا نام ارز تھا اس کی بادشاہ سے مڈبھیڑ ہو گئی جو رومیوں کی بڑی جماعت میں تھا، اس نے اس سے مع اس کے ساتھیوں کے نہایت شدید جنگ کی جس میں فریقین کے بہت سے آدمی مقتول ہوئے، رومیوں نے جن کی تعداد پچاس ہزار تھی اسے گھیر لیا، عمر اور دو ہزار مسلمان مارے گئے، یہ واقعہ نصف رجب یوم جمعہ کو ہوا،

اسی سال علی بن یحییٰ ارمنی مارا گیا،

قتل ارمنی بیان کیا گیا کہ رومیوں نے جب عمر بن عبید اللہ کو قتل کر دیا تو وہ سرحدوں کی طرف روانہ ہوئے، ان مقامات پر اور وہاں کے مسلمانوں کی عورتوں پر جھپٹ پڑے، اس کی خبر علی بن یحییٰ کو اس وقت پہنچی جب وہ ارمینیہ کے سفر سے میافارقین واپس جا رہا تھا، اس نے اہل میافارقین اور سلسلے کی ایک جماعت کے ساتھ ان کی طرف کوچ کر دیا، تقریباً چار سو آدمی مارے گئے، یہ واقعہ

رمضان میں ہوا،

اسی سال یکم صفر کو لشکر اور شاکریہ نے بغداد میں ہنگامہ برپا کر دیا،

ہنگامۂ بغداد

اس کا سبب یہ ہوا کہ جب بغداد و سامرا اور اُن کے قریب کے اسلامی شہروں میں عمر بن عبید اللہ الاقطع اور علی بن یحییٰ الارمنی کے قتل ہو جانے کی خبر پہنچی، یہ دونوں (گویا) مسلمانوں کے دانتوں میں سے دو دانت تھے جن کا خوف بہت تھا، ان سرحدوں میں کہ یہ دونوں تھے اُن کی وجہ سے سب سے نہایت بیفکری تھی، ان پر یہ شاق گزرا، اُن کے دلوں میں اُن دونوں کا مقتول ہونا نہایت گراں گزرا، اس وجہ سے اور بھی کہ ایک کا قتل دوسرے کے قریب ہی زمانے میں ہوا، اور اس وجہ سے بھی جو کچھ ترکوں سے حرکات شنیعہ اُنھیں پیش آئیں جیسے متوکل کا قتل کرنا اور مسلمانوں کے معاملات پر اُن کا غالب آجانا، اور خلفا میں سے جسے چاہا قتل کر دینا اور جسے چاہا اُسے خلیفہ بنا دینا، نہ دیانتداری کی طرف لوٹنا نہ مسلمانوں کے نفع پر نظر کرنا،

لوگ بغداد میں جمع ہو کے شور و غل کرنے لگے، عرب مولدین اور شاکریہ بھی اُن میں شامل ہو گئے، بظاہر یہ معلوم ہوتا تھا کہ تنخواہ مانگتے ہیں، یہ یکم صفر کو ہوا، انھوں نے نصر بن مالک کا قید خانہ کھول دیا اور جو لوگ اُس میں (قید) تھے اور جو باب الجسر کے پُل میں تھے سب کو نکال دیا، قید خانے میں جیسا کہ بیان کیا گیا ایک جماعت خراسان کے بد اطواروں اور اہل الجبال اور المحمرہ وغیرہ کے بدمعاشوں کی تھی، انھوں نے پل کا ایک حصہ کاٹ ڈالا اور دوسرے کو آگ لگا دی، اس کی کشتیاں ڈوب گئیں قیدیوں کا دفتر لوٹ لیا گیا، اور دفاتر پھاڑ کے پانی میں ڈال دیے گئے، بشر نصرانی اور ابراہیم نصرانی فرزندان ہارون کا جو محمد بن عبد اللہ کے کاتب تھے گھر لوٹ لیا، یہ سب بغداد کی شرقی جانب ہوا، اور اُس وقت جانب شرقی کا حاکم احمد بن محمد بن خالد بن ہرثمہ تھا، اس کے بعد بغداد اور سامرا کے مالدار لوگوں نے اپنے مال سے بہت سا مال نکالا، اس طریقے سے انھوں نے کم مال والوں کو جنگ روم کے لیے سرحدوں کی طرف جانے کے لیے مدد پہنچائی، بہت لوگ الجبیل اور فارس اور دیہات وغیرہ سے جنگ روم کے لیے آ گئے، مگر ہمیں اس

امر کی خبر نہیں پہنچی کہ اس کی وجہ سے مسلمانوں کے مقابل رومی فوج میں کوئی تغیر ہوا ہوا اور نہ ان ایام میں جنگ کے لیے اُن کی طرف لشکر بھیجنے کی اطلاع ملی،

۲۳ ربیع الاول یوم جمعہ کو سامرا میں ایک گروہ نے حملہ کر دیا یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کون تھے، وہاں کا قید خانہ کھول دیا اور جو لوگ اُس میں (قید) تھے اُنھیں نکال دیا، موالی کی ایک جماعت کے ساتھ زرافہ اُس گروہ کی تلاش میں روانہ ہوا، عام لوگوں نے حملہ کر کے اُنھیں شکست دے دی، اتامش اور وصیف اور بغا اور سب ترک سوار ہو کے آئے تو عوام میں سے ایک جماعت کو قتل کر دیا، وصیف پر جیسا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے ایک پکی ہوئی ہانڈی ڈالی گئی، کہا جاتا ہے کہ بلکہ عام لوگوں کی ایک جماعت نے الشریحہ کے قریب اُس پر پتھر پھینکا، وصیف نے مٹی کا تیل نکالنے والوں کو حکم دیا، انھوں نے وہاں جو تجار کی دکانیں اور لوگوں کے مکانات تھے اُن پر آگ پھینکی، میں نے اُس مقام کو جلا ہوا دیکھا ہے، اور یہ سامرا میں دار اسحاق کے قریب ہے،

بیان کیا گیا ہے کہ اسی دن مغربیوں نے عام لوگوں میں سے ایک جماعت کے مکانات لوٹے، پھر اُسی دن کے آخر میں حالت میں سکون ہو گیا، عوام کی اور اُس گروہ کی اُس دن میں اُس حرکت کی وجہ سے جس کا میں نے ذکر کیا احمد بن جمیل سامرا میں اپنے عہدے سے معزول کر دیا گیا اور اُس کی جگہ ابراہیم بن سہل الدارج حاکم بنایا گیا،

اسی سال اتامش اور اُس کا کاتب شجاع قتل کیا گیا اور یہ یوم شنبہ ۱۴ ربیع الآخر کو ہوا،

قتل اتامش

مذکور ہے کہ جب خلافت مستعین کو ملی تو اُس نے اتامش اور شاہک خادم کے ہاتھ کو بیت المال میں آزاد کر دیا اور ہر اُس فعل کی جسے وہ دونوں بیت المال میں کرنا چاہیں اُنھیں بھی اجازت دے دی، اور اُس کے کرنے کی اپنی ماں کو بھی کسی بات سے جسے ماں کرنا چاہے روکتا نہ تھا، اُس کی ماں کا کاتب سلمہ بن سعید نصرانی تھا، زمانے بھر کے تمام اموال جو بادشاہ کو بھیجے جاتے تھے اُن کا اکثر حصہ انھی تینوں کے لیے ہو جاتا تھا، اتامش نے

بیت المال کے اموال کا قصد کیا، مستعین نے اپنے بیٹے عباس کو اتامش کی پرورش میں دے دیا تھا، جو مال ان تینوں سے بچتا تھا وہ عباس کے لیے لے لیا جاتا تھا اور اُس کے اخراجات اور اسباب میں صرف کر دیا جاتا تھا، اُس زمانے میں اس کی جاگیر کے دفتر کا منتظم دُلیل تھا، اُس نے بھی اُس میں سے بڑے بڑے مال اپنے لیے لے لیے، موالی (آزاد کردہ غلام) دیکھا کرتے تھے کہ مال اُڑایا جا رہا ہے اور وہ لوگ تنگی میں ہیں، اُتامش ہی جو مستعین پر چھایا ہوا تھا، خلافت کے احکام نافذ کیا کرتا تھا، وصیف اور بغا اُس کی وجہ سے بالکل بیکار تھے، ان دونوں نے موالی کو اُس پر بھڑکایا، دونوں برابر اُس کے خلاف تدبیر کرتے رہے یہاں تک کہ اُنھوں نے اپنی تدبیر مضبوط کر لی، ترکوں اور فرغانیوں نے اُتامش کو بہت ملامت کی، اسی سال ۱۲ ربیع الآخر یوم پنجشنبہ کو گھر والے اور پانی پہنچانے والے اُس کی طرف روانہ ہوئے سب جمع ہو گئے اور اُنھوں نے اُس پر چڑھائی کی، وہ محل میں مستعین کے ساتھ تھا اُسے اطلاع ہو گئی، اُس نے بھاگنے کا ارادہ کیا مگر موقع نہ ملا، مستعین سے پناہ مانگی مگر اُس نے بھی اُسے پناہ نہ دی، وہ لوگ پنجشنبہ و جمعہ کو اپنے اسی حال پر قائم رہے، جب شنبہ ہوا تو محل میں گھس گئے اور اُتامش کو وہاں سے نکال لائے جہاں وہ چھپا ہوا تھا، پھر وہ بھی قتل کر دیا گیا اور اُس کا کاتب شجاع بن القاسم بھی قتل کر دیا گیا، اتامش کا گھر بھی لوٹ لیا گیا جیسا کہ مجھے اطلاع ملی اُس میں سے بڑے بڑے مال اور اسباب اور فرش و آلات لے لیے گئے،

جب اُتامش قتل کر دیا گیا تو مستعین نے ابو صالح عبد اللہ بن محمد بن یزداد کو وزیر بنایا، اور

ماہ ربیع الآخر میں الفضل بن مروان دفتر خراج سے معزول کر دیا گیا اور عیسیٰ بن فرخان شاہ اُس کا حاکم بنایا گیا اور وصیف دیہات کا حاکم بنایا گیا اور بغا الصغیر فلسطین کا، بغا الصغیر اور اُس کی جماعت ابو صالح بن یزداد سے ناراض ہو گئی تو ابو صالح شعبان میں بغداد بھاگ گیا، مستعین نے اُس کی جگہ محمد بن الفضل الجرجرائی کو کر دیا، اُس نے محکمۂ خطوط پر سعید بن حمید کو رئیس بنا دیا، اسی کے متعلق حمدونی نے کہا ہے:-

سعید اب تلوار لگائے پھرتا ہے، حالانکہ اس سے پہلے پھٹے پرانے کپڑے میں بسر ہوتی تھی

جن کے بدلنے کی نوبت نہ آئی،

اسی سال علی بن الجہم بن بدر قتل کیا گیا، اس کا سبب یہ ہوا کہ وہ بغداد سے سرحد کی طرف روانہ ہوا، حلب کے ایک گاؤں میں پہنچا جسے خُساف کہا جاتا تھا تو اُسے کلبیوں کا ایک گروہ ملا جنھوں نے اُسے قتل کر دیا، اعراب نے جو (اسباب) اُس کے ساتھ تھا لے لیا، چنانچہ اُس نے (یہ اشعار) روانگی کی حالت میں کہے تھے:۔

کیا آج کی رات میں ایک رات اور بڑھا دی گئی، یا کوئی سیلاب صبح کو بہا لے گیا،

مجھے اہل دجیل یاد آرہے ہیں، حالانکہ مجھ سے دجیل کتنی دور ہے۔

اُس کا مکان دجیل کے راستے ہی میں تھا،

اسی سال جعفر بن عبد الواحد قضا کے عہدے سے معزول کیا گیا اور جعفر بن محمد بن عمار البرجمی جو اہل کوفہ میں سے تھا اُس پر مقرر کیا گیا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ ۲۵۰ھ میں ہوا،

اسی سال ذی الحجہ میں اہل رے پر سخت زلزلے کی مصیبت آئی، اور ایسا شدید زلزلہ آیا جس سے رے کے مکانات منہدم ہو گئے اور وہاں کے باشندوں میں سے ایک مخلوق ہلاک ہو گئی اور رہنے والوں میں جو بچے وہ شہر سے بھاگ گئے، اور اُنھوں نے اُس کے باہر قیام کیا، اور ۲۵ رجمادی الاولیٰ یوم جمعہ مطابق ۱۶ر تموز کو سامرا میں برق و رعد (چمک اور کڑک) کے ساتھ اچھی بارش آئی، سارے دن ابر گھرا رہا، اور اُس دن آفتاب کے زرد ہونے تک نہایت تیز بارش ہوتی رہی پھر رُک گئی،

اسی سال ۳ر جمادی الاولیٰ یوم پنجشنبہ کو مغربی لوگوں نے (فساد کے لیے) حرکت شروع کی، اور وہ سامرا کے پل کے قریب جمع ہو رہے تھے، اس کے بعد جمعے کو متفرق ہو گئے،

اس سال عبد الصمد بن موسیٰ بن محمد بن ابراہیم امام نے جو مکے کا والی تھا لوگوں کو حج کرایا،

واقعات سنہ ۲۵۰ھ

منجملہ اُن واقعات کے یحییٰ بن عمر بن یحییٰ بن حسین بن زید بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا جن کی کنیت ابوالحسین تھی کوفہ میں ظاہر ہونا ہے اور اسی سال میں اُن کا قتل بھی ہوا،

ظہور یحییٰ

بیان کیا گیا ہے کہ ابوالحسین یحییٰ بن عمر اور ان کی ماں ام الحسین فاطمہ بنت الحسین بن عبداللہ ابن اسماعیل بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کو سخت تنگدستی پیش آئی قرض ہو گیا جس نے بہت تنگ کیا، عمر بن فرج سے ملے جو متوکل کے زمانے سے اپنے خراسان سے آنے کے بعد سے اولاد ابی طالب کے معاملات کا محافظ تھا باتیں کیں جن کا جواب سختی سے ملا، یحییٰ بن عمر نے اس کی مجلس ہی میں اسے گالی دی اور وہ قید کر دیئے گئے، یہاں تک کہ گھر والوں نے ضمانت کی تو رہائی ملی، مدینۃ السلام (بغداد) روانہ ہوئے وہاں بدحالی کے ساتھ ٹھیرے رہے پھر سامرا گئے اور وصیف سے ملاقات کی کہ عطا جاری کر دی جائے، وصیف نے بھی سختی سے باتیں کیں کہ کس لیے تجھ جیسوں پر جاری کی جائے، وہ اس کے پاس سے پلٹ آئے۔

ابن ابی طاہر نے بیان کیا کہ ابن الصوفی الطالبی نے اس سے بیان کیا کہ یحییٰ بن عمر اس کے پاس اسی شب میں آئے جس کی صبح کو ان کی روانگی ہوئی، رات اس کے پاس رہے [illegible] کے متعلق اُسے کچھ نہیں بتایا، اس نے کھانا پیش کیا، یہ معلوم ہوتا تھا کہ بھوکے ہیں مگر کھانے سے انکار کر دیا کہ اگر زندہ رہیں گے تو کھائیں گے، (ابن الصوفی) نے کہا کہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ انھوں نے کسی خطرناک کام کا ارادہ کیا ہے میرے پاس سے چلے گئے اور کوفے کا رخ کیا، یحییٰ بن عمر نے اعراب کی بڑی جماعت جمع کی اور اہل کوفہ کی بھی ایک جماعت مل گئی، الفلوجہ میں آئے پھر

ایک گاؤں کی طرف چلے گئے جو العمد کے نام سے مشہور تھا، ڈاک کے محکمے کے افسر نے خبر لکھ بھیجی، محمد بن عبداللہ بن طاہر نے ایوب بن الحسن اور عبداللہ بن محمود السرخسی کو لکھا عبداللہ بن محمود دیہات کی آمدنی پر محمد بن عبداللہ کا عامل تھا، جس میں دونوں کو یہ حکم تھا کہ وہ یحییٰ بن عمر سے جنگ کرنے کے لیے جمع ہو جائیں، کوفے میں خراج پر بدر بن الاصبع مامور تھا، یحییٰ بن عمر سات سواروں کی جماعت میں کوفے گئے بیت المال میں جو کچھ تھا لے لیا، موجودات تقریباً کچھ اوپر دو ہزار دینار تھے، ستر ہزار درہم تھے، کوفے میں اپنا پورا تسلط کر لیا، دونوں قید خانے کھول دیئے جو لوگ ان میں قید تھے سب کو نکال دیا، کارندوں کو بھی وہاں سے نکال دیا، عبداللہ بن محمود السرخسی ملا جو شاکریہ میں سے تھا، یحییٰ بن عمر نے اس کے منھ پر پیشانی کے بالوں کے پاس ایک ایسی ضرب ماری جس نے اسے کمزور کر دیا، ابن محمود مع اپنے ہمراہیوں کے شکست کھا کے بھاگا، یحییٰ بن عمر نے جو کچھ سواریاں اور مال ابن محمود کے ساتھ تھا سب پر قبضہ کر لیا، پھر کوفے سے دیہات میں چلے گئے، ایک گاؤں کی طرف گئے جسے بستان کہا جاتا تھا جنبلا سے تین فرسخ کے (نو میل کے) فاصلے پر تھا، کوفے میں نہیں ٹھیرے ایک جماعت زیدیہ میں سے بھی ساتھ ہوئی، مدد کے لیے ایک جماعت اس علاقے کے اعراب کی اہل الطفوف اور اہل سیب الاسفل اور اہل ظہر واسط کی جمع ہو گئی، اس کے بعد وہ بستان میں ٹھیر گئے، جماعت بڑھتی رہی،

محمد بن عبداللہ نے ان سے لڑنے کے لیے الحسین بن اسماعیل بن ابراہیم بن مصعب کو بھیجا، اس کے ساتھ اپنے سرداروں میں سے بہادروں اور طاقتوروں کی ایک جماعت شامل کر دی جیسے خالد بن عمران اور عبدالرحمٰن بن الخطاب ـ جو وجہ الفلس کے نام سے مشہور تھا، اور ابو السنا الغنوی اور عبداللہ بن نصر بن حمزہ اور سعد الضبابی اور فوج اسحاقیہ میں سے احمد بن محمد بن الفضل اور ایک جماعت خاصۂ خراسانیہ سے ان کے علاوہ تھی،

محمد بن اسماعیل روانہ ہو گیا اور یحییٰ بن عمر کے مقابلے میں ہفندی میں اس طرح ٹھیر گیا کہ الحسین بن اسماعیل اور اس کے ہمراہی اس پر جرأت نہیں کرتے تھے، یحییٰ نے

البحریہ کا ارادہ کیا جو ایک گاؤں ہے کہ اُس کے اور قُسّین کے درمیان پانچ فرسخ (پندرہ میل) کا فاصلہ ہے، اگر الحسین چاہتا کہ اُس سے مل جائے تو مل سکتا تھا، یحییٰ بن عمر السیب کی شرقی جانب چلے گئے اور الحسین اُس کے غربی جانب، یہاں تک کہ احمد اباذ تک حسین پہنچ گیا، پھر علاقہ سوراکی طرف روانہ ہوا اور لشکر کو جو کمزور تھا اور یحییٰ سے ملنے سے عاجز تھا ایسا تیار کردیا کہ وہ ملتے ہی یحییٰ کو گرفتار کرلیں اور جو لوگ ان گاؤں والوں میں سے یحییٰ بن عمر کے ساتھ ہو گئے ہیں اُنھیں بھی قید کرلیں،

احمد بن الفرج جو ابن الفزاری کے نام سے مشہور تھا محمد بن عبداللہ کی طرف سے السیب کی آمدنی پر مقرر تھا، اُس کے پاس السّیب کی جو کچھ آمدنی جمع تھی یحییٰ بن عمر کے داخل ہونے سے پہلے وہ سب احمد اباذ اٹھا لے گیا، یحییٰ بن عمر اُس پر کامیاب نہ ہوئے،

یحییٰ بن عمر کوفہ روانہ ہوا تو عبدالرحمٰن بن الخطاب وجہ الفلس سے اُس کی مڈبھیڑ ہو گئی، اُس نے کوفے کے پل کے قریب نہایت شدید جنگ کی، عبدالرحمٰن بن الخطاب کو شکست ہوئی، اور وہ علاقہ شاہی کی طرف بھاگا، الحسین بن اسماعیل بھی اُسے مل گیا، یحییٰ بن عمر کوفے میں داخل ہوئے زیدیہ اُس کے پاس جمع ہو گئے، یحییٰ نے آل محمد کی دعوت کی، حالت درست ہو گئی، اور اُن کے پاس لوگوں کی ایک جماعت اکھٹا ہو گئی، وہ اُس سے محبت کرتے تھے اور بغداد کے عوام بھی اُن کے ایسے دوست تھے کہ یہ نہیں معلوم ہو سکتا تھا کہ اُن لوگوں نے اہل بیت میں سے اُن کے سوا کسی اور سے بھی دوستی کی ہو کوفے میں اُن سے ایک ایسی جماعت نے بیعت کرلی جو اپنے تشیع میں بصیرت اور تدبیر رکھتی تھی اُن میں وہ مختلف لوگ بھی شامل ہو گئے جن میں دیانت بالکل نہ تھی،

الحسین بن اسماعیل شاہی میں ٹھیر کے ستایا اور اُس کے ہمراہیوں نے اپنے گھوڑوں کو بھی آرام کرایا اور پھر سے اُن میں جان آگئی، دریائے فرات کا شیریں پانی اُنھوں نے پیا، اور اُنھیں امداد اور رسد اور مال بھی پہنچ گیا، یحییٰ بن عمر کوفے میں ٹھہر کر لوگوں کو تیار کرتے رہے تلواریں بناتے رہے لوگوں کو اپنا حق جتاتے رہے ہتھیار جمع کرتے رہے

زیدیہ کی ایک جماعت نے جو فنِ حرب سے واقف نہ تھی یحییٰ کو الحسین کے گرفتار کرنے کا اشارہ کیا اور اُن کے عام ساتھیوں نے بھی اسی طرح کا اصرار کیا، یحییٰ نے کوفے کی پشت سے خندق کے پیچھے شب دو شنبہ ۱۳ رجب کو اُس پر چڑھائی کردی اون کے ہمراہ الہیضم العجلی بنی عجل کے سواروں کے ساتھ اور کچھ لوگ بنی اسد کے اور کچھ پیادے اہل کوفہ سے تھے جن میں کوئی بھی نہ علم (حرب) رکھتا تھا نہ تدبیر نہ شجاعت، وہ رات بھر چلتے رہے، صبح کو حسین اور اُس کی جماعت کے قریب اس حالت میں پہنچے کہ حسین کے ساتھی ستارہے تھے اور تیار تھے، ان لوگوں نے تاریکی میں اُن پر حملہ کردیا اور تھوڑی دیر تک تیر چلائے، حسین کے ہمراہیوں نے اُن پر حملہ کردیا انھیں شکست ہوئی اور اُن پر تلوار چلائی گئی، سب سے پہلا قیدی الہیضم بن العلا بن جمہور العجلی تھا، پھر پیادۂ اہل کوفہ کو بھی شکست ہوئی، اکثر اُن میں سے خالی ہاتھ بغیر ہتھیار کمزور پھٹے کپڑوں میں تھے، گھوڑوں نے انھیں روند ڈالا، یحییٰ بن عمر سے لشکر جدا ہوگیا، وہ تبتی جوشن پہنے تھے، اُس ترکی گھوڑے نے جسے عبد اللہ بن محمود سے انھوں نے چھینا تھا اُن کو ایک کنارے پھینک دیا تھا، ابن الخالد بن عمران کو جسے خیر کہا جاتا تھا اُس کی اطلاع ہوئی تو اُس نے اُن کو نہیں پہچانا، سمجھا کہ یہ کوئی خراسانی ہے، ابو الغور بن خالد بن عمران کو بھی اس کی اطلاع ہوئی، جب (ابو الغور بن الخالد بن عمران نے) اُن پر جوشن دیکھا تو خیر بن خالد سے کہا کہ اے بھائی یہ تو خدا کی قسم ابو الحسین ہے، حالت یہ تھی کہ اُس کا قلب کھلا ہوا تھا اور وہ پڑے ہوئے تھے، قلب کے کھلنے کا قصہ نہیں معلوم ہوتا تھا، خیر نے محسن بن المنتاب کو حکم دیا جو ہمیشہ ساتھ رہنے والے سرداروں میں سے تھا، وہ اُترا اور اُن کو ذبح کردیا، اُن کا سر لے لیا، اور اُسے بانس کی ٹوکری میں رکھ لیا، عمر بن الخطاب برادر عبد الرحمٰن بن الخطاب کے ہمراہ اُسے محمد بن عبد اللہ بن طاہر کے پاس بھیج دیا، ایک سے زیادہ لوگوں نے اُن کے قتل کا دعویٰ کیا (یعنی ہر ایک اپنے کو اُن کا قاتل بتاتا تھا)

العرس بن عراہم سے مذکور ہے کہ ان لوگوں نے حسین کو اوندھا پایا،

اُس کی انگوٹھی مع تلوار انھوں نے ایک شخص کے پاس پائی جو العسقلانی مشہور تھا، وہ
وہ اس امر کا مدعی تھا کہ اُس نے اُن کو نیزہ مارا اور اُن کا اسباب چھینا، سعد الضبابی
نے دعویٰ کیا کہ اُس نے اُن کو قتل کیا، ابو السنا کے ماموابو الحسین سے مذکور ہے کہ
اُس نے تاریکی میں ایک شخص کی پشت میں نیزہ مارا جسے وہ پہچانتا نہ تھا،
لوگوں نے ابو الحسین کی پشت میں نیزے کا زخم پایا، مدعیان قتل کی کثرت کی وجہ سے
یہ نہیں معلوم ہوسکتا تھا کہ کس نے ان کو قتل کیا،

سر اس حالت میں محمد بن عبداللہ بن طاہر کے گھر پہنچا کہ سڑ گیا تھا، ایسے
شخص کی تلاش ہوئی جو گوشت کو جدا کر کے آنکھ کا ڈھیلا اور گردن و سر کے درمیان کا
گوشت نکال دے مگر کوئی نہ ملا، قصاب بھاگ گئے تھے، الحزمیہ کے قصابوں میں
جو قید خانے میں تھے ایسا شخص تلاش کیا گیا جو یہ کام کرے مگر سوائے
ایک شخص کے جو نئے قید خانے کے کارندوں میں سے تھا اور جسے سہل
بن الضعدی کہا جاتا تھا، کوئی دوسرا نہ ملا، سہل اُس کا بھیجا اور آنکھیں نکالنے پر
مقرر ہوگیا اور اُس کا گوشت اپنے ہاتھ سے علیحدہ کر دیا، دھونے کے بعد ایلوا
اور مشک اور کافور بھر کے روئی میں رکھ دیا گیا، بیان کیا کہ اُس کی پیشانی پر نا معلوم
تلوار کا زخم تھا، محمد بن عبداللہ بن طاہر نے اُن کا سر جس دن اُسے ملا تھا
اُس کے دوسرے دن مستعین کے پاس لے جانے کا حکم دیا، اُسے اپنے ہاتھ سے
کھولنے اور سامرا کے باب العامہ پر نصب کرنے کو لکھا، لوگ اُس کے لیے
جمع ہوگئے اور افسوس کرنے لگے، نصب کرنے پر ابراہیم الدیرج مقرر کیا گیا، کیونکہ
ابراہیم بن اسحاق ملقب محمد بن عبداللہ نے اُسے حکم دیا تھا، اُس نے اُسے
تھوڑی دیر کے لیے نصب کر دیا، پھر اُتار لیا گیا اور بغداد لوٹا دیا گیا کہ وہاں باب الجسر پر
نصب کر دیا جائے مگر لوگوں کے بکثرت جمع ہوجانے کی وجہ سے محمد بن عبداللہ کو
یہ امر مناسب نظر نہ آیا، محمد بن عبداللہ سے بیان کیا گیا کہ وہ لوگ اُسے لینے کے لیے
جمع ہوئے ہیں، اُس نے اُسے نصب نہیں کیا، اُسے اپنے گھر میں اسلحہ خانے کے
ایک صندوق میں رکھ دیا،

الحسین بن اسماعیل نے قیدیوں اور اُن لوگوں کے سر جو ابو الحسین کے ساتھ قتل

لیے گئے تھے ایک شخص کے ہمراہ روانہ کر دیے جس کا نام احمد بن عصمویہ تھا اور جو اسحاق بن ابراہیم کے ساتھیوں میں سے تھا، اُس نے انہیں تھکایا اور بھوکا رکھا اور بُرا برتاؤ کیا، المستعین کے حکم سے سب جدید قید خانے میں قید کر دیے گئے، محمد بن عبداللہ نے اُن کے بارے میں یہ لکھا تھا کہ اُس نے اُن سب سے درگزر کی درخواست کی تھی، مستعین نے سب کی رہائی کا حکم دے دیا کہ تمام سر دفن کر دیے جائیں اور نصب نہ کیے جائیں، باب الذہب کے ایک محل میں سب دفن کر دیے گئے،

بعض طاہریوں سے مذکور ہے کہ وہ اس حالت میں محمد بن عبداللہ کی مجلس میں حاضر ہوا کہ اُسے یحییٰ بن عمر کے قتل کی اور فتح کی مبارکباد دی جا رہی تھی، ہاشمیوں اور طالبیوں وغیرہ کی ایک جماعت بھی موجود تھی کہ اتفاقاً آنے والوں میں داؤد بن الہیثم ابو ہاشم الجعفری بھی آیا، اُس نے لوگوں کو اُسے مبارکباد دیتے سُنا تو کہا کہ اے امیر تجھے ایسے شخص کے قتل کی مبارکباد دی جا رہی ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہوتے تو آپ سے اس کی تعزیت کی جاتی، محمد بن عبداللہ اُسے کچھ جواب نہ دینے پایا تھا کہ ابو ہاشم جعفری یہ شعر پڑھتا ہوا چلا گیا، (اشعار)

اے بنی طاہر تم اسے مال سمجھ کر کھاؤ، مگر نبی کا گوشت (کھانا تو) مبارک نہیں ہے،
بیشک اللہ تعالیٰ بھی جس انتقام کا طالب ہے وہ وہی انتقام ہے جس کا پورا کرنا مناسب ہو،

مستعین نے کلباتکین کو الحسین کی مدد اور اُس کی اعانت کے لیے بھیجا تھا مگر وہ حسین سے جب ملا کہ اُس قوم کو شکست دی جا چکی تھی، اور یحییٰ بن عمر کو قتل کیا جا چکا تھا، وہ روانہ ہوا اور اُس کے ساتھ کوفے کے ڈاک خانے کا افسر بھی تھا، ایک ایسی جماعت سے ملا جو عمر بن یحییٰ کے ساتھی تھی اور ان کے ہمراہ ستو اور کھانا بھی تھا جو یحییٰ کے لشکر کے ارادے سے جا رہے تھے، پھر اُس نے تلوار چلا کے انہیں قتل کر دیا، کوفہ پہنچا تو یہ ارادہ کیا کہ اُسے لوٹ لے اور اُس کے باشندوں کو قتل کر دے مگر الحسین نے اُسے منع کیا، اور وہاں کے کالے گورے سب کو امن دے دی، چند روز قیام کیا پھر وہاں سے

واپس آگیا،

اسی سال رمضان میں الحسن بن زید بن محمد بن اسماعیل بن الحسن بن زید بن الحسن بن علی بن ابی طالب نکل پڑے۔

واقعات بن زید

مجھ سے اہل طبرستان وغیرہم کی ایک جماعت نے بیان کیا کہ اس کا سبب یہ ہوا کہ جب محمد بن عبداللہ بن طاہر کے ہاتھ سے یحییٰ بن عمر کا قتل ہو چکا، لشکر کوفے میں داخل ہوا اور جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا تو مستعین نے طبرستان کی خالص شاہی جاگیروں سے کچھ قطعات زمین اُسے بطور جاگیر دیے، اُن قطعات میں جو اُس نے بطور جاگیر دیے تھے وہ قطعہ بھی تھا جو طبرستان کی اُن دونوں سرحدوں کے قریب تھا کہ ویلم سے ملی ہوئی تھیں، وہ دونوں سرحدیں کلار و سالوس تھیں، اُس کے مقابل اُن اطراف کے باشندوں کی ایک زمین تھی جس میں مختلف فوائد تھے، اُسی میں اُن کے ایندھن چننے کی جگہ تھی اور اُن کے مواشی کی چراگاہ تھی، اُس زمین کا کوئی مالک نہ تھا غیر آباد زمین کا ایک صحرا تھا جس میں گھنے جنگل اور درختوں اور چارے کی جگہ تھی،

جیسا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے محمد بن عبداللہ ابن طاہر نے اپنے کاتب کے بھائی بشر بن ہارون نصرانی کو جس کا نام جابر بن ہارون تھا جاگیر پر قبضہ کرنے کو بھیجا، طبرستان کا عامل سلیمان بن عبداللہ تھا جو محمد بن طاہر بن عبداللہ بن طاہر کا نائب اور محمد بن عبداللہ بن طاہر کا بھائی تھا، سلیمان پر محمد بن اوس البلخی حاوی و مسلط تھا، محمد بن اوس نے اپنے لڑکوں کو طبرستان کے شہروں میں پھیلا دیا تھا، اُن کو اُن شہروں کا حاکم بنا دیا تھا، ان میں سے ہر ایک کو اُس کا ایک ایک شہر سپرد کر دیا تھا، یہ ایسے نوجوان اور بے وقوف تھے کہ اُن سے اور اُن کی بے وقوفی سے زیردستوں کو بھی اذیت پہنچتی اور رعیت بھی ابتلا میں رہتی، یہی بد اطواریاں تھیں جن کے باعث سب لوگ اُن سے اور اُن کے والد سے اور سلیمان بن عبداللہ سے بھڑک گئے تھے، اُن کا برا اثر جو رعایا میں تھا اُن لوگوں پر بہت گراں تھا، اُن کے ایسے قصے ہیں کہ بیان کرنے سے کتاب طویل ہو جائے گی، باوجود اس کے جیسا کہ

مجھ سے بیان کیا گیا ہے حدود طبرستان کے قریب ان کے شہروں میں اپنے دھوکے سے داخل ہونے سے محمد بن اوس نے دیلم پر ظلم کیا، حالانکہ وہ لوگ اہل طبرستان سے میل اور صلح کیے ہوئے تھے، یہ سب کچھ مال غنیمت کی تلاش میں پیش آیا، اُس نے اُن میں سے بعض کو قید بعض کو قتل کیا، وہاں سے فارغ ہو کر طبرستان واپس ہوا، یہ ایسا واقعہ ہوا جس نے اہل طبرستان کے غیظ و غضب کو بڑھا دیا، جب محمد بن عبد اللہ کا قاصد کہ جابر بن ہارون نصرانی تھا اُس قطعے پر قبضہ کرنے کے لیے جو محمد کو بطور جاگیر دیا گیا تھا طبرستان گیا، جابر بن ہارون نے جیسا کہ مجھ سے کہا گیا ہے خالص سلطانی علاقے تک جو بطور جاگیر محمد عبد اللہ کو دیا گیا تھا ستون قائم کر دیے تھے، اُس نے اُس پر بھی قبضہ کر لیا اور اُس کے متصل کی اُس زمین پر بھی قبضہ کر لیا جس سے لوگ فائدہ اُٹھاتے تھے، وہ زمین جس کے قبضے کا اُس نے ارادہ کیا تھا اُن دونوں سرحدوں کے قریب تھی جن میں سے ایک کا نام کلار اور دوسری کا سالوس تھا، اُسی علاقے میں اُن دونوں دو شخص بہادری میں مشہور تھے، دیلم کے اُس علاقے کے جس پر جابر نے قبضہ کیا تھا وہی دونوں قابض بیان کیے جاتے تھے، لوگوں کو کھلانے پلانے اور جو اُن کے پاس آئے اُس پر احسان کرنے میں مشہور تھے، ایک کا نام محمد اور دوسرے کا جعفر تھا، دونوں رستم کے بیٹے اور بھائی بھائی تھے، ان دونوں نے جابر بن ہارون کے فعل کو بُرا جانا اور اُسے اُس سے روکا، اُن اطراف میں رستم کے اُن دونوں بیٹوں کی اطاعت کی جاتی تھی، دونوں نے مل کے جابر بن ہارون کو اُس زمین پر قبضے سے روکنے کے لیے کہ اُس علاقے کے باشندوں کے فائدے کے لیے تھی اور اُس زمین میں داخل بھی نہ تھی جو اُس کے مالک نے بطور جاگیر محمد عبد اللہ کو دی تھی، اپنے قرب و جوار کے لوگوں کو جو ان دونوں کی اطاعت کرتے تھے کھڑا کر دیا، سب لوگ اُن دونوں کے ساتھ کھڑے ہو گئے، جابر بن ہارون نصرانی اپنی جان کے خوف سے بھاگ کے سلیمان بن عبد اللہ بن طاہر سے ملا، اور محمد و جعفر فرزندان رستم اور ان لوگوں نے جو اُن دونوں کے ساتھ جابر کو روکنے اُٹھے تھے، اس زمین پر جس کا میں نے ذکر کیا حیلے سے قبضہ کرنے کو

شرارت یقین کر بیٹھے اس لیے کہ پورے طبرستان کا عامل سلیمان بن عبد اللہ تھا اور وہ محمد بن عبد اللہ کا بھائی تھا، محمد بن طاہر بن عبد اللہ کا چچا تھا جو اُس زمانے میں پورے مشرق اور رَے اور خراسان و طبرستان پر مستعین کا عامل تھا،

جب تمام قوم نے اس (شرارت) کو یقین کر لیا تو اپنے دیلم کے پڑوسیوں کے پاس قاصد بھیجے اور اُنھیں اُس وفائے عہد کی یاد دلائی جو ان کے اور اُن کے درمیان ہوا تھا کہ اُن کے ساتھ محمد بن اوس نے خیانت و قتل و قید کا طریقہ اختیار کیا، اس امر کا اندیشہ ہے کہ وہ اُن کے ساتھ بھی ویسا ہی کرے جیسا کہ ہمارے ساتھ کیا، اُنھوں نے اُن سے اعانت کی درخواست کی، اہل دیلم نے ان لوگوں کو اس امر سے آگاہ کیا کہ تمام اطراف کی زمینوں اور شہروں پر جو اُن کی زمین کے متصل ہیں اُن کے عامل صرف یا تو طاہر کے عامل ہیں اور یا اُن کے عامل ہیں جو آل طاہر کی مدد کرتے ہیں بشرطیکہ وہ اُن کی مدد کے محتاج ہوں جو درخواست اعانت کی اُنھوں نے اُن سے کی ہے اُن کے لیے اُس کا کوئی طریقہ نہیں ہے سوائے اس کے کہ اُن سے اس امر کا خوف زائل کر دیا جائے کہ جب وہ سلیمان بن عبد اللہ کے عاملوں کے ساتھ سامنے سے لڑائی میں مشغول ہوں گے تو وہ لوگ اُن کی پشت کی جانب سے حملہ کر دیں گے، ان لوگوں نے جنھوں نے سلیمان اور اُس کے عاملوں سے جنگ کے لیے مدد کی درخواست کی تھی اُنھیں بتایا کہ وہ اس امر کے انتظام سے غافل نہیں رہیں گے، یہاں تک کہ وہ لوگ اُس سے مطمئن ہو گئے جس سے اُنھیں خوف تھا دیلم نے اُن کی درخواست کو قبول کر لیا، اُن لوگوں نے اُن سے اور اہل کلار و اہل سالوس سے سلیمان بن عبد اللہ اور ابن اوس کی اور اُن کے علاوہ جو شخص اُن سے لڑائی کا ارادہ کرے، اُس کی جنگ میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کا معاہدہ کر لیا،

فرزندان رستم محمد و جعفر نے جیسا کہ بیان کیا گیا اُن طالبیوں میں سے جو اُس زمانے میں طبرستان میں مقیم تھے ایک صاحب کے پاس جن کا نام

محمد بن ابراہیم تھا قاصد بھیجا، وہ بیعت کرنے کے لیے انھیں بلاتے تھے مگر انھوں نے انکار کیا اور رک گئے کہ میں تمھیں اپنے میں سے ایسے شخص کو بتاتا ہوں جس کام کے لیے تم نے بلایا ہے وہ مجھ سے زیادہ مضبوط ہے، پوچھا وہ کون ہے، کہا، الحسن بن زید، رَے میں اُن کے مکان کا پتہ بتا دیا،

ابن زید کے پاس قوم نے ایک ایسے شخص کو بھیجا کہ اُنھیں اپنے ساتھ طبرستان چلنے کی دعوت دے، حسن بن زید اُن کے پاس آگئے، اور اہل دیلم اور اہل کلار و سالوس و رویان اُن کی بیعت اور سلیمان بن عبد اللہ کے قتال پر متحد ہو گئے، جب حسن زید اُن کے پاس آگئے تو دونوں فرزندان رستم اور اہل سرحد کی ایک جماعت اور رؤسائے دیلم کجایا اور لاشام اور دَہسودان بن جستان نے اور اہل رویان میں سے عبد اللہ بن وندامید نے کہ ان کے خیال میں پرہیزگار و عبادتگزار بھی تھے، عاملان ابن اوس کو مار بھگایا جو برسر جنگ تھے، یہ لوگ ابن اوس اور سلیمان بن عبد اللہ سے ملے اور وہ دونوں شہر ساریہ میں تھے،

حسن بن زید کے اور اُن کی اُس جماعت کے ساتھ جن عوام نے بیعت کی تھی وہ شتربان تھے، عام شتربانوں کو جب ابن زید کے ظہور کی خبر پہنچی تو طبرستان کے پہاڑوں کے کما صمغان و فادسبان کے اونٹ والے اور لیث بن قباذ اور پہاڑ والوں میں سے خشکجستان بن ابراہیم بن الخلیل بن وند اسفجان سوائے اُن لوگوں کے جو کوہ فریم کے رہنے والے تھے سب لوگ شامل ہو گئے، اہل کوہ فریم کے شامل نہ ہونے کا سبب یہ تھا کہ اُس زمانے میں اُن کا مالک و متصرف قارن بن شہریار تھا، وہی اپنے پہاڑ اور اپنے ساتھیوں کو (جنگ سے) روکے رہا اُس نے حسن بن زید کی اطاعت نہ کی اور نہ اُس کے ہمراہیوں نے، یہاں تک کہ وہ اپنی موت سے مرگیا، باوجودیکہ دونوں کے درمیان بعض حالات میں صلح تھی اور آپس میں محبت اور سسرالی رشتہ داری بھی تھی اپنے اس فعل سے قارن حسن بن زید اور اُن کے ساتھیوں کے مغالطہ کو روکنا چاہتا تھا،

حسن بن زید اور اُن کے اُن سرداروں نے جو اُن اطراف والوں میں سے تھے شہر آمل کی طرف چڑھائی کر دی کہ طبرستان کے شہروں میں سب سے پہلا شہر ہے جو

کلار و سالوس کے پہاڑ سے متصل ہے، ابن اوس شہر ساریہ سے مدافعت کے ارادے سے سامنے آیا دونوں لشکر آمل کے بعض اطراف میں مل گئے اور آپس میں خوب زور کی جنگ ہونے لگی، حسن بن زید اور اُن کے ساتھیوں میں سے ایک جماعت نے قوم کی لڑائی کا میدان پس پشت چھوڑ کے دوسری جانب کا رخ کیا وہ سب اُس میں داخل ہو گئے ۔ شہر آمل میں داخل ہونے کی خبر ابن اوس کو اُس حالت میں پہنچی کہ وہ حسن بن زید کے اُن آدمیوں سے جنگ میں مشغول تھا جو اُس کے سامنے تھے، اپنی جان بچانے اور ساریہ میں سلیمان سے مل جانے کے سوا اُس سے کچھ نہ بن پڑا جب حسن بن زید آمل میں داخل ہو گئے تو لشکر بہت اور حالت مضبوط ہو گئی، اونٹ والے بدمعاش جو فتنے کے خواہشمند اور لوٹ مار کے طلبگار تھے اُن پر لوٹ پڑے،

بیان کیا گیا ہے کہ حسن بن زید آمل میں چند روز مقیم رہے وہاں کے باشندوں سے خراج جمع کیا اور تیاری کرتے رہے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ سلیمان بن عبد اللہ کے ارادے سے ساریہ کی طرف جنگ کے لیے گئے تو سلیمان اور ابن اوس بھی مع اپنے لشکروں کے نکل آئے، دونوں فریق میں شہر ساریہ سے باہر مڈبھیڑ ہو گئی، اُن میں خوب زور کی جنگ ہونے لگی حسن بن زید کے بعض سرداروں نے اُس سمت کو جس میں دونوں لشکر مقابلہ کر رہے تھے پس پشت چھوڑ کر شہر ساریہ کی اور سمتوں میں سے کسی دوسری سمت کی طرف رُخ کیا، وہ اپنے آدمیوں اور ہمراہیوں کے ساتھ اُس میں داخل ہو گیا، سلیمان بن عبد اللہ کو اور اُس کے ہمراہی لشکر کو یہ خبر پہنچی تو جان بچانے کے سوا چارہ نہ رہا،

اطراف کی ایک جماعت نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ سلیمان بن عبد اللہ بھاگ گیا اپنے اہل وعیال اور اسباب اور اپنا ہر وہ مال و اثاثہ وغیرہ جو ساریہ میں تھا بغیر کسی محافظ و نگران کے سب چھوڑ گیا، سوائے جرجان کے اور کوئی جگہ اُس کو بچانے والی نہ تھی اُس کے اور دوسروں کے لشکر پر حسن بن زید اور اُن کے ساتھی غالب آ گئے، سلیمان کے اہل وعیال اور اُس کے اثاثے کے متعلق

مجھے یہ اطلاع ملی کہ حسن بن زید نے اُن کے لیے ایک سواری کا حکم دیا جس میں انھیں سوار کرا کے سلیمان کے پاس بھیج دیا جو اُس وقت جرجان میں تھا جو مال سلیمان کے ساتھیوں کا تھا حسن بن زید کے متبعین نے لوٹ لیا،

حسن بن زید کو سلیمان بن عبد اللہ کے جرجان چلے جانے سے پورے طبرستان کی حکومت مل گئی، جب پورے طبرستان پر حسن بن زید کی حکومت ہو گئی اور سلیمان بن عبد اللہ اور اُس کے ساتھی اُس سے نکال دیے گئے تو ایک لشکر اپنے اہل بیت میں سے ایک شخص کو سردار بنا کر رے بھیجا، وہ وہاں پہنچا تو وہاں کے عامل نے کہ ابن طاہر کی جانب سے تھا مدافعت کی جب وہ شخص کہ طالبیوں کی طرف سے بھیجا گیا تھا رے میں داخل ہو گیا تو وہاں سے عامل بھاگ گیا، طالبیوں میں سے ایک شخص محمد بن جعفر کو نائب بنا کے وہاں سے واپس آگیا، حسن بن زید کے لیے طبرستان کے ساتھ ہمدان کی حد تک رے بھی مل گیا،

مستعین کو خبر پہنچی، اُس زمانے میں اُس کے معاملات کا مدبر وصیف ترک اور اُس کا کاتب احمد بن صالح بن شیرزاد تھا اُسی کے تفویض مستعین کی مہر تھی، مستعین نے اسماعیل بن فراشتہ کو ایک جماعت کے ساتھ ہمدان کی طرف روانہ کیا اور اُسے وہاں مقام کرنے اور حسن بن زید کے لشکر کو آگے بڑھنے سے روکنے کا حکم دیا، یہ حکم اس لیے دیا کہ ہمدان کے اُس طرف کی حکمرانی محمد بن طاہر بن عبد اللہ بن طاہر کے سپرد تھی، اُس کے ساتھ اُس کے عمال تھے اور اچھا انتظام تھا، جب محمد بن جعفر طالبی رے میں متمکن ہو چکے تو جیسا کہ بیان کیا گیا ہے اُن سے ایسے امور ظاہر ہوئے جنھیں اہل رے نے ناپسند کیا، محمد بن طاہر بن عبد اللہ نے اپنی جانب سے اپنے ایک سردار کو جس کا نام محمد بن میکال تھا اور جو شاہ بن میکال کا بھائی تھا ایک جماعت پیادہ و سوار کے ہمراہ رے کی طرف روانہ کیا، اور محمد بن جعفر طالبی رے سے باہر نکل گئے، محمد بن میکال نے محمد بن جعفر کے لشکر کو منتشر کر دیا اور رے میں داخل ہو گیا، وہاں ٹھہر کے خلیفہ کے لیے دعا کی، اُس کے قیام کو وہاں زیادہ زمانہ نہیں گزرا تھا کہ حسن بن زید نے اُس کی طرف ایک لشکر بھیجا جس کا سر لشکر

اہل ارز کا ایک شخص واجن تھا، واجن رے پہنچا تو محمد بن میکال اُس کے مقابلے کے لیے نکل آیا، دونوں لڑے، واجن اور اُس کے ساتھیوں نے محمد بن میکال اور اُس کے لشکر کو شکست دی، محمد بن میکال پناہ کی تلاش میں شہر رے کی طرف بھاگا تو واجن اور اُس کے ساتھیوں نے اُس کا تعاقب کر کے قتل کر دیا، رے پھر حسن بن زید کے ساتھیوں کے قبضہ میں آگیا،

محمد بن میکال کے قتل کے بعد اسی سال جب یوم عرفہ (۹ ذی الحجہ) ہوا تو رے میں احمد بن عیسیٰ بن علی بن حسین الصغیر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ادریس بن موسیٰ بن عبد اللہ بن موسیٰ بن عبد اللہ بن حسن بن حسن علی بن ابی طالب کا ظہور ہوا، احمد بن عیسیٰ نے اہل رے کو نماز عید پڑھائی اور آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دعوت دی، محمد بن علی بن طاہر نے جنگ کی تو اُسے احمد بن عیسیٰ نے شکست دی، پھر وہ قزوین چلا گیا،

اسی سال جعفر بن عبد الواحد پر عتاب ہوا، اس لیے کہ وہ شاکریہ میں مامور ہوا تو وصیف کو گمان ہوا کہ اُس نے شاکریوں کو بھڑکا دیا ہے، ۲۳ ربیع الاول کو جعفر بصرے کی طرف جلائے وطن کر دیا گیا،

اسی سال بنی امیہ میں سے ابن ابی الشوارب اور عثمانیوں کے دار العامہ میں جو مرتبے تھے وہ گھٹا دیئے گئے،

اسی سال الحسن بن الافشین قید سے نکالا گیا،

اسی سال عباس بن احمد بن محمد بٹھا دیا گیا اور جعفر بن الفضل بن عیسیٰ بن الموسیٰ المعروف بہ بشاشات کو جمادی الاولیٰ میں مکے پر مامور کیا گیا،

اسی سال اہل حمص نے اور قبیلۂ کلب کی ایک جماعت نے جس کا سردار ایک شخص مسمی عُطیف بن نعمۃ الکلبی تھا الفضل بن قارن برادر مازیار بن قارن پر جو اُس زمانے میں حمص پر عامل تھا حملہ کر دیا، اسے رجب میں انھوں نے قتل کر دیا، مستعین نے موسیٰ بن بغا الکبیر کو اُن کی طرف روانہ کیا، موسیٰ سامرا سے پنجشنبہ ۱۳ رمضان کو روانہ ہوا، جب موسیٰ قریب ہوا تو اہل حمص نے حمص اور رستن کے درمیان اُس سے مقابلہ کیا، موسیٰ اُن سے لڑا اور انھیں شکست دی اور حمص فتح کر لیا،

باشندوں میں اُس نے قتل عظیم برپا کر کے آگ لگا دی، روسا کی ایک جماعت کو قید کر لیا،
عطیف بدویوں میں مل گیا تھا،

اسی سال یوم یکشنبہ ۲۳ رمضان کو جعفر بن احمد بن عمار قاضی کی وفات ہوئی،

اسی سال احمد بن عبد الکریم الجواری والیتیمی قاضی بصرہ کی وفات ہوئی،

اسی سال حمد بن الوزیر سامرا کا قاضی بنایا گیا،

اسی سال شاکریہ اور لشکر فارس نے عبد اللہ بن اسحاق بن ابراہیم پر حملہ کیا،
اُس کا گھر لوٹ لیا محمد بن حسن بن فارن کو قتل کر دیا، عبد اللہ بن اسحاق بھاگ گیا،

اسی سال محمد بن طاہر نے خراسان سے دو ہاتھی بھیجے جو اُس کے پاس
کابل سے بھیجے گئے تھے اور کچھ تصویریں اور کچھ خوشبوئیں،

اسی سال موسم گرما میں بلکاجور نے جنگ کی،

اسی سال جعفر بن الفضل بشاشات نے جو والی مکہ تھا لوگوں کو حج کرایا،

واقعات ۲۵۱ھ

قتل وصیف و بغا بیان کیا گیا ہے کہ اس کا سبب یہ ہوا کہ باغر متوکل کے قاتلوں میں سے ایک تھا، اسی وجہ سے تنخواہ بڑھا دی گئی تھی اور اُسے بہت سی جاگیریں ملی تھیں، اُن جاگیروں میں سے کچھ جائداد کوفے کے دیہات میں تھی وہ جائداد جو وہاں باغر کو جاگیر میں ملی تھی باغر کے ایک یہودی کاتب سے بار وسیا و نہر الملک کے دہقانوں میں سے ایک شخص نے دو ہزار دینار سالانہ پر لے لی، علاقے کے ایک شخص مسمی ابن مارمہ نے باغر کے وکیل پر جو وہاں تھا کچھ ظلم کیا، وکیل باغر نے اُسے گرفتار کر لیا یا اُس کے گرفتار کرنے کے لیے کوئی پوشیدہ کارروائی کی، ابن مارمہ قید اور بند کر دیا گیا، مگر قید ہی میں کارروائی کرتا رہا یہاں تک کہ رہا ہو کے وہ سامرا چلا گیا، نفیل بن یعقوب النصرانی سے ملا،

دلیل اُس زمانے میں بغا شرابی کا کاتب اور اُس پر حاوی تھا فوج کا کام بھی اُسی کے سپرد تھا، بغا کے مقرب ہونے کی وجہ سے سرداروں اور عاملوں کی سواریاں اُس کے پاس آیا کرتی تھیں، ابن مارمہ دلیل کا دوست تھا اور باغر بغا کے سرداروں میں سے ایک تھا، دلیل نے باغر کو احمد بن مارمہ پر ظلم کرنے سے روکا اور اُس کا حق باغر سے دلا دیا، اس فعل نے باغر کے سینے میں غصہ بھڑکا دیا، دلیل اور باغر میں سے ہر ایک نے اس سبب سے مفارقت کرلی، باغر شجاع اور بہادر اور ترکوں میں مشہور مرتبے والا تھا کہ بغا وغیرہ بھی اُس سے ڈرتے اور اُس کے شر سے خائف رہتے،

بیان کیا گیا ہے کہ یوم سہ شنبہ ۲۶ ذی الحجہ ۲۵۰ھ کو باغر بغا کے پاس آیا، بغا حمام میں تھا، باغر شدید نشے میں تھا وہ اُس کا منتظر رہا، حمام سے نکلا تو اُس کے پاس اندر گیا اور اُس سے کہا کہ خدا کی قسم دلیل کے قتل سے کوئی چارہ نہیں، پھر اُسے گالی دی، بغا نے جواب دیا کہ اگر تو میرے بیٹے فارس کے قتل کا ارادہ کرے تو بھی میں تجھے نہ روکوں گا، دلیل نصرانی کی کیا حقیقت ہے، لیکن میرا اور خلافت کا کام اسی کے ہاتھ میں ہے اتنا انتظار کر کہ میں اُس کی جگہ دوسرا آدمی مقرر کرلوں، بغا نے دلیل کو یہ کہلا بھیجا کہ وہ سوار نہ ہو (یعنی گھر سے نہ نکلے) کہا گیا ہے کہ اُسے بغا کا طبیب ملا جس کا نام ابن سرجویہ تھا اُس نے اس قصے کی خبر دی، تو وہ اپنے گھر لوٹ گیا اور چھپ گیا، بغا نے محمد بن یحییٰ بن فیروز کے پاس بھیجا، ابن فیروز اُس کے قبل اُس کا کاتب رہ چکا تھا، اُس نے اُسے دلیل کی جگہ مقرر کردیا، باغر یہ وہم کرتا رہا کہ اُس نے دلیل کو معزول کردیا، پھر بغا نے دلیل اور باغر کے درمیان صلح کرادی، باغر جب اپنے دوستوں کے ساتھ تنہا ہوتا تھا تو دلیل کو قتل کی دھمکی دیا کرتا تھا، باغر مستعین کی خوشامد میں لگا رہا، دار الخلافت کی خدمت اختیار کرلی مگر مستعین کو اُس کا ہونا ناپسند نہ تھا، جب بغا کی اپنے گھر میں رہنے کی باری آئی تو مستعین نے دریافت کیا کہ کاموں پر کون ہے، اُسے وصیف نے خبر دی، کہا کہ مناسب یہ ہے کہ ان اعمال کو ابو محمد باغر کے سپرد کردو، وصیف نے کہا کہ بہت خوب، دلیل سوار ہو کے بغا کے پاس گیا کہ تو اپنے گھر میں ہے اور لوگ تیرے تمام عہدوں سے معزول کرنے کی تدبیر میں ہیں، جب تو

معزول ہو جائے گا تو پھر تیری زندگی کہاں، سوائے اس کے کہ وہ تجھے قتل کر دیں گے،
بغا سوار ہو کے اُسی دن کہ اُس کی اپنے گھر میں رہنے کی باری تھی رات کو
دار الخلافت گیا اور وصیف سے کہا کہ تو یہ چاہتا ہے کہ مجھے میرے مرتبے سے
گرا دے اور باغر کو لائے پھر اسے میری جگہ کر دے، باغر تو میرے غلاموں میں سے
صرف ایک غلام ہے اور میرے آدمیوں میں سے ایک آدمی، وصیف نے
جواب دیا کہ تجھے معلوم نہیں کہ خلیفہ کا اُس کے متعلق کیا ارادہ ہے، بغا اور
وصیف نے باغر کے دار الخلافت سے علیحدہ کرانے اور اُس کے لیے حیلہ
تلاش کرنے کا باہم عہد کیا، لوگوں نے یہ خوفناک خبر مشہور کی کہ باغر امیر بنایا جائے گا
لشکر اُس سے مل جائے گا اُسے خلعت پہنایا جائے گا دار الخلافت میں وصیف
و بغا کی مجلس منعقد کی جائے گی اور اُن دونوں کو امیر کا خطاب دیا جائے گا لوگوں نے
یہ خبر سنی تو باغر کی حمایت کی، باغر نے مستعین کا تقرب صرف اس لیے حاصل کیا تھا کہ
محفوظ رہے، اُس نے اور اُس کے طرفداروں نے شر محسوس کیا تو متوکل کے قتل پر
اُس سے بیعت کرنے والے بعض دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر اُس کے پاس
جمع ہوئے اور گفتگو کے بعد معاملے کو پختہ کر لیا، سب نے عہد کیا کہ جس طرح متوکل کے
قتل کے معاملے میں ہماری استواری نمایاں ہو چکی ہے اب بھی ہم ویسے ہی میثاق پر
قائم ہیں، باغر نے سب کو حکم دیا کہ دار الخلافت ہی میں رہو کہ ہم مستعین اور بغا اور
وصیف کو قتل کر دیں اور علی بن المعتصم یا ابن الواثق کو لائیں اور خلیفہ بنائیں کہ حکومت
ہماری ہو جائے جس طرح کہ اس وقت وصیف و بغا کی حکومت ہے، وہ دونوں
خلافت پر غالب آ گئے ہیں اور ہم لوگ بیکار ہو گئے ہیں، سب نے اُس کی یہ
بات مان لی،

یہ خبر مستعین کو پہنچی تو اُس نے بغا اور وصیف کو بلا بھیجا، یہ دو شنبے کا دن تھا،
دونوں سے کہا کہ میں نے تم دونوں سے یہ خواہش نہیں کی تھی کہ مجھے خلیفہ بنا دو،
تمہیں نے اور تمہارے ساتھیوں نے مجھے بنایا، پھر تمہیں یہ چاہتے ہو کہ مجھے
قتل کر دو، دونوں نے قسم کھائی ہم کو اس کا کوئی علم نہیں ہے، خلیفہ مستعین نے
واقعہ کہہ سنایا،

کہا گیا ہے کہ باغر کی ایک عورت نے جسے اُس نے طلاق دے دی تھی مستعین کی ماں سے اور بغا سے اس کی چغلی کھائی، صبح سویرے دُلیل بغا کے پاس گیا اور وصیف بھی بغا کے گھر پر حاضر ہوا، وصیف کے ہمراہ اس کا کاتب احمد بن صالح بھی تھا، باغر کے اور اُس کے ساتھ دو ترکوں کے گرفتار کر لینے اور حسب ضرورت جب تک مناسب ہو اُس وقت تک قید رکھنے پر سب نے اتفاق کر لیا، انھوں نے باغر کو بلوایا تو وہ دستۂ سپاہ کے ہمراہ بغا کے گھر آیا، بشر بن سعید المرثدی سے مذکور ہے کہ میں باغر کے داخل ہونے کے وقت موجود تھا، اُسے وصیف اور بغا کے پاس پہنچنے سے روک دیا گیا، بغا کو حمام کی طرف لے جا کے بیڑیاں منگائیں، پہنائیں اور اُسی حمام میں قید کر دیا، یہ خبر ہارونی اور کرخ اور الدور میں ترکوں کو پہنچی تو انھوں نے شاہی اصطبل پر حملہ کر دیا جو گھوڑے اُس میں تھے لے لیے اور لوٹ لیے۔ اُن پر سوار ہوئے اور ہتھیار لے کے محل میں حاضر ہو گئے، جب شام ہو گئی تو وصیف اور بغا نے رشید کو جو وصیف کی بہن سُعاد کا بیٹا تھا حکم دیا کہ باغر کو قتل کر دے، وہ ایک جماعت کے ساتھ باغر کے پاس آیا، لوگوں نے کلہاڑیوں سے اُس کا سر توڑا یہاں تک کہ ٹھنڈا ہو گیا، جب مستعین کو اُن سب کا جمع ہونا معلوم ہوا تو وہ اور وصیف اور بغا کشتی میں سوار ہوئے اور سب مل کے وصیف کے گھر گئے، یہ سہ شنبہ کا دن تھا، تمام دن اور رات بھر ہتھیار لیے لوگ آتے تھے اور جاتے تھے، وصیف نے کہا کہ جب تک نتیجہ نہ نکلے سب کے سب یکجا رہو، مخالفین مقابلے پر جمے رہے تو باغر کا سر ہم اُن کے پاس پھینک دیں گے،

بلوائی ترکوں تک اُس کے قتل کی خبر پہنچی تو وہ ہنگامے پر جم گئے، یہاں تک کہ اُنھیں یہ علم ہو گیا کہ مستعین اور بغا اور وصیف بغداد چلے گئے، وصیف نے مغربیوں کی ایک سوار اور پیادہ جماعت کو ہتھیار اور نیزے دے دیئے تھے اُنھیں بلوائیوں کے مقابلے میں روانہ کر دیا، اور شاکریہ کو کہلا بھیجا کہ وقت ضرورت کے لیے تیار رہیں، ظہر کے وقت لوگ ٹھہرے اور سب کام درست ہوئے، چند ترک سردار ہنگامہ کرنے والوں کے پاس گئے اور اُن سے پلٹ جانے کو کہا تو اُن لوگوں نے جواب دیا کہ یوق یوق ای لالا دیعنی نہ نہیں نہیں کبھی نہیں)

جامع بن خالد سے مذکور ہے کہ وصیف کا ایک ترک نائب تھا جو مع چند اُن لوگوں کے جو ترکی زبان جانتے تھے اُن سے بات چیت کرنے کے لیے مقرر کیا گیا تھا، اُن لوگوں نے اُن کو بتایا کہ مستعین اور بغا اور وصیف بغداد چلے گئے، بلوائی آخر پشیمان ہوئے اور تھک کر و گرداں ہو گئے،

جب مستعین کے چلے جانے کی خبر پھیل گئی تو ترک دلیل ابن یعقوب کے مکانوں کی طرف اور اُس کے اعزہ کے مکانوں میں جو اس کے قریب رہتے تھے نیز اُس کے پڑوسیوں کے مکانوں کی طرف گئے، جو کچھ اُن مکانوں میں تھا لوٹ لیا، یہاں تک کہ تخشب اور دروندات گئے اور وہاں جن خچروں پر قابو پایا اُنھیں قتل کر دیا، دانہ چارہ لوٹ کے چوپایوں کو بے چارہ کر دیا، آبدار خانہ ویران کر دیا، سلمہ بن سعید نصرانی کے گھر سے اُس جماعت نے مدافعت کی جنھیں پہلوانوں میں سے اُس نے مقرر کیا تھا اور ان کے علاوہ اُن کے پڑوسیوں نے بھی، اُنھوں نے اُنھیں گھر میں گھسنے سے روکا، ابراہیم بن مہران نصرانی عسکری کے گھر میں گھسنے کا ارادہ کیا تو انھوں نے اُنھیں دفع کر دیا اور سلمہ وابراہیم لٹنے سے بچ گئے

رائے عام

باغر کے قتل اور اُس فتنے کے بارے میں جو اس کی وجہ سے برپا ہوا بعض شعرا نے یہ اشعار کہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ ان اشعار کا کہنے والا احمد بن الحارث الیمامی ہے

میری جان کی قسم اگر باغر کو لوگوں نے قتل کر دیا (تو کچھ حرج نہیں،
البتہ باغر نے ایک عظیم الشان جنگ برانگیختہ کی تھی،

خلیفہ اور دونوں سردار بھاگے
رات کو کہ وہ دونوں کشتی تلاش کرتے تھے،

پکارا انھوں نے میسان میں اپنے ملاح کو
تو وہ دیکھنے والوں پر سبقت کرتا ہوا اُن کے پاس آگیا،

اُس نے اُنھیں کشتی کے اندر بٹھا دیا،
اور اُن کی ناؤ کھینے والے بانس متحرک ہو گئے،

ابن مارمہ کی قدر اتنی نہ تھی
جس کی وجہ سے ہم بڑی بڑی لڑائیاں حاصل کریں،

لیکن دلیل نے ایسی کوشش کی
جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اہل عالم کو رسوا کیا،

طلوع آفتاب سے پہلے بغداد میں داخل ہوا،
اُس میں وہ داخل ہوا جسے ہم لوگ ناپسند کرتے ہیں،

اے کاش کشتی ہمارے پاس نہ آتی،
اور اللہ تعالیٰ اُسے اور اس کے سواروں کو غرق کر دیتا،

ترک اور مغربی مقابلے پر آگئے
اور سیاہ رو فراغنہ آگئے،

اُن کے گروہ مسلح ہو کر چلتے ہیں،
پیادہ و سوار (ہتھیار) سامنے رکھ کر چلتے ہیں،

ایک ایسا ماہر فن حرب اُن کی جنگ کا سرپرست ہوا،
جسے زمانے نے اُس پر مقرر کیا ہے،

اس نے دونوں جانب نئی چہار دیواری قائم کر دی،
یہاں تک کہ اُن سب کو گھیر لیا،

اس کے چوردروازوں کو،
چہار دیواری پر مضبوط قائم کر دیا جس کی وجہ سے مستعین کی حمایت کرتا ہے،

ایسے خطرناک گوپھن تیار کئے ہیں،
جو جانوں کو ہلاک کرتے ہیں اور تیر کی حفاظت کرتے ہیں،

اس نے کمانیں اور لشکری تیار کیے ہیں،
جو ہزار ہا ہزار ہیں جب تم شمار کرو گے،

ایسے گوپھن تیار کئے ہیں جو لگے ہوئے ہیں
فصیل کی دیوار پر یہاں تک کہ اس نے اہل شہر کو آزاد کر دیا،

مذکور ہے کہ جب وہ لوگ بغداد پہنچے تو ابن مارمہ بیمار ہو گیا، دلیل بن یعقوب نے اُس کی عیادت کی اور اُس سے دریافت کیا کہ تیری بیماری کا کیا سبب ہے، بیڑی کا زخم پھر پیدا ہو گیا، دلیل نے کہا کہ اگر بیڑی نے تجھے زخمی کیا تو تو نے خلافت کو توڑ ڈالا فتنہ برانگیختہ کر دیا، اسی زمانے میں ابن مارمہ مر گیا، ابو علی یمامی حنفی نے مستعین کے بغداد آنے کے بارے میں کہا ہے،

وہ ہٹ تو گیا مگر اپنی سلطنت کے زوال کے بعد
اور پھر اپنی موت و ہلاکت کے بعد

ترکوں نے لوگوں کو بغداد آنے سے روکا، مذکور ہے کہ انھوں نے ایک ملاح کو گرفتار کیا جس کی کشتی کرائے پر لی گئی تھی، دو سو کوڑے مارے اور اُسے اُسی کی کشتی کی لکڑی میں لٹکا دیا، کشتی والے پار اُتارنے سے رُک گئے مگر پوشیدہ طور پر یا بڑی دشواری سے اُتار دیتے تھے،

اسی سال فتنہ برپا ہوا اور اہل بغداد و سامرا کے لشکر میں جنگ واقع ہوئی، اُن میں سے جو لوگ سامرا کے تھے انھوں نے معتز سے بیعت کر لی اور جو لوگ بغداد کے تھے وہ مستعین کی وفائے بیعت پر قائم رہے،

فتنۂ عزل و نصب

خلع مستعین

ہم مستعین اور شاہک خادم اور وصیف اور بغا اور احمد بن صالح بن شیرزاد کا بغداد آنا بیان کر چکے ہیں، وہاں اُن کی آمد تین گھنٹے دن گزرنے کے بعد یوم چہارشنبہ ۴ یا بقول بعض ۵ محرم کو اسی سنہ میں ہوئی، جب مستعین وہاں آیا تو محمد بن عبداللہ بن طاہر کے گھر میں اُترا، وصیف کا نائب بغداد میں آیا جو سلام مشہور تھا، جس قدر معلومات اُس کو تھی مستعین نے دریافت کر لی، وہ اپنے گھر جانے کے لیے سامرا واپس ہوا، سرداران لشکر سوائے جعفر خیاط اور سلیمان بن یحییٰ بن معاذ کے مع بڑے بڑے کاتبوں اور عاملوں اور بنی ہاشم کے بغداد آئے، ان کے بعد اُن ترک سرداروں میں سے جو وصیف کے طرفدار تھے کلباتکین قائد اور طیغج نائب ترک، اور ابن عجوز نائب نسائی۔ اُن میں سے جو بغا کے طرفداروں میں تھے بایکباک قائد جو خدمت کے غلاموں میں سے تھے بغا کے چند نائبوں کے ساتھ آئے، جیسا کہ بیان کیا گیا ہے وصیف اور بغا نے اُن کے آنے سے پہلے اُن کے پاس ایک قاصد بھیج کے حکم دیا تھا کہ جب بغداد آئیں تو اُس جزیرے میں چلے جائیں جو محمد بن عبداللہ

ابن طاہر کے مکان کے سامنے ہے، پل کی طرف نہ جائیں جس سے عام لوگ ان کے آنے سے ڈریں" انھوں نے یہی کیا اور جزیرے کی طرف جا کے اپنے گھوڑوں سے اتر پڑے، کشتیاں آ گئیں اُن میں بیٹھ کر دریا عبور کیا،

کلباتکین اور بایکباک اور دار الخلافت کے سردار اور ارناتجور ترک کنارۂ دریا سے بلندی کی طرف چل کے مستعین کے پاس پہنچ گئے، انھوں نے اُس کے آگے اپنے کو نثار کیا، اپنے پٹکے عاجزی اور ذلت ظاہر کرنے کے لیے گردنوں میں ڈال لیے اور مستعین سے گفتگو کرنے لگے، معافی مانگی، درگزر کرنے اور راضی ہو جانے کی درخواست کی،

مستعین نے جواب دیا کہ تم لوگ اہل بغاوت اور اہل فساد اور مستقل طور پر نعمتوں کے مالک بنے ہوئے ہو، کیا تم لوگوں نے اپنے لڑکوں کے بارے میں میرے پاس درخواست نہیں پیش کی پھر میں نے انھیں تمہارے ہی ساتھ شامل کر دیا وہ قریب دو ہزار کے تھے، لڑکیوں کے بارے میں تمہاری درخواست پر میں نے انھیں شادی کی عمر والی عورتوں میں شمار کرنے کا حکم دیا، یہ لڑکیاں قریب چار ہزار کے تھیں، اور بالغ اور نابالغ بچوں کے بارے میں بھی تمہاری درخواست منظور کی، میں نے تمہاری ہر بات قبول کرلی، تنخواہیں جاری کیں، سونے چاندی کے برتن بنوا دیے اپنے آپ کو نفس کی لذت اور خواہش سے روکا، یہ سب تمھیں خوش کرنے اور خوشحال بنانے کے لیے کیا گیا، مگر تم ہو کہ بغاوت اور فساد اور دھمکی اور بیگانگی میں بڑھتے جا رہے ہو،

ترکوں نے بہت عاجزی و زاری کی کہ بیشک ہم نے خطا کی اور امیر المومنین اپنے ہر قول میں سچے ہیں ہم معافی اور اپنی لغزش سے درگزر چاہتے ہیں،

مستعین نے کہا کہ اچھا میں نے تمھیں معاف کیا اور راضی ہو گیا، بایکباک نے کہا کہ اگر آپ ہم سے راضی ہیں اور معاف کر دیا ہے تو اٹھیے اور ہمارے ساتھ سوار ہو کے سامرا چلیے، ترک آپ کے منتظر ہیں، محمد بن عبد اللہ نے محمد بن ابی عون کی طرف اشارہ کیا جس نے بایکباک کے منہ پر طمانچہ مارا، محمد بن عبد اللہ نے کہا کہ کیا یوں ہی امیر المومنین سے بات کی جاتی ہے کہ کھڑے ہو جائیے اور سوار ہو کے

ہمارے ساتھ چلیے۔

مستعین ہنسا کہ یہ عجمی لوگ ہیں انھیں کلام کے حدود معلوم نہیں ہیں، پھر ان سے مخاطب ہوا کہ تم لوگ سامرا جاتے ہو، تمھاری تنخواہیں تم پر جاری رہیں گی، میں اپنے اس جگہ کے کام کو اور اپنے مقام کو دیکھتا رہوں گا، ترک اس کے پاس سے مایوس واپس ہوئے، محمد بن عبداللہ کے طرز عمل نے انھیں غضبناک کر دیا، جس ترک کے پاس وہ جاتے تھے اسے اپنے واقعے کی خبر دیتے تھے اور مستعین نے جو جواب انھیں دیا تھا اس کے معزول کرنے اور بدل دینے پر برانگیختہ کرنے کے لیے اس جواب کی مخالفت کرتے تھے، ان کی رائے معتز کے نکالنے اور اس سے بیعت کرنے پر متفق ہو گئی، معتز اور مؤید اس طرح ایک محل کے چھوٹے سے حجرے میں قید تھے کہ ہر ایک کے ساتھ خدمت کے لیے ایک غلام تھا اور ان پر ایک شخص ترکوں میں سے مقرر تھا جس کا نام عیسیٰ تھا، اس کے ساتھ چند مددگار تھے۔

نصب معتز

اسی دن معتز کو نکالا، اس کے بال کترے، اور اس سے بیعت خلافت اس طرح کی گئی تھی کہ بیعت کے عوض دس مہینے کے خرچ کا حکم دیا گیا تھا، مگر مال پورا نہ ہوا، لوگوں کو مال کم ہونے کی وجہ سے دو ماہہ دیا گیا۔

مستعین نے سامرا کے بیت المال میں وہی مال چھوڑا تھا جو طلمجور قائد اور اساتکین قائد شام کے خزانے میں سے موصل کے علاقے سے لائے تھے جو قریب پانچ لاکھ دینار کے تھا، والدۂ مستعین کے بیت المال میں دس لاکھ دینار کا قیمتی مال تھا اور عباس بن مستعین کے بیت المال میں چھ لاکھ دینار کی قیمت کا مال تھا۔

عقد بیعت

مذکور ہے کہ جو بیعت لی گئی اس کا مضمون یہ تھا:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، تم لوگ عبداللہ امام معتز باللہ امیر المومنین سے ایسی بیعت کرتے ہو جو خوشی، اعتقاد، رضا، رغبت، دلوں کے اخلاص، شرح صدر اور نیتوں کی سچائی کے ساتھ ہے، نہ تمھیں مجبور کیا گیا ہے اور نہ تم پر زبردستی کی گئی ہے اس بیعت کے مضبوط کرنے میں اللہ کا تقویٰ ہے،

اُس کی اطاعت ہے، اُس کے حق اور اُس کے دین کا اعزاز ہے، عام طور پر اللہ کے بندوں کے ساتھ نیکی ہے، سب کا اتفاق ہے، اجماع و اجتماع ہے، مصائب سے تسکین، نتائج میں امن و تسلی، دوستوں کی عزت، اور بے دینوں کی بیخ کنی ہے اُسے جان کر اقرار کرتے ہو کہ ابو عبداللہ المعتز باللہ اللہ کا بندہ اور اُس کا خلیفہ ہے جس کی طاعت اور خیر خواہی اور اُس کے حق اور عہد کا پورا کرنا تم پر فرض ہے، جس میں تمہیں نہ شک ہے نہ نفاق ہے، نہ کسی اور طرف میلان ہے اور نہ تمہیں شبہہ ہے، (اور بیعت کرتے ہو) (اُس کے ہر حکم کے) سننے اور ماننے پر اور دوستی اور وفاداری اور (اس عہد پر) ثابت قدم رہنے پر اور خیر خواہی پر ظاہر میں بھی باطن میں بھی سفر میں بھی حضر میں بھی کہ جس وقت اللہ کا بندہ ابو عبداللہ امام معتز باللہ امیر المومنین جو حکم دے گا اپنے دوستوں سے دوستی کرنے کے متعلق اور اپنے دشمنوں سے دشمنی کرنے کے متعلق، وہ دوست و دشمن خاص لوگوں میں سے ہوں یا عام لوگوں میں سے، قریب سے ہوں یا بعید سے ہوں (تو اُسے سنو گے اور بجا لاؤ گے) اس طرح سے کہ اُس کی بیعت کو وفائے عہد اور ذمہ داری سے مضبوط پکڑے رہو گے، تمہارے باطن اس معاملے میں مثل تمہارے ظاہر کے ہوں گے، اور تمہارے قلوب اس معاملے میں مثل تمہاری زبانوں کے ہوں گے، اپنی اس بیعت کو اپنے اوپر لازم کر لینے اور اُسے اپنی گردنوں میں پورے طور پر خوشی اور رغبت اور قلوب اور خواہشوں اور نیتوں کی سلامتی سے مضبوط کر لینے کے بعد تم لوگ بھی اُس امر سے راضی ہو گے جس سے امیر المومنین راضی ہوں گے، اور (بیعت کرتے ہو) ابراہیم المؤید باللہ پر اور امیر المومنین کے لیے مسلمانوں کی ولی عہدی پر، اور اس امر پر بیعت کرتے ہو کہ کبھی اُس امر کے توڑنے کی کوشش نہ کرو گے جو تم پر مضبوط کیا گیا اور اس امر پر کہ کوئی ہٹانے والا تمہیں مدد اور اخلاص اور دوستی سے ہٹا نہ سکے گا، اور اس امر پر کہ تبدل و تغیر نہ کرو گے اور نہ کوئی رجوع کرنے والا تم میں سے اپنی بیعت سے رجوع کرے گا اور نہ اپنے ظاہر کے خلاف اتفاق کرے گا، اور اس امر پر کہ جو بیعت کہ تم نے اپنی زبان سے کی اور اُس کا عہد کیا وہ ایسی بیعت ہے کہ اُس پر اللہ تعالیٰ آگاہ ہے تمہارے قلوب سے اُس کے اختیار کرنے پر اور اُس پر بھروسہ کرنے پر، اور اُس ذمہ داری کے پورا کرنے پر

جو اُس بیعت میں اللہ کی طرف سے ہے، اور تمہارے اخلاص پر بیعت کی نصرت اور اہل بیعت کی دوستی کے متعلق، کہ اس میں تمہاری جانب سے نہ کسی نفاق کی آمیزش ہے اور نہ دکھاوے کی اور نہ کسی بہانے کی یہاں تک کہ تم اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملو کہ تم اُس کے عہد کو پورے کرنے والوں اور اپنے اوپر سے اُس کے حق کو ادا کرنے والوں میں سے ہو نہ شک میں پڑنے والوں میں اور نہ نقض عہد کرنے والوں میں، کیونکہ جو لوگ تم میں سے امیر المومنین سے اُس کی خلافت کی اور اُس کے بعد برادر امیر المومنین ابراہیم موید باللہ سے اُس کی ولی عہدی کی بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں، اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھ پر ہے، پھر جو بد عہدی کرے گا وہ صرف اپنی ہی جان پر بد عہدی کرے گا اور جو اُسے پورا کرے گا جو اُس نے اللہ سے عہد کیا ہے تو عنقریب اللہ تعالیٰ اُسے اجر عظیم عطا کرے گا،

تم اس بیعت کو مضبوط پکڑو اور اُسے جسے اس بیعت نے تمہاری گردنوں میں مضبوط کر دیا اور اُس پر تم نے اپنی مضبوط قسمیں دے دیں، اللہ کے عہد کو مضبوط پکڑو کیونکہ اللہ کے عہد کا تم سے مواخذہ ہوگا، اللہ کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری کو مضبوطی کے ساتھ تھامے رہو، جس قسم کے عہد و پیمان اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیا اور مرسلین اور اپنے کسی اور بندے سے لیے ہیں ویسے ہی اس بیعت میں تم سے لیے گئے ہیں، تم بدلو گے نہیں اور نہ کسی اور طرف جھکو گے، تم نے جس امر پر اللہ سے عہد کیا ہے اُسے اسی طرح مضبوط رکھو گے جس طرح اہل طاعت اپنی طاعت کو اور اہل وفا اور اہل عہد اپنی وفا کو مضبوط پکڑتے ہیں، نہ تمھیں کوئی خواہش نفسانی اس سے ہٹائیگی اور نہ رغبت، نہ کوئی فتنہ یا گمراہی تمہارے قلوب میں ہدایت سے کجی پیدا کرے گی، اس معاملے میں اپنی جان اور کوشش صرف کرتے رہو گے، دین اور طاعت کا اور اس عہد کی وفا کا حق جو تم نے اپنے اوپر کیا ہے، مقدم رکھو گے، اللہ تعالیٰ تم میں سے اس بیعت میں سوائے وفا کے اور کچھ قبول نہ کرے گا،

تم میں سے جس شخص نے امیر المومنین اور ولی عہد مسلمین برادر امیر المومنین سے اس طرح کی بیعت کو جیسی کہ تم سے لے گئی توڑ دے گا، پوشیدہ یا علانیہ صاف صاف

یا بہانے سے یا حیلے سے اُس عہد میں نفاق کرے گا جو اُس نے اللہ کو دے دیا، جو عہد و پیمان اُس سے لیے گئے اُس کی عہد شکنی کرے گا، اُس راستے سے ہٹے گا جس کی وجہ سے اہل عقل پناہ پاتے ہیں تو ہر وہ چیز جس کا بدعہدی کرنے والوں میں سے کوئی مالک ہے مال یا جائیداد یا مویشی یا زراعت یا دودھ والے جانور ہوں وہ سب اللہ کی راہ میں مساکین پر صدقہ ہے، اُس کے لیے حرام ہے کہ اس میں کی کوئی شے کسی حیلے سے واپس لے، جو مال اُس کی بقیہ عمر میں حاصل ہوگا خواہ وہ کم قیمت کا ہو یا زیادہ قیمت کا وہ بھی اللہ کی راہ میں صدقہ ہے یہاں تک کہ اُسے موت اُٹھا لے اور اجل آجائے، ہر مملوک جس کا آج مالک ہے اور تیس برس تک رہے مذکر ہو یا مونث وہ سب اللہ کی راہ میں آزاد ہیں اور اُس کی عورتیں، وہ جو قسم و عہد ٹوٹنے کے دن ہو اور وہ بھی جن سے بعد کو نکاح کرے تیس سال تک سب پر طلاق ہے کہ نہیں قبول کرے گا اللہ اُس سے مگر وفائے عہد، وہ اللہ و رسول سے اور اللہ و رسول اُس سے بری ہیں، خدا اُس کے نفل و فرض کو قبول نہ کرے، اور اللہ تمہارے اس معاملے پر گواہ ہے، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وحسبنا اللہ ونعم الوکیل،

ولی عہد جیسا کہ بیان کیا گیا بیعت میں ابو احمد بن الرشید کو جسے نقرس تھا ڈولی میں سوار کر کے لایا گیا اور اُسے بیعت کے لیے کہا گیا تو اُس نے انکار کیا اور معتز سے کہا کہ تو رغبت کے ساتھ ہماری طرف آگیا، اُس بیعت سے دست بردار ہو گیا جو تیرے لیے لی گئی تھی، تو نے یہ گمان کیا تھا کہ تو اُسے قائم نہ کر سکے گا، معتز نے کہا کہ مجھے دستبرداری پر مجبور کیا گیا، اور میں نے تلوار کا خوف کیا، ابو احمد نے کہا کہ ہمیں تو معلوم ہوا کہ تجھ پر زبردستی کی گئی ہے ہم اس شخص (مستعین) سے بیعت کر چکے، تو یہ چاہتا ہے کہ ہم اپنی عورتوں کو طلاق دے دیں اور اپنے مال و دولت سے باہر ہو جائیں، ہم نہیں جانتے کہ کیا ہوگا، اگر تو مجھے لوگوں کے جمع ہونے تک میرے حال پر چھوڑ دے تو بہتر ہے ورنہ پھر وہی تلوار ہے جس کا خوف تیرے لیے باعث دستبرداری ہوا تھا، معتز نے کہا کہ اُسے چھوڑ دو، وہ بغیر بیعت کے اپنے گھر واپس کر دیا گیا،

ابراہیم سے بیعت کرنے والوں میں الدیرج اور عتاب بن عتاب تھا،

عتاب بن عتاب بھاگ کے بغداد چلا گیا، الدیرج کو خلعت دے کے پولیس پر مقرر کیا گیا، سلیمان بن یسار کاتب کو بھی خلعت دے کے دفتر جاگیر پر مقرر کیا گیا، اُس دن وہ ٹھیرا، احکام دیتا اور کام کرتا رہا، رات کو چھپ کے بغداد چلا گیا،

جب ترکوں نے معتز سے بیعت کر لی تو اُس نے اپنے عامل مقرر کیے، سعید بن صالح کو پولیس پر، جعفر بن دینار کو دربانوں پر، جعفر بن محمود کو وزارت پر مقرر کیا، ابو الحمار کو دفتر خراج پر مقرر کیا پھر معزول کر دیا اس کی جگہ محمد بن ابراہیم منقار کو دی، ترکی لشکر کے دفتر پر کاتب سیما الشرابی کو مقرر کیا جو ابو عمر مشہور تھا متقلد کبد الکلب برادر ابو عمر کو بیت المال اور ترکوں اور مغربیوں اور شاکریہ کی عطا پر مقرر کیا، ڈاک اور مہر پر سیما السار بانی کو مقرر کیا، ابو عمر کو کاتب بنایا پھر وہ وزارت کی حد میں آگیا،

جب محمد بن عبد اللہ کو معتز کی بیعت اور اُس کے عمال روانہ کرنے کی خبر پہنچی تو اُس نے اہل سامرا کا غلہ بند کر دینے کا حکم دیا، مالک بن طوق کو اور اُس کے ہمراہ اُس کے اہل بیت و لشکر کو بغداد جانے کو لکھا، نجوبتہ بن قیس کو جو انبار پر تھا سب کے متفق رکھنے اور جمع کرنے کو اور سلیمان بن عمران موصلی کو اپنے اہل بیت کو جمع رکھنے اور کشتیوں اور غلّے کو سامرا اُترنے سے روکنے کو لکھا، منع کیا کہ کوئی شے از قسم غلّہ بغداد سے سامرا جانے آنے نہ پائے، وہ کشتیاں گرفتار کر لی گئیں جن میں چاول اور ردی سامان تھا، ملاح اُس سے بھاگ گئے اور کشتیاں رہ گئیں جو غرق کر دی گئیں،

مستعین نے محمد بن عبد اللہ بن طاہر کو بغداد کی حفاظت کا حکم دیا، کام شروع کر دیا گیا، ایک دیوار گھیری گئی جو دجلے کے باب الشماسیہ سے سوق الثلثاتک تھی، یہاں تک کہ اُسے دجلے سے ملا دیا، دجلے کے باب قطیعۂ ام جعفر سے لے کے حمید بن عبد الحمید کے محل تک یہ شہر پناہ محیط تھی، ہر دروازے پر ایک سردار کو مع اپنے ماتحت لوگوں کی جماعت کے مقرر کیا، دونوں دیواروں کے گرد خندقیں کھودنے کا حکم دیا جیسا کہ وہ دیواریں پوری دونوں جانب بنی ہوئی ہیں، کچھ سائبان جس میں گرمی اور بارش میں سوار لوگ پناہ لے سکیں، جیسا کہ بیان کیا گیا

دونوں دیواروں پر اور خندقوں کے کھودنے پر اور سائبانوں پر تین لاکھ تیس ہزار دینار صرف ہوئے، باب الشماسیہ پر پانچ دروازے راستے کی چوڑان کے مطابق لگائے گئے جن میں چوکھٹ بازو اور تختے اور خوب لمبی اور ابھری ہوئی کیلیں تھیں، باہر اُس دروازے کے برابر ایک معلق اور موٹا دروازہ بنایا گیا جس پر لوہے کی چادریں چڑھائی گئی تھیں اور رسیوں سے باندھ دیا گیا تھا کہ جو کوئی اُس دروازے پر پہنچے تو اُس پر یہ معلق دروازہ چھوڑ دیا جائے اور وہ اُس کے نیچے مر جائے، اندر کے دروازے پر پتھر پھینکنے کا آلہ بنایا گیا، اور بیرونی دروازے پر پانچ بڑے گوپھن، اُن میں ایک بہت بڑا تھا جس کا نام انھوں نے الغضبان رکھا تھا چھ پتھر پھینکنے کے آلات جن سے شماسیہ کی دریائی زمین کی طرف پتھر پھینکے جا سکتے تھے، اور باب البردان پر آٹھ پتھر پھینکنے کے آلے بنائے گئے، ہر طرف چار چار، اور چار دروازے، اور اسی طرح بغداد کے ہر دروازے پر شرقی و غربی جانب میں، اور اُس کے ہر دروازے پر مسقف ڈیوڑھیاں بنائی گئیں جن میں سو سو سوار اور سو سو پیادے کی گنجائش تھی، ہر گوپھن اور پتھر پھینکنے والے آلے کے لیے ترتیب وار آدمی مقرر کیے جو اُس کی رسیوں کو کھینچتے تھے، ایک تیر انداز تھا کہ بوقت جنگ تیر چلائے،

بغداد میں فوج کے لیے کچھ عطایا مقرر کیے، اہل خراسان کی ایک جماعت سے جو بقصد حج آئے تھے ان لوگوں نے ترکوں کی جنگ کے لیے مدد چاہی، انھوں نے مدد دی، محمد بن عبد اللہ بن طاہر نے یہ حکم دیا کہ آوارہ گردوں سے بھی کام لیا جائے، اُن پر ایک سردار مقرر کر دیا جائے، بوریے پر قیر اور نفط لگا کے ڈھالیں بنوائی جائیں، آلات سنگباری تیار ہوں، حسب الحکم ان سب پر عمل ہوا، بیان کیا گیا ہے کہ اس کام پر محمد بن ابی عون مامور ہوئے، یہ شخص انھیں میں سے تھا جو بوریا بنانے والوں کے پیچھے کھڑا رہتا تھا، اُن میں سے کسی کو کپڑا بننے کا کام کرتے نہیں دیکھا جاتا، اُن پر سو دینار سے زیادہ خرچ کیا، جو شخص بیکار پھرنے والے بوریا بنانے والے رنگریزوں پر نگراں تھا اُس کا نام بینتو یہ تھا، دیوار کے کام سے ۲۳ محرم پنجشنبہ کو فراغت ہوئی مستعین نے

ہر شہر اور ہر موضع کے حاکم خراج کو لکھا کہ جو کچھ مال وہ بھیجا کرتے ہیں بغداد بھیجیں اور سامرا کچھ نہ بھیجیں، امداد کے حکام کو ترکوں کے خطوط واپس کرنے کو لکھا کہ اُن کے احکام نہ مانیں، ترکوں اور اہل لشکر کو جو سامرا میں تھے ایک فرمان لکھوایا جس میں انھیں معتز کی بیعت توڑنے اور خود اپنی وفائے بیعت کی طرف مراجعت کرنے کا حکم تھا اپنے وہ عطایا یاد دلائے تھے جو اُن کے پاس سے تھے، نافرمانی اور بیعت توڑنے سے منع کیا تھا، اسی مضمون کا ایک فرمان سیمائے شرابی کو بھی بھیجا گیا،

معتز اور محمد بن عبد اللہ بن طاہر کے درمیان مراسلات جاری ہوئے جس میں معتز نے محمد کو بیعت کر کے مستعین کے معزول کرنے کی دعوت دی تھی، اُسے وہ عہد یاد دلایا تھا جو اُس کے باپ متوکل نے اُس کے بھائی منتصر کے بعد لیا تھا، محمد بن عبد اللہ کی معتز کو ایسے امر کی طرف دعوت تھی جس میں مستعین کی طاعت کی طرف رجوع تھا، دونوں میں سے ہر ایک کا اپنے مخاطب کے مقابلے میں اپنی دعوت کے متعلق وہ استدلال جسے وہ حجت سمجھتا تھا میں نے اُس کا طویل تذکرہ ناگوار سمجھ کر چھوڑ دیا،

محمد بن عبد اللہ نے پلوں کے توڑنے کا اور پانی کے بند توڑنے کا جو طسوج الانبار اور اُس کے قریب طسوج باددریا میں تھے حکم دیا کہ ترکوں کا راستہ منقطع ہو جائے جبکہ اُن کے انبار آنے کا خوف ہو، نجوبۃ بن قیس اور محمد بن حماد بن منصور السعدی اس کام پر مامور ہوئے، محمد بن عبد اللہ کو ترکوں کے شمسہ کے مقابلے کے لیے آنے کی خبر ملی، شمسہ بینوق فرغانی محمد کے ساتھیوں میں سے تھا جو اُس کی حفاظت کرتا تھا،

محمد نے شب چارشنبہ ۲۰ محرم کو خالد بن عمران اور بندار طبری کو علاقۂ انبار بھیجا، ان دونوں کے بعد رشید بن کاوس کو بھیجا، یہ لوگ بینوق اور اُس کے ساتھ کے ترکوں اور مغربیوں سے ملے، خالد و بندار نے انھیں بلایا تھا، بینوق اور اُس کے ساتھی خالد و بندار کے ہمراہ مستعین کے پاس بغداد گئے، محمد بن حسن بن جیلویہ کردی عکبراء کی آمدنی پر والی تھا، راذان پر

مغربیوں میں سے ایک شخص تھا جس کے پاس مال جمع ہو گیا تھا، ابن جبیلویہ نے اُس کے پاس علاقے کا نام بھیجنے کو کہلایا تو اُس نے اُس سے انکار کیا، اُس سے جنگ ہوئی، ابن جبیلویہ نے اُس مغربی کو قید کر کے محمد بن عبد اللہ کے دروازے پر بھیج دیا، اُس کے ہمراہ اُس علاقے کے مال سے بارہ ہزار دینار اور تیس ہزار درہم تھے، محمد بن عبد اللہ نے ابن جیلویہ کے لیے دس ہزار درہم کا حکم دیا،

مستعین و معتز میں سے ہر ایک نے موسیٰ بن بغا کو لکھا جو اطراف شام میں قریب جزیرے کے مقیم تھا، اور حمص کی طرف وہاں کے باشندوں سے جنگ کرنے نکلا تھا، ہر ایک نے (ان دونوں میں سے) اُسے اپنی طرف بلایا تھا، دونوں نے اُسے چند جھنڈے بھیجے مستعین نے اُسے بغداد واپس آنے کا اور اپنی رائے سے اپنے عہدے پر نائب بنانے کا حکم دیا تھا، وہ معتز کے پاس واپس آیا اور اُسی کے ساتھ ہو گیا، عبد اللہ بن بغا الصغیر بغداد آیا، وہ سامرا میں پیچھے رہ گیا تھا جس وقت اُس کا باپ مستعین کے ہمراہ وہاں سے آیا تھا مستعین کی طرف ہو گیا اور اُس سے معذرت کی، اور اپنے باپ سے کہا کہ میں صرف اس لیے آپ کے پاس آیا کہ میں آپ کی رکاب کے نیچے مروں، چند روز بغداد میں مقیم رہا پھر اُس نے بغداد کے قریب انبار کے راستے میں ایک گاؤں جانے کی اجازت چاہی اجازت مل گئی وہاں رات بھر ٹھیر کے شباشب بھاگ گیا، سامرا کی جانب غربی میں پہنچا، دکھانا یہ چاہتا تھا کہ وہ اپنے باپ سے علیحدہ اور اُس کے خلاف ہے، معتز سے اپنے بغداد جانے کی معذرت کی کہ بغداد اس لیے گیا تھا کہ ان لوگوں کے حالات معلوم کرے کہ جب معتز کے پاس لوٹے تو صحیح حالات معلوم کرا دے، معتز نے عذر کو قبول کر کے اُسے اُس کی خدمت پر واپس کر دیا، الحسن بن الافشین بغداد وارد ہوا تو مستعین نے اُسے خلعت دیا اور اشروسنیہ وغیرہا کی جماعت کثیرہ اُس کے ماتحت کر دی، اُس کی تنخواہ میں سولہ ہزار درہم ماہوار زیادہ کر دیا، اسد بن داؤد سامرا میں برابر مقیم رہا یہاں تک کہ وہاں سے بھاگا، مذکور ہے کہ ترکوں نے اُس کی تلاش میں علاقۂ موصل و انبار اور جانب غربی کی طرف ہر سمت میں پچاس سوار روانہ کیے، وہ بغداد پہنچ گیا، محمد بن عبد اللہ کے پاس گیا تو اُس نے ابراہیم الدیرج کی جمعیت میں سے

سو سوار اور دو سو پیادے اُس کے ماتحت کر کے باب الانبار پر عبد اللہ بن موسیٰ بن ابی خالد کے ساتھ مقرر کر دیا،

اسی ۲۵۱ھ ۲۳ محرم یوم شنبہ کو معتز نے اپنے بھائی ابو احمد بن متوکل سے مستعین و ابن طاہر کی جنگ کا عہد لیا اور یہ کام اُن کے سپرد کیا، لشکر اُس کے ماتحت کیا اور امر و نہی کا اُسے اختیار دیا، تدبیر جنگ کلبا تکین ترک کے سپرد کی، اُس نے قاطول میں پانچ ہزار ترک اور فرغانی اور دو ہزار مغربی جمع کیے مغربیوں کو محمد بن راشد مغربی کے ماتحت کیا، یہ لوگ ۲۹ محرم شب جمعہ کو عکبراء پہنچے، ابو احمد نے نماز جمعہ پڑھائی اور معتز کی خلافت کے لیے دعا کی، اس کے متعلق معتز کو ایک تحریر بھیجی، اہل عکبراء کی ایک جماعت نے بیان کیا کہ انھوں نے اس حالت میں ترکوں اور مغربیوں اور اُن کے تمام متبعین کو دیکھا کہ وہ شدید خوف میں تھے، سمجھتے تھے کہ محمد بن عبد اللہ نے اُن پر حملہ کیا ہے، وہ لوگ عکبراء اور بغداد کے درمیانی دیہات لوٹنے لگے، عکبراء اور بغداد اور ادانا اور جانب غربی کے تمام دیہات کے لوگ اپنی جانوں کے خوف سے بھاگ گئے، دکانوں اور مکانوں کو خالی کر گئے، مکانات اُجاڑ دیے گئے اور دکانات اور اسباب لوٹ لیا گیا، گھر گرا دیے گئے، راستے میں لوگوں سے مال چھین لیا گیا،

ابو احمد مع اپنے ہمراہیوں کے عکبراء پہنچا تو ایک جماعت اُن ترکوں کی نکلی جو بغداد میں بغا الشرابی کے ساتھ تھے اور اُس کے آزاد کردہ غلام اور اُس کے ماتحت تھے، رات کے وقت بھاگ کے باب الشماسیہ سے گزرے، اُس دروازے پر عبد الرحمٰن بن الخطاب مامور تھا، اور وہ اُن کا حال نہیں جانتا تھا، یہ خبر محمد بن عبد اللہ کو پہنچی تو اُس نے بیزاری ظاہر کر کے اس کے ساتھ سختی کی، دروازوں کی حفاظت اور اُن کی نگرانی کا اور جو لوگ اُن پر مقرر تھے اُن کے اخراجات کا انتظام کر دیا،

الحسن بن الافشین بغداد پہنچا تو باب الشماسیہ پر مقرر کیا گیا، ابو احمد اور اُس کا لشکر ۷ صفر شب یکشنبہ کو شماسیہ پہنچا، اُس کا کاتب محمد بن عبد اللہ بن بشر بن سعد المرثدی اور معتز کی طرف سے لشکر کا خبر گیراں الحسن بن عمر بن قماش اور ابو احمد کی جانب سے جعفر بن احمد البیان تھا، بصریوں میں سے ایک شخص نے

جو بادنجانہ مشہور تھا اور اُس کے لشکر میں تھا یہ (شعر) کہا:۔

اے بنی طاہر تمھارے پاس اللہ کے لشکر اُس حالت میں آ گئے۔ کہ موت اُن پر سے نثار ہے،

ایسے لشکر آ گئے جن کے آگے ابو احمد ہے۔ جو کیسا اچھا مولیٰ اور کیسا اچھا مددگار ہے،

ابو احمد باب الشماسیہ پر پہنچا تو مستعین نے الحسین بن اسماعیل کو باب الشماسیہ کا والی بنا کے سرداروں کو اُس کے ماتحت کر دیا، زمانہ جنگ میں وہ برابر وہیں رہا یہاں تک کہ انبار چلا گیا، پھر اُس کی جگہ ابراہیم بن اسحاق بن ابراہیم والی بنایا گیا، ۱۳ ار صفر کو محمد بن عبد اللہ کا جاسوس اُس کے پاس آیا کہ ابو احمد نے ایک جماعت کو تیار کیا ہے جو بغداد کے دونوں طرف کے بازاروں کے سائبانوں میں آگ لگائے گی، اُسی روز وہ سائبان اُتار دیے گئے،

مذکور ہے کہ محمد بن عبد اللہ نے محمد بن موسیٰ المنجم اور حسین بن اسماعیل کو روانہ کیا کہ وہ جانب غربی سے نکلیں اور بالاہی بالا جائیں یہاں تک کہ ابو احمد کے لشکر پہنچ کے شمار کریں کہ اُس کے لشکر میں کتنے آدمی ہیں، محمد بن موسیٰ نے خیال کیا کہ وہ سو آدمی ہوں گے جن کے ہمراہ ایک ہزار چوپایے ہیں، جب ۱۰ ار صفر دوشنبہ کا دن ہوا تو ترکی لشکر کے مقدمۃ الجیش باب الشماسیہ کے قریب ٹھیر گئے، محمد بن عبد اللہ نے حسین بن اسماعیل اور شاہ بن میکال اور بندار طبری کو مع اُن کے ہمراہیوں کے بھیجا اور اُس نے بھی اُن سے جنگ کرنے کا ارادہ کر لیا، شاہ اُس کے پاس واپس آیا اور اُسے بتایا کہ وہ اپنے ساتھیوں کی ہمراہی میں باب الشماسیہ پہنچا تو جب ترکوں نے نشانات اور جھنڈے دیکھے جن کا رخ اُن کی طرف تھا تو اپنی چھاونی کی طرف واپس گئے، شاہ اور حسین واپس آ گئے اور محمد نے اُس دن کی روانگی ترک کر دی،

جب ۱۳ ر صفر سہ شنبہ ہوا تو محمد بن عبد اللہ نے القفص کی جانب لشکر بھیجنے کا ارادہ کیا، کہ ترکوں کو مرعوب کرے، وصیف و بغا بھی زرہ پہن کر اُس کے ہمراہ سوار ہوئے، محمد زرہ پر زرہ پہنے تھا، سامنے کا حصہ طاہر کی زرہ کا تھا اور اُس پر لوہے کی کلائی تھی، اپنے ہمراہ فقہا اور قضاۃ کو بھی لے گیا، اور یہ ارادہ کیا کہ انھیں زیادہ دیر تک سرکشی میں رہنے اور اُس پر اصرار کر کے نافرمانی کرنے سے باز آنے کی دعوت دے، کہلا بھیجا کہ انھیں اس شرط پر امان ہے کہ ابو عبد اللہ معتین کے بعد

ولی عہد ہو جائے، اگر وہ امان قبول کر لیں (تو خیر) ورنہ ۱۲ ھ صفر یوم چہارشنبہ کی صبح کو اُن سے قتال کرے گا، پھر باب قطربل کی طرف گیا اور وہ اور وصیف اور بغا دجلے کے کنارے ٹھیر گئے، لوگوں کی کثرت کی وجہ سے آگے بڑھنا ناممکن ہو گیا، محمد بن راشد مغربی نے دجلے کی شرقی جانب سے اُن کا مقابلہ گیا، پھر محمد واپس ہو گیا۔

جب دوسرا دن ہوا تو عبدالرحمن بن الخطاب وجہ الفلس اور علاک القائد اور اُن کے ساتھ کے دوسرے سرداروں کے قاصد اُس کے پاس یہ بتانے آئے کہ ہماری جماعت اُن کے قریب ہوئی اور وہ اپنے لشکر کی طرف جو شماسیہ کے دریا کے کنارے کی زمین پر ہے لوٹ گئے، محمد نے ان کے پاس قاصد بھیجا کہ تم جنگ کی ابتدا نہ کرنا اگر وہ تم سے جنگ کریں تو تم اُن سے جنگ نہ کرنا اور آج مدافعت کرنا، ترکوں کے لشکر سے بارہ سوار باب الشماسیہ پر آکے اس دروازے کے سامنے ٹھیر گئے اور دروازے والوں کو گالی دینے لگے اور تیر چلانے لگے، جو لوگ باب الشماسیہ پر تھے وہ بالکل خاموش تھے، جب وہ زیادتی کرنے لگے تو علاک نے گوپھن والے کو ان پر سنگباری کا حکم دیا، پتھر پھینکے تو اُن کے ایک آدمی کو لگا اور اُسے ہلاک کر دیا، اُس کے ساتھی اُس کے پاس آئے، اُسے اُٹھا لیا اور اپنے لشکر کی طرف باب الشماسیہ میں واپس چلے گئے، عبداللہ بن سلیمان آیا جو مکے کے راستے میں راستے کے انتظام کے لیے مع ابوالساج کے شاکریہ کے تین سو آدمیوں کے ساتھ بھیجا گیا تھا، محمد بن عبداللہ کے پاس گیا تو اُس نے اُسے پانچ خلعت دیے اور جو اُس کے ہمراہ تھے اُنھیں چار خلعت دیے، اسی دن ثعلبیہ کے بدویوں میں سے ایک شخص آیا جو حصّہ مانگتا تھا، اُس کے ہمراہ پچاس آدمی تھے، شاکریہ بھی وارد ہوئے جو سامرا سے آرہے تھے، متفرق سرداروں کی ماتحتی میں اور چالیس آدمی تھے اُنھیں انعام دینے اور ٹھیرانے کا اُس نے حکم دیا، اُنھیں انعام دیا گیا۔

اسی دن ترک باب الشماسیہ پر آئے تو اُنھیں تیروں اور گوپھن اور

پتھر پھینکنے والے آلات سے مار آگیا، اُن میں مقتول و مجروح بہت ہوئے، اس جنگ کا افسر و امیر حسین بن اسماعیل تھا، پھر مطلبیین کے چار سو اشخاص سے اُس کی مدد کی گئی جو ابو السنا الغنوی کی ہمراہی میں تھے، تقریباً تین سو اعراب کی ایک جماعت سے ترکوں کی مدد کی گئی،

اسی دن جو لوگ جنگ میں مبتلا تھے اُنھیں پچیس ہزار درہم اور سونے چاندی کے طوق اور کنگن بطور صلے کے بھیجے گئے، یہ سب حسین بن اسماعیل اور عبدالرحمن بن الخطاب اور علاک اور یحییٰ بن ہرثمہ اور حسن بن الافشین اور امیر جنگ حسین بن اسماعیل کے پاس پہنچ گیا، اہل بغداد کے زخمی دوسو سے زائد انسان تھے اور چند مقتول، اسی طرح مقتول و مجروح ترکوں میں بھی تھے کہ اکثر اُن میں گو پھنوں سے تھے بغداد کے اکثر لوگوں کو شکست ہوئی، بوریا والے ثابت قدم رہے، سب کے سب اس حالت میں واپس ہوئے کہ مقتولین و مجروحین میں تقریباً مساوی تھے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ان میں بھی دوسو مجروح ہوئے اور اُن میں بھی، فریقین کی ایک جماعت مقتول ہوئی، اسی دن فرغانیوں اور ترکوں کے سواروں کی جماعتیں خراسان کے مشرقی دروازے پر آئیں کہ اُس دروازے سے داخل ہوں، محمد بن عبداللہ الصریخ میں آیا، مقابلے میں اشراف بھی ثابت قدم رہے اور اوباش بھی، اُنھوں نے اُنھیں دفع کر دیا محمد نے حکم دے دیا تھا کہ اُس سمت کی زمین کھود دی جائے، جب اُن لوگوں نے واپس جانے کا ارادہ کیا تو زیادہ تر اُن کے گھوڑے دلدل میں پھنس گئے، اور اُن میں سے اکثر بچ گئے، ترک گو پھن لائے تھے، یہ لوگ اُس پر اُن کے مقابلے میں غالب آگئے اور اُس کے پایوں میں سے ایک پایہ توڑ ڈالا، شاشیہ کے حجاج میں سے دو آدمی قتل کر دیئے گئے، محمد نے قصر الطین پر حملہ کرنے کا حکم دیا جو علاقۂ باب الشماسیہ کی طرف تھا، باب الشماسیہ کو فتح کر لیا، اور اُس کا سامان لا کے دیوار کے اُس جانب لے گئے،

محمد بن عبداللہ کو یہ خبر پہنچی تھی کہ ترکوں کی ایک جماعت نہروان کے

علاقے کی طرف چلی گئی، اُس نے اپنے دو سرداروں کو جن کا نام عبداللہ بن محمود السرخسی اور یحییٰ بن حفص عرف جبوس تھا اس جانب پانچ سو سوار و پیادہ کے ہمراہ بھیجا، پھر سات سو آدمی اور بھیجے، اور انھیں وہاں ٹھیرنے اور ترکوں کے روکنے کا حکم دیا کہ جو ادھر کا ارادہ کرے اُس کو روک دیں، یہ دوسری جماعت اس علاقے میں ۷ رصفر یوم جمعہ کو پہنچی۔

شب دوشنبہ ۱۷ رصفر کو ترکوں کی ایک جماعت نہروان پہنچ گئی، اُن لوگوں کی ایک جماعت نکلی جو عبداللہ بن محمود کے ساتھ تھے، یہ لوگ بھاگتے ہوئے پلٹے، ان کے گھوڑے وغیرہ گرفتار کر لیے گئے جو بچ گئے وہ شکست خوردہ بغداد واپس چلے گئے، تقریباً پچاس آدمی قتل کر دیے گئے، اُن لوگوں نے ساٹھ گھوڑے اور چند خچر کہ اُن پر اسلحہ تھے گرفتار کر لیے، یہ حلوان کے علاقے سے آئے تھے، وہ انھیں سامرا لے گئے، لشکر کے مقتولین کے سر بھی سامرا لے گئے، اس جنگ میں یہ سب سے پہلے سر تھے جو سامرا پہنچے۔

عبداللہ بن محمود شکست کھا کر چند آدمیوں کے ساتھ واپس آگیا، خراسان کا راستہ ترکوں کے قبضے میں ہو گیا، بغداد سے خراسان کا راستہ منقطع ہو گیا، اسماعیل بن فراشہ کو ہمدان میں قیام کرنے کے لیے بھیجا گیا تھا پھر اُسے واپس آنے کو لکھا گیا، وہ واپس آگیا پھر اُسے اور اُس کے ساتھیوں کو جو اُن کا واجب الادا تھا دیا گیا۔

معتز نے ایک لشکر ترکوں اور مغربیوں اور فرغانیوں کا اس طرح بھیجا کہ ترکوں اور فرغانیوں پر الدرعمان الفرغانی اور مغربیوں پر ریاہ مغربی سردار تھا یہ لوگ بغداد کے مغربی جانب گئے پھر قطربل سے بغداد کی طرف پہنچ گئے، قطربل اور قطیعۂ ام جعفر کے درمیان اپنے لشکر کو خیمہ زن کیا، یہ ۱۸ رصفر شب سہ شنبہ کا واقعہ تھا،

صبح کو چارشنبہ ہوا تو محمد بن عبداللہ بن طاہر نے شاہ بن میکال کو باب القطیعہ سے اور بندار اور خالد بن عمران کو مع اُن کی پیادہ و سوار جماعت کے روانہ کیا شاہ اور اُس کے ہمراہی اُن کے مقابلے میں صف بستہ ہو گئے، تیراندازی و سنگباری

ہونے لگی، شاہ نے باب القطیعہ کے قریب ایک تنگ مقام میں پناہ لے لی،
اشراف بغداد کا انبوہ ہوگیا، ان سب نے مل کے ایک ایسا حملہ کیا کہ انھوں نے
ترکوں اور مغربیوں اور اُن کے ہمراہیوں کو اُن کی جگہ سے ہٹا دیا اور انھیں جنگل
کی طرف بھگا دیا، طبریوں نے اُن پر حملہ کیا اُن میں گھس گئے، بندار اور خالد
بن عمران نے گھاٹی سے اُن پر حملہ کر دیا، وہ قطربل کے قریب چھپے ہوئے تھے،
اُن لوگوں نے ابو احمد کے ترکی اور غیر ترکی ساتھیوں پر تلوار چلائی اور انھیں
شدّت سے قتل کیا، ان میں سے بہت کم مقتول ہوئے، لشکر کو اور جو کچھ اُس میں
اسباب اور عورتیں اور سامان اور خیمہ تھا سب کا سب لوٹ لیا، تلوار سے جو بچ گئے
انھوں نے اپنے آپ کو دجلے میں گرا دیا کہ ابو احمد کے لشکر سے مل جائیں،
ماہی گیر کشتی بانوں نے انھیں پکڑ لیا، کشتیاں سپاہیوں سے بھری ہوئی تھیں،
یہ سب قید کیے گئے اور قتل کیے گئے، ان کے سر چھوٹی کشتیوں میں بھر دیے گئے،
کچھ ان میں سے دونوں پلوں پر اور محمد بن عبد اللہ کے دروازے پر نصب
کر دیے گئے،

محمد بن عبد اللہ نے اُن لوگوں کے لیے جو اُس دن مصیبت میں
مبتلا ہوئے تھے کنگنوں کا حکم دیا، لشکر وغیرہ کی بڑی جماعت کو کنگن پہنائے گئے
پھر شکست کھانے والے بلائے گئے، بعض اُن میں کے اوان چلے گئے
بعض دجلے کے پار ابو احمد کے لشکر کے قریب چلے گئے، اور بعض سامرا روانہ ہوگئے
بیان کیا گیا کہ ترکی لشکر جس دن انھیں باب القطیعہ پر شکست ہوئی چار ہزار تھا،
شکست کے دن اُس مقام پر اُن میں سے دو ہزار قتل کر دیے گئے، باب القطیعہ
سے قفص تک تلوار چلائی گئی، جنھیں قتل کر دیا انھیں قتل کر دیا اور جو غرق ہوگئے
وہ غرق ہوگئے، اُن میں کی ایک جماعت قید کر لی گئی، محمد بن عبد اللہ نے
بندار کو چار خلعت دیے جو ریشمی اور منقش اور سیاہ اور اون اور ریشم
ملے ہوئے تھے، ایک سونے کا طوق پہنایا، ابو السنا کو چار خلعت دیے، خالد
بن عمران اور تمام سرداروں میں سے ہر ایک کو چار چار خلعت دیے، جنگ سے
ان کی واپسی مغرب کے وقت ہوئی تھی، خچر روک لیے گئے کہ اُن میں سر لاد کے

بغداد لائے جائیں، ہر وہ شخص جو محمد کے گھوڑ پر ترکی یا مغربی کا ایک سر لاتا تھا اُسے پچاس درہم دیے جاتے تھے، بغداد کے بیکار پھرنے والے قطربل گئے اور اہل قطربل کا اسباب جو ترک چھوڑ گئے تھے اور اُن کے مکانوں کے دروازے لوٹ لیے۔

محمد نے اُسی دن کے آخر میں اپنے بھائی ابو احمد عبید اللہ بن عبد اللہ اور منظفر بن سیسل کو بغداد کی حفاظت کے خیال سے بھاگنے والوں کے پیچھے روانہ کیا کیونکہ وہ اُن کے پلٹنے سے بے خوف نہ تھا، دونوں قفص پہنچے اور سلامت واپس آئے، جو پیدل چلنے والے اور آوارہ گرد وہاں مقیم تھے اُنھیں قطربل کے علاقے میں بھگا دیا، محمد بن عبد اللہ کو مشورہ دیا گیا کہ وہ دوسرے روز بھی ایک لشکر سے اُن کا تعاقب کرے، اُس نے انکار کیا اور کسی پیچھا کرنے والے کو نہیں بھیجا، یہ حکم نہیں دیا کہ کسی زخمی پر سختی کی جائے، جو امان کا خواہاں ہوا اُس کو قبول کر لیا، سعید بن حمید کو حکم دیا، اس نے ایک فرمان لکھا جس میں اس واقعے کا ذکر تھا، بغداد کی جامع مسجد میں وہاں کے باشندوں کو پڑھ کر سنایا گیا، وہ یہ ہے:۔

شورش نامہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم، اما بعد تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو نعمت دینے والا ہے، کوئی شخص اُس کی نعمت کے شکر کو نہیں پہنچ سکتا، ایسا قادر ہے کہ اُس کی قدرت میں اُس کا معارضہ نہیں کیا جا سکتا، ایسا غالب ہے کہ اپنے کام میں عاجز نہیں ہوتا، ایسا فیصلہ کرنے والا اور عدل کرنے والا ہے کہ اُس کا حکم ٹالا نہیں جا سکتا، ایسا مدد کرنے والا ہے کہ اُس کی مدد صرف حق اور اہل حق ہی کے لیے ہوتی ہے، تمام اشیا کا ایسا مالک ہے کہ کوئی شخص اُس کے حکم سے باہر نہیں ہو سکتا، رحمت کی طرف ہادی ہے کہ جو شخص اُس کی طاعت کے لیے جھک گیا وہ گمراہ نہیں ہوتا، جس نے دین کو اپنے بندوں کے لیے رحمت بنا دیا، اپنی خلافت کو اپنے دین کا محافظ بنا دیا، اپنے خلفا کی فرماں برداری کو تمام امت پر فرض و واجب کر دیا، وہی لوگ ان امور کے محافظ ہیں، اُس نے اپنے رسول بھیجے جو مخلوق پر

اُس کے امین ہیں، خلفا اُنھیں کے نائب ہیں، وہی اُنھیں حق کے راستے پر چلانے والے ہیں کہ اُن میں کوئی ایسا راستہ نہ بن جائے جو اُس کے راستے کے مخالف ہو، وہی ہدایت کرنے والا ہے تاکہ اُنھیں اُس راستے پر جمع کر دے جس کی طرف اُس نے اپنے اُن بندوں کو دعوت دی ہے جن کی وجہ سے گمراہوں اور مخالفوں سے دین کی حفاظت ہوتی ہے، وہ امتوں پر اُس کتاب اللہ کی حجت قائم کرنے والے ہیں جس کا اُس نے اُنھیں عامل بنایا، امت کو اللہ کے اُس حق کی طرف بلانے والے ہیں جس کے لیے اُس نے اُنھیں منتخب کیا، اگر وہ جہاد کرتے ہیں تو اللہ کی حجت اُن کے ساتھ ہوتی ہے، اگر جنگ کرتے ہیں تو اللہ اُن کی مدد کا حکم دیتا ہے، اگر کوئی مکار اُنھیں دھوکا دیتا ہے تو اللہ اُن کی مدد کرتا ہے،

اللہ نے خلفا اپنے دین کے غالب کرنے کے لیے قائم کیے ہیں لہٰذا جس نے اُن سے عداوت کی اُس نے اُس دین سے عداوت کی جس کو اللہ نے اُن کے ذریعے سے غالب و محفوظ کیا ہے، جس نے اُن سے عداوت کی تو اُس نے صرف اُس حق پر طعن کیا جس کی وہ اُن کی حمایت کے ذریعے سے حفاظت کرتا ہے، اُن کے لشکروں کی نصرت و غلبہ سے مدد کی جاتی ہے، اُن کی جماعتیں اللہ کے غلبے سے اُن کے دشمنوں سے محفوظ ہیں، اُن کے ہاتھ اللہ کے دین سے مدافعت کرنے والے ہیں، اُن کے فرماں بردار اُن کی مدد کی وجہ سے حق میں غالب ہیں، اُن کے دشمنوں کے گروہ اُن سے سرکشی کرنے کی وجہ سے تباہ ہیں، اُن کی حجت اللہ کے نزدیک اور اُس کی مخلوق کے نزدیک جاری ہے، اُن کے وسیلۂ مدد کی طرف لوٹائے جاتے ہیں، جو اُنھیں اختلاف کے موقعوں پر جمع کر دیتے ہیں، اللہ کے احکام اُن کی مدد ترک کرنے کے بارے میں واقع ہیں، اُس کی قدرتیں اُن کے اسلام کے ذریعے سے اپنے اولیا کی طرف نافذ ہیں، اُن کی عادتیں گزشتہ امتوں اور اگلے زمانوں کے بارے میں جاری ہیں کہ اہلِ حق وعدۂ سابق کے پورا ہونے پر بھروسا کریں، اُس کے دشمن پہلے سے اُنھیں ڈرا دینے کی وجہ سے شرمندہ ہوں، اُن کے لیے

اللہ کا انتقام اُس کے دوستوں کے ہاتھوں جلد پورا ہوگا، پروردگار کے پاس ان کے لیے عذاب ہے، رسوائی دنیا ہی میں ان کی پیشانیوں سے ملا دی گئی، عذاب آخرت ان کے پیچھے ہے، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے ناانصافی نہیں کرتا،

رحمت کاملہ بھیجے اللہ اپنے نبی مصطفیٰ پر، اپنے پسندیدہ رسول پر، گمراہی سے ہدایت کی طرف لے جانے والے پر، ایسی رحمت جو کامل ہو جس کی برکتیں بڑھنے والی ہوں، جس کا اتصال ہمیشہ ہو، اور سلام کامل نازل کرے،

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اُس کی عظمت کے آگے جھک کر، اور سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اُس کے رب ہونے کے اقرار کے طور پر، سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اُس قصور کے اعتراف کے لیے کہ اُس کی بخشش کے مرتبوں میں سے ادنیٰ مرتبے کے شکر کا بعید مرتبہ بھی ادا نہ ہو سکا، سب تعریفیں ہیں اللہ کے لیے جو اپنی اُس حمد کا راستہ بتانے والا ہے جو باعث مزید انعام ہے جو اُس کے مکرر احسانات کا احاطہ کرنے والی ہے، ایسی تعریف ہے جسے وہ پسند کرے اور قبول کرے، اور جو اُس کی بخشش و فضل کو واجب کرے، تمام تعریفیں اُسی اللہ کے لیے ہیں جس نے اُن لوگوں کی ترک نصرت کا حکم دیا جو اُس کے اہل دین پر بغاوت کریں اور جس نے اپنے حق کے مددگاروں میں سے جس کے خلاف بغاوت کی جائے اُس کی مدد کا وعدہ کیا اور اس کے متعلق اپنی کتاب عزیز کو باغیوں کی نصیحت کے لیے نازل کیا، اگر وہ لوگ باز آجائیں تو یہ تذکرہ اُن کے لیے مفید ہو، اُس کے لیے اللہ کے نزدیک حجت ہو جو اُس تذکرے کو اُن میں قائم کرے، بعد تذکرہ و اصرار کے اُن سے جہاد کرنے کو واجب کر کے ارشاد فرمایا جس میں اپنے وعدے کو مقدم کیا اور اپنی حجت کو ظاہر کیا " اور جس پر بغاوت کی جائے گی ضرور ضرور اللہ اُس کی مدد کرے گا، یہ اللہ کی طرف سے سچا وعدہ ہے " اُس کے ذریعے سے اُس نے اپنے خلیفہ کے دشمنوں کو اُس کی نافرمانی سے روکا اور اُس کے دوستوں کو اُس کے راستے پر ثابت قدم کیا، اللہ وعدے کے خلاف نہیں کرتا،

اللہ ہی کے لیے امیر المومنین کی جانب جو اُس کی دعوت کا رئیس ہے، اُس کی دولت کی تلوار ہے، جو اُس کے غلبے کی وجہ سے محفوظ ہے اور اُس کے

بھروسے کا محل ہے، اُس کی طاعت میں، اور اُس کے اولیا کی خیر خواہی میں آگے بڑھنے والا ہے، اُس کے حق کی مدافعت کرنے والا ہے، اُس کے دشمنوں سے جہاد کرنے کے لیے کھڑا ہوا ہے جو محمد بن عبد اللہ مولیٰ امیر المومنین ہے ایسی نعمت ہے کہ اللہ سے اُس کے کامل کرنے کی خواہش کی جاتی ہے اور اُس کے شکر کی توفیق اور مزید فضل کی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اُس کے آبا کے لیے آبائے امیر المومنین کی دعوت اولیٰ کا قیام مقدر کر دیا پھر اُس کے لیے اُن کے آثار دولت ثانیہ پر قائم کر کے جمع کر دیے،

جس وقت کہ اللہ کے دشمن اُس کے دین کے علامات مٹانے کے لیے اور اُسے محو کرنے کے لیے مکاری کر رہے تھے تو اُس نے اللہ کے اور اُس کے خلیفہ کے حق کو اُس سے مدافعت کر کے اور سازشوں کو اُس سے دور ہٹا کے قائم کر دیا، اس طور پر کہ بعید کو اپنی رائے اور غور سے حاصل کیا اور قریب کو اپنی توجہ اور حضور سے نزدیک تر کر لیا، ہر اُس امر میں جو باعث قرب الٰہی وموجب تقرب خدا ہو اُس میں اپنی جان کو کھپاتا رہا، عنقریب اللہ تعالیٰ امیر المومنین کو اس کی وجہ سے ایسا ولی جو حق کا مددگار ہوگا اور ایسا ناصر جو خیر کا معین ہوگا اور ایسا پشت پناہ جو دین کے دشمنوں سے جہاد کرنے والا ہوگا بنا دے گا،

امیر المومنین کے اُس فرمان سے تم واقف ہو چکے جو تمھارے پاس اُس واقعے کے متعلق آیا تھا کہ اسی فرقے نے اُس واقعے کو بیدا کیا تھا کہ صراط مستقیم الٰہی سے گمراہ ہے اُس کے دین کی پناہ سے جدا ہے، اللہ اور اُس کے خلیفہ کی اُن نعمتوں کا منکر ہے جو اُس کے پاس ہیں، امت کی اُس جماعت میں جدائی ڈلوانے والا ہے جس کے نظام کو اللہ نے اپنی خلافت سے جمع کر دیا ہے اور اجتماع کلمہ کے بعد اُس کے متفرق کرنے کے لیے حیلہ تلاش کرنے والا ہے، جو اپنی بیعت کو توڑنے والا ہے جو اپنی گردنوں سے اسلام کی رسی کو نکالنے والا ہے، یہ آزاد کردہ غلام ترک ہیں، اُنھوں نے ایک لڑکے کو مدد دینے کی حرکت کی جو ابو عبد اللہ بن متوکل

مشہور ہے یہ حرکت امیر المومنین کے مدینۃ السلام جانے کے بعد سرزد ہوئی کہ وہ اُس لڑکے کو امیر المومنین کے مقام خلافت پر قائم کریں، یہ اُن کی وہ خیانت ہے جس کا امیر المومنین نے مقابلہ تو کیا، مگر اُن کے معاملے میں تحمل اختیار فرمایا، ان بیعت توڑنے والوں نے ایک ایسی جماعت ترکوں اور مغربیوں کی اور دوسرے شاکرین ولاحقین کی جمع کی جو گمراہی کے مجموعوں میں سے فتنے کی موافقت کرنے والی تھی اور اُن پر ایک ایسے شخص کو رئیس بنایا جو ابو احمد بن المتوکل مشہور ہے، یہ لوگ مدینۃ السلام (بغداد) کی جانب شرقی بغاوت اور اقتدار کا اعلان کرتے ہوئے اور سرکشی اور اصرار ظاہر کرتے ہوئے روانہ ہوئے، امیر المومنین نے انھیں مہلت دی، اور اُن پر مہربانی کر کے اُنھیں وسعت دی، ایک فرمان کا حکم دیا جس میں اُنھیں ہدایت تھی اور جو بیعت وہ کر چکے تھے یاد دلائی گئی تھی اللہ کا حق جوان پر ہے اور اس معاملے میں جو امیر المومنین کا حق ہے اُنھیں سمجھایا گیا تھا کہ اُس بیعت سے اُن کا نکلنا جس میں وہ خوشی سے داخل ہوئے تھے اللہ کے دین سے نکلنا ہے، اللہ اور اُس کے رسول سے علیحدہ ہو جانا ہے، اپنی عورتوں اور اپنے مالوں کو اپنے اوپر حرام کر لینا ہے، اُن کے اس بیعت کو تھامے رہنے ہی میں دین کی سلامتی ہے، نعمت کی بقا ہے، اُن پر عذاب آنے سے حفاظت ہے، اُن کی جانب سے جو مصیبت پیش آئی اُس کے عوض میں اعلیٰ درجے کے عطایا اور بلند ترین مرغوب اشیا اور اعلیٰ مراتب کے ساتھ اُنھیں مخصوص کرنے اور مجلسوں میں اُنھیں سب کے آگے رکھنے کا حکم نافذ فرمایا، باایں ہمہ ان کی سرکشی نہ گئی، پھر امیر المومنین نے اپنے خیر خواہ، امین، وعقیدتمند غلام آزاد محمد بن عبد اللہ کو اُن کے معاملات کے درست کرنے اور اُنھیں حق کی طرف بلانے کے لیے مقرر کیا کہ وہ اُس کی طرف رجوع کریں، اگر اُن کی سرکشی باقی رہے اور وہ اپنی گمراہی میں عجلت کرتے رہیں تو پھر اُن سے لڑیں،

محمد بن عبد اللہ نے ان سرکشوں کو مہلت دینے، سمجھانے اور ہدایت کرنے میں دیر نہیں کی، حالانکہ اس معاملے میں یہ لوگ اہل بغداد کا اُن کا خون بہانے کی، اُن کی عورتوں کو قید کرنے کی اور اُن کے اموال لوٹنے کی دھمکی دینے میں

اپنی آوازیں بلند کر رہے تھے، قبل اس کے جو کچھ اُن راستوں پر جنھیں اہل شرک استعمال کرتے ہیں لوٹ مار کے لیے اُن کی روانگی ہوا کرتی تھی، جب اُنھیں اپنے لیے لوٹ کا امکان ہوتا تھا تو اس طرف جھک پڑتے تھے، جس آبادی پر گزرتے ویران کر دیتے، جو مسلم یا غیر مسلم عورت ملتی اُسے حلال سمجھتے، جو عاجز مسلمان نظر آتا اُسے قتل کر دیتے، جو ذمّی دکھائی دیتا اُسے گرفتار کر لیتے تھے، یہاں تک کہ بہت سے لوگ ان خبروں کو سُن سُن کے وطن چھوڑ بھاگے، اپنے مکانات اور گھر چھوڑ گئے، اور امیر المومنین کے دروازے پر اُن کے شر سے بچنے کے لیے فریاد کی کہ ان سرکشوں نے وتیرہ بنا لیا ہے کہ امیر سامنے آیا تو اُس کا لباس امارت چھین لیا، پردہ دار پر گزرے تو عورتوں اور بچوں کا پردہ چاک کر دیا، نہ کسی مومن کے بارے میں عہد اور ذمے کی حفاظت کرتے ہیں نہ کسی مسلمان کی پردہ دری اور اُس کے ناک کان کاٹنے میں توقف روا رکھتے ہیں، اور نہ اُس خون اور حرمت سے باز آتے ہیں جسے اللہ نے حرام کیا ہے، نصیحت کا اُنھوں نے جنگ سے استقبال کیا، وعظ کا مقابلہ گناہ پر اصرار کرنے سے کیا حق کی تعلیم کا معارضہ اُنھوں نے باطل پر مستقل رہنے سے کیا، باب الشماسیہ کے قریب آ گئے،

محمد بن عبد اللہ ولی امیر المومنین نے باب الشماسیہ، نیز بغداد کے اُن سب دروازوں پر جن کا راستہ اُدھر سے گزرتا ہے، پوری تعداد میں لشکر اور اُس کے معاون ترتیب وار مقرر کر دیے تھے، اپنے پروردگار پر توکل جن کی جائے پناہ تھی، اُس کی طاعت کو مضبوط پکڑنا جن کے قلعے تھے، تکبیر (اللہ اکبر کہنا) اور تہلیل (لا الہ الا اللہ کہنا) دشمن کے مقابلے میں جن کا طریقہ تھا، محمد بن عبد اللہ اُنھیں اُن چیزوں کی حفاظت کا حکم دیتا تھا جو اُن کے قریب تھی، اور جنگ سے بچنے کا جب تک کہ گنجائش ہو، اُنھیں نصیحت شروع کی اور نگران بیعت شکن گمراہوں نے بالمقابل جنگ شروع کر دی، چند روز تک اپنی جماعتوں اور لشکروں کے ذریعے سے زیادتی کرتے رہے اپنی کثرت تعداد پر نازاں تھے کہ اُن پر کوئی غالب آنے والا نہیں، اللہ کو نہیں جانتے تھے کہ اُس کی قدرت اُن کی

طاقت سے زیادہ ہے، تقدیر الٰہی اُن کے ارادے کے خلاف نافذ ہو چکی اور اُس کے احکام انصاف کرنے والے اہل حق کے لیے جاری ہو چکے،

نصف صفر یوم شنبہ ہوا تو وہ لوگ مع اپنی تمام جماعتوں کے باب الشماسیہ پر آگئے، اپنے جھنڈے اُنھوں نے پھیلا دیے تھے، اور آپس میں اپنا شعار پکار پکار کے بیان کر رہے تھے، ہتھیار سنبھال رہے تھے، اور اُنھیں سے اُس پر ابتدا ہوئی جس نے اُنھیں دیکھ لیا اُسی سے ابتدا کر دی، بجز خوں ریزی اور عورتوں کے قید کرنے اور مال کو مباح سمجھنے کے اور کوئی کام نہ تھا، نصیحت شروع کی جو اُنھوں نے نہ سُنی، عوض میں جنگ شروع کر دی اور کچھ توجہ نہ کی، اور کھلم کھلا جنگ شروع کر دی، آخر اولیائے خلافت نے بھی اُن کی طرف جلدی کی، اللہ سے اُن کے مقابلے میں مدد مانگی، اللہ کے ساتھ اُن کا بھروسہ مضبوط ہو گیا، اور اس کی وجہ سے اُن کی بصیرتیں تام و کامل ہو گئیں، اُس دن عصر کے وقت تک اُن کے درمیان برابر جنگ رہی، اللہ تعالیٰ نے اُن کے حامیوں اور سواروں اور رئیسوں اور اُن کے باطل کے پیشواؤں میں سے ایک جماعت کو قتل کر دیا، جن کی تعداد بہت زیادہ ہے، بہتیروں کو زخم شدید پہنچا،

جب اللہ کے اور اللہ کے دین کے دشمنوں نے یہ دیکھا کہ اُن کے گمان جھوٹے کر دیے گئے اور اُن کے اور اُن کی آرزوؤں کے درمیان حسرتیں حائل ہو گئیں اور وہی اُن کا انجام بنا دی گئیں، تو اُنھوں نے سامرا سے ترکوں اور مغربیوں کا ایک لشکر جو تیاری اور جماعت اور قوت اور ہتھیاروں میں تھے، غربی جانب کے ارادے سے بلوایا کہ اپنے بھائیوں کو شرقی جانب دشمنوں کے مقابلے میں مشغول کر کے یکایک غربی جانب کے باشندوں پر پہنچ جائیں، محمد ابن عبد اللہ غلام آزاد کردۂ امیر المومنین نے دونوں جانبوں کو آدمیوں اور لشکر سے بھر دیا تھا، ہر طرف اُن لوگوں کو مقرر کر دیا جو اُس کی حفاظت و نگرانی قائم رکھیں اور اُن کے دشمنوں کے شر کو عیت سے روکیں، دروازوں میں سے ہر دروازے پر ایک سردار کو مع جماعت کثیرہ کے مقرر کر دیا، دیوار پر اُن لوگوں کی باری مقرر کر دی جو رات میں اور دن میں اُس کی نگرانی کریں، آدمیوں کو پھیلا دیا کہ

وہ اللہ کے دشمنوں کی خبروں سے اُن کی حرکات اور اُن کے اُٹھنے اور قیام کرنے اور اُن کے تصرف کے بارے میں آگاہ کرتے رہیں، تاکہ وہ اُن کے ہر حال کا ایک ایسے حال سے معاملہ کرے جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ اُن کے بازوؤں میں کمزوری پیدا کر دے۔

۱۹ صفر چارشنبہ کو وہ لشکر پہنچ گیا جس کی نسبت تجویز تھی کہ باب قطربل کے مغربی جانب مقیم ہو، وہ لوگ دجلے کے شرقی جانب بیعت توڑنے والے لشکریوں کے مقابلے میں ٹھیر گئے جو اتنی تعداد میں تھے جن کی فضا اور خلا ہی میں گنجائش نکل سکتی اور کشادہ میدان کی وسعت و پہنائی ہی میں اُن کی سمائی تھی، انھوں نے آپس میں یہ قرار دے لیا تھا کہ ایک دم سے سب دروازوں کے قریب پہنچ جائیں تاکہ وفادار فوج مختلف سمتوں سے اُن کی جنگ میں مشغول ہو کر اُن سے کمزور ہو جائے اور وہ اپنے حق پر اپنے باطل کے ذریعے سے غالب آجائیں، یہ ایسی امید تھی جسے اللہ نے جھوٹا کر دیا اور ایسا نامراد گمان تھا جس میں اللہ کا حکم جاری ہو چکا تھا۔

محمد بن عبد اللہ نے محمد بن ابی عون اور بندار بن موسیٰ طبری آزاد غلام امیر المومنین اور عبد اللہ بن نصر بن حمزہ کو اُن کے قریب باب قطربل کی جانب کھڑا کر کے ہدایت کر دی تھی کہ اللہ سے ڈریں، اُس کی طاعت کریں، احکام الٰہی پر کاربند رہیں، کتاب اللہ پر عمل پیرا رہیں، جنگ سے اُس وقت تک توقف کریں جب تک کہ نصیحت کانوں تک پہنچے اور حجت اُن کے عاجلانہ شر اور اصرار کے مقابلے میں نازل ہو جائے، وہ ایک جماعت میں گھس گئے جو اُن کی جماعت کے مقابل تھی اس طرح سے کہ اللہ کا حق اُن پر ظاہر کر رہے تھے اور اپنے دشمن کے مقابلے میں جلدی کرتے تھے، اور اُن کی خطا کا یقین رکھتے تھے، اُن کا چلنا ثواب آخرت اور جزائے دُنیا کے بھروسے پر تھا، انھیں اور اُن کے ہمراہیوں کو اللہ کے دشمن اس حالت میں ملے کہ انھوں نے اپنے گھوڑے اُن کی طرف چھوڑ دیے تھے، اُن کے سینوں کے لیے اپنے خنجر تیار کر لیے تھے انھیں اس میں شک نہ تھا کہ وہ لوگ لوٹنے والے کی لوٹ ہیں اور چھیننے والے کی غنیمت،

انھوں نے اُن لوگوں کو نصیحت کی ایسی ندا دی جو اُن کے کانوں تک پہنچنے والی تھی جسے اُن کے کانوں نے بہادیا اور اُن کی آنکھیں اُس سے نابینا ہوگئیں،
مقابلے میں اولیائے خلافت نے کمال دلجمعی و یقین کے ساتھ اللہ کی تصدیق کی کہ اللہ اُن کے بارے میں اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرے گا، اُن پر گھوڑے دوڑنے لگے اور بار بار اُن پر لوٹنے لگے، نیزوں سے کونچنا اور تلوار سے مارنا اور تیروں کا چلنا شروع ہوگیا، جب اُنھیں زخم لگا، درد محسوس ہوا، جنگ نے اپنے دانتوں سے اُنھیں زخمی کردیا، اور لڑائی کی چکی اُنھیں پیسنے لگی تو اُنھوں نے اپنی پشت پھیرلی، اللہ نے اُن میں اپنا خوف ڈال دیا، ایک جماعت کثیرہ مقتول ہوئی جو بذریعۂ توبہ اللہ کے عذاب سے نہ بچے اور نہ بذریعۂ امانت اُس کی دار و گیر سے محفوظ رہے، دوسری جماعت نے مقابلہ کیا، کشتی میں سوار ہوکر اُن کے لشکر کے گمراہ گروہ جو اُن کے منتخب لوگوں میں سے تھے ایک ہزار آدمی اُن کی گمراہی پر مددگار بن کر باب الشماسیہ پر عبور کر آئے، محمد بن عبداللہ نے خالد بن عمران اور شاہ بن میکال آزاد غلام طاہر کو مامور کیا، وہ ایسی بصیرت کے ساتھ گھس گئے جس کو کوئی کمزوری کم کرنے والی نہ تھی، اور ایسی نیت کے ساتھ جس میں کوئی خطا شامل نہ تھی اُن دونوں کے ہمراہ عباس بن قارن آزاد غلام امیر المومنین بھی تھا،
شاہ مع اپنی ہمراہ جماعت کے جب اللہ کے دشمنوں تک پہنچ گیا تو اُس نے اُن مقامات پر پہرے بٹھادیے جہاں چھپ چھپ کے داخل ہونے کا اندیشہ تھا پھر اُس نے اور اُس کے ہمراہ جو نامور تجربہ کار سردار گئے تھے اُنھوں نے حملہ کردیا جنھیں نہ کوئی وعید اور دھمکی بہکا سکتی تھی! اور نہ انھیں اللہ کی جانب سے مدد اور تائید میں شک تھا، اُنھوں نے اُن میں اپنی تلواریں چلادیں جو اللہ کے احکام اُن پر جاری کررہی تھیں، یہاں تک کہ اُنھیں اُن کی اُس چھاؤنی سے ملادیا جہاں وہ جمع ہوکے گناہ کررہے تھے، اُن کی ہر شے ہتھیار اور چوپائے اور آلات حرب سب اُن سے چھین لیے، کتنے ہی مقتول تھے جس کا جسم اُس کے مقتل میں چھوڑ دیا گیا تھا اور اُس کا سر ایسی جگہ منتقل کردیا گیا تھا جہاں دوسرے کے لیے عبرت تھی، کتنے ہی شخص تلوار سے غرق کی طرف پناہ لینے والے تھے، اللہ نے

انھیں اُن کے خوف سے پناہ نہ دی، کتنے ہی اسیر گرفتار تھے جو اولیاء اللہ اور اُس کے گروہ کے مکان کی طرف ہنکائے جا رہے تھے، کتنے ہی بھاگنے والے زخموں کی وجہ سے جن کی روح پرواز کر رہی تھی ایسے تھے کہ اللہ نے اُن کے قلب میں خوف بٹھا دیا تھا،

بحمد اللہ انتقامی عقوبت دونوں فریق پر واقع ہوئی جو اُن میں سے جانب غربی سے آیا اور جو شرقی جانب عبور کر کے اُن کے پاس اعانت کو آیا، ان میں سے کسی نجات پانے والے کو نجات نہ ملی، نہ کوئی پناہ مانگنے والا توبہ کی وجہ سے پناہ پا سکا، نہ کسی رجوع کرنے والے نے اللہ کی طرف رجوع کیا، چار فرقے تھے جنھیں دوزخ نے گھیر لیا اور فوری عذاب اُن پر آ گیا، یہ نصیحت و عبرت ہے اہل عقل کے لیے، سب لوگ حق تعالیٰ کے اس ارشاد کے مصداق ہو گئے مدا ے نبی) کیا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جنھوں نے اللہ کی نعمت کو کفر سے بدل دیا، اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر جہنم میں اُتار دیا، وہ سب اُس میں داخل ہوں گے، اور وہ کس قدر بُرا ٹھکانا ہے،

اولیاء اللہ اور اُس فرقے کے درمیان جو شرقی جانب تھا اُس وقت تک جنگ برابر جاری رہی اور قتل اُن کے سرداروں میں مجتمع رہا اور زخم بھی اُن میں پھیلتے رہے، یہاں تک کہ جب اُنھوں نے وہ ہلاکت دیکھ لی جو اللہ نے اُن کی جماعتوں پر نازل کی تھی اور جو عذاب و مصیبت اُن میں پہنچا نیز یہ کہ کوئی اللہ سے اُن کا بچانے والا نہ تھا، اور نہ اُس کے اولیا سے کوئی پناہ اور رجوع کی جگہ، تو اُنھوں نے اس حالت میں پشت پھیر لی، شکست خوردہ اور زخمی اور مصیبت زدہ تھے، اللہ نے انھیں اپنے گمراہ بھائیوں اور گمراہ کرنے والے فرقوں میں عبرتیں دکھا دی تھیں، جو کچھ اُن کے دلوں میں تھا سب جاتا رہا جب کہ اُنھوں نے اللہ کی مدد اُس کے لشکر کے ساتھ اور اُس کا غلبہ اُس کے اولیا کے ساتھ دیکھا، سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں کہ گمراہوں کو، اپنے دین سے پھرنے والوں کو، باغیوں کو، عہد کے توڑنے والوں کو، اُن گمراہوں کو مٹانے اور میٹ دینے والا ہے جو اہل حق کے گروہ سے خارج ہیں، ایسی تعریف جو اُس کی رضا تک پہنچانے والی ہے

اور اُس کی بہتر اور زیادہ رضامندی کی باعث ہے، اللہ رحمت کاملہ نازل کرے ابتدا میں بھی انتہا میں بھی محمد اپنے بندے اور اپنے رسول پر جو اُس کے راستے کی طرف ہدایت کرنے والے اور اُس کے حکم سے اُس کی طرف بلانے والے ہیں، اور سلام کامل نازل فرمائے، سعید بن حمید نے (یہ مضمون) ۷ ۔ صفر یوم شنبہ سنہ ۲۵۱ھ کو لکھا،

انجام ہنگامہ

محمد بن عبداللہ بن طاہر ۱۸ صفر یوم سہ شنبہ کو سواری پر باب الشماسیہ گیا اور بغداد کی دیوار (شہر پناہ) کے علاوہ باب الشماسیہ سے تین دروازوں تک جتنے مکانات دکانیں اور باغ تھے سب کے کھودنے اور کھجوریں اور دوسرے درخت کاٹنے کا حکم دیا کہ وہ جانب اُس شخص پر وسیع ہو جائے جو اُس میں جنگ کرے، علاقہ فارس و اہواز سے ستر سے زائد مال کے گدھے بغداد بھیجے گئے، جیسا کہ بیان کیا گیا منکجور بن قارن الاشروسنی قائد لا رہا تھا، ترکوں اور ابو احمد نے ابن بابک کو تین سو سوار و پیادہ کی جماعت میں طارستان روانہ کیا کہ جب وہ مال پہنچے تو اُسے لے لیں، محمد بن عبداللہ نے اپنے ایک قائد یحییٰ بن حفص کو مال لانے کے لیے بھیجا، اُس نے ابن بابک کے خوف سے وہ مال طارستان سے پلٹا دیا، جب ابن بابک کو یہ معلوم ہوا کہ وہ مال اُس سے بچ گیا تو اپنے ہمراہیوں کو لے کر نہروان گیا، اُس کے ہمراہی لشکر نے وہاں کے باشندوں کو قتل کر کے اکثر کو نکال دیا پُل کی کشتیوں کو جلا دیا جو بیس سے زائد تھیں اور سامرا واپس آگیا، محمد بن خالد بن یزید آیا جسے مستعین نے جزیرے کی سرحدوں کا حاکم بنا دیا تھا، شہر بلد میں ٹھیر کر وہ اُس لشکر و مال کا منتظر تھا جو اُس کے پاس پہنچنے والا تھا، جب ترکوں کی حالت میں اضطراب اور مستعین کا دخول بغداد میں ہو گیا اُس وقت سوائے رقہ کے راستے کے اُسے بغداد جانا ناممکن ہو گیا، وہ اپنے خاص خاص لوگوں کے ہمراہ جو قریب چار سو سوار و پیادہ تھے اُس طرف گیا، وہاں سے بغداد اُتر گیا جہاں ۱۸ صفر یوم سہ شنبہ کو پہنچا، محمد بن عبداللہ بن طاہر کے گھر گیا تو اُس نے اُسے پانچ خلعت دیئے جو ریشمی اور سنہری تار کے اون و ریشم ملے ہوئے نقشی اور سیاہ تھے، ایک بڑے لشکر کے ساتھ ایوب بن احمد کی

جنگ کے لیے روانہ کیا، چنانچہ اُس نے اُسے فرات کے کنارے پالیا، اُس سے جنگ کی جو ایک قلیل جماعت میں تھا، محمد بن خالد کو شکست ہوئی، یہ اپنی جائداد کی طرف سواد میں چلا گیا،

سعید بن حمید سے مذکور ہے کہ جب محمد بن عبد اللہ کو محمد بن خالد کی شکست کی خبر پہنچی تو اُس نے کہا کہ عرب میں سے کوئی فلاح نہیں پا سکتا مگر یہ کہ اُس کے ہمراہ نبی ہو کہ اللہ اُس کے سیلے سے اُس کی مدد کر دے، اُسی دن باب الشماسیہ پر ترکوں کو شکست ہوئی، جو اُس دروازے پر گئے تھے، اُس پر اُنھوں نے نہایت سخت جنگ کی یہاں تک کہ اُنھیں شکست دے دی جو اُس دروازے پر تھے، اُس گوپھن پر جو باب الشماسیہ کے بائیں جانب نصب تھا مٹی کا تیل اور آگ ڈالی مگر آگ اُس میں کارگر نہ ہوئی جو لشکر اُس دروازے پر تھا وہ اُس پر غالب آگیا یہاں تک کہ اُن کی قیام گاہ سے اُنھیں ہٹا دیا اور اُس دروازے سے اُنھیں نکال دیا، وہ اہل بغداد کی ایک قلیل جماعت کو قتل اور جماعت کثیر کو تیروں سے زخمی کر چکے تھے، اُس وقت محمد بن عبد اللہ نے وہ عرادات (پتھر پھینکنے والے آلات) اُن کی طرف بھیجے جو چھوٹی بڑی کشتیوں میں لدے ہوئے تھے، ان لوگوں نے نہایت سختی سے پتھر مارے، اُن میں سے ایک جماعت کثیرہ کو جو قریب سو آدمی کے تھے قتل کر دیا، وہ لوگ دروازے سے کنارے ہٹ گئے، ایک مغربی نے دیوار شماسیہ میں میخ گاڑ دی اور اُس سے لپٹ گیا اور چڑھ گیا تو اُسے دیوار کے محافظوں نے گرفتار کر لیا اور اُسے قتل کر کے اُس کا سر گوپھن میں رکھ کر ترکوں کے لشکر میں پھینک دیا، اُس وقت وہ اپنی چھاؤنی واپس چلے گئے۔

مذکور ہے کہ اُس دن ایک شخص کو جو نیم عرب لوگوں میں سے باب الشماسیہ پر محافظ مقرر تھا اُن ترکوں اور مغربیوں کی کثرت نے جو باب الشماسیہ پر اُتر آئے تھے اُسے گھبرا دیا، وہ لوگ اپنے جھنڈوں اور ڈھولوں کے ساتھ اُس دروازے کے قریب ہو گئے تھے، ایک مغربی نے دیوار پر ایک میخ لگائی تو محافظ دیوار نے یہ ارادہ کیا کہ وہ یا مستعین یا منصور کہہ کر چلائے مگر غلطی کی اور

یا معتز یا منصور چلانے لگا، دوسرے محافظ دروازہ نے مخالف سمجھ کے اُسے قتل کر دیا، اُس کا سر محمد بن عبداللہ کے گھر بھیج دیا، جس نے اُس کے لٹکانے کا حکم دیا، اُس کی ماں اور بھائی اُس کا دھڑ محمل میں رکھ کر چلاتے ہوئے اور اُس کا سر مانگتے ہوئے آئے مگر انھیں نہیں دیا گیا، اور باب الجسر پر لٹکا رہا یہاں تک کہ جب اور سر اُتارے گئے تو وہ بھی اُن کے ساتھ اُتارا گیا،

۲۳ صفر شب جمعہ کو ترکوں کی ایک جماعت باب البردان پہنچی اُس کا وکیل محمد بن رجا تھا، یہ واقعہ اُس کے علاقہ واسط جانے سے قبل ہوا، اُن میں سے چھ آدمی مقتول اور چار گرفتار ہوئے، الدرغمان شجاع اور بہادر تھا، کسی دن ترکوں کے ساتھ باب الشماسیہ گیا تو اُس پہ گوپھن کا پتھر پھینکا گیا جو اُس کے سینے پر لگا، اُسے سامرا واپس کیا گیا مگر وہ بصری اور عکبرا کے درمیان مر گیا، لاش سامرا بھیجی گئی، یحییٰ بن العلی قائد مغربی نے بیان کیا کہ وہ کسی دن الدرغمان کے پہلو میں تھا کہ یکایک اُس پر ایک تیر آیا جو اُس کی آنکھ میں لگا پھر ایک پتھر لگا جس نے اُس کا سر اُڑا دیا، آخر مردہ لاد کے لایا گیا،

علی بن حسن راجی سے مذکور ہے کہ رامیوں یعنی منجنیق چلانے والوں کی ایک جماعت باب الشماسیہ کی دیوار پر جمع تھی، ایک مغربی اُس دروازے کے قریب آرہا تھا، نیچے کا حصہ کھول دیا تھا، ہوا خارج کر رہا تھا اور چلا رہا تھا کہ میں نے ایک تیر نکال کے ایسا مارا کہ نیچے سے نکل کے حلق سے جا نکلا اور مر کے گر پڑا، اُس دروازے سے ایک جماعت نکلی جس نے اُسے مصلوب کی طرح لٹکا دیا، بعد کو مغربی آئے اور اُسے اُٹھا لے گئے،

بیان کیا گیا ہے کہ قطربل کے دن ترکوں کی شکست کے بعد بدمعاش لوگ سامرا میں جمع ہوئے اور معتز کی حکومت میں کمزوری دیکھی تو انھوں نے زیور اور تلوار والوں اور صرافوں کا بازار لوٹ لیا، جو سامان پایا سب لے لیا، تجار معتز کے بھائی ابراہیم موید کے پاس جمع ہوئے، اُس سے اس واقعے کی شکایت کی اور اس امر سے آگاہ کیا کہ ہمارا مال حکومت کی حفاظت میں تھا، اہل حکومت ضامن تھے کہ محفوظ رہے گا، موید نے نہایت ناگوار چشم و ابرو سے جواب دیا کہ تمھیں مناسب

یہ تھا کہ اپنا سامان اپنے گھروں کو لے جاتے۔

نجوبہ بن قیس بن ابی السعدی ۲۲ صفر یوم شنبہ کو اُن اعراب کو لایا جن کے لیے حصّہ مقرر کیا گیا تھا، وہ چھ سو پیادے اور دو سو سوار تھے، اسی دن اہل طرسوس کے معززین میں سے دس آدمی آئے جو بلکاجور کے شاکی تھے اور گمان کرتے تھے کہ معتز کی بیعت کی خبر اُسے مل گئی، بلکاجور فرمان پہنچنے کے دو گھنٹے بعد نکلا اور معتز کی بیعت کی دعوت دی، اور سرداروں اور سرحد والوں سے بیعت لے لی، اکثر نے بیعت کر لی اور بعض اُن میں سے رُکے رہے، رُکنے والوں پر مار پڑی بیڑیاں پہنائی گئیں اور قید کر لیے گئے، بیان کیا گیا ہے کہ جب اُس نے زبردستی بیعت کے لیے اُنھیں پکڑا تو وہ رُکے اور بھاگ گئے، وصیف نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ اُس کو دھوکا دیا گیا ہے، جو شخص اُس کے پاس معتز کا فرمان لایا تھا وہ لیث بن بابک تھا، اُس نے اُس سے بیان کیا کہ مستعین مر گیا تو لوگوں نے معتز کو اُس کا جانشین کر دیا، پھر وہ گروہ بہت جمع ہو گیا جو بلکاجور کا شاکی تھا کہ اُس نے عمداً ایسا کیا، یہ بھی شکایت کرتے تھے کہ وہ بنی واثق میں دیکھا گیا تھا،

۲۶ صفر چارشنبہ کو بلکاجور کا خط ایک شخص کے ہمراہ آیا جس کا نام علی الحسین اور عرف ابن الصعلوک تھا، خط میں تھا کہ اُس کے پاس ابوعبداللہ ابن المتوکل کا فرمان آیا ہے کہ وہ خلیفہ بنا دیا گیا اور اُس کے لیے بیعت ہو گئی، جب اس امر کی تصدیق میں اُس کے پاس مستعین کا فرمان آیا تو اُس نے اُن لوگوں سے بیعت کی تجدید کی جنھوں نے اُسے قبول کر لیا تھا، وہ اُس کے مطیع و فرمانبردار ہیں، قاصد کے لیے ایک ہزار درہم کا حکم دیا جو اُس نے لے لیے، محمد بن علی ارمنی معروف بہ ابونصر کے شامی سرحدوں پر والی بنانے کا فرمان لکھا جا چکا تھا، پھر جب بلکاجور کے لیے فرمان آ گیا تو محمد بن علی ارمنی کی ولایت کا فرمان روک لیا گیا،

اسی سنہ میں ۲۴ صفر یوم دوشنبہ کو اسماعیل بن فراشہ تین سو سواروں کی جماعت میں علاقہ ہمدان سے آیا، اُس کا لشکر پندرہ سو تھا، کوئی پہلے آیا اور کوئی پیچھے، سب متفرق ہو گئے تھے، اپنے ہمراہ معتز کے ایک قاصد کو لایا تھا جو اُس کے پاس بیعت لینے کے لیے بھیجا گیا تھا، اُس نے اُس قاصد کو قید کر لیا،

اور ایک خچر پر بدون چار جامے کے مدینۃ السلام (بغداد) لے گیا، اسماعیل کو پانچ خلعت عنایت ہوئے،

ایک آدمی لایا گیا جس کے متعلق یہ بیان کیا گیا کہ وہ علوی ہے جو رے وطبرستان کے علاقے میں وہاں کے علویوں کے پاس جاتے ہوئے گرفتار کر لیا گیا، اُس کے ساتھ چوپائے اور غلام تھے، اُسے چند مہینے دار العامہ میں قید رکھا گیا، پھر ضمانت لے کے رہا کر دیا گیا،

اُسی روز موسیٰ بن بغا کا خط پڑھا گیا جس میں یہ ذکر تھا کہ معتز کا فرمان آیا، اُس نے اپنے ساتھیوں کو بلایا، حادثے کی خبر دی اور اُنھیں اپنے ہمراہ بغداد واپس چلنے کا حکم دیا، وہ تو نہ مانے مگر شاکریہ اور ابناء نے قبول کر لیا، ترکوں اور اُن کے مددگاروں نے اُس سے کنارہ کشی اختیار کی اور اُنھوں نے اُس سے جنگ کی، اُن میں سے ایک جماعت قتل کی گئی اور چند قید کیے گئے جو اُس کے ہمراہ آرہے تھے، خط پڑھنے کے وقت ابن طاہر کے گھر میں نعرۂ تکبیر بلند ہوا،

۲۵ صفر کو بصرے سے دس جنگی جہاز آئے، ہر ایک میں ایک ایک اندازہ گیر، اور تین مٹی کے تیل والے، ایک بڑھئی، ایک نانبائی، اور انتالیس جنگ آور جہاز راں تھے، ایک ایک میں، کشتیاں اُس جزیرے کی طرف لائی گئیں جو ابن طاہر کے مکان کے مقابل تھا، پھر اسی شب شماسیہ کی طرف کھینچی گئیں، جو لوگ اُن میں سوار تھے اُنھوں نے ترکوں پر آگ برسائی، پھر اپنی شماسیہ کی چھاؤنی سے پل والے ابو جعفر کے باغ کی طرف منتقل ہونے کا ارادہ کیا، لشکر کے روبہا ایسے موضع میں اُٹھ گئے جہاں آتشباری سے ضرر نہ پہنچ سکے،

۲۹ صفر کو ترک اور مغربی شرقی جانب سے بغداد کے دروازوں پر گئے، دروازے اُن کے روبرو بند کر دیے گئے اور اُنھیں تیروں اور منجنیقوں سے مارا گیا، فریقین کے لوگ مقتول ہوئے ایک بڑی جماعت مجروح ہوئی، عصر تک اسی طرح کرتے رہے،

اسی سال سلیمان بن عبداللہ جرجان سے طبرستان کی واپسی کے لیے روانہ ہوا، آمل سے اس طرح روانہ ہوا کہ ایک جماعت کثیرہ اور گھوڑے اور ہتھیار کے ساتھ نکلا، حسن بن زید کنارے ہٹ کے دیلم چلے گئے، اُس نے اپنے بھائی محمد بن طاہر کے بیٹے السلطان کو اپنے طبرستان جانے کو لکھا، یہ خط بغداد میں پڑھ لیا گیا، مستعین نے بغا صغیر آزاد غلام امیر المومنین کو اُس کی ایک نقل محمد بن طاہر کے ہاتھ پر فتح طبرستان اور حسن بن زید کی شکست کے متعلق لکھی کہ سلیمان بن عبداللہ ساریہ میں سلامت حال کے ساتھ داخل ہو گیا، قارن بن شہریار آزاد کردہ غلام امیر المومنین کے دونوں بیٹے جو رستم و مازیار کہلاتے ہیں، کم وبیش پانچ سو آدمیوں کے ساتھ اس فتح میں اُس کے پاس آئے، اہل آمل کی حاضری وفادارانہ تھی جو اپنی وفاداری کو ظاہر اور اپنی جگہ سے منتقل کیے جانے کی درخواست کرتے تھے، اُن کے پاس اتنی جماعت بھیج دی جس نے اُن کے سکون و وثوق میں ترقی کی، لشکر اُس کے سامنے کے دیہات اور راستوں پر گشت کرنے کے لیے روانہ کر دیا، قتل کرنے اور اسباب چھیننے کی ہر ایک کو پہلے ہی ممانعت کر دی، جو اس سے تجاوز کرے وہ سزا کا مستوجب ٹھیرا، اسد بن جندان کا خط علی بن عبداللہ طالبی مسمیٰ مرتعش کی مع اُس کے ہمراہیوں کے جو دو ہزار سے زائد تھے اور مع ابحیل کے دو رئیسوں کے جوڑی جماعت کے ساتھ تھے ہزیمت کے متعلق اُسے اُس وقت ملا جس وقت انھیں حسن بن زید کی شکست اور اُس کے وفاداروں کو اس علاقے میں داخل کرنے کی خبر ملی تھی، شہر آمل میں بڑے اچھے طریقے اور نمایاں عزت و سلامت کے ساتھ داخل ہوا، فتنے کے اسباب اُس سے جدا ہو گئے۔

اسی سال ۱۵ محرم کو علاء بن احمد کا خط آیا جو خراج و جائداد پر آرمینیہ میں بغا شرابی کا عامل تھا جس میں اُس علاقے کے دو آدمیوں کے حملے کی خبر تھی جن کا اُس نے نام بھی لکھا تھا، ان دونوں کے ساتھ اپنے قتال کا ذکر کیا تھا کہ دونوں نے ایک قلعے میں پناہ لے لی تو اُس نے اُس قلعے پر گوپھن لگا دیے یہاں تک کہ قلعے کو ہلا دیا، دونوں قلعے سے بھاگنے کے لیے نکل گئے، اُن کا حال پوشیدہ رہا، اور وہ قلعہ قبضے میں آگیا۔

اسی سال ۱۹ محرم کو ایک مورخ کا خط آیا جس میں اہل اردبیل کی شکست کا

اور اُن کے نام طالبی کے ایک خط کا ذکر تھا، طالبی نے اُن کے شہر کے چودہ دروازوں پر چودہ لشکر بھیجے کہ اُن کا محاصرہ کرلیں۔

اسی سال ایک مخبر کا خط اُس جنگ کے بارے میں آیا جو عیسیٰ بن الشیخ اور الموفق خارجی کے درمیان ہوئی، عیسیٰ کے موفق کو قید کرلینے، مستعین سے ضروری ہتھیار روانہ کرنے کی درخواست کی تھی کہ شہر میں ایسا ذخیرہ فراہم ہوجائے جس سے لشکر کو جنگ پر قوت حاصل ہو، حاکم کنارۂ نہر کو ایسی چار کشتیاں مع اُن کے سامان کے بھیجنے کو لکھ دے کہ وہ سامان اُن کشتیوں کے مقابلے کا ہو۔

اسی سال محمد بن طاہر کا عریضہ اُس طالبی کے بارے میں آیا جو رے اور اُس کے قرب وجوار میں نکلا تھا، جو لشکر اُس کے لیے تیار کیے گئے، جو فوج اُس کی طرف بھیجی گئی محمد بن طاہر کے محمدیہ جانے کے وقت حسن بن زید کا بھاگ جانا ابن طاہر کے لشکر کا محمدیہ کا احاطہ کرلینا، محمدیہ میں ابن طاہر کے داخل ہونے کے وقت راستوں اور کوچوں پر پہرہ مقرر کرنا، حسن بن زید کے آدمیوں کا پھیل جانا، یہ سب واقعات مذکور تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ابن طاہر کو محمد بن جعفر کی گرفتاری میں بغیر کسی ذمہ داری کے کامیابی دی، جو شخص محمد بن جعفر کی گرفتاری کے بعد علویوں میں سے رے میں دوبارہ آیا وہ احمد بن عیسیٰ بن علی بن حسین الصغیر بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اور ادریس بن موسیٰ بن عبد اللہ بن موسیٰ بن عبد اللہ بن حسن بن علی بن ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) تھے، یہ وہی ہیں جو حجاج کی روانگی مکہ کے وقت نکلے تھے، وہ جو طبرستان میں ہیں، وہ الحسن بن زید ابن محمد بن اسماعیل بن الحسن بن زید بن الحسن بن علی بن ابی طالب ہیں (رحمۃ اللہ علیہم ورضوانہ)،

اسی سال موسیٰ بن عبد اللہ الحسینی کے بھانجے یوسف بن اسماعیل علوی نے خروج کیا،

عیّاری

اسی سال ربیع الاول میں محمد بن عبد اللہ نے یہ حکم دیا کہ بغداد کے عیاروں کے لیے کافر کوب (ہتھیار) بنائے جائیں، اُس میں آہنی میخیں لگائی جائیں، مظفر بن سیسل کے گھر میں یہ کام ہو، وہ لوگ جنگ میں

بغیر ہتھیار آجاتے تھے، دشمن کو اینٹ سے مارا کرتے تھے، منادی کو حکم دیا تو اُس نے ندا دے دی کہ جو شخص ہتھیار لینا چاہے وہ دار المظفر میں حاضر ہو، ہر طرف کے عیار وہاں پہنچ گئے، وہ ہتھیار اُن میں تقسیم کردیے گئے اور اُن کے نام لکھوا دیے گئے، اُن پر ایک شخص کو رئیس بنایا گیا جس کا نام ینتویہ اور کنیت ابوجعفر تھی، کچھ اور لوگ بھی تھے جن میں ایک کو دونل، دوسرے کو دمحال، تیسرے کو ابونملہ اور چوتھے کو ابوعصارہ کہا جاتا تھا، ان میں سے سوائے ینتویہ کے اور کوئی ثابت قدم نہیں رہا، ینتویہ برابر جانب غربی کے عیاروں پر سردار رہا یہاں تک کہ یہ فتنہ ختم ہوگیا، جب عیاروں کو کافر کوب دے دیے گئے تو وہ بغداد کے دروازوں پر پھیل گئے، ترکوں اور اُن کے پیروی کرنے والوں میں سے قریب پچاس آدمیوں کو اُسی روز قتل کر ڈالا، خود اُن کے دس آدمی مقتول ہوئے، اُن میں سے پانچ سو تیر انداز نکال لے گئے اُنھوں نے ترکوں سے دو جھنڈے اور دو سیڑھیاں لے لیں،

آشوب ترک

اسی سال نجوبۃ بن قیس کی علاقۂ بزوغی میں ترکوں کی ایک جماعت سے جنگ ہوئی، اُس نے اور محمد بن ابی عون وغیرہما نے اُن کا مقابلہ کیا، ترکوں میں سے اُنھوں نے سات گرفتار اور تین قتل کیے، بعض ان میں سے اپنی جان لے کے پانی میں بھاگے پھر بعض ڈوب گئے اور بعض بچ گئے،

شورِ عجم

احمد بن صالح بن شیرزاد سے مذکور ہے کہ اُس نے قیدیوں میں سے ایک شخص سے اُس جماعت کی تعداد دریافت کی جس کا نجوبۃ نے مقابلہ کیا تھا، اُس نے کہا کہ ہم لوگ چالیس آدمی تھے، ہم لوگوں نے نجوبۃ اور اُس کے ہمراہیوں سے صبح کے وقت مقابلہ کیا، ہمارے تین آدمی مارے گئے، تین غرق ہوئے، آٹھ قید ہوگئے، اور باقی چھپ گئے، عامل اوانا کا جھنڈا، جوشن اور اٹھارہ گھوڑے گرفتار کر لیے گئے، عامل اوانا ہارون بن شعیب کا بھائی تھا، واقعۂ اوانا چارشنبہ کو ہوا، اور نجوبۃ اور عبداللہ بن نصر بن حمزہ کے لشکر نے اسلحہ سے آراستہ ہو کے قطربل میں قیام کیا،

فتنۂ عرب

جیسا کہ مذکور ہے، ینتویہ اور اُس کے ساتھ والے عیار انھیں ایام میں کسی دن باب قطربل سے نکلے، ترکوں کو گالیاں دیتے ہوئے

روانہ ہوئے یہاں تک کہ قطربل سے بڑھ گئے، اُن کے مقابلے کے لیے ترکوں میں سے جسے کشتی میں سوار ہونا تھا وہ تیر چلاتا ہوا سوار ہوا، اُن میں سے ایک آدمی کو قتل اور دس کو زخمی کر دیا، عیار ایک دم سے انھیں پتھر مارنے لگے، سب کو زخمی کر دیا، وہ لوگ اپنی چھاؤنی واپس چلے گئے نہبتویہ کو ابن طاہر کے گھر میں بلا کے حکم دیا گیا کہ وہ سوائے یوم جنگ کے اور کسی دن حملہ نہ کرے، اُسے کنگن پہنایا گیا اور اُس کے لیے پانچ سو درہم کا حکم دیا گیا،

۱۴ ربیع الاول کو علاقۂ الرقہ سے مزاحم بن خاقان آیا، اُس نے سرداروں اور بنی ہاشم اور دفتری حکام کو اپنی ملاقات کا حکم دیا، وہ خراسانی اور ترک اور مغربی جو اُس کے ماتحت تھے سب اُس کے ہمراہ آئے، قریب ایک ہزار آدمی کے تھے، ہمراہ ہر قسم کے آلات حرب تھے، مزاحم بن خاقان اس طرح بغداد میں داخل ہوا کہ دست راست پر وصیف، دست چپ پر بغا، عبید اللہ بن عبد اللہ بن طاہر بغا کی بائیں جانب اور ابراہیم بن اسحاق اُن کے پیچھے تھا، اس نمایاں تمکنت و وقار کے ساتھ جب وہ پہنچا تو اُسے سات خلعت دیے گئے، ایک تلوار اُس کے گلے میں ڈالی گئی، اُس کے دونوں بیٹوں میں سے ہر ایک کو پانچ پانچ خلعت دیے گئے، حکم دیا گیا کہ اُس کے لیے تین ہزار آدمی پیادہ و سوار مقرر کیے جائیں،

معتز نے موسیٰ بن اشناس اور اُس کے ہمراہ حاتم بن داؤد بن بیحور مع تین ہزار پیادہ و سوار کے روانہ کیا، اُس نے غربی جانب باب قطربل پر یکم ربیع الاول کو ابو احمد کے لشکر کے مقابل لشکر جمع کر دیا، ایک شخص عیاروں میں سے جو دیکویہ مشہور تھا ایک گدھے پر اور اُس کا نائب ایک دوسرے گدھے پر نکلا، اُن کے ساتھ ڈھالیں اور ہتھیار تھے، دوسرا شخص نکلا جس کی کنیت ابو جعفر تھی اور حجرمی مشہور تھا پانچ سو آدمیوں کے ہمراہ جن کے ساتھ کھلے ہوئے ہتھیار اور ڈھالیں تھیں، تلواریں اور چھریاں اُن کے پٹکوں میں تھیں، ہاتھ میں کافر کوب لیے تھے، سامرا سے آنے والا لشکر بغداد کی غربی جانب کے قریب ہو گیا، محمد ابن عبد اللہ کے ہمراہ جو وہ سردار تھے، ان کی فوج سوار ہو کے نکلی تماشائیوں میں سے

مخلوق کثیر نکل آئی، ابواحمد کے لشکر کے مقابل پہنچے، پانی میں اُن لوگوں کے درمیان ایک جماعت حائل تھی جو ابواحمد کے لشکر میں سے قتل ہوئی تھی، یہ پچاس آدمی تھے، عرب آگے بڑھے، یہاں تک کہ ڈیڑھ میل لشکر سے آگے بڑھ گئے، ابواحمد کے لشکر کے کشتی والے کشتی میں سوار ہو کر اُن کی طرف آئے، دونوں کے درمیان جنگ ہونے لگی، عربوں نے چند کشتی والے گرفتار کر لیے جن میں جنگ کرنے والے اور ملاح تھے، اُن سے تاوان لیا گیا،

محمد بن عبد اللہ واپس آگیا، ابن ابی عون کو حکم دیا گیا کہ وہ لوگوں کو واپس کر دے، ابن ابی عون تماشائیوں اور عوام کی طرف متوجہ ہوا جنھیں وہ واپس کرنا چاہتا تھا، اُنھیں سخت سُست کہا، گالیاں دیں اُنھوں نے بھی اُسے گالیاں دیں اُس نے اُن میں سے ایک آدمی کیا را جو مر گیا، اُنھوں نے اُس پر حملہ کر دیا مگر وہ اُن کے ہاتھوں سے بچ گیا، بغداد کے چار کشتی والے پیچھے رہ گئے تھے، جب ابن عون عوام سے شکست کھا کے واپس ہو رہا تھا تو ابواحمد کے لشکر والوں نے کشتی والوں کو دیکھ لیا، اُنھوں نے اُن کی تلاش میں کشتی والے روانہ کیے اُنھوں نے اُنھیں گرفتار کر لیا، ایک کشتی کو جلا دیا جس میں اہل بغداد کا عرادہ (پتھر پھینکنے والا آلہ) تھا، عوام فوراً ابن ابی عون کے گھر گئے کہ اُسے لوٹ لیں، اُنھوں نے بیان کیا کہ ابن ابی عون ترکوں سے مل گیا ہے، اُن کی مدد کی ہے اور اپنے آدمیوں کو شکست دے دی ہے، اس کے منحرف ہو جانے کے بارے میں محمد بن عبد اللہ سے گفتگو کی اور غل مچایا، محمد بن عبد اللہ نے مظفر بن سیسل کو اُس کے ماتحتوں کی ایک جماعت کے ساتھ روانہ کیا کہ وہ عوام کو واپس کر دے، اُنھیں ابن ابی عون کے سامان میں سے کچھ لینے سے روکے اور اعلان کر دے کہ اس کو معزول کر کے یہ خدمت اپنے بھائی عبید اللہ بن عبد اللہ کے سپرد کر دی ہے، مظفر گیا اور لوگوں کو محمد بن ابی عون کے گھر سے واپس کیا،

۱۹؍ ربیع الاول یوم پنجشنبہ کو سامرا سے بغداد آنے والا ترکی لشکر عکبراء پہنچا، ابن طاہر نے اپنے سرداروں میں سے بندار طبری اور اپنے بھائی عبید اللہ اور ابوالسنا اور مزاحم بن خاقان اور اسد بن داؤد سیاہ اور خالد بن عمران وغیرہم کو باہر روانہ کیا، وہ روانہ ہو کے قطربل پہنچے، اُس میں ترکوں کی پوشیدہ جماعت تھی،

جو اُن پر ٹوٹ پڑے اور اُن کے درمیان جنگ جاری ہوگئی، ترکوں نے انھیں اتنا ڈھکیلا کہ وہ دونوں دیواروں تک پہنچ گئے جو قطربل کے راستے میں تھیں، ابو السنا اور اسد بن داؤد نے نہایت شدید جنگ کی، ان دونوں میں سے ہر ایک نے چند ترکوں اور مغربیوں کو قتل کیا، ابو السنا لوٹا، اور لوگ بھی اُس کے ساتھ تھے، اُس نے ایک ترک سردار کو جس کا نام سُور تھا قتل کر کے اُس کا سر اُٹھا لیا، فوراً ابن طاہر کے مکان آیا اور اُسے لوگوں کی شکست کی خبر دے کے مدد مانگی، ابن طاہر نے مدد کا حکم دیا، ابو السنا کے گلے میں زیور پہنایا گیا، ہر طوق کا وزن تیس دینار تھا اور ہر کنگن ساڑھے سات مثقال کا، (ایک مثقال = ۴ ½ ماشہ) ابو السنا اُن لوگوں کی طرف مع اُس امدادی فوج کے جو تمام دروازوں سے نکالی گئی تھی واپس ہوا،

بیان کیا گیا ہے کہ محمد بن عبد اللہ نے ابو السنا کو اپنا مقام چھوڑنے اور سر کو خود لانے پر ڈانٹا کہ تو نے لوگوں کے ساتھ برائی کی، خدا تیرے ساتھ برائی کرے، یہ سر دیکھ اور اسے لانا دیکھ، محمد بن عبدوس (ابو السنا) واپس چلا گیا۔ لوگوں سے جدا ہو جانے کے بعد اسد بن داؤد نے نہایت شدید جنگ کی، وہ قتل کر دیا گیا، ترکوں سے اُس کا سر لے لینے کے بعد اہل بغداد کی ایک جماعت نے اُس کی جگہ جمع ہو کے ترکوں سے اُس کے جسم کو بچا لیا اور اُسے ایک کشتی میں بغداد اُٹھا لے گئے، ترک باب قطربل پہنچ گئے، لوگ اُن کے مقابلے میں نکلے، اُنھوں نے اُن کو نہایت سختی سے دروازے سے ڈھکیل دیا اور اُن کا تعاقب کر کے ایک کنارے کر دیا، ابن طاہر کے مکان پر چند سر آئے جو اُن لوگوں کے تھے کہ اُس دن ترکوں اور مغربیوں میں سے قتل کیے گئے تھے، حسب الحکم باب الشماسیہ پر لٹکا دیے گئے، ترک اور مغربی اہل بغداد پر قطربل کی طرف سے پلٹ پڑے، بغدادیوں میں سے بھی ایک مخلوق کثیر قتل ہوئی اور ترکوں میں سے بھی ایک مجمع عظیم مقتول ہوا، بندار اور اُس کے ہمراہی رات تک اُن سے قتال کرتے رہے، بندار جس وقت لوگوں کو واپس لایا دروازے بند ہو چکے تھے، ابن طاہر کے حکم سے مظفر بن سیسل اور رشید بن کاؤس جن کے ہمرکاب ایک اور سردار بھی تھا، پانچ سو سواروں کو لے کر باب قطربل سے ابن اشناس کے لشکر کے علاقے کی طرف گئے، اُن کو انھوں نے امن و سکون کی حالت میں پایا، اُن میں سے قریب تین سو کے قتل اور ایک جماعت کو

قید کر کے واپس آ گئے،

مذکور ہے کہ اُسی دن ترک اور مغربی باب القطیعہ پہنچے، اُس حمام کے قریب نقب لگائی جو باب القطیعہ سے منسوب تھا، جو شخص سب سے پہلے نقب سے نکلا وہ قتل کر دیا گیا، آج کے دن زیادہ تر ترک اور مغربی مقتول اور بغدادی مجروح ہوئے،

کودکے برہدف زند تیرے

ایک جماعت سے میں نے سنا کہ اس جنگ میں ایک نابالغ لڑکا نکلا جس کے پاس ایک جھولی میں پتھر بھرے تھے، ایک ہاتھ میں گوپھن تھا جس سے وہ پتھر پھینکتا تھا، قادر اندازی کا یہ عالم تھا کہ اُس کا نشانہ ترکوں اور اُن کے گھوڑوں کے منھ سے کبھی خطا نہ کرتا، چار ترک جنگ کرنے والے سوار اُسے پتھر مار رہے تھے مگر سب نشانے سے خطا کر رہے تھے، وہ اُنھیں پتھر مار رہا تھا اور مطلق خطا نہیں کرتا تھا، گھوڑوں نے انھیں گرا دیا تھا،

برنیاید زپیر تدبیرے

ایک لڑکے کی یہ جوانمردی ترکوں نے دیکھی تو جا کے اپنے ہمراہ چار مغربی پیادے لائے جن کے ہاتھوں میں نیزے اور ڈھالیں تھیں، سب کے سب مل کے اس لڑکے پر حملہ کرنے لگے، دو آدمی اُس کے قریب آ گئے، اُس نے اپنے آپ کو دریا میں ڈال دیا، وہ دونوں بھی اُس کے پیچھے گھس گئے مگر اُسے نہ پایا، شرقی جانب پہنچ کے وہ نکل گیا، نکل کے اپنے حملہ آوروں کو للکارا، اللہ اکبر کا نعرہ لگایا، لوگوں نے بھی تکبیر کہی، آخر خائب و خاسر واپس گئے، اس کے قریب تک نہ پہنچ سکے،

آں نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من

بیان کیا گیا ہے کہ عبید اللہ بن عبد اللہ نے اُسی دن پانچ سرداروں کو بلا کے ہر ایک کو ایک طرف مقرر کیا، لوگ جنگ کے لیے روانہ ہو گئے، اُس نے دروازے کی طرف پلٹ کے عبد اللہ بن جہم سے کہا جو باب قطربل کی حفاظت پر مقرر تھا کہ خبردار جوانوں میں سے کسی کو تو نے شکست کھانے کے بعد اندر آنے دیا، معرکۂ جنگ گرم ہوا، زور و شور کا رن پڑا، پراگندہ مزاجوں میں انتشار پھیلا، آخر کو شکست ہو گئی،

ایں منم کاندر میان خاک و خوں بینی سرے

اسد بن داؤد ثابت قدم رہا یہاں تک کہ قتل کر دیا گیا، اپنے ہاتھ سے اُس نے تین آدمی مارے تھے، دور سے ایک تیر آیا جو اُس کے گلے میں لگا، اُس نے پشت پھیر لی کہ دوسرا

تیر آیا جو گھوڑے کی سرینوں میں لگا، گھوڑا الف ہو گیا اور ابن داؤد کو گرا دیا، اُس کے ہمراہ کوئی نہ ٹھیرا، ایک بیٹا رہ گیا مگر وہ بھی زخمی ہو گیا تھا، شکست کھا کے بھاگنے والوں پر دروازے کی بندش دشمنوں کے حملے سے بھی زیادہ سخت نکلی،

بیان کیا گیا ہے کہ اہل بغداد میں سے ستر قیدی بھیجے گئے اور تین سو سر، قیدی جب سامرا کے قریب پہنچے تو اُس شخص کو جو اُن کے ساتھ روانہ کیا گیا تھا یہ حکم دیا گیا کہ قیدیوں کو بغیر منھ ڈھانکے سامرا میں نہ لائے، اہل سامرا نے جب انھیں دیکھا تو بہت فریاد و زاری کی، اُن کی اور اُن کی عورتوں کی آوازیں نالہ و فریاد کے ساتھ بلند ہوئیں، یہ خبر معتز کو پہنچی، اُس نے ناپسند کیا کہ اپنے ہم نشینوں کے دل ناراض کر دے، اس لیے ہر قیدی کے لیے دو دینار کا حکم دیا، قتال کا انتقام ترک کر دیا، سروں کے متعلق حکم دیا، سب دفن کر دیے گئے،

قیدیوں میں محمد بن نصر بن حمزہ کا ایک بیٹا بھی تھا، اور ام حبیب کی باندی کا ایک بھائی بھی، پانچ آدمی معتز بن بغداد میں سے جو تماشائیوں کی جماعت میں سے تھے، ابن محمد بن نصر اپنے باپ کی جگہ قتل کر دیا گیا اور باب الشماسیہ کے سامنے لٹکا دیا گیا،

۲۶ ربیع الاول یوم پنجشنبہ کو ابو الساج مکے کے راستے سے قریب سات سو سواروں کی جماعت میں آیا، اُس کے ہمراہ اٹھارہ محمل تھے جن میں چھتیس بدوی بجرم خیانت قید تھے، بغداد میں اچھی صورت اور کھلے ہتھیاروں کے ساتھ داخل ہوئے، دار الخلافت گیا تو اُسے پانچ خلعت دیے گئے، تلوار گلے میں حمائل کی گئی، ہمراہیوں کے ساتھ اپنے مکان واپس آیا، اُس کے ہمراہیوں میں سے چار شخصوں کو خلعت دیے گئے تھے،

آخر ربیع الاول یوم دوشنبہ کو بیان کیا گیا ہے کہ ترکوں کی ایک جماعت باب الشماسیہ پہنچی، اُن کے ہمراہ معتز کا ایک فرمان محمد بن عبد اللہ کے نام تھا، انھوں نے اس کے پاس پہنچانے کو کہا، تو حسین بن اسماعیل نے پہلے تو انکار کیا، پھر مشورے کے بعد مان لیا، جمعہ کو تین سوار پہنچے، حسین بن اسماعیل نے ایک آدمی ساتھ کر دیا جس کے پاس ڈھال تلوار تھی، فرمان ملفوف تھا اُس نے لے لیا جو لفافے میں تھا اور محمد کے پاس پہنچا دیا گیا، اُس میں محمد کو اس قدیم عہد و پیمان کی حفاظت اور احترام کی نصیحت تھی جو اُس کے اور معتز کے درمیان ہوا تھا اُسے سب سے پہلا شخص ہونا چاہیے تھا

جس نے اُس کے معاملے اور اُس کی خلافت میں کوشش کی،

بیان کیا گیا ہے کہ جنگ کے بعد یہ پہلا فرمان تھا جو معتز کی جانب سے آیا،

۵ رربیع الآخر یوم شنبہ کو حبشون بن بغا الکبیر بغداد پہنچا، اُس کے ساتھ یوسف بن یعقوب قوصرہ آزاد کردہ الہادی مع اُس لشکر شاکریہ کے تھا جو موسیٰ بن بغا کے ماتحت تھا، تیرہ سو کے قریب شاکری جو رقّہ میں مقیم تھے وہ بھی شامل ہو گئے تھے، اُسے پانچ خلعت اور یوسف کو چار خلعت دیے گئے، قریب بیس سرداران شاکری اپنے مکانات واپس گئے،

ایک شخص بغداد میں آیا، بیان کیا کہ اُن ترکوں اور مغربیوں اور اُن کے چیلوں کی تعداد جو غربی جانب ہیں بارہ ہزار ہے، ان کا سردار بایکباک قائد ہے، ان لوگوں کی تعداد جو ابو احمد کے ہمراہ شرقی جانب ہیں سات ہزار ہے جن پر الدرغان الفرغانی ابو احمد کا نائب افسر ہے، سامرا میں ترک قائدوں میں سے یا مغربی قائدوں میں سے کوئی نہیں، صرف چھ آدمی ہیں جو دروازوں کی حفاظت پر مقرر کیے گئے ہیں،

فریقین کے درمیان ۷ رماہ ربیع الآخر یوم چارشنبہ کو ایک جنگ ہوئی، بیان کیا گیا ہے کہ معتز کے آدمیوں میں سے مع اُن کے جو غرق ہوئے چار سو مقتول ہوئے، ابن طاہر کے مقتولین مع اُن کے جو غرق ہوئے تین سو تھے جن میں سوائے لشکری کے کوئی نہ تھا، یہ اس وجہ سے ہوا کہ اُس روز عیاروں میں سے کوئی نہیں نکلا، الحسن بن علی الخسری قتل کیا گیا، دونوں فریقوں پر یہ دن بڑا سخت گزرا،

بیان کیا گیا ہے کہ موسیٰ بن خاقان نے اسی جنگ میں موسیٰ بن اشناس کو ایک تیر مارا جو اُس کے لگا، وہ مجروح ہو کے واپس گیا، ابو احمد کے لشکر سے تقریباً بیس ترک و مغربی سردار گم ہو گئے،

۱۶ رربیع الآخر پنجشنبہ کا دن ہوا تو ابو الساج کو پانچ خلعت دیئے گئے، ابن فراشہ کو چار خلعت، اور یحییٰ بن حفص جیوس کو تین خلعت، ابو الساج نے سوق الثلثا (بازار سہ شنبہ) میں لشکر جمع کیا، لشکر کو شاہی خچر دیئے جن پر پیادے سوار کیے جا رہے تھے،

مزاحم بن خاقان باب حرب سے باب السلامت کی طرف بدل دیا گیا۔ مزاحم کی جگہ خالد بن عمران طائی موصلی چلا گیا، بیان کیا گیا ہے کہ ابو الساج کو جب ابن طاہر نے آنے کا حکم دیا تو اُس نے جواب دیا کہ یا امیر، ایک مشورہ ہے جسے میں پیش کرنا چاہتا ہوں

اُس نے کہا اے ابوجعفر بیان کر، تو معتبر ہے، عرض کی، اگر تو یہ چاہتا ہے کہ اس قوم سے اپنا حق طلب کرے تو رائے یہ ہے کہ اپنے سرداروں کو علیٰحدہ نہ کر، متفرق نہ کر انھیں جمع رکھ یہاں تک کہ وہ لشکر جو تیرے مقابلے میں مقیم ہے پارہ پارہ ہوجائے کیونکہ جب تو ان لوگوں سے فارغ و بیفکر ہوجائے گا تو سامنے والوں پر تجھے کون قادر کرے گا، اس نے کہا کہ میرے لیے ایک تدبیر ہے، اللہ کافی ہے، انشاء اللہ، ابو الساج نے کہا کہ میں سنتا ہوں اور مانتا ہوں، یہ کہہ کے اپنے کار خدمت پر چلا گیا

شہر آشوب

مذکور ہے کہ معتز نے ابو احمد کو (ایک قصیدہ لکھا) جس میں اہل بغداد کے قتال میں قصور کرنے پر ملامت تھی،

اموات کے لیے ہم پر ایک راستہ ہے،	زمانے کے لیے اُس میں تنگی بھی ہے اور وسعت بھی،
ہمارے دن لوگوں کے لیے عبرتیں ہیں،	انھی میں سے صبح کا آنا ہے اور اُنھی میں سے شام کا آنا،
انھی میں ایسے دن ہیں جو بچے کو بوڑھا کرتے ہیں،	اور اُنھی میں دوست دوست کی مدد ترک کردیتا ہے،
چوڑی دیوار ہے جس کے لیے اس قدر بلند پشتہ ہے،	جو آنکھوں کو عاجز کردیتا ہے، اور گہرا دریا ہے،
قتال مہلک ہے اور تلوار جو (قتل کے لیے) تیار ہے،	خوف شدید ہے، اور قابل وثوق قلعہ ہے،
صبح کے پکارنے والے (مؤذن) کی آواز دراز ہے، کہ	ہتھیار، ہتھیار، مگر کوئی بیدار نہیں ہوتا،
یہ مقتول ہے اور یہ مجروح ہے،	یہ آتش زدہ ہے اور یہ غرق،
یہ مقتول ہے اور یہ پچھاڑا ہوا	اور ایک دوسرا ہے جسے منجنیق نے توڑ دیا ہے،
کہیں غصب ہے اور کہیں لوٹ ہے،	مکانات ویران ہیں جو کبھی آباد تھے،
جب ہم کسی کوچے کی طرف اُٹھتے ہیں،	تو اپنے راستے کو بند پاتے ہیں،
خدا کی قسم ہم اُس چیز تک پہنچیں گے جس کی ہم امید کرتے ہیں،	خدا کی قسم ہم اُسے دفع کردیں گے جس کی ہمیں طاقت نہیں،

عذر گناہ محمد بن عبداللہ نے حسب ذیل جواب دیا، یا اُس کی جانب سے کہہ دیا گیا،

خبردار جو شخص اپنے حال سے کج ہو گیا، تو اُسے وہی حالت پیش آئے گی جو تونے بیان کی، خاصکر جو بیعت کو توڑنے والا ہے،
اور اُسے ہدایت سے ہٹا کے دوسرے راستے پر لے گیا یہ اس قسم کے لوگوں کے لیے امر قدیم ہے، حالانکہ اُس کی مضبوطی کے بارے میں پختہ وعدہ کر چکا ہو،

ایسے شخص پر راہ ہدایت بند کر دی جائے گی،
اور ایسے حالات میں ڈال دیا جائے گا جنھیں برداشت نہ کر سکے گا،

اپنی مراد کو نہیں پہنچے گا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
جو شخص اپنی کجی و گمراہی سے باز نہ آئے گا،

اس کے متعلق ہمارے پاس ایک مشہور حدیث آئی ہے
جو ہم یکے بعد دیگرے روایت کرتے چلے آئے ہیں،

یہ کتاب (قرآن مجید) ہمارے لیے شاہد ہے،
نبی صادق جس کی تصدیق کرتے ہیں،

لیکن پہلے اشعار علی بن امیہ نے امین مخلوع اور مامون کے فتنے میں پڑھے تھے، جواب کا کہنے والا معلوم نہیں،

اسی سال ربیع الآخر میں مذکور ہے کہ دو سو سوار و پیادہ معتز کی جانب سے علاقہ الیند نیجین روانہ ہوئے، اُن کا رئیس ایک ترک تھا جو اَبلج کہا جاتا تھا، انھوں نے الحسن بن علی کا گھر لوٹ لیا، اُس کا گاؤں بھی لوٹا، قریب کے گاؤں میں چلے گئے، وہاں کھایا پیا، جب وہ لوگ مطمئن ہو گئے تو الحسن بن علی نے شور مچا کے اپنی ننھیال کے کُردوں کو اور قریب کے دیہات کی ایک جماعت کو بلایا، وہاں گئے، وہ غافل بیٹھے تھے، الحسن نے انھیں قتل کرنا شروع کر دیا، اُن میں سے اکثر کو قتل کر دیا، سترہ آدمیوں کو قید کر لیا، ابلج قتل کر دیا گیا جو اُن میں سے بچ گیا وہ رات کے وقت بھاگ گیا، الحسن بن علی نے قیدی اور ابلج اور اُس کے ساتھ والے مقتولین کے سر بغداد بھیج دیے، الحسن بن علی ایک بوڑھا شخص تھا، بیان کیا گیا ہے کہ وہ یحییٰ بن حفص کی نیابت پر مامور تھا، اس کی ماں کردیہ تھی،

آغاز فتنہ مدائن مذکور ہے کہ ابو الساج اور اسماعیل بن فراشہ اور یحییٰ بن حفص کو جب مدائن کی طرف جانے کے لیے خلعت پہنایا گیا تو اُن لوگوں نے سوق الثلثا (بازار سہ شنبہ) میں لشکر جمع کیا، ۲۰ ربیع الاول یوم یکشنبہ کو لشکر کے پیادے

خچروں پر سوار ہو کے مدائن کی طرف روانہ ہو گئے پھر الصیا دہ (گیے) اور مدائن کی وہ خندق کھودنا شروع کر دی جو خندق کسریٰ ہے ، طلب امداد کے لیے لکھا، تو پانچ سو پیادے روانہ کیے گئے، شروع میں اُس لشکر کی روانگی تین ہزار پیادہ و سوار جماعت کے ساتھ ہوئی تھی، جب اُس نے اور مدد مانگی تو اور مدد دی گئی، مدائن کے لشکر میں تین ہزار سوار اور دو ہزار پیادے ہو گئے، اس کے بعد دو سو پرا نے شاکری بھی مدد میں بھیجے گئے جو کشتیوں میں سوار ہو کر ۲۸ جمادی الآخرہ کو وہاں اُترے،

فتنۂ انبار

جو کچھ ہوا اُس میں سے یہ بھی ہے کہ محمد بن عبداللہ نے نجوبہ بن قیس کو اعراب کے ہمراہ انبار بھیج کے وہاں ٹھیرنے اور قریب کے اعراب کو بھرتی کرنے کا حکم دیا اُس نے اُن میں سے اور اُن کے مشابہ لوگوں میں سے قریب دو ہزار پیادے بھرتی کر لیے، پھر انبار میں ٹھیر کے اُس پر قبضہ کر لیا،

خبر ملی کہ ترکوں کی ایک جماعت نے اُس کے قتل کا ارادہ کیا ہے تو اُس نے دریائے فرات کا پانی انبار کی خندق میں کاٹ لیا، پانی کی زیادتی سے خندق بھر گئی، اور متصل کے جنگلوں میں یہ نکلا، السالحین تک پانی پہنچ گیا، الانبار کے متصل کا علاقہ ایک سیلاب گاہ بن گیا، پل منقطع ہو گئے، امداد کے لیے لکھا، تو رشید بن کاؤس برادر افشین سے اُس کے پاس جانے کی خواہش کی گئی، پانچ سو سوار پانچ سو پیادہ جملہ ہزار آدمی اُس کے ہمراہی تھے، وہ سب اُس کے ہمراہ کیے گئے، روانہ ہو کے عبدویہ کے محل میں لشکر جمع کیا، ابن طاہر نے اُس کی اُن تین سو مطلبین سے مدد کی جو سرحدوں سے آئے تھے اور منتخب کر لیے گئے تھے، عطا اُنھیں دے دی گئی تھی، وہ لوگ اُس کے یہاں سہ شنبہ کو داخل ہوئے، رشید ختم ربیع الآخر یوم دوشنبہ کو تقریباً پندرہ سو آدمی کی جماعت کے ساتھ روانہ ہوا،

المعتز نے ابونصر بن بغا کو سہ شنبہ کو سامرا سے براہ الاسحاقی روانہ کیا، وہ ایک شبانہ روز چل کر صبح کے وقت ٹھیک اُس وقت الانبار پہنچا جبکہ رشید بن کاؤس وہاں اُترا تھا، نجوبہ شہر میں اُترا تھا اور رشید بیرون شہر، ابونصر پہنچا تو رشید اور اُس کے ہمراہیوں پر جو بلا کسی تیاری کے غفلت میں پڑے ہوئے تھے ٹوٹ پڑا، لوگوں کو تہ تیغ کیا، تیر اندازی کی، ایک جماعت کو قتل کر دیا، رشید کے بعض ساتھی بھاگ کے اپنے

ہتھیاروں تک پہنچ گئے، انھوں نے ترکوں اور مغربیوں سے نہایت شدید جنگ کی، اُن میں سے ایک جماعت قتل کردی، شاکریہ اور رشید جس راستے سے آئے تھے اُسی سے پسپا ہو کر بغداد واپس ہوئے،
نجوبہ کو اس حادثے کی خبر ہوئی جو اصحاب رشید کو پیش آیا کہ ترک رشید کے الانبار کی طرف پسپا ہونے کے وقت ٹوٹ پڑے نجوبہ نے بذریعۂ کشتی غربی جانب روانہ ہو کے الانبار کا پل کاٹ دیا، ہمراہیوں کی ایک جماعت بھی بذریعۂ کشتی گئی، رشید اُسی شب المحوّل چلا گیا، نجوبہ غربی جانب روانہ ہو کے پنجشنبہ کو عشا کے وقت بغداد پہنچ گیا، رشید بھی اسی شب ابن طاہر کے مکان پر پہنچ گیا،
نجوبہ نے محمد بن عبداللہ کو بتایا کہ ترکوں کے الانبار جانے کے وقت اُس نے رشید سے کہلا بھیجا تھا کہ اُس کے پاس سو تیر انداز بھیج دے کہ انھیں مقدمۃ الجیش بنائے، رشید نے اس سے انکار کیا،
نجوبہ نے ابن طاہر سے یہ درخواست کی کہ کچھ تیر انداز سوار و پیادہ اُس کے ہمراہ کردے، اور بیان کیا کہ وہ لوگ اُسی مقام پر جانب غربی اطاعت کے ساتھ امیر المومنین کے انتظار میں مقیم ہیں، جو ہوا اُس کے پھر پیش نہ آنے کا ذمہ دار رہنا، ابن طاہر نے شاکریہ کے تین سو پیادہ و سوار اُس کے ساتھ کردیے۔ اور اُسے پانچ خلعت دیے،
وہ ابن ہبیرہ کے محل جا کر وہاں تیاری کرنے لگا،
محمد بن عبداللہ نے الانبار کے لیے الحسین بن اسماعیل کو منتخب کیا اور اُس کے ہمراہ محمد بن رجاء الحضاری اور عبداللہ بن نصر بن حمزہ اور رشید بن کاؤس اور محمد بن یحییٰ کو اور ایک اور جماعت کو روانہ کیا، اس جماعت کے ہمراہ جو نکلے اُس کو مال دینے کا حکم دیا، شاکریہ نے انکار کیا جو ملطیہ سے آئے تھے وہی ان لوگوں میں سب سے زیادہ تھے جن کی عطا چار مہینے سے بند تھی، اس لیے کہ اُن میں سے اکثر بغیر سواری کے تھے، انھوں نے کہا کہ ہمیں اس کی حاجت ہے کہ ہم اپنے آپ کو طاقتور بنائیں اور سواری خرید لیں، جو عطا انھیں دی جاتی تھی وہ چار ہزار دینار تھی، پھر وہ لوگ چار مہینے کی عطا لے کے روانگی پر راضی ہو گئے، محمد بن عبداللہ کے دروازے پر حسین ایک مجلس میں بیٹھا لشکر کی درستی میں لگا رہا کہ لوگ اور اُس کے ساتھی مدینۂ ابو جعفر میں اُس کے سامنے ہوں، اُسی روز اُس نے اپنے خاص لشکر کی ایک جماعت کو

عطا دی، حسین اور افسران دفاتر اس کے بعد مدینۂ ابو جعفر گئے، تین مجلسوں میں اُن اہل لشکر کے لیے جو اُس کے ساتھ نکلیں عطا مقرر کی گئی، یہ سلسلہ ۱۰ ؍ جمادی الاولیٰ یوم شنبہ کو تمام ہوا۔

دوشنبہ کے دن الحسین بن اسماعیل دار الخلافت میں بلایا گیا اس کے ساتھ سرداران ذیل :
رشید بن کاؤس، محمد بن رجا، عبد اللہ بن نصر بن حمزہ، ارمس الفرغانی، محمد بن یعقوب برادر حزام، یوسف بن منصور بن یوسف البرم، الحسین بن علی بن یحییٰ الارمنی، الفضل بن محمد بن الفضل اور محمد بن ہرثمہ بن النصر بھی تھے، حسین کو خلعت دیا گیا، مرتبہ مقدم کر کے فوج ثانی میں کر دیا گیا، پہلے وہ فوج چہارم میں تھا، ان سرداروں کو بھی خلعت دیا گیا، رشید بن کاؤس مقدمے پر کر دیا گیا محمد بن رجا ساقہ پر، الحسین مع اپنے ساتھیوں کے چھاؤنی کی طرف روانہ ہو گیا، وصیف اور بغا کو یہ حکم دیا گیا کہ دونوں الحسین سے پہلے اس کی چھاؤنی چلے جائیں، عبید اللہ بن عبد اللہ اور ابن طاہر کے تمام سرداروں اور اس کے کاتبوں اور بنو ہاشم اور معززین نے الیاسریہ تک مشایعت کی، اہل لشکر کے لیے چھتیس ہزار دینار نکالے گئے، باقی لوگوں کے لیے اٹھارہ سو دینار چھاؤنی (الیاسریہ) بھیجے گئے،

پنجشنبہ کے دن مقدمۂ لشکر ایک ہزار پیادہ و سوار کی جماعت میں روانہ ہوا، اُس کے سردار عبد اللہ بن نصر اور محمد بن یعقوب تھے، وہ سب البثق میں اُترے جو القاطوفہ کے نام سے مشہور ہے، ترکوں نے اپنی ایک جماعت المنصوریہ بھیج دی تھی جو بغداد سے پانچ فرسخ ہے، مغربیوں اور عیاروں میں سے قریب سو آدمی کے تھے، سات مغربیوں پر فتح ہوئی جو الحسین کے پاس بھیج دیے گئے اُس نے انھیں باب عامہ روانہ کر دیا،

الحسین ۲۳ ؍ جمادی الاولیٰ یوم جمعہ کو روانہ ہوا جس وقت نجوبہ و رشید کنارے ہٹ گئے اور ترک اور مغربی الانبار چلے گئے تو باشندگان الانبار امان کے لیے پکارنے لگے تھے، ترکوں اور مغربیوں کی طرف سے اُن کو پناہ دی گئی، اپنی دکانیں کھولنے، بازار لگانے اور دلجمعی کے ساتھ کام کرنے کا

حکم دیا گیا، اس حد تک انھیں ترکوں اور مغربیوں کی طرف سے اطمینان دلایا گیا، تسکین دی گئی اور امید دلائی گئی کہ ان کے ساتھ وفا کی جائے گی، ایک شبانہ روز یہی صورت برقرار رکھی، یہاں تک کہ صبح ہوئی، باشندگان الانبار کے الانبار پر غلبے کے وقت اُن کے پاس چند کشتیاں الرقہ سے آئی تھیں جن میں آٹا تھا اور مشکیں تھیں جن میں روغن زیتون تھا، اُن لوگوں نے لے لیا، جتنے اونٹ اور گھوڑے اور گدھے اور خچر وہاں پائے سب جمع کر لیے اور سب کو اس شخص کے جو انھیں پہنچا دے سامرا اپنے مکانات روانہ کر دیا، اور جو پایا لوٹ لیا، نجوبہ ورشید کے ساتھیوں اور اہل بغداد کے مقتولین کے سر اور جنھیں قید کیا تھا سب کو روانہ کر دیا، قیدی ایک سو بیس اور سر ستّر تھے، قیدیوں کو اُن پالانوں میں لادا جن سے اُن کے سر نکال لیے تھے، یہاں تک کہ سامرا پہنچے، ترک الاسنانہ کے دہانے کی طرف گئے، پانی کے بند کو گھیر لیا کہ آب فرات کو بغداد سے منقطع کر دیں، ایک شخص کو مال دے کے بند توڑنے کا آلہ لانے کو بھیجا، خریدتے وقت وہ پہچان لیا گیا، عوام الناس کی گالیوں اور مار پیٹ سے قریب تھا کہ موت کے کنارے تک پہنچ جائے، آخر ابن طاہر کے گھر لایا گیا، اُس سے اُس کے کام کے متعلق دریافت کیا گیا تو اُس نے سچ سچ کہہ دیا پھر اُسے قید میں بھیج دیا گیا،

ابن طاہر نے الحارث نائب ابو السّاج کو روانہ کیا تھا، وہ مکّے کے راستے میں ابن ہبیرہ کے محل میں تھا، پانچ سو شاکریہ کے سوار بھی اُس کے ہمراہ تھے جو اُسی کے ساتھ آئے تھے، وہ قصر ابن ہبیرہ سے مع اپنے ہمراہیوں کے ۷ جمادی الاولیٰ کو روانہ ہوا، ابن ابی دلف، ہاشم بن القاسم دو سو سوار و پیادہ کی جماعت میں السیلحین روانہ کیا گیا کہ وہاں قیام کرے، جب الحسین الانبار روانہ ہوا تو ابن ابی دلف کو لکھا گیا کہ وہ الحسین کے لشکر سے مل کے الانبار جائے، بغداد میں الحسین اور مزاحم بن خاقان کے ساتھیوں میں منادی کی گئی کہ وہ اپنے سرداروں سے مل جائیں، الحسین روانہ ہو گیا، خالد بن عمران جو پہلے روانہ ہوا تھا دِمّہم میں اُتر گیا، اُس نے نہر انق پہ پُل باندھنے کا ارادہ کیا کہ اُس کے ساتھی

اُس پر سے گزر سکیں، ترکوں نے اُسے روکا، خالد بن عمران نے ایک جماعت پیادہ لشکر کی اُن کی طرف بھیجی جو اُن پر فتحمند ہوئے اور خالد نے پل باندھ لیا، وہ اور اُس کے ساتھی اُس پر سے گزر گئے، الحسین دمم پہنچا، بیرون آبادی لشکر جمع کر کے چھاؤنی میں ایک دن قیام کیا، قریۂ دمم کے اوپر نہر رقیل اور نہر انق کے متصل ترکوں کے طلیعے ملے، الحسین نے اپنے ساتھیوں کو نہر کے کنارے صف بستہ کھڑا کر دیا، ترک اُس کے دوسرے کنارے قریب ایک ہزار آدمی کے تھے، آپس میں تیراندازی کرنے لگے، دونوں میں متعدد مجروح ہوئے، ترک الانبار واپس گئے،

نجوبہ ابن ہبیرہ کے محل میں مقیم تھا، وہ مع اپنے ہمراہی اعراب وغیرہ کے الحسین سے مل گیا، نجوبہ نے خط لکھا جس میں اپنے ہمراہیوں کے لیے مال مانگا تھا، اُن کے لیے تین ہزار دینار الحسین کی چھاؤنی بھیجنے کا حکم دیا گیا، الحسین کے پاس جنگ کے مصیبت زدوں کے لیے مال اور طوق اور کنگن اور رائج الوقت سکے روانہ کیے گئے اور وعدہ کیا گیا تھا کہ اتنے آدمیوں سے اُس کی مدد کی جائے گی کہ اُس کا لشکر دس ہزار ہو جائے، وعدہ پورا کرنے کو لکھا، تو ابو السنا محمد بن عبدوس الغنوی اور الجحاف بن سواد کو مع بلطیین کے ایک ہزار سوار و پیادہ اور اُس لشکر کے جو مختلف سرداروں کی ماتحتی سے منتخب کیا گیا تھا روانگی کا حکم دیا گیا،

۲۸ جمادی الاولیٰ کو لوگوں نے اپنا زاد و راہ لیا، ابو السنا اور الجحاف کے ہمراہ نہر کرخایا پر المحول روانہ ہو گئے، وہاں سے دمم گئے، الحسین نے اپنا لشکر موضع القطیعہ میں اُتارا جو اتنا وسیع تھا کہ لشکر کی پوری گنجائش اُس میں تھی، وہاں ایک دن اُس نے قیام کر کے الانبار کے قریب میں کوچ کرنے کا ارادہ کیا، رشید اور دوسرے سرداروں نے مشورہ دیا کہ بوجہ گنجائش و حفاظت اُسی موضع میں اپنا لشکر اُتار دے اور وہ اور اُس کے سردار ایک چھوٹی سی جماعت میں تنہا جائیں، حالات اگر موافق ہوئے تو وہ اپنا لشکر منتقل کرنے پر قادر رہے، اور اگر اُس کے خلاف صورت پیش آئی تو اپنے لشکر واپس آ جائے، اُس نے یہ

رائے قبول نہ کی، وہاں سے چلنے پر برانگیختہ کیا، آخر روانہ ہو گئے، دونوں موضعوں کے درمیان دو فرسخ یا قریب دو فرسخ کے فاصلہ تھا،

جب اُس موضع میں پہنچے جہاں الحسین نے اُترنے کا ارادہ کیا تھا تو اُس نے سب لوگوں کو اُترنے کا حکم دیا، ترکوں کے جاسوس الحسین کے لشکر میں تھے، وہ ترکوں کے پاس گئے اور اُنھیں الحسین کا کوچ اور جس موضع میں وہ اُترا لشکر کے لیے اُس کی تنگی کا حال بتایا، وہ ان کے پاس اس حالت میں آ گئے کہ یہ لوگ اپنا اسباب اُتار رہے تھے، اہل لشکر پریشان ہو گئے اور ہتھیاروں کے لیے پکارنے لگے، مقابلے میں صف باندھ کے کھڑے ہو گئے، دونوں فریق کے درمیان مقتول ہونے لگے، الحسین کے ساتھیوں نے اُن پر حملہ کیا مگر اُن پر ترکوں نے بڑی فتح حاصل کی، بہت بڑی جماعت کو قتل کر دیا، جماعت کثیر دریائے فرات میں غرق ہو گئی، ترکوں نے ایک جماعت گھاٹیوں میں پوشیدہ رکھی تھی بقیہ لشکر پر اُس پوشیدہ جماعت نے حملہ کر دیا، پھر تو اُن کے لیے سوائے فرات کے کوئی امن کی جگہ نہ تھی،

الحسین کے ساتھیوں میں سے خلق کثیر غرق اور ایک جماعت مقتول ہوئی، پیادہ فوج کی ایک جماعت اسیر ہوئی، سوار اپنے گھوڑوں کو مار کے بھاگ رہے تھے، کسی طرف پلٹ کے نہیں دیکھتے تھے، سردار اُنھیں پکار پکار کے واپس آنے کو کہہ رہے تھے، مگر اُن میں سے کوئی واپس نہ ہوا، محمد بن رجا اور رشید نے اُس روز بڑے بڑے کام کیے، جو شخص شکست کھا کے بھاگا اُس کے لیے سوائے الیاسریہ کے جو بغداد کے دروازے پر تھا کوئی امن کی جگہ نہ تھی، اپنے ساتھیوں کی حالت بھی سرداروں کے قابو میں نہ تھی، اس لیے اُنھیں اپنی جان کا خوف ہوا، واپسی کے ارادے سے اس طرح لوٹے کہ اپنے پس پشت کی حفاظت کر رہے تھے کہ ایسا نہ ہو کہ اُن کا تعاقب کیا جائے، ترکوں نے الحسین کے لشکر کے خیموں اور تمام اسباب اور بازار والوں کے مال تجارت پر قبضہ کر لیا، کشتیوں میں جو ہتھیار الحسین کے ہمراہ تھے وہ بچ گئے اس لیے کہ ملاحوں نے اپنی کشتیاں بچا لیں، اُن کے ساتھ کشتیوں میں جو ہتھیار اور تجار کا مال تھا وہ محفوظ رہا،

ابن زنبور کاتب الحسین سے مذکور ہے کہ اُس نے الحسین کے لیے بار صندوق لیے تھے جس میں کپڑے اور شاہی مال تھا جس کی قیمت آٹھ ہزار دینار تھی، قریب چار ہزار دینار کا اپنے لیے اور تقریباً سو خچر، الحسین کے رضا کار الحسین اور اُس کے ہمراہیوں کے خیموں میں گھسے ہوئے تھے، وہ بھی بھاگنے والوں کے ساتھ بھاگ کے الیاسریہ پہنچ گئے، زیادہ تر لوٹ ابوالسنا کے ہمراہیوں کے ساتھ ہوئی،

الحسین اور ہزیمت خوردہ لوگ ۶ جمادی الآخرہ یوم سہ شنبہ کو الیاسریہ پہنچے، الحسین سے ایک تاجر ملا جو اُن لوگوں میں سے تھا جن کا مال اُس کے لشکر میں لٹا تھا تاجر نے اُسے دیکھ کے کہا کہ "سب تعریف اللہ کے لیے جس نے تیرا چہرہ روشن کیا کہ تو بارہ دن میں پستی سے بلندی کی طرف پہنچا اور ایک ہی دن میں بلندی سے پستی کی جانب واپس آگیا" الحسین اُسے ٹال گیا،

ابو جعفر نے بیان کیا کہ اُن خبروں میں سے جو الحسین بن اسماعیل اور اُس کے ساتھ کے اُن لشکر والوں اور سرداروں کے متعلق ہمیں پہنچیں جنھیں محمد بن عبداللہ بن طاہر نے اس سال الانبار اور اُس کے متصل کے شہروں کا قصد کرنے والے ترکوں اور مغربیوں کی جنگ کے لیے بغداد سے روانہ کیا تھا، ایک خبر یہ ہے کہ جب الحسین شکست کھا کے آیا تو اُس نے الیاسریہ میں ابن الحروری کے باغ میں قیام کیا، دوسرے شکست خوردہ جو آئے وہ الیاسریہ کے غربی جانب ٹھیر گئے، انھیں دریا عبور کرنے سے روکا گیا،

الحسین کی فوج کے اُن لشکر والوں میں جو بغداد میں آگئے تھے بغداد میں یہ منادی کی گئی کہ وہ الحسین سے اُس کی چھاؤنی میں ملیں، انھیں تین دن کی مہلت دی گئی اور یہ اعلان کیا گیا کہ اُن میں سے جو شخص تین دن کے بعد بغداد میں پایا جائے گا اُسے تین سو تازیانے مارے جائیں گے، اور دفتر سے اُس کا نام خارج کر دیا جائے گا، آخر وہ سب لوگ چلے گئے،

جس شب میں الحسین آیا اُسی شب میں خالد بن عمران کو یہ حکم ملا کہ وہ المحول میں اپنے ساتھیوں کا لشکر جمع کرے، اسی شب اُس کے ساتھیوں کو جو السرج میں تھے عطائیں دے دی گئیں، اُن ساتھیوں میں جو المحول میں تھے اُس سے مل جانے کا

اعلان کیا گیا، قدیم رضاکار جو ابو الحسین یحییٰ بن عمر کے سبب سے کوفے میں بھرتی کئے گئے تھے پانچ سو تھے، خالد کے اعوان و انصار قریب ایک ہزار کے تھے۔ ان سب میں بھی یہی اعلان کیا گیا، سب لوگ ۷، رجمادی الآخرہ یوم سہ شنبہ کو وہاں جمع ہو گئے،

ابن طاہر نے اُس شب کی صبح میں جس میں الحسین پہنچا تھا شاہ بن میکال کو یہ حکم دیا کہ وہ اس سے ملے اور اُسے بغداد میں داخل ہونے سے روکے، شاہ اُس سے راستے میں ملا، اُسے ابن الحروری کے باغ واپس کر دیا، لوگ دن بھر وہاں مقیم رہے، جب رات ہوئی تو ابن طاہر کے گھر گئے، ابن طاہر نے ڈانٹا اور الیاسریہ واپس جانے کا حکم دیا کہ اُن لشکروں کے ساتھ الانبار جائے جو وہاں بھیجے گئے ہیں، الحسین اُسی شب الیاسریہ چلا گیا۔ ابن طاہر نے لشکر والوں کو ایک مہینے کا خرچ دینے کے لیے بیت المال سے درخواست کی، نو ہزار دینار روانہ کیے گئے، دیوان عطا اور دیوان عرض کے کاتب بھی تقسیم کے لیے الیاسریہ چلے گئے،

۷، رجمادی الآخرہ جمعہ کا دن ہوا تو خالد بن عمران ہلایا کے پُل پر سے روانہ ہوا جو پانی کے بند کی جگہ ہے، قریب بیس کشتیاں روانہ ہوئیں، عبید اللہ بن عبد اللہ اور احمد بن اسرائیل اور الحسن بن مخلد سوار ہو کے الحسین بن اسماعیل کے لشکر گئے جو الیاسریہ میں تھا، الحسین اور اُس کے سرداروں کو المستعین کی جانب سے ایک فرمان پڑھ کر سنایا جس میں اُن کی ترک طاعت کی اور جس نافرمانی اور ترک اعانت کا انھوں نے ارتکاب کیا تھا اُس کی تشریح تھی، یہ فرمان اس طرح سنایا جا رہا تھا کہ لشکر مقیم تھا اور گشت کرنے والے اُن میں گشت کر رہے تھے کہ دریافت کریں کہ ہر سردار کی ماتحتی میں سے کون کون قتل ہوا اور کون کون غرق ہوا، اپنے لشکر سے مل جانے کا اعلان کر دیا گیا جو خالد کی معیت میں ہلایا کے بند پر تھا، وہ نکلے، اُن کے پاس الانبار کے کسی سردار کا خط آیا جس میں یہ خبر تھی کہ ترکوں میں دو سو سے زیادہ مقتول ہوئے اور قریب چار سو کے مجروح، کُل قیدی جو ترکوں نے بغدادی لشکر اور پیادہ رضاکاروں میں سے گرفتار کیے دو سو بیس آدمی ہیں، مقتولین کے سر شمار کیے تو ستّر پائے، لوگوں نے اہل بازار کی ایک جماعت گرفتار کر لی تھی جو ابو نصر سے چلّا کے

کہنے لگے کہ ہم تو بازار والے ہیں، اُس نے کہا کہ اُن کی ہمراہی کے متعلق تمہارا کیا جواب ہے (یعنی تم دشمن کی فوج کے ساتھ کیوں تھے) اُنھوں نے کہا کہ ہم مجبور کیے گئے اِسی سبب سے نکلے، اُن میں سے جو بازاریوں کے مشابہ تھے وہ رہا کر دیے گئے، قیدیوں کو القطیعہ میں قید کرنے کا حکم دیا گیا،

شاہی خچروں کے داروغہ سے مذکور ہے کہ کل شاہی خچر جو لوٹے گئے ایک سو بیس تھے۔

۱۸ جمادی الآخرہ یوم دوشنبہ کو الحسین نے کوچ کیا، خالد بن عمران کو جو بثق پر مقیم تھا یہ لکھا کہ پہلے کوچ کر کے اُس کے آگے چلے، خالد نے اس سے انکار کیا کہ وہ اُس وقت تک اپنی جگہ سے نہ ہٹے گا جب تک کوئی دوسرا سردار بڑے لشکر کے ساتھ آکر اُس کی جگہ پر نہ ٹھیرے کیونکہ اُسے یہ اندیشہ ہے کہ ترک اپنے لشکر سے قطربل کی طرف سے اُس کے پیچھے آجائیں گے،

ابن طاہر نے مال کا حکم دیا جو الحسین ابن اسماعیل کو اپنے تمام لشکر کو ایک مہینے کی عطا دینے کے لیے بھیج دیا گیا کہ دمم میں انھیں تقسیم کر دیا جائے، یہ بھی حکم دیا کہ کاتب اور الحسین کے ساتھیوں کے عارض (یعنی اُن کی تنخواہ تقسیم کرنے والے اور تفصیل بتانے والے) اس مال کے ہمراہ وہیں چلے جائیں، فوج کی تنخواہوں کا اور لشکر کو دینے کا کام دیوان الخراج کی جانب سے الفضل بن منظفر السبعی کے سپرد کیا مال السبعی کے ہمراہ الحسین کی چھاؤنی میں بھیج دیا گیا کہ جب حسین چلے تو سبعی بھی ساتھ ہی ساتھ چلے،

بعض کا بیان ہے کہ الحسین نے شب چار شنبہ ۲۰ جمادی الآخرہ آدھی رات کے وقت کوچ کیا، اُس کے لشکر والے چار شنبہ کو اُس کے پیچھے روانہ ہوئے، ساتھیوں میں اُس سے مل جانے کا اعلان کر دیا گیا، وہ دمم پہنچا اور ارادہ کیا کہ نہرانق پر پل باندھ کے اُس پر سے عبور کرے مگر ترکوں نے اُسے روکا، اُس نے پیادہ لشکر کی ایک جماعت اُن کے مقابلے میں اُس پار بھیجی، اُنھوں نے اُس سے جنگ کی یہاں تک کہ فتحمند ہوئے، خالد نے پل باندھا، اُس کے ساتھی پار ہوئے، محمد بن عبد اللہ نے اپنے کاتب محمد بن عیسیٰ کو کچھ زبانی کہہ کر روانہ کیا

کہا جاتا ہے کہ اس کے ہمراہ طوق اور کنگن بھی بھیجے گئے، محمد بن عبداللہ اپنے مکان واپس گیا،

۱۰ رجب یوم شنبہ کو ایک آدمی الحسین کے پاس آیا اور اُسے یہ خبر دی کہ ترکوں کو دریائے فرات کے وہ چند مقامات بتا دیے گئے ہیں جہاں کا پانی الحسین کے لشکر میں جاتا ہے، اُس نے اُس آدمی کو دو سو تازیانے مارنے کا حکم دیا، پانی کے مقامات پر (جہاں سے لشکر کو پانی پہنچتا ہے) اپنے ایک سردار کو جس کا نام الحسین بن علی بن یحییٰ الارمنی تھا مع سو پیادہ اور سو سوار کے مقرر کر دیا، الحسین کو ترکوں کی پہلی جماعت کا علم ہوا تو وہ اُن پر نکلا، اُن میں سے چودہ سردار آئے تھے، تھوڑی دیر الحسین کے ساتھیوں نے قتال کیا،

الحسین نے پل پر ابو السنا کو محافظ مقرر کر کے حکم دیا تھا کہ شکست کھا کے بھاگنے والے کو اُس پر سے گذرنے سے روکے، ترک پانی کے مقام پر آئے، پہرہ دیکھا تو اُسے عمداً چھوڑ گئے، دوسرے گھاٹ پر گئے جو اس پہرے والے کے پیچھے تھا۔ اُن سے وہ لوگ قتال کرنے لگے، الحسین بن علی بھی ٹھیر گیا اور قتال کرنے لگا، الحسین بن اسماعیل کو اطلاع دی گئی تو اُس نے اُس طرف کا قصد کیا وہ اُس کے پاس نہ پہنچ سکا یہاں تک کہ وہ اور اُس کے ہمراہ خالد بن عمران اور اُس کے ساتھی شکست کھا کے بھاگے، ابو السنا نے انھیں پل پر گذرنے سے روکا، پیادے اور خراسانی واپس ہوئے اور اپنے آپ کو دریائے فرات میں ڈال دیا جو اچھی طرح تیرنا جانتے تھے بچ گئے، باقی ڈوب مرے، بچنے والوں نے برہنہ ہو کے نجات پائی اور ایسے جزیرے کی طرف نکل گئے جو ساحل کے قریب نہ تھا کیونکہ ساحل پر ترک تھے،

الحسین کے کسی لشکری نے بیان کیا کہ الحسین بن علی الارمنی نے الحسین بن اسماعیل سے کہلا بھیجا کہ ترک پانی کے مقام پر آگئے، وہ قاصد اُس کے پاس آیا تو اُس سے کہا گیا کہ امیر (یعنی الحسین بن اسماعیل) سو رہا ہے،

قاصد واپس گیا اور اُسے اطلاع دی، اُس نے دوبارہ واپس کیا تو دربان نے کہا کہ امیر بیت الخلا میں ہے،

پھر واپس ہوا اور اُسے خبر کر دی، اُس نے سیارہ قاصد کو بھیجا تو کہا کہ بیت الخلا سے نکل کے پھر سو گیا،

آخر صبح کی روشنی بلند ہو گئی، ترک پار آ گئے اور الحسین ایک چھوٹی کشتی یا مچھلی کے شکار کی کشتی میں بیٹھ کر پار اُتر گیا، خراسانیوں کی ایک جماعت گرفتار کر لی گئی جنھوں نے اپنے کپڑے اور ہتھیار پھینک دیئے تھے اور برہنہ ساحل پر بیٹھے تھے،

ترکی جھنڈے والے چلے، اُنھوں نے اپنے جھنڈے الحسین بن اسماعیل کے خیمے پر لگا دیئے اور بازار پر قبضہ کر لیا، اکثر کشتیاں روانہ ہو گئیں تو بچ گئیں سوائے اُن کشتیوں کے جو وہاں مقرر تھیں، ترک الحسین کے ساتھیوں کے پاس پہنچ گئے، اُنھیں تہ تیغ کیا، قریب دو سو کے قتل و قید کیے، بہت سی مخلوق غرق ہو گئی، الحسین اور شکست خوردہ لوگ آدھی رات کو بغداد پہنچے، بقیہ شکست خوردہ دن میں پہنچے جن میں مجروح بہت تھے، وہ لوگ آدھے دن تک اس طرح آگے پیچھے برابر آتے رہے کہ برہنہ تھے اور اُن کے جسم کا اکثر حصہ مجروح تھا، الحسین کے سرداروں میں سے ابن یوسف البرم وغیرہ گم تھا، اُس کا خط آیا کہ مفلح کے قریب ترکوں کے ہاتھ میں قید ہے، الحسین کی دوسری جنگ کے قیدیوں کا شمار ایک سو ستر سے کچھ زیادہ ہے اور مقتول نوّے ہیں وہ گھوڑے جو اُن کے قبضے میں ہیں قریب دو ہزار ہیں اور دو سو خچر ہیں اور کپڑے اور ہتھیار وغیرہ ایک لاکھ دینار سے زیادہ قیمت کے ہیں،

الہندمانی نے الحسین بن اسماعیل کے بارے یہ اشعار کہے :-

اے قتال سے بھاگنے میں سب سے زیادہ مضبوط رائے رکھنے والے — تو نے پاکی کو ناپاکی سے ملا دیا۔

تو نے ترکوں کی تلواریں کھنچی ہوئی دیکھیں، — حالانکہ تو جانتا تھا کہ ترکوں کی تلوار کی قدر کتنی ہے،

تو ذلت و نقصان کے ساتھ ڈھکیلا ہوا آ گیا، — حالانکہ کا میلان عاجزی و اضطراب میں جاری ہے،

اسی سال جمادی الآخرہ میں بغداد کے کاتبین اور بنی ہاشم کی ایک جماعت المعتز سے مل گئی، سرداروں میں سے مزاحم بن خاقان ارطوج مکاتبین میں سے

عیسیٰ بن ابراہیم بن نوح، یعقوب بن اسحاق، نماری یعقوب بن صالح بن مرشد، مفلح، مزاحم بن یحییٰ بن خاقان کا ایک لڑکا، بنی ہاشم میں سے علی اور محمد فرزندان الواثق، محمد بن ہارون بن عیسیٰ بن جعفر اور محمد بن سلیمان عبد الصمد بن علی کے فرزندوں میں سے تھے،

اسی سال محمد بن خالد بن یزید اور محمد مولد جو خالص عرب نہ تھا اور ایوب بن احمر کے درمیان السکیر میں جو بنی تغلب کی زمین میں ہے جنگ ہوئی جس میں فریقین کی بڑی جماعت مقتول ہوئی، محمد بن خالد بھاگ گیا دوسروں نے اس کا سامان لوٹ لیا، ایوب نے آل ہارون بن معمر کے مکانات منہدم کر دیے، اُن کے مردوں میں سے جو ملا قتل کر دیا،

اسی سال بلکاجور کی وہ جنگ ہوئی جس میں بیان کیا گیا ہے کہ مطمورہ فتح ہوا، بہت سامال غنیمت ملا، کفار کی ایک جماعت قید ہوئی، اس کے متعلق المستعین کو ایک عریضہ ملا جس کی تاریخ ۲۷ ربیع الآخر ۲۵۱ھ یوم دوشنبہ تھی،

اسی سال ۲۲ رجب یوم شنبہ کو محمد بن رجاء اور اسماعیل بن فراشہ اور جُعلان ترک کے درمیان علاقۂ بادرایا و باکسایا میں جنگ ہوئی، ابن رجاء و ابن فراشہ نے جعلان کو شکست دی، دونوں نے اُس کے ساتھیوں کی ایک جماعت کو قتل اور ایک جماعت کو قید کیا،

اسی سال رجب میں جیسا کہ بیان کیا گیا ہے دیوداد ابو الساج اور بایکباک کے درمیان علاقۂ جرجرایا میں جنگ ہوئی جس میں ابو الساج نے بایکباک کو قتل کر دیا، اُس کے آدمیوں میں سے ایک جماعت کو قتل اور ایک جماعت کو قید کر لیا، ایک جماعت النہروان میں غرق ہو گئی،

اسی سال نصف رجب کو بغداد کے عباسی بنی ہاشم جمع ہو کے اُس جزیرے گئے جو محمد بن عبد اللہ کے مکان کے سامنے ہے، المستعین کو پکارنے اور محمد ابن عبد اللہ کو بُری بُری گالیاں دینے لگے کہ ہماری تو عطائیں بند کر دی گئی ہیں اور مال اُن اغیار کو دیا جا رہا ہے جو اُس کے مستحق بھی نہیں، ہم لوگ بھوکے اور دُبلے ہو کے مر رہے ہیں ہمارے وظیفے ہمیں دیتا ہے تو دے ورنہ ہم لوگ دروازوں کا رخ کریں گے اور اُنھیں کھول کے ترکوں کو اندر بلا لیں گے، پھر اہل بغداد میں سے کوئی شخص ہماری مخالفت بھی

نہ کر سکے گا۔"

کشتی پر شاہ بن مکیال اُن کے پاس آیا، اُن سے گفتگو کی، اُن کی خوشامد کرنے لگا کہ اُن میں سے تین آدمی کشتی پر اُس کے ہمراہ چلیں کہ وہ اُنھیں ابن طاہر کے پاس پہنچا دے، اُنھوں نے اُس سے انکار کیا اور سوائے محمد بن عبد اللہ کو گالی دینے اور شور مچانے کے اور کسی بات پر راضی نہ ہوئے، شاہ اُن کے پاس سے واپس آگیا، وہ لوگ رات کے قریب تک اسی حالت میں رہے، اس کے بعد واپس چلے گئے، دوسرے روز پھر جمع ہوئے، محمد بن عبد اللہ نے اُن کے پاس کسی کو بھیجا اور دو شنبہ کو دار الخلافت میں حاضر ہونے کو کہا کہ کسی کو اُن سے گفتگو کرنے کا حکم دے، وہ دار الخلافت گئے، محمد بن داؤد طوسی اُن سے گفتگو کے لیے مامور ہوا، اُس نے اُنھیں ایک مہینے کا وظیفہ دیا کہ یہ لے لیں، اور خلیفہ کو اس سے زیادہ کی تکلیف نہ دیں، اُنھوں نے ایک مہینے کا وظیفہ لینے سے انکار کیا اور واپس چلے گئے۔

اسی سال کوفے میں طالبیین میں سے ایک صاحب نکلے جن کا نام الحسین بن محمد بن حمزہ بن عبد اللہ بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) تھا، اپنی جماعت میں سے ایک شخص کو قائم مقام بنایا جن کا نام محمد بن جعفر بن الحسین بن جعفر بن الحسین بن حسن اور کنیت ابو احمد تھی۔ المستعین نے مزاحم بن خاقان ارطوج کو روانہ کیا، علوی کوفے کے دیہات میں تین سو بنی اسد اور تین سو جارودیہ و زیدیہ کے آدمیوں کے ساتھ تھے، اُن میں کے اکثر لوگ صوفی تھے، اُس زمانے میں کوفے کا عامل احمد بن نصر بن مالک الخزاعی تھا، علوی نے احمد بن نصر کے ساتھیوں میں سے گیارہ آدمیوں کو قتل کر دیا جن میں کوفے کے لشکر کے چار آدمی تھے۔ احمد بن نصر ابن ہبیرہ کے محل بھاگ گیا، پھر وہ اور ہشام بن دُلف مجتمع ہو گئے، ابو دلف کوفے کے کسی دیہات کے قریب تھا، جب مزاحم قریۂ شاہی تک پہنچا تو اُسے وہاں قیام کرنے کو لکھا گیا کہ وہ علوی کے پاس کسی ایسے شخص کو بھیجے جو اُن کو مطیع بنا کے واپس لائے، اُس نے داؤد بن القاسم الجعفری کو روانہ کیا اور کچھ مال کا حکم دیا، وہ روانہ ہو گیا، مزاحم کو داؤد کی خبر ملنے میں دیر ہوئی تو قریۂ شاہی سے کوفے چلا گیا، وہاں پہنچ کر علوی کا ارادہ کیا مگر

وہ جا چکے تھے، تلاش میں ایک سردار کو روانہ کیا، کبوتروں کی ڈاک کا انتظام تھا اسی ذریعے کوفہ فتح کرنے کا حال لکھ بھیجا،

مذکور ہے کہ اہل کوفہ نے مزاحم کے آنے کے وقت علوی کو اُس کے قتال پر برانگیختہ کیا اور مدد دینے کا وعدہ کیا تھا، علوی فرات کے غربی جانب نکلے، مزاحم نے اپنے ایک سردار کو فرات کے شرقی جانب روانہ کر کے حکم دیا کہ کوفے کے پل کو عبور کرلے، پھر لوٹے، سردار اس کام کے لیے روانہ ہوا، مزاحم نے اپنے بعض ہمراہیوں کو یہ حکم دیا کہ قریۂ شاہی میں فرات کے دہانۂ آب پر بذریعہ کشتی جائیں، آگے بڑھ کے اہل کوفہ سے جنگ کریں، اور مقابلے میں صف بستہ ہو جائیں، وہ روانہ ہوئے، مزاحم بھی ساتھ چلا، اُس نے فرات کو اس طرح عبور کیا کہ اپنا اسباب اور اپنے بقیہ ساتھی پیچھے چھوڑ گیا، جب اہل کوفہ نے انھیں دیکھا تو جنگ شروع کر دی، مزاحم کا سردار اُن کے پاس پہنچ گیا تو اُس نے اُن کے پیچھے سے قتال شروع کر دیا اور مزاحم نے اُن کے سامنے سے، سب کے سب اُن پر ٹوٹ پڑے، اُن میں سے کوئی نہ بچا،

ابن الکردیہ سے مذکور ہے کہ مزاحم کے کوفے میں داخل ہونے سے قبل اُس کے ساتھیوں میں سے تیرہ آدمی مقتول ہوئے، زیدیہ کے سوفیوں میں سے سترہ آدمی، اور اعراب میں سے تین سو آدمی، مزاحم کوفے میں داخل ہوا تو اُس پر پتھر پھینکے گئے، اُس نے کوفے کے دونوں جانب آگ لگا دی، سات بازار جلا دیئے یہاں تک کہ آگ السبیع تک پہنچ گئی، اُس مکان پر چڑھائی کی جس میں وہ علوی تھے، پہلے تو وہ فرار ہو گئے پھر گرفتار کر کے لائے گئے، اس جنگ میں ایک علوی کام آئے بیان کیا گیا ہے کہ جتنے علوی کوفے میں تھے سب قید کر لیے گئے اور بنی ہاشم بھی قید کر لیے گئے، وہ علوی انھیں میں سے تھے،

ابو اسماعیل علوی سے مذکور ہے کہ مزاحم نے کوفے میں ایک ہزار مکان جلا دیے، اس نے اُن کے ایک آدمی کی لڑکی کو گرفتار کیا اور اُسے بہت ڈانٹا،

مذکور ہے کہ مزاحم نے علوی کی باندیاں گرفتار کر لیں جن میں ایک آزاد عورت بھی ملی ہوئی تھی، انھیں اُس نے مسجد کے دروازے پر کھڑا کیا اور اُن پر نیلام کے لیے بولی بولنے لگا،

اسی سال نصف رجب کو المعتز کی جانب سے مزاحم کے پاس ایک فرمان آیا جس میں اُسے اپنے پاس آنے کا حکم دیا تھا اور اُس سے اور اُس کے ساتھیوں سے وعدہ تھا کہ جو چاہیں ملے گا، مزاحم نے وہ فرمان اپنے ساتھیوں کو پڑھ کر سنایا، ترکوں فرغانیوں اور مغربیوں نے اُس کو قبول کر لیا، شاکریہ نے انکار کر دیا، مزاحم مطیع جماعت کے ہمراہ المعتز کے پاس چلا گیا، وہ قریب چار سو آدمی کے تھے، ابو نوح مزاحم سے پہلے سامرا آ چکا تھا، اُسی نے اُسے فرمان بھیجنے کا مشورہ دیا تھا، مزاحم الحسین بن اسماعیل کا منتظر تھا، جب الحسین کو شکست ہوئی تو وہ بھی سامرا چلا گیا، المستعین نے کوفہ فتح کرنے پر مزاحم کو دس ہزار دینار اور پانچ خلعت اور ایک تلوار روانہ کی تھی، قاصد یہ سب لے کے اُس کے پاس روانہ ہوا، اُس نے لشکر کو جو مزاحم کے ساتھ تھا راستے میں پایا، سب لوگ ایک ساتھ پلٹ کے محمد بن عبد اللہ کے دروازے پر گئے اور مزاحم کے واقعات سے اُس کو اطلاع دی، لشکر اور شاکریہ میں الحسین بن یزید الحرانی کا قایم مقام اور ہشام بن ابی دُلف اور الحارث خلیفۂ ابو الساج بھی تھا، ابن طاہر نے یہ حکم دیا کہ ان میں سے ہر ایک کو تین تین خلعت دیے جائیں،

مذکور ہے کہ یہی علوی اسی سال آخر جمادی الآخرہ میں نینوئی میں ظاہر ہوئے تھے، اعراب کی ایک جماعت ساتھ ہو گئی تھی، اُن میں وہ قوم بھی تھی جو ۲۵۰ھ میں یحییٰ بن عمر کے ساتھ نکلی تھی، ہشام بن ابی دُلف اُس علاقے میں آیا تھا تو علوی قریب پچاس آدمی کی ایک جماعت کے ساتھ اُن پر ٹوٹ پڑے، ہشام نے شکست دی، ایک جماعت کو قتل کر دیا بیس آدمیوں اور لڑکوں کو قید کر لیا، وہ علوی کوفہ بھاگ گئے، وہاں پوشیدہ رہے، اس کے بعد نکلے، قیدی اور مقتولین کے سر بغداد بھیج دیے گئے، اُن میں سے وہ پانچ شخص پہچانے گئے جو ابو الحسین یحییٰ بن عمر کے ساتھیوں میں سے تھے، وہ رہا کر دیے گئے، محمد بن عبد اللہ نے یہ حکم دیا کہ جس شخص نے رہا ہونے کے بعد دوبارہ خروج کیا اُسے پانچ سو تازیانے مارے جائیں، جمادی الآخرہ کے آخر دن اُنھیں تازیانے مارے گئے،

مذکور ہے کہ جب ابو الساج کے وہ خطوط جو بایکباک سے اُس کی جنگ کے متعلق تھے

اسی سال ۱۸ رجب کو آئے تو دس ہزار دینار بطور اُس کی امداد کے اور ایک خلعت جس میں پانچ پارچے تھے اور ایک تلوار اُسے بھیجی گئی،

اسی سال جیساکہ بیان کیا گیا ہے منکجور بن حیدروس اور ترکوں کی ایک جماعت کے درمیان مدائن کے دروازے پر جنگ ہوئی جس میں منکجور نے اُنھیں شکست دی اور اُن کی ایک جماعت کو قتل کردیا،

اسی سال موسم گرما میں بلکاجور کی وہ جنگ ہوئی جس میں اُسے جیساکہ بیان کیا گیا ہے بہت سی فتح حاصل ہوئی،

اسی سال یحییٰ بن ہرثمہ اور ابوالحسین بن قریش کے درمیان وہ جنگ ہوئی جس میں فریقین کی ایک جماعت مقتول ہوئی، ابوالحسین بن قریش کو شکست ہوئی،

۱۲ شعبان یوم پنجشنبہ کو باب بغواریا میں ترکوں اور ابن طاہر کے ساتھیوں میں جنگ ہوئی، اس کا سبب یہ ہوا کہ باب بغواریا کا محافظ ابراہیم بن محمد بن حاتم اور سردار فوج النساوی مع تین سو سوار و پیادہ کے تھا، ترک اور مغربی بڑی جماعت کے ساتھ آئے، فصیل میں دو جگہ نقب لگا کے اندر گھس آئے النساوی نے اُن سے قتال کیا، اُنھوں نے اُسے شکست دی اور باب الانبار چلے گئے جہاں ابراہیم بن مصعب اور ابن ابی خالد اور ابن اسد بن داؤد سیاہ محافظ تھے، وہ لوگ اُن کے باب بغواریا میں داخل ہونے سے بےخبر تھے، اُنھوں نے اُن سے سخت قتال کیا، فریقین کی ایک جماعت مقتول ہوئی، اہل بغداد میں سے جو لوگ باب الانبار پر تھے وہ اس طرح بھاگے کہ کسی چیز کو پلٹ کے بھی نہ دیکھا، ترکوں اور مغربیوں کے باب الانبار میں آگ لگادی، وہ جل گیا اور جتنی منجنیقیں اور سنگباری کے آلات باب الانبار پر تھے سب جلادیے، بغداد میں داخل ہو کے باب الحدید اور قبرستان رہینہ تک پہنچ گئے، قریب قریب جو کچھ اُن کے آگے اور پیچھے تھا سب جلادیا اور اُن دکانوں پر اپنے جھنڈے نصب کردیے جو اُس مقام کے قریب تھیں، لوگ اس طرح بھاگے کہ کوئی اُن کے مقابلے میں نہ ٹھیرا، یہ واقعہ صبح کی نماز کے وقت ہوا تھا، ابن طاہر سرداروں کے پاس گیا، مسلح ہو کے سوار ہوا باب درب صالح المسکین پر ٹھیر گیا، سردار اُس کے پاس آگئے، اُنھیں باب الانبار

اور باب بغواریا اور ان تمام دروازوں کی طرف روانہ کیا جو غربی جانب تھے، ان دروازوں کو آدمیوں کے ذریعے سے محفوظ کردیا، بغا اور وصیف بھی سوار ہوئے، بغا اپنے ساتھیوں اور لڑکے کے ہمراہ باب بغواریا روانہ ہوا، شاہ بن میکال، العباس بن قارن، الحسین بن اسماعیل، اور عیار باب الانبار گئے، تو یہ لوگ دروازے کے اندر ترکوں سے ملے، العباس بن قارن نے اُن پر سبقت کی، جیساکہ بیان کیا گیا ہے اُس نے ایک ہی مقام میں ترکوں کی ایک جماعت کو قتل کردیا، اُن کے سر ابن طاہر کے دروازے پر روانہ کردیے، ان دروازوں پر لوگوں کی کثرت ترکوں سے زیادہ ہوگئی، ان لوگوں نے ترکوں کو دفع کیا اور اُن کی ایک جماعت کے مقتول ہونے کے بعد انھیں نکال دیا، بغا الشرابی جماعت کثیر کے ساتھ باب بغواریا کی طرف نکلا تھا، اُس نے ترکوں کو غافل پایا، ایک بڑی جماعت کو قتل کر ڈالا، باقی لوگ بھاگ کے اُس دروازے سے نکل گئے، بغا اُن سے عصر تک برابر جنگ کرتا رہا، انھیں شکست ہوئی، وہ بھاگے، بغا اُس دروازے پر محافظ مقرر کر کے باب الانبار واپس آیا اور اینٹ چونہ بھیجنے کا انتظام کیا، دروازے کی نقیب کے بند کرنے کا حکم دیا، اور اسی دن باب الشماسیہ پر بھی نہایت شدید جنگ ہوئی تھی جس میں فریقین کی جیساکہ بیان کیا گیا ہے بڑی جماعت مقتول ہوئی، دوسرے لوگ مجروح ہوئے، اس دن جس نے ترکوں سے قتال کیا جیساکہ بیان کیا گیا ہے یوسف بن یعقوب قوصرہ تھا،

اسی سال محمد بن عبداللہ نے المظفر بن سیسل کو یہ حکم دیا کہ وہ الیاسریہ میں لشکر جمع کرے، جمعیت فراہم کر کے وہ الکناسہ چلا گیا، الاشروسنی ملا تو اس نے فوج بھرتی کرنے کا حکم دیا، شاکریہ کے آدمیوں کو اُس کے ساتھ کردیا کہ المظفر بھی اُنھی کے ساتھ شامل ہوجائے، الکناسہ میں چھاؤنی قائم کرے، دونوں کا حال ایک ہی رہے، اور اس علاقے کا انتظام کرے، وہ دونوں اُس جگہ ایک زمانے تک رہے، اشروسنی نے مظفر کو حکم دیا کہ ترکوں کا حال دریافت کرے کہ اُن کے معاملے میں جیسا مناسب سمجھے تدبیر کرے، مظفر نے اس سے انکار کیا، ہر ایک نے اپنے ساتھی کی شکایت لکھ بھیجی، اور مظفر نے لکھا کہ وہ الکناسہ کے قیام سے مستعفی ہوتا ہے اور سمجھتا ہے کہ وہ جنگ کا اہل نہیں ہے، اس کا استعفا منظور ہوگیا اُسے واپسی کا اور اپنے گھر ہی میں

رہنے کا حکم دیا گیا، لشکر و بہادران لشکر سب کے سب اشروسنی کے سپرد کر دیے گئے، مظفر کے بہادروں کی جمعیت بھی اسی کے ساتھ شامل کر دی گئی، اُس علاقے کا وہ تنہا سردار بنا دیا گیا۔

اسی سال ماہ رمضان میں ہشام بن ابی ولف اور علوی بیرون نینوی مل گئے، ہمراہ بنی اسد کا بھی ایک آدمی تھا، انھوں نے قتال کیا جس میں علوی کے ساتھیوں میں سے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے تقریباً چالیس آدمی مارے گئے، دونوں جدا ہو گئے، وہ علوی کوفے چلے گئے اور معتز کے لیے وہاں کے باشندوں سے بیعت لینے لگے، ہشام بن ابی ولف بغداد چلا گیا،

اسی سال ماہ رمضان میں ترکوں اور ابو الساج کے درمیان علاقہ جرجرایا میں ایک جنگ ہوئی جس میں ابو الساج نے انھیں شکست دی، اُن کی ایک بڑی جماعت کو قتل کر دیا اور دوسری جماعت کو قید کر لیا،

۲۹ رمضان کو اشروسنی قتل کر دیا گیا، اُس کے قتل کا سبب یہ ہوا کہ ابو نصر بن بغا جب الانبار اور اُس کے قرب و جوار پر غالب آگیا اور اُس علاقے سے ابن طاہر کے لشکروں کو شکست دے کے وہاں سے نکال دیا تو اُس نے اپنے لشکر اور اپنے آدمی جانب غربی بغداد کے اطراف میں پھیلا دیے، ابن ہبیرہ کے محل کی طرف چلا گیا، وہیں ابن طاہر کی جانب سے نجوبہ بن قیس بھی تھا، پھر وہ بے لڑے بھڑے بھاگ گیا، ابو نصر نہر صرصر چلا گیا، ابن طاہر کو اُس جنگ کی خبر ملی جو ابو الساج اور ترکوں کے درمیان جرجرایا میں ہوئی تھی، اُس نے اشروسنی کو ابو الساج کے ساتھ شامل ہونے اور مع اپنے ہمراہیوں کے اُس کے پاس جانے کو بلایا، ۲۸ رمضان یوم سہ شنبہ کی صبح کو وہ مع اپنے ہمراہیوں کے روانہ ہوا، دن بھر چلا اور صبح کو مدائن پہنچا، وہاں اُس کی آمد ترکوں کی آمد کے ساتھ ہوئی، مدائن میں ابن طاہر کے سردار اور آدمی بھی تھے، اُن سے ترکوں نے قتال کیا، ابن طاہر کے آدمیوں کو شکست ہوئی، وہاں جو سردار تھے ابو الساج سے مل گئے، اشروسنی نے بھی شدید جنگ کی، ابن طاہر کے آدمیوں کو بھاگتے دیکھا تو وہ بھی مع اپنے ہمراہیوں کے ابو الساج کے پاس جانے کو چلا ہی تھا کہ لوگوں نے اُسے پا لیا اور وہ قتل کر دیا گیا،

ابن القواریری سے کہ ایک سردار تھا مذکور ہے کہ میں اور ابوالحسین بن ہشام بغداد کے دروازے پر مقرر تھے، منکجور باب ساباط پر تنہا مقرر تھا، اُس کے دروازے کے قریب مدائن کی دیوار میں ایک درز تھی، میں نے منکجور سے اُس کے بند کرنے کی درخواست کی، اُس نے انکار کیا، ترک اُسی درز سے گھس آئے اور اُس کے ساتھی منتشر ہو گئے، قریب دس آدمی کے باقی رہے، اشروسنی خود اور اُس کے ساتھی آئے تو اشروسنی نے ظاہر کیا کہ میں امیر ہوں، میں سوار ہوں، اور میرے ہمراہ اور بھی سوار ہیں، ہم لوگ ساحل پر جا رہے ہیں، پیادے کشتیوں پر ہیں، اُس نے تھوڑی دیر ترکوں کی مدافعت کی، پھر وہ خود ابوالساج کے یا اُس علاقے کے ارادے سے چلا اور اُس کا لشکر بدستور کشتیوں میں رہا، میں (ابن القواریری) اس کے بعد پورے ایک گھنٹے تک ٹھیرا رہا، میرے زیر ران ایک زرکار زیوروں سے مرصع گھوڑا تھا، میں ایک نہر کی طرف چلا گیا، ترکوں کو میری اطلاع ہو گئی، میں گھوڑے سے اتر گیا، اُنھوں نے میرا ارادہ کیا کہ سنہری گھوڑے والے کو پکڑو، میں نہر سے پیادہ نکلا، اپنے ہتھیار بھی پھینک دیے تھے، آخر بچ گیا، ابن القواریری اور اس کے ساتھیوں سے ابن طاہر ناخوش ہوا اور اُنھیں اپنے گھروں ہی میں رہنے کا حکم دیا، اشروسنی غرق ہو گیا،

اسی سال ۴ شوال کو محمد بن عبداللہ بن طاہر نے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے اپنے اُن تمام سرداروں کو جمع کیا جو بغداد کے دروازوں پر محافظ مقرر تھے، اُن سب سے معاملات میں مشورہ لیا، جتنی ہزیمتیں اُن پر نازل ہوئیں اُن سے اُنھیں آگاہ کیا، سب نے اُس کی مرضی کے موافق جان و مال دینے کا یقین دلایا، اُس نے جزائے خیر کی دعا دی اور اُنھیں المستعین کے پاس لے گیا، خلیفہ کو اُس گفتگو سے جو اُس نے اُن سے کی اور اُس جواب سے جو اُنھوں نے اُسے دیا آگاہ کیا، المستعین نے اُن لوگوں سے کہا کہ اے گروہ سرداران! اگر میں اپنی ذات یا اپنی سلطنت کے لیے قتال کروں تو تم لوگ میرے ساتھ قتال نہ کرو، میں صرف تمھارے مال اور تمھارے عام لوگوں کے لیے قتال کرتا ہوں، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ترکوں اور اُن کے مشابہ لوگوں کے آنے سے پہلے تمھارے معاملات تمھاری طرف

پھیر دے، لہذا تم پر خیر خواہی اور اُن نافرمانوں کے قتال میں کوشش واجب ہے' انھوں نے اچھا جواب دیا، انھیں جزائے خیر کی دعا دی' اور اپنے مرکز پر واپس جانے کا حکم دیا، وہ واپس چلے گئے'

اسی سال ذی القعدہ کے چند روز گذرنے کے بعد یوم دوشنبہ کو اہل بغداد کی وہ جنگ عظیم ہوئی جس میں اُنھوں نے ترکوں کو شکست دی اور اُن کے لشکر کو لوٹ لیا، اس کا سبب یہ ہوا کہ بغداد کے دونوں جانب کے تمام دروازے کھول دیے گئے اور پتھر مارنے کے آلات تمام دروازوں پر نصب کر دیے گئے' شبارات یعنی مسلح چھوٹی چھوٹی جنگی کشتیاں دجلے میں چھوڑ دی گئیں' اُن کشتیوں سے تمام لشکر باہر نکل آیا، ابن طاہر اور بغا اور وصیف جس وقت دونوں فریق جنگ میں مشغول تھے اور جنگ بڑی شدت سے جاری تھی نکل کر باب القطیعہ گئے پھر بذریعۂ کشتی باب الشماسیہ گئے، ابن طاہر ایک خیمے میں بیٹھ گیا جو اُس کے لیے لگایا گیا تھا'

بغداد کی ایک تیر انداز جماعت چھوٹی کشتیوں میں بیٹھ کر سامنے آئی یہ ایسے قادر انداز تھے کہ بسا اوقات ایک ہی تیر سے کئی اشخاص کو نشانہ بناتے اور قتل کرڈالتے، اُس جماعت نے ترکوں کو شکست دی' اہل بغداد نے اُن کا تعاقب کیا' یہاں تک کہ ترک اپنے لشکر پہنچ گئے، اہل بغداد نے اُن کا بازار لوٹ لیا' اور اُن کی کشتی کو جس کا نام الحدیدی تھا اور جو اہل بغداد پر ایک آفت تھی آگ لگا دی' جو اُس میں تھا ڈوب گیا' اُن کی دو جنگی کشتیاں بھی لے لیں، ترک اس طرح اپنے منہ کے بل بھاگے کہ پھر پلٹ کے نہ دیکھا، وصیف اور بغا جب کوئی سر لایا جاتا تو کہنے لگتے تھے کہ مدد کرنے والے خدا کی قسم چلا گیا' اہل بغداد نے روذبار تک اُن کا تعاقب کیا، ابو احمد بن المتوکل آزاد غلاموں کو واپس بلا رہا تھا اور اُنھیں یہ خبر دے رہا تھا کہ "اگر وہ نہ لوٹے تو اُن کے لیے کچھ نہ بچے گا، یہ قوم سامرا تک اُن کا تعاقب کرے گی' لہذا واپس آؤ" بعض اُن میں سے واپس آ گئے' عوام سامنے آ کے مقتولین کے سر شمار کر رہے تھے، محمد بن عبداللہ ہر ایک سر لانے والے کو طوق پہناتے اور اُسے صلہ دینے لگا، یہاں تک کہ سر بہت ہو گئے'

جو ترک اور آزاد کردہ غلام بغا و وصیف کے ہمراہ تھے، اُن کے چہروں پر ناگواری ظاہر ہونے لگی، باد جنوبی سے ایک غبار اٹھا اور آتش زدہ چیزوں سے دھواں بلند ہوا،

الحسن بن الافشین کے جھنڈے ترکوں کے جھنڈوں کے ساتھ آئے، آگے ایک سرخ جھنڈا تھا جسے شاہک کے ایک غلام نے چھینا تھا اور اُسے ردو بدل کرنا بھول گیا تھا، لوگوں نے سرخ جھنڈا اور جو اُس کے پیچھے تھا اُسے دیکھا تو انھیں یہ وہم ہوا کہ ترک اُن پر پلٹ پڑے، عوام بھاگے، جو رک گیا اُس نے یہ ارادہ کیا کہ شاہک کے غلام کو قتل کردے، پھر اُسے سمجھ گیا، جھنڈا جب پلٹ دیا گیا تو بھاگنے والے بھی پلٹ آئے، ترک اپنی چھاؤنی واپس ہو چکے تھے، انھیں اہل بغداد کے بھاگنے کی خبر نہ ہوئی ورنہ اُن پر حملہ کرتے،

اسی سال ابو السلاسل وکیل وصیف کی علاقۂ الجبل میں مغربیوں کے ساتھ جنگ ہوئی، اس کا سبب جیسا کہ بیان کیا گیا یہ ہوا کہ مغربیوں میں سے ایک شخص جس کا نام نصر سلہب تھا، ایک مغربی جماعت کے ہمراہ ابو الساج کی عملداری کی زمین میں گیا، اُس نے اور اُس کے ساتھیوں نے وہاں جتنے گاؤں تھے لوٹ لیے، ابو السلاسل نے ابو الساج کو لکھ کر اس سے آگاہ کیا، ابو الساج تقریباً سو پیادہ و سوار آدمیوں کے ساتھ اُس کی طرف روانہ ہوا، جب یہ لوگ گئے تو وہ مغربی ایک دم سے جھپٹ پڑے، اُن میں سے نو آدمی مقتول ہوئے اور بیس قید، نصر سلہب بھاگ کر بچ گیا،

اس جنگ کے بعد ابن طاہر اور آزاد غلاموں کے درمیان جنگ موقوف ہوگئی، انھوں نے پھر جنگ نہ کی، بیان کیا گیا ہے کہ اس کا سبب یہ ہوا کہ ابن طاہر اس کے قبل زمانۂ صلح میں المعتز کا کاتب تھا، جب یہ واقعہ ہوا (یعنی جنگ مستعین و معتز) تو ابن طاہر سے ناپسندیدگی ظاہر کی گئی پھر اُسے (معتز نے) لکھا تو اُس نے بیان کیا کہ وہ دوبارہ ایسا کوئی کام نہ کرے گا جسے وہ ناپسند کرے،

اس کے بعد اہل بغداد پر بغداد کے دروازے بند کردیے گئے تو انھیں یہ محاصرہ شاق گزرا، وہ اسی سال یکم ذی القعدہ یوم جمعہ کو بھوک بھوک چلانے لگے،

اور اُس جزیرے گئے جو ابن طاہر کے گھر کی طرف ہے، ابن طاہر نے اُن کے پاس کہلا بھیجا کہ تم لوگ اپنی جماعت میں سے میرے پاس پانچ مشائخ بھیجو، انھوں نے اُن کو بھیجا جو اُس کے پاس پہنچا دیے گئے، اُن سے کہا کہ بہت سے معاملات ایسے ہوتے ہیں جنھیں عوام الناس نہیں جانتے، میں بیمار ہوں، مجھے امید ہے کہ میں لشکر میں عطا تقسیم کر کے انھیں تمھارے دشمن کے مقابلے میں نکالوں گا، مشائخ خوش ہو گئے اور بغیر کسی بات کے نکل آئے، عوام الناس اور تجار اس کے بعد اُس جزیرے کی طرف لوٹے جو ابن طاہر کے گھر کے بالمقابل ہے، سب چلانے لگے اور اشیا کی گرانی سے اپنی تکلیف کی شکایت کی، اُس نے کسی کو اُن کے پاس بھیجا جس نے انھیں تسکین دی، وعدہ کیا اور انھیں امید دلائی، ابن طاہر نے صلح کے بارے میں المعتز کے پاس قاصد روانہ کیا، اہل بغداد کی حالت پریشان تھی،

اسی سال نصف ذی قعدہ کو حماد بن اسحاق بن حماد بن زید بغداد آیا، اُس کی جگہ ابو سعید الانصاری ابو احمد کے لشکر بطور ضمانت روانہ کیا گیا، حماد بن اسحاق ابن طاہر سے تنہائی میں ملا، یہ نہیں بیان کیا گیا کہ اُن دونوں میں کیا گفتگو ہوئی، حماد ابو احمد کے لشکر کی طرف واپس ہوا اور ابو سعید الانصاری بھی واپس ہوا، پھر حماد ابن طاہر کی طرف واپس آیا، ابن طاہر اور ابو احمد کے درمیان بذریعہ حماد مراسلات جاری ہوئے،

۲۱ ذی القعدہ کو احمد بن اسرائیل حماد اور احمد بن اسحاق وکیل عبید اللہ بن یحیی کے ہمراہ ابن طاہر کے حکم سے ابو احمد سے صلح کی گفتگو کے لیے گیا،

۲۳ ذی القعدہ کو ابن طاہر نے ان تمام لوگوں کی رہائی کا حکم دیا جو لڑائی میں ابن طاہر کے خلاف ابو احمد کی اعانت کرنے کی وجہ سے قید کیے گئے تھے وہ سب رہا کر دیے گئے، اس کے دوسرے دن پیادہ لشکر کی ایک جماعت اور بہت سے عوام الناس جمع ہو گئے، لشکر نے اپنی تنخواہیں مانگیں اور عوام نے اُس بدحالی کی شکایت کی جس کی وجہ سے وہ تنگ تھے، سودے کی گرانی اور محاصرے کی شدت کی شکایت کی کہ یا تو نکل کے قتال کرو یا ہمیں چھوڑ دے، اُس نے اُن سے بھی نکلنے یا صلح کا دروازہ کھولنے کا وعدہ کیا اور انھیں امید دلائی، وہ لوگ واپس گئے،

۲۵ ذی القعدہ کو قید خانے اور پل اور اُس کے گھر کا دروازہ اور جزیرہ لشکر اور آدمیوں سے بھر گیا، بہت آدمی جزیرے میں آ گئے تھے، ابن طاہر کے آدمیوں نے کہ جزیرے میں مامور تھے اُن لوگوں کو ہٹایا، وہ لوگ شرقی جانب پل کی طرف چلے گئے، عورتوں کا قید خانہ کھول دیا، جو عورتیں تھیں اُنھیں نکال دیا، علی بن جہشیار اور جس قدر طبری اُس کے ہمراہ تھے اُنھوں نے اُن لوگوں کو مردوں کے قید خانے سے روکا، ابو مالک محافظ پل نے اُنھیں پل سے روکا تو اُنھوں نے اس کا سر زخمی کر دیا اور اُس کے ساتھیوں کے دو چوپائے زخمی کر دیئے، ابو مالک اپنے گھر میں گھس گیا اور اُنھیں تنہا چھوڑ دیا پھر اُنھوں نے جو کچھ اُس کی مجلس میں تھا سب لوٹ لیا، طبریوں نے اُن پر حملہ کر کے دروازوں سے نکال دیا، اُنھیں نکال کے دروازے بند کر لیے پھر اُن کی ایک جماعت نکلی، محمد بن ابی عون بذریعہ کشتی اُن کے پاس گیا، لشکر کے لیے اس نے چار ماہ کی تنخواہ کا ذمہ لیا تو وہ لوگ اس بات پر واپس چلے گئے، ابن طاہر نے ابن جہشیار کے ساتھیوں کو اُسی دن اُن کی دو ماہ کی تنخواہ دلا دی،

انھی دنوں میں ابواحمد نے پانچ کشتیاں آٹے اور گیہوں اور جو اور باجرے اور چارے کی ابن طاہر کو بھیجیں، جب ۴ ذی الحجہ یوم پنجشنبہ ہوا تو لوگوں کو المستعین کے معزول کرنے اور المعتز کے لیے بیعت لینے کے متعلق ابن طاہر کا خیال معلوم ہوا، ابن طاہر نے اپنے سرداروں کو ابواحمد کے پاس روانہ کیا یہاں تک کہ اُنھوں نے المعتز کے لیے اُس سے بیعت کر لی، اُن میں سے ہر ایک کو چار چار خلعت دیئے گئے، عام لوگوں کا گمان یہ تھا کہ صلح خلیفہ المستعین کے حکم سے ہوئی اور المعتز اُس کا ولی عہد بنایا گیا،

جب چار شنبے کا دن ہوا تو رشید بن کاؤس جو باب السلامت پر محافظ مقرر تھا سوار ہوا، نہشل بن صخر بن خزیمہ بن خازم اور عبداللہ بن محمود کے ساتھ نکل کے ترکوں کی طرف روانہ ہوا کہ ان کے ساتھ ہو جائے، تقریباً ایک ہزار ترک سوار ملے، صلح ہو چکی تھی، اُنھیں سلام کیا، جسے پہچانا اُس سے معانقہ کیا، اُنھوں نے اخلاقاً اُس کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی، اور اُسے اور اُس کے پیچھے اُس کے بیٹے کو لے گئے،

جب دوشنبے کا دن ہوا تو رشید باب الشماسیہ گیا، لوگوں سے گفتگو کی کہ امیر المومنین اور ابواحمد تمھیں سلام کہتے ہیں کہ جو شخص ہماری طاعت میں داخل ہوگا اُسے ہم اپنا مقرب بنالیں گے اور صلہ دیں گے، جو اس کے خلاف اختیار کرے گا تو وہ جانتے، اُسے عوام نے گالیاں دیں،

وہ تمام شرقی دروازوں پر اسی طرح گھوما اور اُسے اور المعتز کو ہر دروازے پر گالیاں دی گئیں، جب رشید نے ایسا کیا تو عام لوگوں کو بھی ابن طاہر کا خیال معلوم ہوگیا، وہ اُس جزیرے کی طرف گئے جو ابن طاہر کے مکان کے متقابل ہے، اُسے پکارنے لگے اور نہایت خراب گالیاں دینے لگے، اُس کے دروازے کی طرف گئے، وہاں بھی انھوں نے ایسا ہی کیا، راغب خادم اُن کی طرف نکلا اور انھیں جو کچھ وہ کر رہے تھے اُس پر برانگیختہ کیا جو کچھ وہ المستعین کی مدد میں کر رہے تھے اُس میں زیادت کی درخواست کی، یہ کہہ کے خادم اُس عمارت کی طرف گیا جس میں لشکر تھا، انھیں اور اُن کے علاوہ ایک دوسری جماعت کو بھی لے گیا، وہ تقریباً تین سو مسلح آدمی تھے، وہ ابن طاہر کے دروازے کی طرف گئے، جو لوگ اس دروازے پر تھے متصادم ہوئے، اُن کو انھوں نے دفع کردیا، برابر اُن سے قتال کرتے رہے یہاں تک کہ دیوڑھی تک پہنچ گئے، اندرونی دروازے کے جلانے کا ارادہ کیا مگر آگ نہ ملی، اُن لوگوں نے اُس جزیرے میں ساری رات اس طرح گزاری کہ اُسے گالیاں دیتے اور برا کہتے رہے،

ابن شجاع البلخی سے مذکور ہے کہ میں امیر ابن طاہر کے پاس تھا، وہ مجھ سے باتیں کر رہا تھا جو گالیاں دی جارہی تھیں سُن رہا تھا یہاں تک کہ اُن لوگوں نے اُس کی ماں کا نام لیا تو وہ ہنسا اور کہا کہ اے ابو عبداللہ مجھے نہیں معلوم کہ انھیں میری ماں کا نام کیونکر معلوم ہوگیا، ابوالعباس عبداللہ بن طاہر کی بہت سی باندیاں تھیں، لوگ جن کا نام نہیں جانتے تھے، میں نے جواب دیا اے امیر میں نے تجھ سے زیادہ وسیع الحلم کسی کو نہیں دیکھا، اُس نے مجھے جواب دیا کہ اے ابو عبداللہ میں نے اُن پر صبر سے زیادہ موافق اور کچھ نہ دیکھا، اس سے چارہ بھی نہیں،

جب صبح ہوئی تو وہ لوگ دروازے پر آگئے اور چلانے لگے، پھر ابن طاہر المستعین کے پاس گیا اور یہ درخواست کی کہ وہ اُن کے سامنے آئے، انھیں تسکین دے اور اپنی رائے سے آگاہ کرے، مستعین دروازے کے اوپر سے اُن کے سامنے آیا، لباس خلافت میں ملبوس تھا، ابن طاہر اُس کے ایک طرف تھا، المستعین نے اُن سے اللہ کی قسم کھا کے اُس تہمت کی تکذیب کی جو ابن طاہر پر لگائی گئی تھی، یہ بھی کہا کہ میں بالکل عافیت میں ہوں کسی قسم کا خوف نہیں ہے، معزول نہیں کیا گیا، اُن سے یہ وعدہ کیا کہ وہ کل جمعے کو نکلے گا کہ انھیں نماز پڑھائے، عوام واپس ہوئے،

جمعے کا دن ہوا تو لوگ دوبارہ چلا چلا کر المستعین کو طلب کرنے لگے، علی بن جہشیار کے گھوڑے لوٹ لیے، جو پُل کے شرقی دروازے پر ایک ویران مقام میں تھے، جو کچھ اس کے مکان میں تھا سب لوٹ لیا گیا، وہ بھاگ گیا، دن چڑھے تک اسی طرح برابر کھڑے رہے، وصیف اور بغا اور اُن کی اولاد اور موالی اور اُن دونوں کے سردار اور المستعین کے ماموں کے سوا سب لوگ دروازے کی طرف گئے، وصیف اور بغا اپنی خاص جماعت کے ساتھ اندر چلے گئے، المستعین کے ماموں وصیف وغیرہم کے ہمراہ ڈیوڑھی تک گئے مگر گھوڑے پر سے نہ اترے، ابن طاہر کو اطلاع دی گئی، اُس نے اُترنے کی اجازت دی، انھوں نے انکار کیا کہ یہ دن گھوڑوں کی پشت سے اُترنے کا نہیں ہے، جب تک ہم اور عوام یہ نہ جان لیں کہ ہم کس حال پر رہوں گے، قاصد اُن کے پاس برابر آمد و رفت کرتے رہے اور وہ لوگ انکار کرتے رہے، خود محمد بن عبد اللہ اُن کے پاس گیا اور اُن سے اُترنے اور المستعین کے پاس چلنے کی درخواست کی، انھوں نے اُسے آگاہ کیا کہ عوام سخت مضطرب ہیں، انھیں صحت کے ساتھ معلوم ہوا ہے کہ تو المستعین کے معزول کرنے اور المعتز کی بیعت کے خیال میں ہے، سرداروں کو المعتز کی بیعت کے لیے روانہ کرنا، خوف دلانے کا ارادہ کہ حکومت المعتز کی طرف منتقل ہو جائے، ترکوں اور مغربیوں کا بغداد میں داخل کرنا کہ اہل مدائن اور دیہات والوں میں سے جس پر غالب آئیں اُس پر اپنی مرضی کے مطابق حکومت کریں، اور تیری وجہ سے اہل بغداد شک میں پڑ گئے اور اپنے خلیفہ اور اموال اور اولاد اور اپنی جانوں کے خلاف تجھے ملزم و متہم سمجھے، انھوں نے خلیفہ کو مجمع عام میں لانے کی درخواست کی کہ اُسے دیکھیں،

محمد بن عبد اللہ نے اُن کے قول کی صحت کو خوب جان لیا اور لوگوں کے کثرت اجتماع اور اُن کی فریاد و زاری کی طرف نظر کی تو اُس نے المستعین سے باہر نکلنے کی درخواست کی، وہ دار العامہ (دربار عام) کی طرف نکلا جس میں تمام لوگ داخل تھے، وہاں اُس کے لیے ایک کرسی بچھائی گئی، اُس کے پاس لوگوں کی ایک جماعت کو پہنچایا گیا، انھوں نے اُسے دیکھا اور نکل کر اپنے پیچھے والوں کو خلیفہ کے بعافیت ہونے کی خبر دی مگر انھوں نے اُس پر قناعت نہ کی، جب خوب معلوم ہو گیا کہ بغیر نکلے ہوئے انھیں سکون نہ ہوگا، لوگوں کی کثرت بھی معلوم ہو چکی تھی تو بیرونی آہنی دروازہ اُس کے حکم سے بند کر دیا گیا، المستعین اور اُس کے ماموں اور محمد بن موسی المنجم اور محمد بن عبد اللہ اس درجے کی طرف گئے جو دار العامہ کے صحنوں اور ہتھیار کے خزانوں تک پہنچتا ہے، اُن کے لیے مجلس کی اُس سطح پر جہاں محمد بن عبد اللہ اور فتح بن سہل بیٹھا کرتا تھا بستر بچھائے گئے،

المستعین لوگوں کے روبرو اس طرح آیا کہ قبائے سیاہ میں ملبوس تھا، سر و دوش پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ردائے مبارک تھی، ہاتھ میں عصا تھا، اُس نے لوگوں سے گفتگو کی اور اُنھیں قسم دی اس چادر کے مالک (صلی اللہ علیہ وسلم) کا واسطہ کہ وہ کچھ نہ کریں، واپس چلے جائیں، کیونکہ میں سالم و محفوظ ہوں، مجھے محمد بن عبداللہ کی جانب سے کوئی اندیشہ نہیں ہے، لوگوں نے اُس سے سوار ہونے اور محمد بن عبداللہ کے مکان سے نکلنے کی درخواست کی، اس لیے کہ اُنھیں محمد بن عبداللہ کی جانب سے اطمینان نہ تھا، اُس نے بتایا کہ وہ اُس کے مکان سے اپنی پھپھی ام حبیب بنت الرشید کے مکان پر منتقل ہونے کو تیار ہے، پہلے مکان کا وہ حصہ جس میں اُس کی سکونت مناسب ہے اُس کے لیے درست کر دیا جائے، اُس کا مال و اسباب اور خزانہ اور ہتھیار اور جو کچھ محمد بن عبداللہ کے مکان میں ہے منتقل کر دیا جائے، یہ سن کے اکثر لوگ واپس چلے گئے، اہل بغداد کو سکون ہو گیا،

اہل بغداد کا ابن طاہر پر بار بار ہجوم کرنا اور اُسے بُری باتیں سنانا رنگ لایا،

ابن طاہر بغداد کے عہدہ داران معاون کے پاس آیا کہ جتنے اونٹ اور خچر اور گدھے اُن کے قابو میں آسکیں مہیا کریں کہ وہ بھی وہاں سے منتقل ہو جائے، لوگوں نے بیان کیا کہ اُس کا ارادہ تھا کہ مدائن کا قصد کرے، اُس کے دروازے پر ایک جماعت مشائخ حربیہ اور باشندوں کے معززین کی جمع ہو گئی، سب کے سب اُس سے معذرت کر رہے تھے اور اُن لوگوں کے ناروا برتاؤ کے معاف کرنے کی درخواست کرتے تھے کہ جو کچھ نادانوں نے کیا وہ محض اپنی بدحالی کی وجہ سے کیا جس میں مبتلا تھے اور اُس فاقے کی وجہ سے جس نے بھوکوں مار رکھا تھا، بیان کیا گیا ہے کہ ابن طاہر نے اُنھیں نہایت عمدہ جواب دیا، پاکیزہ بات کہی، اُن کی تعریف کی اور جو کچھ ہوا تھا معاف کر دیا، اُن کا اور اُن کے نوجوانوں اور رندانوں کا (مصافحے کے لیے) ہاتھ پکڑنے کو اُن کی طرف بڑھا، ترک سفر کے متعلق اُن کی بات مان لی اور عہدہ داران معاون کو سواریاں روکنے کی ممانعت لکھ دی۔

ذی الحجہ کے چند دن گزرنے کے بعد المستعین محمد بن عبداللہ کے مکان سے

منتقل ہوگیا وہاں سے سوار ہو کر الرصافہ میں رزق الخادم کے مکان پر پہنچا، علی بن المعتصم کے
مکان سے گزرا تو علی اس کی طرف نکلا اور اُس سے اپنے یہاں اُترنے کی درخواست کی اُس نے اُس سے بھی
سوار ہونے کو کہا جب رزق الخادم کے مکان پر پہنچا تو وہاں اُتر گیا، جیساکہ بیان کیا گیا وہاں شام کو
پہنچا، پھر جس وقت وہاں پہنچ گیا تو لشکر کے ہر سوار کے لیے دس دس دینار کا
اور ہر پیادے کے لیے پانچ پانچ دینار کا حکم دیا، المستعین کی سواری کے ساتھ
ابن طاہر بھی اس طرح سوار ہوا کہ اپنے ہاتھ میں نیزہ لیے ہوئے اُس کے آگے
چل رہا تھا، سردار اُس کے پیچھے تھے، بیان کیا گیا ہے کہ المستعین کے ہمراہ جس رات
وہ رزق کے مکان پر منتقل ہوا محمد بن عبداللہ نے ایک ثلث شب تک قیام کیا،
پھر واپس آیا، صبح تک وصیف اور بغا اُس کے پاس رہ کے اپنے اپنے مکان
چلے گئے،

جب اُس شب کی صبح ہوئی جس میں المستعین ابن طاہر کے مکان سے
منتقل ہوا تھا تو لوگ الرصافہ میں جمع ہوئے، سرداروں اور بنی ہاشم کو ابن طاہر
کے پاس جانے اور اُسے سلام کرنے کا حکم دیا گیا کہ جب وہ سوار ہو تو ہمرکاب
جائیں۔ اسی روز جب خوب دن چڑھ گیا تو ابن طاہر اس شان کے ساتھ سوار ہوا کہ
اُس کے تمام سردار سامان سے تیار تھے، گرداگرد پیادہ فوج کے تیر انداز تھے،
گھر سے نکلا تو لوگوں کی وجہ سے کھڑا ہوگیا، اُن پر عتاب کیا اور قسم کھائی کہ "اُس نے
امیر المومنین کے لیے (خدا اُس کی عزت برقرار رکھے) یا اُس کے کسی دوست کے لیے
اپنے دل میں کوئی بدی پوشیدہ نہیں کی، وہ بجز اُن کی اصلاح حال کے اور ایسے امر کے
جو اُن کے لیے مزید نعمت کا موجب ہو، اور کچھ نہیں چاہتا، انھوں نے
اُس کے متعلق ایسے امر کا وہم کر لیا جس کا اُسے علم بھی نہیں" یہ باتیں اس درد سے
کیں کہ حاضرین کو رُلا دیا، جو لوگ وہاں موجود تھے اُسے دعا دینے لگے، وہ
پل عبور کر کے المستعین کے پاس چلا گیا، کسی کو لوگوں کے بلانے کو بھیجا،
اس کے پڑوسی اور باشندگان جانب غربی کے معززین بلائے گئے، اُن سے
اس طرح کلام کیا کہ اُن پر عتاب بھی تھا اور جو خبریں اُنھیں پہنچیں اُن کے متعلق
عذر خواہی بھی تھی، وصیف اور بغا کو بغداد کے دروازوں پر گھومنے والوں کی

نگرانی کے لیے روانہ کیا، اُن دونوں نے صالح بن وصیف کو باب الشماسیہ پر محافظ مقرر کیا۔

مذکور رہے کہ المستعین کو محمد کے مکان سے منتقل ہونا پسند نہ تھا، وہ اس لیے وہاں سے منتقل ہوا کہ جمعہ کے روز جب لوگوں کو ابن طاہر کی کھڑکی کا دروازہ کھولنا دشوار ہوا تو وہ مٹی کے تیل والوں کو چھوٹی کشتیوں میں سوار کرالائے کہ اُسے آگ لگا دیں، مذکور ہے کہ ایک جماعت جن میں کنجور بھی تھا ابواحمد کی جانب سے باب الشماسیہ پر آ کے ٹھیری، اُنھوں نے ابن طاہر کو بلایا کہ اُس سے گفتگو کریں، اُس نے وصیف کو الھه کر اُس جماعت کی خبر دی کہ المستعین کو اُس کی اطلاع کرے، وہ اس معاملے میں جو مناسب سمجھے حکم دے، المستعین نے معاملہ اُسی کے اختیار میں دے دیا، کہ ان تمام امور کی تدبیر اُسی کے سپرد ہے جس طرح مناسب سمجھے کرے،

بیان کیا گیا ہے کہ علی بن یحییٰ بن ابی منصور المنجم نے اس معاملے میں محمد بن عبداللہ سے سخت کلامی کی، محمد بن ابی عون نے اُس پر حملہ کیا اور اُسے گالیاں دیں اور گرفتار کر لیا،

سعید بن حمید سے مذکور ہے کہ احمد بن اسرائیل اور الحسن بن مخلد اور عبیداللہ ابن یحییٰ ابن طاہر سے تنہائی میں ملے، اُس سے باتیں بناتے رہے اور اُسے صلح کے حق میں مشورہ دیتے رہے، کبھی اُس کے پاس کوئی دوسری جماعت ہوتی تھی، وہ لوگ صلح کی مخالفت میں گفتگو کرتے تھے تو ابن طاہر مخالفین صلح کے روبرو بات بدل دیتا تھا اور اُن سے علحدہ ہو جاتا تھا، جب یہ تینوں آتے تھے تو اُن کے سامنے آتا تھا اور اُن سے گفتگو اور مشورہ کرتا تھا،

انھی میں سے ایک کا بیان ہے کہ میں نے ایک دن سعید بن حمید سے کہا کہ کوئی بات سوائے اس کے مناسب نہ تھی کہ المستعین کی ابتداہی میں مداہنت پر سب کا اتفاق ہو جاتا، اُس نے جواب دیا کہ میں بھی چاہتا تھا کہ ایسا ہی ہو، خدا کی قسم وہ صرف اس وجہ سے ہوا کہ اُس کے ساتھیوں کو مداہنت اور انبار سے شکست دے دی گئی یہاں تک کہ اُس جماعت کے کاتب کو بھی، اُس نے انھیں اُس وقت جواب دیا جبکہ اُنھوں نے اُس سے اپنا حق مانگا،

مجھ سے احمد بن یحییٰ النحوی نے بیان کیا جو ابن طاہر کے فرزند کا اتالیق تھا کہ محمد بن عبداللہ المستعین کی امداد میں برابر سعی کرتا رہا یہاں تک کہ عبیداللہ بن یحییٰ ابن خاقان نے اُسے طیش دلادیا، کہا کہ خدائے تعالیٰ تیری عمر دراز کرے، تو جس شخص کی مدد کرتا ہے اور اُس کے معاملے میں کوشش کرتا ہے وہ نفاق میں سب سے بڑھا ہوا ہے، اُس کا دین بھی سب سے زیادہ ناپاک ہے، خدا کی قسم اُس نے وصیف و بغا کو تیرے قتل کا حکم دیا تھا، مگر انھوں نے اسے بہت برا سمجھا اور ایسا نہیں کیا، جو حالت میں نے اُس کی بیان کی اگر تجھے اس میں شک ہو تو دریافت کر، تجھے معلوم ہو جائے گا، اُس کے نفاق کی یہ کھلی ہوئی علامت ہے کہ جب وہ سامرا میں تھا تو اپنی نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بلند آواز سے نہیں پڑھتا تھا، جب وہ تیرے سامنے آیا تو تیرے دکھانے کے لیے بلند آواز سے پڑھنے لگا، تو نے اپنے دوست اور داماد اور تربیت یافتہ کی مدد چھوڑ دی" اسی قسم کی اُس سے باتیں کیں، محمد بن عبداللہ نے کہا کہ خدا ایسے شخص کو غارت کرے، جو نہ دین ہی کے لیے مناسب ہے نہ دُنیا کے لیے،

احمد بن یحییٰ نے کہا کہ سب سے پہلا شخص جس نے اس مجلس میں محمد بن عبداللہ کو المستعین کے معاملے میں کوشش سے باز رکھنے میں پیش قدمی کی وہ عبیداللہ بن یحییٰ تھا، اس امر پر احمد بن اسرائیل اور الحسن بن مخلد نے عبیداللہ ابن یحییٰ کی اعانت کی وہ اُس کے درپے رہے یہاں تک کہ المستعین کی مدد کے بارے میں محمد بن عبداللہ کی جو رائے تھی اُس سے اُسے پھیر دیا،

اسی سال عید اضحیٰ کے دن المستعین نے اُس جزیرے میں جو ابن طاہر کے مکان کے مقابلے میں تھا، لوگوں کو نماز عید پڑھائی، المستعین نماز کے لیے اس شان سے سوار ہوا کہ آگے عبیداللہ بن عبداللہ تھا جس کے ہاتھ میں سلیمان کا نیزہ تھا، الحسین بن اسماعیل کے ہاتھ میں خلافت کا نشان تھا، وصیف اور بغا المستعین کی حفاظت کر رہے تھے، محمد بن عبداللہ بن طاہر ہمرکاب سوار نہ ہوا، عبداللہ بن اسحاق نے نماز عید الرصافہ میں پڑھی،

یوم پنجشنبہ کو محمد بن عبداللہ سوار ہو کے المستعین کے پاس گیا، اُس کے پاس

چند فقہا اور قاضی موجود تھے، مذکور ہے کہ اُس نے المستعین سے کہا کہ تو نے مجھے
اختیار دیا تھا کہ میں جس امر کا قصد کروں تو میرے ہی امر کو نافذ کر دے گا، اِس
بات کے متعلق میرے پاس تیرے قلم کا رقعہ موجود ہے، المستعین نے کہا کہ وہ رقعہ
پیش کر، اُس نے وہ رقعہ پیش کیا تو اتفاقاً اُس میں صلح کا ذکر تھا، معزولی کا ذکر نہ تھا،
المستعین نے کہا کہ ہاں صلح کو نافذ کر دے، الخلنجی نے کھڑے ہو کے کہا کہ اے امیر المومنین
وہ تجھ سے یہ چاہتا ہے کہ تو اُس قمیص (خلافت) کو اتار دے جو اللہ نے تجھے پہنایا ہے،
علی بن یحییٰ المنجم نے گفتگو شروع کی، اُس نے محمد بن عبد اللہ کو سخت باتیں کہیں،
اس کے بعد محمد بن عبد اللہ سوار ہو کے چلا گیا، یہ واقعہ نصف ذی الحجہ کا ہے،
جبکہ المستعین الرصافہ میں تھا،

محمد بن عبد اللہ واپس ہوا، اُس کے ہمراہ وصیف اور بغا بھی تھے، وہ
سب کے سب روانہ ہو گئے باب الشماسیہ تک پہنچے، محمد بن عبد اللہ اپنے گھوڑے
ہی پر کھڑا ہو گیا اور وصیف اور بغا الحسن بن الافشین کے مکان چلے گئے، لوگ
دیوارِ فصیل سے ٹوٹ پڑے کسی کے لیے دروازہ نہ کھولا جا سکا، اس کے قبل
ایک بڑی جماعت نکل کر ابو احمد کے لشکر گئی تھی، لشکر کے لوگوں نے جو چاہا خریدا،
باب الشماسیہ کی طرف نکلے تو ابو احمد کے ساتھیوں میں یہ اعلان کیا گیا کہ اہل بغداد
میں سے کسی سے کچھ نہ خریدا جائے، اہل لشکر خریدنے سے روک دیے گئے، محمد
ابن عبد اللہ کے لیے باب الشماسیہ پر ایک بہت بڑا سرخ خیمہ نصب کیا گیا تھا
ابن طاہر کے ہمراہ بندار طبری اور ابو السناء اور تقریباً دو سو سوار اور دو سو پیادے بھی تھے۔

ابو احمد ایک بڑے مجمع میں آیا، خیمے کے قریب آیا تو مجمع سے نکل کر محمد
ابن عبد اللہ کے ہمراہ خیمے میں داخل ہو گیا، لشکر والے جو ان دونوں کے ہمراہ تھے
ایک کنارے کھڑے رہے، ابن طاہر اور ابو احمد نے طویل گفتگو کی، دونوں خیمے سے
باہر نکل آئے، ابن طاہر بڑے مجمع میں اپنے خیمے سے اپنے مکان گیا، مکان پہنچ گیا تو
مجمع سے نکل کر سوار ہو کے المستعین کے پاس چلا کہ جو گفتگو اُس کے اور ابو احمد
کے درمیان ہوئی اُس کی اطلاع دے، عصر تک وہیں ٹھیر کے واپس آیا،

مذکور ہے کہ ابن طاہر یہ طے کر کے جدا ہوا کہ اُسے دا ابن طاہر کو پچاس ہزار دینار

اور تیس ہزار دینار سالانہ آمدنی کی جاگیر دی جائے گی اور اُس کا قیام بغداد میں رہے گا، یہاں تک کہ اُن کے لیے اتنا مال جمع ہو جائے جو لشکر میں تقسیم ہو سکے، یہ بھی طے کیا کہ بغا مکہ، مدینہ اور حجاز کا والی بنایا جائے گا، وصیف الجبل اور اُس کے مضافات کا، جو مال آئے گا اُس میں ایک تہائی محمد بن عبد اللہ کا اور لشکر بغداد کا ہو گا اور دو تہائی آزاد غلاموں اور ترکوں کے ہوں گے،

بیان کیا گیا ہے کہ احمد بن اسرائیل جب المعتز کے پاس گیا تو اُس نے اُسے ڈاک کے محکمے کا والی بنا دیا اور وعدہ کر لیا کہ وہ وزیر ہو گا، عیسیٰ بن فرخان شاہ دیوان خراج پر اور ابو نوح مُہر اور فرمان جاری کرنے پر مامور کیے جائیں گے، اُن لوگوں نے سب عہدے تقسیم کر لیے، موسم (حج) کی خیریت کا لفافہ بغداد میں آیا تو ابو احمد کے پاس بھیج دیا گیا،

بیان کیا گیا ہے کہ اُسی سال ۱۶ ذی الحجہ کو ابن طاہر معزولی کے متعلق گفتگو کرنے کو سوار ہو کے المستعین کے پاس گیا اُس سے گفتگو کی مگر المستعین نے انکار کیا، المستعین نے یہ گمان کیا کہ وصیف و بغا اس کے ہمراہ ہیں اور المستعین کے عیب ظاہر کر رہے ہیں المستعین نے کہا کہ یہ میری گردن ہے اور تلوار، جب اُس نے اُس کا انکار دیکھا تو واپس آ گیا،

المستعین نے علی بن یحییٰ المنجم اور اپنے معتمدین کی ایک جماعت کو ابن طاہر کے پاس بھیجا کہ اُس سے کہو کہ وہ خدا سے ڈرے، میں تو تیرے پاس صرف اس لیے آیا تھا کہ تو میری مصیبت کو دفع کرے گا، اگر تو میری مصیبت کو دفع نہیں کرتا تو کم از کم میری مخالفت ہی سے باز رہ" اُس نے اُسے یہ جواب دیا کہ "بہرحال میں تو اپنے گھر میں بیٹھتا ہوں مگر تیرے لیے معزولی ضروری ہے خوشی سے ہو یا زبردستی سے"۔

علی بن یحییٰ سے مذکور ہے کہ اُس نے ابن طاہر سے کہا کہ تو اُس سے یہ کہہ کہ اگر تو خلافت سے از خود معزول ہو گیا تو کچھ خوف نہیں، مگر خدا کی قسم اگر تو نے اُسے اس طرح پارہ پارہ کر دیا کہ وہ جڑ نہ سکے اور اُس میں تو نے کوئی بھلائی نہ چھوڑی تو تیرے لیے خطرہ ہے، پھر جب المستعین نے اپنی حکومت کا ضعف اور اپنے مددگاروں کی ترک نصرت دیکھی تو اُس نے معزولی کو قبول کر لیا،

۸ ار ذی الحجہ کو پنجشنبہ کا دن ہوا تو ابن طاہر نے ابن الکردیہ محمد بن ابراہیم بن جعفر الاصغر ابن المنصور کو، الخلیجی کو، موسیٰ بن صالح بن شیخ کو، ابوسعید الانصاری کو، احمد بن اسرائیل کو، محمد بن موسیٰ المنجم کو، ابواحمد کے لشکر بھیجا کہ اُسے محمد کا وہ خط پہنچا دیں جو ان اشیا کے متعلق ہے کہ المستعین نے خلافت سے اپنے معزول کرنے تک چاہی ہیں، اُن لوگوں نے وہ خط پہنچا دیا، ابواحمد نے جو کچھ اُس نے طلب کیا تھا قبول کر لیا اور یہ جواب لکھا کہ "اُن کو مدینۂ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میں جاگیر اور جگہ دی جائے گی اور اُن کی آمد و رفت مکہ سے مدینہ اور مدینہ سے مکہ تک ہو سکے گی"۔

ابن طاہر نے یہ جواب پہنچا دیا، مگر المستعین نے اس پر قناعت نہ کی اصرار تھا کہ اُن کا مطالبہ براہ راست المعتز تک پہنچا دیا جائے، المعتز اپنے قلم سے اس کی منظوری لکھیں، ابن الکردیہ اس درخواست کو لے کے روانہ ہو گیا،

المستعین کا معزولی کو قبول کر لینے کا سبب جیسا کہ بیان کیا گیا یہ ہوا کہ ابن طاہر اور وصیف، اور بغا نے اس معاملے میں اس سے گفتگو کی اور اس کا مشورہ دیا تو اُس نے اُنھیں سخت جواب دیا، وصیف نے کہا کہ "تو نے ہمیں باغر کے قتل کا حکم دیا، ہم نے امتثال امر کیا، اور تو ہی نے ہمارے سامنے اتامش کا قتل پیش کیا، تو نے کہا کہ محمد خیر خواہ نہیں ہے"۔ یہ لوگ مستعین کو برابر خوف دلاتے رہے اور حیلہ سازی کرتے رہے،

محمد بن عبداللہ نے اُس سے کہا کہ تو نے مجھ سے یہ کہا تھا کہ "ہماری حالت درست نہیں ہو سکتی بجز اس کے کہ ہم ان دونوں (وصیف و بغا) سے راحت حاصل کر لیں" (یعنی دونوں کو قتل کر دیں) پھر جب ان سب کی گفتگو متفق ہو گئی تو اُس نے اُن کی جانب سے معزولی کا یقین کر لیا، جو شرائط اپنے لیے مناسب سمجھیں لکھ دیں، یہ واقعہ ۱۹ ار ذی الحجہ کا ہے،

جب ۲۰ ار ذی الحجہ یوم شنبہ ہوا تو محمد بن عبداللہ سوار ہو کے الرصافہ گیا اور تمام قاضی اور فقہا ایک، ایک گروہ بنا کے المستعین کے پاس لائے گئے، انھیں اس امر کا گواہ بنایا کہ اُس نے اپنا معاملہ محمد بن عبداللہ کے سپرد کر دیا ہے، اُس کے پاس دربانوں اور خادموں کو لے گیا، اُس سے نشان خلافت لے لیا، اُس کے پاس ٹھہرا رہا

یہاں تک کہ رات کا ایک حصہ گزر گیا،
صبح اس طرح ہوئی کہ لوگ مختلف قسم کی خوفناک خبریں مشہور کر رہے تھے، ابن طاہر نے اپنے سرداروں کو کہلا بھیجا کہ ہر سردار اپنے دس دس باوجاہت ساتھیوں کو لے کے اُس کے پاس آئے، وہ لوگ اُس کے پاس آئے، اُنھیں اندر لے گیا، امید دلائی کہ میں نے جو کچھ کیا اُس سے میرا مقصد صرف تم لوگوں کی بہتری اور سلامت ہے، خونریزی بند کردی، المعتز کے حضور میں اُن شرائط کو لے جانے کے لیے ایک جماعت کو تیار کیا جو اُس نے المستعین کے لیے اور اپنے لیے اور اپنے سرداروں کے لیے قرار دیے تھے، مدعا یہ تھا کہ اس معاملے میں المعتز اپنے قلم سے فرمان جاری کرے وہ لوگ المعتز کے پاس گئے، المستعین اور ابن طاہر نے جن شرائط کی اپنے اپنے لیے درخواست کی تھی معتز نے سب کی منظوری کا فرمان اپنے قلم سے لکھ دیا، سب لوگ گواہ ہو گئے، المعتز نے قاصدوں کو خلعت دیے سب کو تلواریں دیں، اور وہ لوگ بغیر جائزہ دیے اور اپنا اسباب دکھائے واپس چلے گئے، اُن کے ہمراہ اپنے پاس سے ایک جماعت کو المستعین سے اپنی بیعت لینے کے لیے روانہ کیا اور (ہمراہی کے لیے) کسی لشکر کا حکم نہیں دیا، سعید بن صالح کے ساتھ المستعین کی ماں اور اُس کی بیٹی اور تلاش کے بعد اُس کے کنبے والے روانہ کر دیے گئے اور اُن سات سے بعض چیزیں لے لی گئیں، المعتز کے ہاں سے واپس آنے کے بعد ۳ محرم ۲۵۲ھ کو قاصد بغداد پہنچے،

مذکور ہے کہ المعتز کے قاصد جب الشماسیہ پہنچے تو ابن سجادہ نے کہا کہ مجھے اہل بغداد سے اندیشہ ہے اس لیے یا تو المستعین کو الشماسیہ لایا جائے یا محمد ابن عبداللہ کے مکان کہ وہ المعتز کی بیعت کرے اور اپنے آپ کو معزول کرے اور اُس سے عصا اور ردائے مبارک لی جائے،

اسی سال ربیع الاول میں الکوکبی کا قزوین و زنجان میں ظہور ہوا، علاقے پر قابض ہو کے وہاں سے آل طاہر کو نکال دیا، الکوکبی کا نام الحسین تھا، ابن احمد بن اسمٰعیل ابن محمد بن اسماعیل الارقط بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم
اسی سال بنی عقیل نے جدہ کے راستے میں ڈاکہ ڈالا، جعفر بشاشات نے

اُن سے جنگ کی، اہل مکہ کے تقریباً تین سو آدمی مارے گئے، ڈاکے کے وقت بنی عقیل کا کوئی شخص یہ کہہ رہا تھا:

تجھ پر دو کپڑے ہیں حالانکہ میری ماں برہنہ ہے اے حرامزادے اپنا ایک کپڑا میرے لیے ڈال دے

جب بنی عقیل سے جو کرنا تھا وہ کیا تو مکہ میں سوداگراں ہو گیا، اعراب نے دیہات کو لوٹ لیا،

اسی سال ماہ ربیع الاول میں اسماعیل بن یوسف بن ابراہیم بن عبداللہ ابن الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کا مکہ میں ظہور ہوا، مکہ کا عامل جعفر بن الفضل بن عیسیٰ بن موسیٰ بھاگ گیا، اسماعیل بن یوسف نے جعفر کا مکان اور افسران خلافت کے گھر لوٹ لیے لشکر کو اور اہل مکہ کی ایک جماعت کو قتل کر دیا، جو مال نہر کی درستی کے لیے لایا گیا تھا اور جو سونا چاندی اور خوشبو اُس کے خزانوں میں تھی وہ سب اور غلاف کعبہ لے لیا، لوگوں سے تقریباً دو لاکھ دینار لے لیے، مکہ کو لٹوا دیا اور اُس کے بعض حصے کو جلا دیا، وہاں سے پچاس دن کے بعد نکل کے مدینہ چلا گیا، علی بن الحسین بن اسماعیل عامل مدینہ (مارے خوف کے) پوشیدہ ہو گیا، اسماعیل رجب میں مکہ واپس آیا، شہر کا محاصرہ کر لیا، باشندے بھوک اور پیاس سے مردہ بن گئے اور روٹی کی قیمت ایک درہم میں تین اوقیہ، گوشت چار درہم میں ایک رطل اور ایک صراحی پانی تین درہم کو ملنے لگا، اہل مکہ کو پوری مصیبت آگئی، ستاون دن کے قیام کے بعد جدہ چلا گیا، لوگوں کی غذا روک لی، تجار کے اور کشتی والوں کے مال لے لیے، یمن سے گیہوں اور جوار مکہ بھیجی گئی، پھر قلزم کی کشتیاں پہنچیں، اسماعیل بن یوسف موقف (میدان عرفات) میں آیا، یہ یوم عرفہ (۹ ذیحجہ) تھا، موقف میں محمد بن احمد بن عیسیٰ بن المنصور الملقب کعب البقر اور عیسیٰ بن محمد المخزومی سالار فوج مکہ بھی تھا، المعتز نے ان دونوں کو وہاں روانہ کیا تھا، اسماعیل نے اُن سے قتال کیا جس میں گیارہ سو حجاج مقتول ہوئے، لوگوں کا مال چھین لیا گیا، اور وہ مکہ کی طرف بھاگے اور عرفات میں نہیں ٹھیرے نہ دن کو نہ رات کو، اسماعیل اور اُس کے ساتھی ٹھیر گئے، پھر وہ جدہ لوٹا اور وہاں کے مال فنا کر دیے،

واقعات سنہ ۲۵۲ھ

المعتز کی خلافت

عزل ونصب منجملہ ان واقعات کے المستعین احمد بن محمد بن المعتصم کا اپنے آپ کو خلافت سے معزول کرنا، المعتز محمد ابن جعفر المتوکل محمد بن المعتصم سے بیعت، المعتز کے لیے بغداد کے دونوں منبروں پر اور ہر دو جانب کی دونوں مسجدوں میں، جانب شرقی میں بھی اور جانب غربی میں بھی، اسی سال ۴ محرم یوم جمعہ کو دعا کرنا اور جو لشکر اُس روز بغداد میں تھے اُن سے اُس کی بیعت لینا ہے۔

مذکور ہے کہ ابن طاہر سعید بن حمید کے ہمراہ المستعین کے پاس جس وقت اُس نے اس کے لیے شرائط امان لکھیں، گیا کہ اے امیر المومنین سعید نے شرائط نامہ لکھ دیا اور اُس میں حد درجہ مضبوطی کر دی، ہم اُسے آپ کو سنانا چاہتے ہیں، آپ سُن لیجیے، المستعین نے جواب دیا کہ (تجھ پر کچھ اندیشہ نہیں تجھ پر کچھ اندیشہ نہیں دیکھنے کی ضرورت نہیں) کیونکہ تو نے خود اُسے نہیں چھوڑا اے ابو العباس، کیونکہ کوئی قوم خدا کے فضل سے تجھ سے زیادہ آگاہ نہیں، حالانکہ اُن سے پہلے تو خود اپنے اوپر اُن شرائط کو مضبوط کر چکا ہے، آخر وہی ہوا جو تو نے جان لیا تھا" محمد نے اُسے کوئی جواب نہ دیا،

جب المستعین نے المعتز سے بیعت کر لی اور بغداد میں اُس کی بیعت لے لی اور اُس پر بنی ہاشم اور قاضیوں اور فقہا اور سرداروں کو گواہ بنا دیا تو اس جگہ سے جہاں وہ الرصافہ میں تھا مع اپنے عیال اور اولاد اور باندیوں کے المخرم میں کہ الحسن ابن سہل کے محل کا نام تھا، منتقل ہو گیا، اُن سب کو اُنھوں نے وہاں اُتار لیا اور اُن پر سعید بن رجاء الحضاری وکیل بنا دیا گیا، المستعین سے مُہر اور عصا اور چادر مبارک

ـے لی گئی اور عبید اللہ بن عبد اللہ بن طاہر کے ہمراہ روانہ کردی گئی اور یہ بھی لکھا گیا:

"امابعد سب تعریف اُس اللہ کے لیے جو اپنی رحمت سے اپنی نعمتیں پوری کرنے والا ہے اور اپنے فضل سے اپنے شکر کا راستہ بتانے والا ہے، اللہ اپنی رحمت کاملہ بھیجے محمدؐ پر جو اُس کے بندے اور اُس کے ایسے رسول ہیں جن میں وہ تمام فضائل جمع کردیے گئے جو اُن کے قبل کے رسولوں میں متفرق تھے، جنھوں نے اپنی میراث کو اُس شخص کی طرف پھیر دیا جسے اپنی خلافت کے لیے مخصوص کیا، اللہ تعالیٰ آپ پر سلام کامل نازل فرمائے، میری یہ تحریر ایک ایسے خلیفہ کے نام ہے کہ اللہ نے جس کے معاملے کو مکمل کردیا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث اُس شخص سے لے کے سپرد کردی گئی جس کے پاس تھی، میں نے یہ تحریر امیر المومنین کی خدمت میں عبید اللہ بن عبد اللہ غلام آزاد امیر المومنین کے ہاتھ بھیجی ہے، جو امیر المومنین کا فرماں بردار ہے"۔

المستعین کو مکہ جانے سے روک دیا گیا، اُس نے بصرہ میں ٹھیرنا پسند کیا، سعید بن حمید سے مذکور ہے کہ محمد بن موسیٰ بن شاکر نے کہا کہ بصرہ ایک وبائی مقام ہے تو نے وہاں اُترنا کیسے پسند کرلیا، المستعین نے جواب دیا کہ وہ زیادہ وبائی ہے یا ترک خلافت،

مذکور ہے کہ قُرب جو بہت بڑی باندی تھی المستعین کے پاس المعتز کا پیام لائی جس میں یہ درخواست تھی کہ المستعین المتوکل کی اُن تینوں باندیوں سے علیحدہ ہو جائے جن سے المستعین نے عقد کرلیا تھا، وہ اُن سے علیحدہ ہوگیا اور اُن کا معاملہ انھی کے سپرد کردیا، اُس کے پاس جواہرات کی دو انگوٹھیاں تھیں جن میں سے ایک کا نام البرج تھا اور دوسری کا الجبل، محمد بن عبد اللہ نے (ان دونوں کے لیے) المعتز کی خواص قُرب کو اور ایک جماعت کو بھیجا اُس نے وہ دونوں انگوٹھیاں اُنھیں دے دیں، وہ لوگ اُنھیں محمد بن عبد اللہ کے پاس لے آئے، محمد بن عبد اللہ نے اُنھیں المعتز کے پاس روانہ کردیا،

۶ محرم کو جیسا کہ بیان کیا گیا بغداد میں دو سو سے زائد کشتیاں آئیں جن میں مختلف اقسام کا مال تجارت اور بہت سی بھیڑیں تھیں،

المستعین کو محمد بن مظفر بن سیسل اور ابن ابی حفصہ کے ہمراہ تقریباً چار سو سوار و پیادہ فوج کے ساتھ واسط روانہ کر دیا گیا، اس کے بعد عیسیٰ بن فرخانشاہ اور قرب ابن طاہر کے پاس آئے کہ وہ یاقوت جو نشان خلافت ہے احمد بن محمد نے اپنے پاس روک لیا ہے، ابن طاہر نے الحسین بن اسماعیل کو (احمد بن محمد کے پاس اس یاقوت کے لیے) بھیجا، اس نے وہ یاقوت اسے نکال کے دے دیا، دیکھا کہ وہ ایک قیمتی یاقوت ہے جو چار انگل چوڑا اور چار انگل لانبا ہے اور اس پر اس کا نام لکھا ہوا ہے، قرب کو یاقوت دے دیا گیا جو اسے المعتز کے پاس لے گئی

المعتز نے احمد بن اسرائیل کو وزیر بنایا، خلعت دیا اور اس کے سر پر تاج رکھا،

اسی سال ۱۲ محرم یوم شنبہ کو ابو احمد سامرا روانہ ہوا، محمد بن عبداللہ اور الحسن ابن مخلد نے اس کی مشایعت کی، اس نے محمد بن عبداللہ کو پانچ خلعت دیے اور ایک تلوار، محمد بن عبداللہ رودبار سے واپس آیا،

معزولی کا اثر عوام پر بعض شعرا نے المستعین کی معزولی کے بارے میں نظمیں کہیں:

احمد بن محمد کی خلافت چھین لی گئی،
عنقریب اس کو قتل کر دیا جائے گا یا معزول کر دیا جائے گا،

اس کے باپ کی اولاد کی سلطنت اس طرح زائل ہوتی ہے،
کہ ان میں سے ایسا کوئی نظر نہیں آتا جو مالک ہو کے اس سے فائدہ حاصل کرے،

مزید براں اے اولاد عباس بیشک تمہارا راستہ
اپنی رعیت کے قتل میں ایک کشادہ راستہ ہے،

تم نے اپنی دنیا میں پیوند لگایا،
جس سے تمہاری حیات ایسی شکستہ ہو گئی کہ اس میں پیوند نہیں لگ سکتا،

بعض اہل بغداد نے حسب ذیل اشعار کہے:

میں تجھے فراق سے نالاں دیکھتا ہوں،
اس لیے کہ امام کی صبح اس طرح ہوئی کہ وہ معزول کر کے نکال دیا گیا تھا،

امام ایسا تھا کہ سارا زمانہ جس کی وجہ سے خوشی سے ہنستا تھا،
طالب بہار کے لیے وہ بہار تھا،

اے جماعت اہل آفاق تو گردش روزگار سے غافل نہ ہو،
بیشک زمانہ ہی مجموع کو منتشر کر دیتا ہے،

خلافت کا لباس پہنا اور اُسے اُس نے اس طرح بدلا کہ محبت سے،
تمام مسلمانوں کے معاملات کا فیصلہ کرتا ہے،

زمانے کے ہاتھ نے اُسے جنگ میں مشغول کر کے اُس پر ظلم کیا،
حالانکہ وہ جنگ سے دور تھا،

ترک سرکشی کی وجہ سے اُس سے برگشتہ ہو گئے،
تو وہ اُس حالت میں ہو گیا کہ اس کا خوف جاتا رہا، اُس پر خوف ہونے لگا،

اُس نے اُن پر حملہ کیا، انھوں نے اُس پر حملہ کیا،
پوشیدہ لشکر کے ہاتھوں نے سروں کا خون لے لیا،

قدرت نے اُسے مراتب عالیہ سے ہٹا دیا،
وہ واسط میں اس طرح مقیم ہو گیا کہ اب واپسی کا خیال بھی نہیں کر سکتا،

اُن لوگوں نے اُس کے ساتھ بے وفائی بھی کی مکاری بھی کی خیانت بھی کی،
حالانکہ وہ بستر سے لگا رہا اور بحالت خواب معاہدہ کرتا رہا،

اُن لوگوں نے ہر طرف سے بغداد کا محاصرہ کر لیا،
حالانکہ وہ اُس کے مطیع تھے اُس سے قبل جبکہ وہ محفوظ تھا،

اگر خود اُس نے جنگ بھڑکائی ہوتی،
کہ وہ جنگ کی ملاقات کے لیے زرہ پہن لیتا،

یہاں تک کہ وہ اپنے پوشیدہ لشکر کو پوشیدہ لشکر سے ٹکرا دیتا،
پھر جو جنگ کا ارادہ کرتا وہ بھڑ جاتا،

تو وہ اُس حالت میں ہوتا کہ زمانے کے فریب پر وہ حرام ہوتا، یعنی زمانہ اُسے فریب نہ دے سکتا،
اور جب کمینوں نے اُس سے بے وفائی کی تو محفوظ ہوتا،

لیکن اُس نے دوست کی رائے اور اُس کی سرزنش نہ مانی،
اور بدعہدی کرنے والوں کی بات کا فرماں بردار ہو گیا،

سلطنت کا ایسے بادشاہ کے لیے غلبہ نہیں رہتا،
جو درست رائے کو ضائع کر دیتا ہو،

وہ آپ ہی اپنے کو دھوکا دیتا رہا،
یہاں تک کہ اپنے ملک سے فریب دے کے نکال دیا گیا،

ابن طاہر نے اُس بیعت کے عوض اپنا دین فروخت کر دیا،
جس بیعت کے ساتھ امام کی سلطنت نے محفوظ ہو کر شام کی تھی،
اُس نے خلافت اور رعیت کو اُس سے چھین لیا تو وہ بھی ایسا ہو گیا کہ،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردگار کا دین اُس سے چھین لیا گیا،
اس کی وجہ سے وہ بالضرور تلخ پیالے پیئے گا،
اور بالضرور اس کے ہاتھ سے ذلیل کیا جائے گا،

محمد بن مروان بن ابی الجنوب بن مروان نے اُس وقت یہ اشعار کہے جس وقت المستعین معزول ہو کر واسط چلا گیا:

بیشک تمام امور المعتز کی جانب واپس آ گئے،
جس سے مدد مانگی جاتی ہے (یعنی اللہ تعالیٰ سے) وہ بھی اُس کے حالات کی طرف متوجہ ہوا،
اور وہ (المستعین) جانتا تھا کہ سلطنت اس کے لیے نہیں ہے،
اور یہ بھی جانتا تھا کہ وہ (سلطنت) تیرے لیے ہے،
لیکن اُس نے اپنے آپ کو دھوکا دیا ہے،
اور اُس مالک الملک (مالک سلطنت) نے
تجھے سلطنت عطا کر دی اور اس سے سلطنت چھین لی،
جو سلطنت کا دینے والا بھی ہے اور اُس کا چھین لینے والا بھی ہے،
بیشک خلافت اُس کے لیے مناسب نہ تھی،
وہ اُس عورت کے مثل تھی جس سے متعہ کے طور پر عقد کیا گیا ہو،
لوگوں کے نزدیک اُس کی بیعت کس قدر قبیح تھی،
اور کیسا اچھا ہے لوگوں کا یہ قول کہ وہ معزول کر دیا گیا،
کاشکے کشتی اُسے قاف تک دفع کر دیتی،
اُس ملاح پر میری جان قربان ہوتی جو اُسے دفع کر دیتا،
کتنے ہی بادشاہوں نے تجھ سے پہلے لوگوں کے معاملات پر حکمرانی کی،
اگر انھیں وہ شر برداشت کرنا پڑتا جو تجھے برداشت کرنا پڑا ہے (تو وہ ہلاک ہو جاتے)۔
تیری وجہ سے لوگوں کی شام تنگی کے بعد فراخی میں ہوئی،
اور اللہ تنگی کے بعد فراغت کر ہی دیتا ہے،
اور اللہ تجھ جیسے بادشاہ سے برائی کو دفع کرے،
کیونکہ تیری وجہ سے وہ برائی ہم سے دور ہے،

نہ میری مدح رائگاں ہوئی اور نہ تیری مجھ پر عطا رائگاں ہوئی،
اور بحمد اللہ میں نے تجھے سخی و معطی پایا،
مجھے وہ جائداد واپس کردے جو نجد میں ضبط کر لی گئی،
کیونکہ تجھ جیسے مجھ جیسوں کو بڑی بڑی جائدادیں جاگیر دے دیتے ہیں،
پھر اے امام عادل اگر اس کی آمدنی مجھے تو واپس کردے گا،
تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے میرے حاسدوں کو کٹا کردے گا،

المستعین کی معزولی کے بعد المعتز کی مدح میں کہتا ہے (اشعار)

دنیا اپنی حالت پر واپس آگئی،
اور اللہ نے اس کے آنے سے ہمیں مسرور کیا،
اہل دنیا کے لیے اللہ نے تجھے کافی کردیا،
دنیا کے ہولوں کی شدت نہیں رہی،
(پہلے) ایک جاہل اس کا مالک ہوگیا تھا،
حالانکہ دنیا اپنے جاہلوں کے ساتھ صلح نہیں کرتی،
اس کی وجہ سے دنیا مقفل ہوگئی تھی،
تو اس کے قفلوں کی کنجی ہوگیا،
بیشک وہ دنیا جس کو تو پہنچا اس جاہل کے بعد،
اپنے اچھے حالات کی طرف واپس آگئی،
وہ خلافت جس کے تو لائق تھا،
اللہ نے اس کا قمیص تجھے عطا فرمایا،
مستحق خلافت کو اس کے حال پر لوٹا دیا،
اور اللہ نے دنیا کو اس کے حال پر لوٹا دیا،
وہ خلافت سب سے پہلے عاریت نہ بنی،
جو زبردستی اپنے مالک کو واپس کردی جاتی ہے،
خدا کی قسم اگر وہ (المستعین) کسی گاؤں پر والی ہوتا،
تو وہ اس کے بعض اعمال کو بھی کافی نہ ہوتا،
اس نے سلطنت میں ڈراکے ہاتھ ڈالا،
بعد داخل کرنے کے اسے نکال لیا،
ہمیں اللہ نے اس کے بدلے ایک ایسا سردار دے دیا،
جس نے دنیا کو زلزلے کے بعد ساکن کردیا،
یہ امت اس (کی امت) سے بدل دی گئی تھی،
گویا کہ وہ امت اپنے دجال کے وقت میں تھی،
سلطنت اور اس کے بار کو (یعنی المعتز نے) سنبھال لیا،
اور جنگ اور اس کے بار کو اس نے (یعنی المستعین نے) سنبھالا تھا،
جس ظلم کو ان لوگوں نے سوچا تھا اسے باطل کردیا،
تیرے لشکر اور اس کے بہادروں کے بھیجنے نے،
تو نے جس لشکر کو قابل بنایا اس نے کس قدر احسانیاں کردیں،
کو کسی لشکر نے مثل اس کے اعمال کے عمل نہیں کیا،

تیرے

الولید بن عبید البحتری نے المستعین کی معزولی اور المعتز کی مدح میں کہا ہے:

آگاہ ہو جس کے پاس ظلم کی تاریکی آئی،
کہ وہ روشن ہو گئی، اور جانب عیش آسان ہو گئی،

ہم نے مانگی ہوئی چیز کو جو ایک مذموم شخص کے پاس تھی واپس کر دیا،
اُس کے اہل کو، حق بحقدار رسید،

مجھے اُس زمانے پر تعجب ہے کہ اُس کی گردشوں نے تھکا دیا،
اور زمانہ نہیں ہے بجز اُس کی گردشوں اور عجائبات کے،

تاز سے دامن کھینچنے والا کب تک امید کرے گا کہ اُس کے لیے تاج منتخب کیا جائے گا،
یا اُس کے عمامے کی مدح کی جائیگی،

غاصب نے خلافت کے حق کا کیونکر دعویٰ کیا،
اُس کے بغیر میراث نبوی اُس کے اقارب سے لے لی،

منبر شرقی رو دیا جبکہ اُس پر بولنے لگا،
ایک بیل لوگوں کے روبرو جس کے زنخدان ہل رہے تھے،

وہ ثرید (شوربے میں پکی ہوئی روٹی) کے پہلو پر بار ہے، انتظار کرتا ہے،
دسترخوان اُٹھنے کے وقت شروع کرتا ہے اور اُس پر ٹوٹ پڑتا ہے،

جب موجودہ غذا سے اپنا پیٹ بھر لیتا ہے تو پھر پروا نہیں کرتا،
کہ آیا ملک کا چراغ روشن ہے یا گل ہو گیا،

جب صبح کے وقت فراش اُس کا نعل جھاڑتا ہے،
تو اُس کی تعریف میں کمزور ہو جاتا ہے اور اُس کی عیب گوئی میں بڑھ جاتا ہے،

اُس امر کی طرف اُس نے قدم اُٹھایا جس کا وہ اہل نہ تھا،
ایسی افطاری سمجھ کر جس سے خوش ہوتا ہے اور ایسے طور پر کہ وہ شر ہوتا ہے،

تو کیسا سمجھتا ہے حق کو جب وہ اپنی جگہ ٹھیر گیا،
اور کیسا سمجھتا ہے ظلم کو جبکہ اُس کے نتائج دور ہوں،

جب اللہ کی جانب سے عزت یافتہ چلتا ہے تو ایسا نہیں ہوتا کہ،
وہ عاجز کر دیا جائے، اُس شے سے جس کا وہ طالب ہے،

جبراً اُس نے عصا کو پھینکا اس طرح کہ وہ ذلیل تھا،
اور اُس کے شانے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک سے برہنہ کر دیے گئے تھے،

مجھے بڑی مسرت ہوئی جب یہ کہا گیا کہ تیزی
کے ساتھ روانہ کر دی گئیں،
مشرق کی طرف اُس کی کشتیاں اور ناویں،

دھوبی کی ڈاڑھی جبکہ وہ جنبش کرے
اُس شخص کو بھلائی پہنچانے والی نہیں جو اُس
دھوبی کو ملامت کرے،

ابن خلاد وہ اشعار جمع کرتا ہے جو اُس کے پاس ہیں،
اور ایک بہادر کی اس طرح صبح ہوتی ہے کہ وہ
کاتب جاہل ہوتا ہے،

میں وادی حرام کی قسم کھاتا ہوں،
اور اُس کے تمام محترم پتھریلے میدانوں کی
اور اُس کی خشک لکڑیوں کی،

کہ بیشک المعتز نے امت احمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چلایا،
ایسے طریق پر جن کا راستہ حق کی طرف جاتا ہے،
اس نے اللہ کے دین کو درست کر دیا
ہم میں اُس کے نشان اور اُس کے ستارے
اس کے بعد کہ مٹ گئے تھے،
غروب ہو گئے تھے،
اور ملک کے افتراق کو مٹا دیا یہاں تک کہ،
اس کے مشرق و مغرب اتفاق سے بھر گئے،

اسی سال ۲۳ محرم کو ابو الساج دیوداد بن دیودست بغداد واپس آیا، محمد بن عبد اللہ نے اُسے اُن دیہات کے معاون سپرد کیے جن کی آبپاشی دریائے فرات سے ہوتی تھی، ابو الساج نے اپنے نائب کو جسے کربہ کہا جاتا تھا الانبار بھیجا اور ایک جماعت کو ابن ہبیرہ کے محل بھیجا، الحارث بن اسد کو پانچ سو سوار و پیادہ کے ہمراہ روانہ کیا کہ وہ اُس کے اعمال کی تلاش کرے، وہاں سے ترکوں اور مغربیوں کو نکال دے جو اُس علاقے میں پلٹ آئے تھے اور چوری کر رہے تھے، ابو الساج بغداد سے ۳ ربیع الاول کو روانہ ہوا، اُس کے ساتھی طساسیج الفرات میں اُس سے جدا ہوئے، وہ ابن ہبیرہ کے محل میں اُترا پھر کوفہ چلا گیا، ۱۹ محرم کو ابو احمد اپنی چھاؤنی سے واپس ہو کر سامرا آیا تو المعتز نے اُسے چھ کپڑے خلعت دیے اور ایک تلوار، اُسے جڑاؤ ٹوپی کے ساتھ سونے کا تاج پہنایا گیا، اُسے دو سونے کی تلواریں ملیں اور ایک اور جڑاؤ تلوار جس میں جواہرات جڑے ہوئے تھے، کرسی پر بٹھایا گیا اور بڑے سرداروں کو بھی خلعت دیا گیا،

اسی سال شریح الحبشی قتل کیا گیا، اس کا سبب یہ ہوا کہ جس وقت صلح ہوئی تو یہ چند حبشیوں کے ساتھ بھاگ گیا اور واسط اور علاقۂ الجبل اور اہواز کے درمیان

ڈاکہ ڈالنے لگا، ام المتوکل کے ایک موضع میں اتر گیا، جو دیری کہلاتا تھا، پندرہ آدمیوں کے ساتھ وہاں کی سرائے میں اترا، شراب پی اور مست ہو گئے، اہل موضع نے حملہ کر کے انھیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، انھیں منصور بن نصر کے پاس واسط لے گئے، منصور نے بغداد بھیج دیا، محمد بن عبد اللہ نے لشکر بھیج دیا، جب وہ لوگ پہنچے تو بابکیاک شریح کی طرف اٹھا اسے تلوار سے دو ٹکڑے کر دیا، بابک سے تختے پر لٹکا دیا گیا، اس کے ساتھیوں کے پانچ سو سے ہزار تک تاتاریا۔نے مارے گئے،

اسی سال ربیع الآخر میں مدینۂ ابو جعفر میں عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان کی وفات ہوئی،

اسی سال المعتز نے محمد بن عبد اللہ کو دفاتر سے بغا اور وصیف کا اور جو شخص ان کا مخصوص ہو اس کا نام خارج کرنے کو لکھا، بیان کیا گیا ہے کہ محمد بن ابی عون نے جو محمد بن عبد اللہ کا ایک سردار تھا جب ابو احمد سامرا پہنچ گیا تو محمد بن عبد اللہ سے بغا اور وصیف کے قتل کے بارے میں گفتگو کی، اس نے اس سے یہ وعدہ کیا کہ ان دونوں کو قتل کر دے گا، المعتز نے محمد بن عبد اللہ کو محمد بن ابی عون کے لیے ایک پرچسم اور ایک سند عہدہ بھیجی، پرچسم بصرہ ویمامہ وبحرین کا تھا، بغا اور وصیف کے ساتھیوں میں سے ایک جماعت نے انھیں یہ واقعہ لکھا اور محمد بن عبد اللہ سے ڈرایا، وصیف اور بغا ۲ ربیع الاول یوم سہ شنبہ کو سوار ہو کر اس کے پاس گئے اور کہا کہ اے امیر ابن ابی عون نے ہمارے قتل کی جو ذمہ داری لی ہے اس کی خبر ہمیں پہنچ گئی، ساری جماعت نے بے وفائی کی اور مخالفت کی جس کی بنا پر وہ ہم سے جدا ہو گئے، خدا کی قسم اگر وہ ہمیں قتل کرنا چاہیں تو اس پر قادر نہ ہوں گے، محمد بن عبد اللہ نے ان دونوں سے قسم کھائی کہ وہ اس کے متعلق کچھ نہیں جانتا، بغا نے نہایت سخت گفتگو کی اور وصیف اسے روکتا رہا، وصیف نے کہا کہ اے امیر قوم نے ہم سے بے وفائی کی ہے اور ہم لوگ اپنے گھروں میں بیٹھے رہیں گے یہاں تک کہ ہمارا قاتل آجائے، وہ دونوں (محمد بن عبد اللہ کے یہاں) ایک جماعت کے ہمراہ گئے تھے پھر اپنے گھر واپس آ گئے، دونوں نے اپنے لشکروں اور اپنے آزاد کردہ غلاموں کو جمع کیا اور ختم ربیع الاول تک تیاری اور ہتھیاروں کی خریداری اور اپنے

پڑوسیوں میں مال کی تقسیم میں مشغول رہے، وصیف اور بغا کو قریب کے آنے کے وقت۔ محمد بن عبداللہ نے اپنے کاتب محمد بن عیسیٰ کے ذریعے سے بلا بھیجا تھا، وہ دونوں اُس کے ہمراہ آئے، محمد بن عبداللہ کے مکان کے پاس پُل کے قریب تک پہنچے تھے کہ جعفر الکردی اور ابن خالد البرکی ملے، ہر ایک نے دوسرے کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی، جعفر و ابن خالد نے اُن سے کہا کہ "تم دونوں اس لیے بلائے گئے ہو تاکہ تمہیں لشکر بھیج دیا جائے، محمد ابن عبداللہ نے تم دونوں کے لیے اس کام کے واسطے ایک جماعت تیار کی ہے، یا تم دونوں قتل کر دیے جاؤ گے"۔ یہ سُن کے دونوں واپس ہو گئے، اور ایک جماعت جمع کی، ہر شخص کے لیے دو درہم یومیہ مقرر کیا، دونوں اپنے اپنے گھروں میں مقیم ہو گئے۔

وصیف نے اپنی بہن سُعاد کو المؤید کے پاس روانہ کیا تھا۔ المؤید اُس کی گود میں رہ چکا تھا، وصیف کے محل سے دس لاکھ دینار جو اُس میں مدفون تھے نکال کر لیتی گئی جو اُس نے المؤید کو دے دیے، المؤید نے المعتز سے وصیف سے راضی ہو جانے کے بارے میں گفتگو کی، اُس نے اُسے اپنی خوشنودی کا فرمان لکھ دیا، وصیف نے باب الشماسیہ پر اپنے خیمے لگا لیے کہ نکل جائے، ابو احمد بن المتوکل نے بغا سے راضی ہونے کے بارے میں گفتگو کی، اُسے بھی خوشنودی کا پروانہ لکھ دیا،

دونوں کا حال پریشان تھا اور بغداد ہی میں مقیم تھے، ترک المعتز کے پاس جمع ہوئے، اُنھوں نے اُس سے اُن دونوں کے بلانے کے حکم کی درخواست کی کہ "وہ دونوں ہمارے بزرگ اور رئیس ہیں"، اُس نے اُن دونوں کو اس کے لیے لکھ دیا (یعنی آنے کے لیے) یہ فرمان تین سو آدمی کے ہمراہ بایکباک لے گیا اُس نے بالبردان میں قیام کیا اور فرمان اُن دونوں کے پاس اسی سال ۲۳ رمضان کو بھیج دیا، محمد ابن عبداللہ کو اُن دونوں کے روکنے کو لکھا، ان دونوں نے اپنے اپنے کاتب احمد ابن صالح اور دلیل بن یعقوب کو محمد بن عبداللہ کے پاس روانہ کیا کہ وہ دونوں اجازت طلب کریں، اُن دونوں کے پاس ترکوں کا ایک لشکر آیا جو عید گاہ میں ٹھیر گیا، وصیف اور بغا اور اُن کی اولاد اور سوار تقریباً چار سو آدمیوں کے ساتھ نکلے، دونوں نے اپنے اپنے گھروں میں اپنا سامان اور کنیہ چھوڑ دیا، اُنھوں نے اہل بغداد کے لیے اور اہل بغداد نے اُن کے لیے دعا کی، ابن طاہر نے محمد بن یحییٰ الواثقی اور بندار طبری کو

باب الشماسیہ اور باب البردان روانہ کیا تھا کہ وہ ان دونوں کو روکیں، حالانکہ دونوں باب خراسان سے گئے اور اس طرح نکلے کہ کاتبوں کو بھی علم نہ ہوا، محمد بن عبداللہ نے احمد اور دلیل سے کہا کہ تمھارے دونوں ساتھی کیا کر گئے، احمد بن صالح نے کہا کہ میں نے وصیف کو اُس کے گھر میں چھوڑا تھا، محمد بن عبداللہ نے کہا کہ ابھی ابھی روانہ ہوا، کاتب نے کہا کہ مجھے علم نہیں،

جب وصیف سامرا پہنچ گیا تو اسی سال ۲۱ شوال یوم یکشنبہ کو صبح کے وقت تڑکے احمد بن اسرائیل وصیف کے پاس گیا، اُس کے پاس دیر تک بیٹھ کر پھر بغا کے پاس واپس گیا پھر اُسکے پاس بھی بیٹھ کر دار الخلافت چلا گیا، آزاد کردہ غلام جمع ہو گئے اور انھوں نے اُن دونوں کے اپنے اپنے مرتبے پر واپس کیے جانے کی درخواست کی، اُن کی یہ درخواست منظور کر لی گئی، اُن دونوں کو بلا بھیجا، وہ حاضر ہوئے، دونوں اُسکا مرتبے پر کر دیے گئے جس پر وہ بغداد جانے سے پہلے تھے، اُن کی جاگیر بھی واپس کرنے کا حکم دیا اور دونوں کو اُن کے مرتبے کا خلعت بھی دیا گیا، المعتز سوار ہو کے دار العامہ گیا اور وصیف اور بغا کو اُن دونوں کے اعمال کا عہدہ دے دیا، ڈاک کا محکمہ (دیوان البرید) جیسا کہ پہلے تھا موسیٰ بن بغا الکبیر کو واپس کر دیا، موسیٰ نے اُسے قبول کر لیا،

اسی سال اور رمضان میں بغداد کی فوج اور محمد بن عبداللہ بن طاہر کے ساتھیوں کے درمیان جنگ ہوئی، اُس زمانے میں ابن الخلیل سپہ سالار تھا، بیان کیا گیا ہے کہ اس کا سبب یہ ہوا کہ المعتز نے محمد بن عبداللہ کو طساسیج بادوریا اور قطربل اور مسکن وغیرہا کو لگان پر دینے کو لکھا تھا کہ ہر دو کنویں ۵ کے حساب سے پینتیس دینار پر ہوں گے،

المعتز نے بغداد کے محکمۂ ڈاک پر ایک شخص کو والی بنایا تھا جس کا نام صالح بن الہیثم تھا، اُس کا بھائی المتوکل کے زمانے میں علیحدہ ہو کر تامش کے پاس تھا، المستعین کے زمانے میں صالح کی حالت نے بلندی اختیار کر لی، وہ اُن لوگوں میں سے تھا جنھوں نے سامرا میں قیام کر لیا تھا حالانکہ وہ المحرم کا رہنے والا تھا، اور اُس کا باپ کپڑا بنتا تھا پھر وہ سوت بیچنے جایا کرتا تھا، جب اُس کی حالت بلند ہوئی تو اُس کا بھائی اس کے پاس منتقل ہو گیا، جب صالح نے بغداد میں قیام کیا تو اُسے ایک خط لکھا گیا جس میں یہ حکم دیا گیا تھا کہ اس خط کو بغداد کے سرداروں کو پڑھ کر سنا دے، مثلاً عتاب بن عتاب اور

محمد بن یحییٰ الواثقی اور محمد بن ہرثمہ اور محمد بن رجا اور شعیب بن عجیف اور اُن کے ہمجنس، اُس نے وہ خط انھیں سنا دیا، وہ لوگ محمد بن عبداللہ کے پاس گئے اور اُسے اس کی خبر دی، محمد بن عبداللہ نے اُسے بلانے کا حکم دیا، صالح بن الہیثم بلایا گیا، محمد بن عبداللہ نے کہا کہ بغیر میرے علم کے تجھے اس کام پر کس نے ابھارا؟ اُسے دھمکایا اور گالیاں دیں، سرداروں سے کہا کہ اُس وقت تک انتظار کرو جب تک میں غور کروں اور تمھیں اس کے متعلق اپنے عزم کے مطابق حکم دوں، اس بات پر وہ لوگ اُس کے پاس سے واپس چلے گئے، صالح بھی واپس چلا گیا، ۱۰ رمضان کو محمد بن عبداللہ کے دروازے پر اپنی تنخواہ مانگنے والے جمع ہوئے، اُس نے انھیں اطلاع دی کہ خلیفہ کا فرمان اُس کے جواب میں آیا ہے جو اُس نے فوج بغداد کی تنخواہ کے مطالبے میں لکھا تھا، کہ "اگر تو نے رضا کار اپنے لیے مقرر کیے تھے تو اُن کی تنخواہ دے اور اگر ہمارے لیے مقرر کیے تھے تو ہمیں ان کی ضرورت نہیں" جب اُسے فرمان پہنچا تو اُس نے لوگوں کے ایک دن تک شور و غل مچانے کے بعد اُن کے لیے دو ہزار دینار نکالے جس سے اُن کا حساب کر دیا گیا، انھیں سکون ہو گیا، وہ لوگ ۱۱ رمضان کو اس طرح جمع ہوئے کہ اُن کے ہمراہ جھنڈے اور طبل بھی تھے، باب حرب اور باب الشماسیہ وغیرہ پر اپنے خیمے ڈیرے نصب کر دیے، بوریا اور بانس کے مکان بنا کے وہاں شب گزاری،

صبح ہوئی تو مجمع اور بڑھ گیا، ابن طاہر نے بھی اپنے خاص لوگوں کی ایک جماعت کو رات بھر اپنے گھر رکھا اور سب کو ایک ایک درہم دیا، صبح ہوئی تو وہ لوگ محمد بن عبداللہ کے مکان سے بدمعاشوں کے گروہ کی طرف گئے وہ بھی اُن کے ساتھ ہو گئے، ابن طاہر نے اپنے اُن اہل لشکر کو جمع کیا جو اُس کے ہمراہ خراسان سے آئے تھے، انھیں دو دو مہینے کی تنخواہ دے دی، بغداد کے لشکر کے پرانے سواروں کو دو دو دینار اور پیادے کو ایک ایک دینار دیا اور اُن آدمیوں کے ذریعے سے اپنا مکان محفوظ کر لیا،

جمعہ کا دن ہوا تو بدمعاشوں کی بہت بڑی جماعت ہتھیار اور جھنڈے اور طبل لیے ہوئے باب حرب پر جمع ہو گئی، جن کا رئیس ایک شخص عبدان بن الموفق تھا، ابو القاسم اُس کی کنیت تھی، وہ عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان کے مقرر کیے ہوئے

لوگوں میں سے تھا اور عبدان کا تعلق وصیف کے دیوان سے تھا وہ (عبدان) بغداد آیا اور ایک لاکھ دینار میں اپنا مکان فروخت کر کے پھر سامرا چلا گیا، جب شاکریہ نے (سامرا کے) باب العامہ پر حملہ کیا تو اُن کے ساتھ تھا، سعید حاجب نے اُسے پانچ سو تازیانے مارے تھے، مدت تک قید رہا پھر رہا کر دیا گیا تھا، المستعین کا فتنہ ہوا تو وہ بغداد چلا گیا، بدمعاش اُس کے ساتھ شامل ہو گئے، اُس نے اُنھیں اپنی تنخواہیں اور چڑھی ہوئی رقوم طلب کرنے پر برانگیختہ کیا اور اس امر کی ذمہ داری کی کہ وہ خود اُن کا سردار بن کے اُن کے معاملے کی تدبیر کرے گا، انھوں نے اُسے منظور کر لیا، چارشنبہ پنجشنبہ اور جمعہ کو اُن پر تقریباً تیس ہزار دینار اُن کے کھانے کا انتظام کرنے میں صرف کیے، جنھیں گنجائش تھی کھانے کے محتاج نہ تھے، وہ اپنے مکان (کھانے کے لیے) چلے جاتے تھے،

جمعہ کا دن ہوا تو اُن کی بہت بڑی جماعت جمع ہوئی، انھوں نے شہر کا ارادہ کیا کہ امام کے پاس جائیں اور اسے نماز سے اور المعتز کے لیے دعا کرنے سے روکیں، پوری تیاری کے ساتھ باب حرب کی سڑک سے روانہ ہوئے، باب الشام کی سڑک پر باب المدینہ تک لوٹ لیا، ابو القاسم بدمعاشوں کی نیزہ و تلوار سے ایک مسلح جماعت کو ہر گلی کوچے کے راستے پر پہنچا رہا تھا کہ ایسا نہ ہو کوئی اُن سے قتال کے لیے نکل آئے، جب وہ باب المدینہ پہنچ گیا تو اُن کے ہمراہ بہت بڑی جماعت شہر میں داخل ہو گئی، لوگ دونوں دروازوں اور دونوں محرابوں کے درمیان گئے، وہاں تھوڑی دیر قیام کیا، ایک جماعت جس میں تقریباً تین سو آدمی ہوں گے، ہتھیار لے کے شہر کی جامع مسجد کے میدان کی طرف روانہ ہوئے، اُن کے ہمراہ عوام میں سے بھی بہت سی مخلوق داخل ہو گئی، یہ لوگ جعفر ابن العباس امام مسجد کے پاس گئے اور کہا کہ اُسے نماز سے نہیں روکیں گے، البتہ المعتز کے لیے دعا کرنے سے روکیں گے، جعفر نے انھیں بتایا کہ وہ بیمار ہے، نماز کے لیے نکلنے کی طاقت نہیں رکھتا، وہ لوگ اُس کے پاس سے واپس آ گئے، اسد بن مرزبان کے راستے کی طرف گئے، وہ سڑک بند کر دی، جو کوچہ الرقیق (نخاس) جاتی ہے، کوچہ سلیمان ابن ابی جعفر کے دروازے پر ایک جماعت مقرر کر دی، الحدادین کی سڑک پر پل کے ارادے سے روانہ ہوئے،

ابن طاہر نے اپنے سرداروں کی جماعت اُن کی جانب روانہ کی جن میں الحسین

ابن اسماعیل اور العباس بن قارن اور علی بن جہشیار اور عبداللہ بن الافشین بھی سواروں کی ایک جماعت کے ساتھ تھے، پھر اُن سے اُنھوں نے گفتگو کی اور نرمی سے دفع کیا، اُن پر لشکر اور شاکریہ نے حملہ کر دیا، اُنھوں نے ابن طاہر کے سرداروں کی ایک جماعت کو مجروح کر دیا، ابن قارن اور ابن جہشیار اور عبداللہ بن یحییٰ کے رضاکاروں میں سے ایک شامی آدمی کا جس کا نام سعد الصنابی تھا گھوڑا لے لیا، ابوالسنا کو بھی زخمی کر دیا، پل سے ہٹا کے باب عمرو بن مسعدہ تک پہنچا دیا، جماعت کے لوگوں نے جو شرقی جانب تھے جب یہ دیکھا کہ اُن کے ساتھیوں نے ابن طاہر کے ساتھیوں کو پل سے ہٹا دیا تو تکبیر کہی اور (دریا) عبور کر کے اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچنے کے ارادے سے حملہ کر دیا،

ابن طاہر نے ایک کشتی تیار رکھی تھی جس میں کانٹے اور بانس تھے کہ اُس میں آگ لگا کے پل کے بالائی حصے پر اُسے ڈال دے، اس حیلے سے اُس نے تمام کشتیوں میں آگ لگا دی، پل کو منقطع کر دیا، آتش زدہ کشتی دوسری جانب گئی تو جانب غربی والوں نے اُسے ڈبو دیا اور وہ آگ بھی بجھا دی جو پل کی کشتیوں میں لگی ہوئی تھی، جانب شرقی سے جانب غربی کی طرف بہت بڑا مجمع عبور کر کے آ گیا، ابن طاہر کے ساتھیوں کو عمرو بن مسعدہ کے چھتے سے دفع کر دیا اور ابن طاہر کے دروازے تک پہنچ گئے، شاکریہ اور لشکر عمرو بن مسعدہ کے چھتے تک گیا، ظہر تک فریقین کے تقریباً دس آدمی مقتول ہوئے، ایک جماعت عوام اور بدمعاشوں کی کوتوالی کی کچہری کو جو مجلس الشرطہ کے نام سے مشہور تھی، یہ پل کے غربی جانب ایک مکان میں تھی جو بیت الرفوع کہلاتا تھا، اُس کا دروازہ اُنھوں نے توڑ ڈالا، جو کچھ تھا لوٹ لیا، اُس میں بہت قسم کا اسباب تھا، جدال وقتال میں اُنھوں نے کوئی چیز اُس میں نہ چھوڑی، سامان بھی کثیر تھا اور کثیر القیمت بھی تھا، ابن طاہر نے اپنی جمعیت کی مغلوبیت دیکھ کے دونوں پل کے متصل یمین و یسار واقع تھیں اُس کے حکم سے جلا دی گئیں، تاجروں کا مال کثیر جل گیا اور مجلس صاحب الشرطہ کی دیواریں بھی منہدم ہو گئیں، آگ نے فریقین کو گھیر لیا، اُس وقت لشکر نے اس وقت نہایت بلند آواز سے تکبیر کہی، پھر باب الحرب اپنی چھاؤنی کی طرف واپس گئے۔

الحسین بن اسماعیل سرداروں اور شاکریہ کی ایک جماعت کے ہمراہ باب الشام کی طرف گیا پھر تجار اور عوام کے پاس ٹھیر گیا اور لشکر کی مدد کرنے پر انھیں بہت ڈانٹا کہ "یہ لوگ تو اپنی روٹیوں (خوراک و تنخواہ) کے لیے لڑے وہ معذور ہیں، تم لوگ امیر کے پڑوسی ہو تم پر امیر کی مدد واجب ہے، تمھارے طرز عمل کی کیا توجیہ ہے، کیوں اس کے خلاف شاکریہ کی مدد کی اور کیوں تم نے پتھر پھینکے حالانکہ امیر تم سے نیچ رہا تھا"

شورش کرنے والے لشکری اپنے مقامات اور چھاؤنیوں میں ٹھیر گئے۔ ابن طاہر سے اثبات کی ایک جماعت اور مل گئی، اس نے اپنے تمام ساتھیوں کو جمع کیا، بعض کو اپنے گھر میں اور بعض کو اس سڑک پر جو پل سے اس کے گھر کی طرف جاتی ہے، اثبات وہ لوگ تھے جنھیں اس اندیشے سے کہ لشکر کسی دن اس پر حملہ نہ کر دے بغرض مقابلہ اس نے جنگ کے لیے تیار کیا تھا، ان لوگوں کی واپسی نہ ہوئی، ابن طاہر ان دنوں میں کہ ان کی واپسی کا اندیشہ تھا خوف میں رہا۔ بیان کیا گیا ہے کہ ان بدمعاشوں میں سے دو آدمیوں نے اس سے امن کی درخواست کی، دونوں نے اپنے ساتھیوں کے اسرار کی اسے اطلاع دی، اس نے ان دونوں کے لیے دو سو دینار کا حکم دیا، شاہ بن میکال اور الحسین بن اسماعیل کو عشا کے آخر وقت کے بعد اپنے اپنے ساتھیوں کی جماعت کے ہمراہ باب حرب جانے کا حکم دیا جانے کے بعد ان دونوں نے ابوالقاسم رئیس قوم اور ابن خلیل کی تلاش میں جو محمد بن ابی عون کے ساتھیوں میں سے تھا حیلہ سازی کی، یہ سب لوگ وہاں گئے ابوالقاسم اور ابن الخلیل دونوں ان دو آدمیوں کے علیحدہ ہونے کے وقت جو ابن طاہر کے پاس چلے گئے تھے اور ایک اور شخص کے علیحدہ ہونے کے وقت جس کا نام القمی تھا، اپنی اپنی جان کے خوف سے اس طرح کسی کنارے چلے گئے تھے کہ جاتے وقت شاکریہ ان دونوں سے مدافعت کر رہے تھے، شاہ اور الحسین ان دونوں کی تلاش میں روانہ ہو گئے، باب الانبار کے باہر بطاطیا کے پل کی طرف گئے،

مذکور ہے کہ قبل اس کے کہ بطاطیا کے پل تک پہنچیں ابن الخلیل دونوں کے سامنے آگیا، اور ابن الخلیل ان دونوں پر شور مچانے لگا، فریقین ایک دوسرے کو

للکارنے لگے، ابن الخلیل نے پہچان کر حملہ کر دیا، اُن میں سے چند کو مجروح کر ڈالا، لوگوں نے اُس کا محاصرہ کر لیا، وہ اپنی جماعت کے وسط میں تھا، شاہ کے ایک آدمی نے نیزہ مار کے اُسے زمین پر گرا دیا، علی بن جہشیار نے گر جانے کے بعد اُس کے پیٹ میں تلوار بھونک دی، وہ اس حالت میں خچر پر لاد اگیا کہ کسی قدر جان تھی، لوگ اُسے لے کے ابن طاہر تک نہ پہنچنے پائے تھے کہ مر گیا، شاہ نے دار الخلافت کی ڈیوڑھی کے مواشی خانے میں لاش کے ڈال دینے کا حکم دیا کہ یہاں سے شرقی جانب پہنچا دی جائے گی،

عبدان بن الموفق اپنے گھر چلا گیا تھا اور وہاں سے کسی جگہ جا کے چھپ گیا تھا، اس کا پتہ بتا دیا گیا اور وہ گرفتار کر کے ابن طاہر کے پاس بھیج دیا گیا، شاکریہ جو باب حرب پر تھے منتشر ہو کے اپنے اپنے گھر چلے گئے تھے، عبدان بن الموفق کو دو بیڑیاں پہنائی گئیں جن کا تیس رطل (پندرہ سیر) وزن تھا، الحسین بن اسماعیل دار العامہ کے اُس قید خانے گیا جس میں عبدان تھا، ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور اُسے بُلا کے دریافت کیا کہ "آیا وہ کسی کا جاسوس ہے یا اُس نے جو کچھ کیا اپنی ہی طرف سے کیا" عبدان نے جواب دیا کہ "وہ کسی کا جاسوس نہیں اور وہ شاکریہ ہی کا ایک آدمی ہے جس نے اپنی روٹی طلب کی"، الحسین نے ابن طاہر کو اس بات سے آگاہ کیا، طاہر بن محمد اور اس کا بھائی دار العامہ کے اندرونی حصے میں گئے، دونوں بیٹھ گئے، جو سردار دار العامہ میں رات کو رہتے تھے اُنھیں اور الحسین بن اسماعیل اور شاہ بن میکال اور عبدان کو بلایا، اُسے دو آدمی لے آئے، الحسین اُس سے مخاطب ہوا کہ "تو اُس جماعت کا سردار ہے" اُس نے کہا "نہیں میں تو صرف اُن میں کا ایک آدمی ہوں، میں نے بھی وہی مانگا جو اُنھوں نے مانگا تھا" الحسین نے اُسے گالی دی، اور حرب بن محمد بن عبداللہ بن حرب نے کہا کہ "جھوٹ بولتا ہے تو اس جماعت کا سردار ہے، ہم نے تجھے دیکھا تھا کہ تو اُنھیں باب حرب اور شہر اور باب الشام میں تیار کر رہا تھا" اُس نے پھر یہی کہا کہ "میں اُن کا سردار نہ تھا میں تو اُن میں کا ایک آدمی ہوں کہ میں نے بھی وہی طلب کیا جو اُنھوں نے طلب کیا تھا۔ الحسین نے دوبارہ اُسے گالی دی، حکماً اُسے چپت ماری گئی اور مع اپنی بیڑیوں کے گھسیٹا گیا، یہاں تک کہ دار العامہ سے باہر نکال دیا گیا، جو ملتا تھا اُسے گالی دیتا تھا، طاہر بن محمد اپنے والد کے پاس گیا اور اُسے واقعے کی خبر دی، عبدان خچر پر

لاد کر قید خانے پہنچا دیا گیا، ابن الخلیل (کا جنازہ) ایک کشتی میں لاد کر جانب شرقی پہنچا دیا گیا اور وہاں لٹکا دیا گیا، عبدان کو برہنہ کر کے تازیانوں کی گرہوں سے سو تازیانے مارے گئے، الحسین نے اس کے قتل کا ارادہ کیا تھا، محمد بن نصر سے پوچھا کہ "یہ پچاس تازیانے اس کی پسلی پر مارنے کے متعلق تو کیا خیال کرتا ہے" محمد نے جواب دیا کہ یہ عظیم الشان مہینہ ہے، تجھے حلال نہیں کہ اس کے ساتھ ایسا برتاؤ کرے" آخراً سے پل پر زندہ لٹکا کے رسیوں سے جکڑ دیا گیا، لٹکائے جانے کے بعد اس نے پانی مانگا، الحسین نے انکار کیا، کہا گیا کہ" اگر وہ پانی پیئے گا تو مر جائے گا" اس نے کہا" اچھا پلا دو" پانی پلایا، عصر کے وقت تک لٹکا رہنے دیا پھر قید کر دیا گیا، دو دن تک قید میں رہا، تیسرے دن ظہر کے وقت مر گیا، اسی تختے پر اس کے بھی لٹانے کا حکم دیا گیا جس پر ابن الخلیل لٹکایا گیا تھا، ابن الخلیل کی لاش وارثوں کو دے دی گئی،

المویّد کی معزولی اسی سال رجب میں المعتز نے اپنے بھائی المویّد کو اپنے بعد ولی عہدی سے معزول کر دیا، اس واقعے کا سبب یہ ہوا کہ العلاء ابن احمد عامل ارمینیہ نے ابراہیم المویّد کو پانچ ہزار دینار بھیجے کہ وہ اس کے معاملے کی اصلاح کرے، ابن فرخان شاہ کو ارمینیہ بھیجا گیا تو اس نے وہ دینار لے لیے، المویّد نے ترکوں کو عیسیٰ بن فرخان شاہ پر بھڑکا دیا، مغربیوں نے ترکوں کی مخالفت کی، المعتز نے اپنے دونوں بھائی المویّد اور ابو احمد کے پاس کسی کو بھیجا، اس نے دونوں کو محل میں قید کر دیا، المویّد قید کر کے ایک تنگ حجرے میں کر دیا گیا، ترکوں اور مغربیوں کی عطا جاری رکھی گئی، کنجور حاجب المویّد قید کیا گیا، اسے پچاس تازیانے مارے گئے، اس کے نائب ابوالہول کو پانچ سو کوڑے مارے گئے اور اونٹ پر سوار کر کے پھرایا گیا، پھر اس سے اور کنجور سے ناراضی جاتی رہی، وہ اپنے گھر چلا گیا، مذکور ہے کہ ابوالہول کے بھائی کو المویّد نے چالیس تازیانے مارے، ۷ رجب یوم جمعہ کو سامرا میں معزول کر دیا گیا، اور بغداد میں ۱۱ رجب یوم یکشنبہ کو معزول کیا گیا، اپنے معزول کرنے کے متعلق خود اس کے قلم کا رقعہ لے لیا گیا،

اسی سال ۲۴ رجب کو اور بقول بعض ۲۲ رجب کو ابراہیم بن جعفر المعروف بالمویّد کی وفات ہوئی،

المویّد کی وفات

مذکور ہے کہ ایک تُرک عورت محمد بن راشد المغربی کے پاس آئی اور اُسے خبر دی کہ تُرک ابراہیم المویّد کو قید سے نکالنا چاہتے ہیں، محمد بن راشد سوار ہو کے المعتز کے پاس گیا، اطلاع دی، اُس نے موسیٰ بن بغا کو بلا کر دریافت کیا، موسیٰ نے انکار کیا، کہا یا امیر المومنین ابو احمد بن المتوکل کو جو وہ نکالنا چاہتے ہیں تو وہ محض اُس کے ساتھ اُس اُنس کی وجہ سے ہے کہ پچھلی جنگ میں پیدا ہو گیا تھا، لیکن المویّد کو تو نہیں۔"

جب ۲۲ رجب یوم پنجشنبہ ہوا تو اُس نے قاضیوں اور فقہا اور گواہوں اور معززین کو بلایا، اُن کے روبرو ابراہیم المویّد کو اس طرح نکالا کہ وہ مردہ تھا، کہ اس پر کوئی اثر نہ تھا اور نہ کوئی زخم، اور اُسے اُس کی ماں اسحق کے پاس جو ابو احمد کی بھی ماں تھی ایک گدھے پر پہنچا دیا گیا، اُس کے ہمراہ کفن اور حنوط (عطر میت) بھی بھیج دیا گیا، دفن کا حکم دیا گیا اور جس حجرے میں المویّد تھا اُس میں ابو احمد کو تبدیل کر دیا گیا،

مذکور ہے کہ المویّد نے ایک سموری لحاف اوڑھ لیا، اس کے دونوں کنارے دبا لیے یہاں تک کہ مر گیا، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اُسے برف کی سل پر بٹھایا گیا اور اُس پر برف کی سلیں لاد دی گئیں، سردی سے مر گیا،

اسی سال شوال میں احمد بن محمد المستعین قتل کیا گیا،

واقعۂ قتل المستعین

بیان کیا گیا ہے کہ المعتز نے جب المستعین کے قتل کا ارادہ کیا تو

محمد بن عبداللہ بن طاہر کے پاس المستعین کے واپس کرنے کے متعلق اُس کا فرمان آیا اور اُسے اپنے طساسیج کے اہل معاون کے روانہ کرنے کا حکم دیا، دوسرا فرمان سیا خادم لایا جس میں منصور بن نصر بن حمزہ کے نام جو واسط پر (عامل) تھا المستعین کو سیا کے سپرد کرنے کے متعلق لکھنے کا حکم تھا، المستعین وہیں مقیم تھا اُس پر ابن ابی خمیصہ، ابن المظفر ابن سیسل، منصور بن نصر بن حمزہ، اور صاحب البرید (محکمۂ ڈاک کا افسر) نگران مقرر تھے، محمد نے المستعین کو اُس کے سپرد کرنے کے متعلق لکھ دیا،

بیان کیا گیا ہے احمد بن طولون ترک ایک لشکر کے ساتھ روانہ ہوا اور ۲۴ رمضان کو المستعین کو اُس نے نکال لیا، ۳ شوال کو اُسے القاطول پہنچا دیا، کہا گیا ہے کہ احمد ابن طولون المستعین پر محافظ مقرر تھا اس لیے اُس نے سعید بن صالح کو اس کے لے جانے کے لیے روانہ کیا، سعید اُس کے پاس گیا اور اُسے لے گیا،

کہا گیا ہے کہ سعید نے صرف القاطول میں المستعین کو ابن طولون سے لیا، پہلے ابن طولون ہی اُسے وہاں تک لے گیا تھا، اس موقع پر روایات میں اختلاف ہے،

تعذیب بعض کہتے ہیں کہ المستعین کو سعید نے القاطول میں قتل کیا، جس دن وہ قتل کیا گیا ہے اُس کے دوسرے دن سعید نے المستعین کی باندیوں کو بلا کر کہا کہ اپنے آقا کو دیکھو، وہ تو مر گیا،

انواع عذاب بعض اس کے خلاف راوی ہیں کہ نہیں، بلکہ المستعین کو سعید اور ابن طولون پہلے تو سامرا لے گئے، پھر سعید اُسے اپنے ایک مکان میں لے گیا جہاں اُس پر اتنا عذاب کیا کہ وہ مر گیا،

یہ بھی کہا گیا ہے کہ نہیں، بلکہ سعید مستعین کے ساتھ ایک کشتی میں سوار ہوا، فوج بھی ہمرکاب تھی، یہاں تک کہ دہانۂ دجیل کے مقابل آیا تو مستعین کے پاؤں میں ایک پتھر باندھ کر اُسے پانی میں ڈال دیا، ایک نصرانی طبیب فضلان سے جو المستعین کے ساتھ تھا مذکور ہے کہ "میں اُس وقت اُس کے ہمراہ تھا جب وہ روانہ کیا گیا اُس نے اُسے سامرا کے راستے میں اپنے ساتھ لیا تھا، جب وہ (المستعین) ایک نہر تک پہنچا تو اُس نے سواری اور جھنڈے اور ایک جماعت دیکھی، فضلان سے کہا کہ آگے بڑھ کے دیکھ تو یہ کون ہے، اگر سعید ہے تو میری جان گئی، میں لشکر کے

پہلے حصے کی طرف بڑھا اور اُن سے دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ سعید حاجب بیہ یہ سُن کے مستعین کے پاس میں واپس آیا، اُسے اطلاع کر کے برابر والے خیمے میں ٹھیر گیا، المستعین نے کہا "انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خدا کی قسم میری جان گئی" فضلان نے کہا کہ جب پہلا لشکر اس سے ملا تو وہ لوگ اُس کے پاس کھڑے ہو گئے، اور اُسے اور اُس کی دایہ کو اُتارا، پھر اُسے ایک تلوار ماری تو وہ بھی چلایا اور اُس کی دایہ بھی چلائی، پھر وہ مر گیا، جب مر گیا تو لشکر واپس گیا، میں اُس مقام پر گیا تو وہ اپنے لباس میں بغیر سر کے مقتول پڑا تھا اور وہ عورت بھی مقتول پڑی تھی اور اُس پر کئی چوٹیں تھیں، ہم نے اُن پر نہر کی مٹی ڈالی یہاں تک کہ انھیں چھپا دیا، پھر ہم لوٹ گئے"

جس وقت المعتز کے پاس اُس کا سر لایا گیا تو وہ شطرنج کھیل رہا تھا، اس سے کہا گیا کہ یہ معزول کا سر ہے، کہا اُسے وہیں رکھ دو، جب کھیل چکا تو منگایا اور دیکھا، پھر دفن کرا دیا، سعید کے لیے پچاس ہزار درہم کا حکم دیا اور وہ معونت بصرہ کا والی بنا دیا گیا،

المستعین کے ایک غلام سے مذکور ہے کہ سعید جب مستعین کے سامنے آیا تو اُسے اُتارا اور ترکوں میں سے ایک شخص کو مقرر کیا کہ اُسے قتل کرے، مستعین نے اُس سے اتنی مہلت کی درخواست کی کہ دو رکعت نماز پڑھ لے، اُس وقت وہ ایک جُبّہ پہنے تھا، سعید نے اُس ترک سے جو اُس کے قتل پر مامور تھا درخواست کی کہ وہ اُس سے قتل سے پہلے وہ جبہ مانگ لے، ترک نے اُس جُبّے کو مانگ لیا، جب اُس نے دوسری رکعت کا سجدہ کیا تو اُسے قتل کر دیا، سر کاٹ لیا اور اُسے دفن کرا دیا، مدفن کو پوشیدہ رکھا،

سخن سازی محمد بن مروان بن ابی الجنوب بن مروان بن ابی حفصہ نے المؤید کے معاملے اور المعتز کی مدح میں حسب ذیل اشعار کہے:۔

اے دین و دنیا کی پریشانی کے وقت سنبھالنے والے	۱	تو وہ ہے کہ جب دُنیا پریشان ہوتی ہے تو تو سنبھال لیتا ہے،
تیرے عدل کی وجہ سے رعیت کو امید ہے کہ تو سالہا سال زندہ رہے گا	۲	رعیت کے لیے خدا تجھے قائم رکھے،
حالانکہ تیرا نیزہ اُس درخت کا تھا جو اپنی جگہ سے نکلا بھی نہ تھا،	۳	البتہ تجھے ایسی جنگ میں مشغول کیا گیا جو آسان نہ تھی،

تو پہلا سردار نہ تھا جس کی کسی کمینے نے خیانت کی ہو،	۴	تو سردار تھا اور تجھ سے بدعہدی کرنے والا کمینہ تھا،
اگر اُس کے لیے وہ کام پورا ہو جاتا جس کی اُس نے تدبیر کی تھی،	۵	تو البتہ مُلک اور اسلام کی صبح اس طرح ہوتی کہ وہ دونوں رخصت ہو چکے تھے،
اُس کا یہ ارادہ تھا کہ وہ ہماری دُنیا تباہ و برباد کر دے،	۶	اور یہ بھی ارادہ تھا کہ ہمارا دین بھی تباہ و برباد کر ڈالے،
جب اُس نے اپنی حماقت سے حملے کا ارادہ کیا،	۷	تو امام عادل کی شام اس طرح ہوئی کہ اُس نے اُس پر حملہ کر دیا،
تجھے اُس نے ایک ایسا تیر مارا جس کی رسائی تجھ تک نہ ہوئی،	۸	جس کسی نے تجھے تیر مارا اُس کا تیر اسی پر پلٹ گیا،
تو نے محض رشتے کی وجہ سے اُس کی رعایت کی،	۹	مگر اُس نے نہ رشتے کی وجہ سے تیری رعایت کی نہ احسان کی وجہ سے،
تیرے جیسا حسن سلوک کبھی کسی بھائی نے بھائی کے ساتھ نہیں کیا،	۱۰	ہم بھی اس سلوک کے وقت موجود تھے غائب نہ تھے،
تو تعب والی جنگ میں مشغول تھا،	۱۱	اور وہ لعب میں مشغول تھا جبکہ تو تعب اُٹھا رہا تھا،
اے صاحب عطا اُسے بے مانگے دیا جاتا تھا،	۱۲	اور اے صاحب عطا جو وہ مانگتا تھا تو اُسے دے دیتا تھا،
تو نیکی میں اس کے ساتھ اُس کے باپ سے زیادہ تھا،	۱۳	تو بھائی نہ تھا، نیکی میں باپ تھا،
تخت شاہی کے قریب اُس کی نشستگاہ تھی،	۱۴	مگر جب وہ اُس کے قریب ہوا تو اور بھی دور ہو گیا،
حالانکہ وہ ایسی نعمتوں میں تھا جو ختم ہو چکیں، اور اس کے لیے،	۱۵	ایسا دروازہ تھا جس کی زیارت کی جاتی تھی، مگر آج اُس کی شام اس طرح ہوئی کہ در بند ہو گیا،
اُس کی شام تنہائی میں ہوئی حالانکہ اُس کی جماعتیں،	۱۶	بیس ہزار تھیں جنھیں تو اُس کے پیچھے مجتمع دیکھتا تھا،

مصرع اول	نمبر	مصرع دوم
وہ صفیں کہاں گئیں جو اُس کے لیے کھڑی رہتی تھیں،	۱۷	جس طرح کوئی شخص اُس وقت کھڑا ہوتا ہے جب وہ آئے یا جائے،
تکبر اور اُس میں اصرار کے بعد اُسے اس طرح ذلیل ہونا پڑا	۱۸	جیسا کہ وہ مچھلی صبح کرتی ہے جس کا پانی بہ گیا ہو،
جب تو نے لوگوں کی گردن سے اس کی بیعت فسخ کر دی،	۱۹	تو پھر کوئی خطیب اُس کے لیے دعا کرنے والا نہ رہا،
تو نے اُسے اُس کی ضعف رائے کے بعد ایک لقب دیا تھا،	۲۰	اور اللہ نے اُس لقب کو ضعف رائے سے بدل دیا،
تو نے اُسے عزت کا لباس پہنایا تھا جس کو اُس نے ذلیل کیا،	۲۱	اور اُس نے اُس کی حفاظت نہ کی اس لیے اُسے اس طرح شام ہوئی کہ لباس عزت اُس سے چھن چکا تھا،
اپنی کتنی ہی نعمتوں میں تو نے اُسے شریک کر لیا تھا،	۲۲	اُس کے اعمال کی بدولت اللہ نے اُسے اُن نعمتوں سے نکال دیا،
میں اُسے شعلے والے چراغ سے تشبیہ دیتا تھا،	۲۳	مگر تو نے نہ اُس کا نور باقی رکھا نہ شعلہ،
قطیعہ والدۂ ابراہیم نے اُس حالت میں شام کی کہ اُس نے قطع کر دیا تھا،	۲۴	صفا اور محبت کی رسی کو چنانچہ وہ دونوں کٹ گئیں،
اسے سخاوت پر وفاداری کا عہد لینے والے تو اُس وقت تک کسی کی گرفت نہیں کرتا،	۲۵	جب تک کہ تو اُس کی بدعہدی پر اچھی طرح مطمئن نہیں ہو جاتا،
میں بنی عباس کی مدح کی وجہ سے قابل قدر ہوں،	۲۶	بنی عباس کی مدح ہی میرے لیے کافی ہے،
اسے بنی عباس بیشک تقویٰ نے تمہیں تعلیم دی ہے	۲۷	حتیٰ کہ قریش نے بھی تمہیں سے ادب سیکھا ہے
کلام تم لوگوں کی مدح کے دو سال میں منقطع تھا،	۲۸	مگر تو بعد اللہ اپنی مدح میں منقطع نہیں ہے،

خلافت شناسی

تجدید اصول وآئین

عبدالرحمن سے مذکور ہے کہ سامرا کے ایک نوجوان نے اُسے وہ امور لکھے جو تر کوں سے سُن سُن کے بعض اہل سامرا نے مرتب کر لیے تھے، اس کا واقعہ یوں ہے،

المعتز کو جب خلافت پہنچی اور اللہ نے مشرق و مغرب اور بحر و بر اور دیہات اور شہر اور زمین اور پہاڑ سب کے معاملات کا انتظام اُس کے تفویض کیا تو اہل بغداد کو اس بُرے انتخاب کا رنج ہوا اور اس بد انتخابی نے انھیں بلا میں مبتلا کر دیا،

اہل شوریٰ

المعتز باللہ نے اُس جماعت کو مشورے کے لیے بلانے کا حکم دیا جن کے ذہن صاف ہوں، مزاج نرم ہو، گمان پاکیزہ ہوں، طبیعتیں صحیح ہوں، خصلتیں عمدہ ہوں، اور عقلیں کامل ہوں،

امرائے دربار

امیر المومنین نے کہا کہ "کیا تم ایسی جماعت کی طرف نظر نہیں کرتے جن کا نفاق ظاہر ہے، اُن کی خواہش حماقت تک پہنچ گئی ہے، وہ ایسے بے عقل اور بیوقوف ہیں جن پر بالکل بھروسہ نہیں، نہ انھیں کچھ اختیار رہے نہ تمیز ہے خطا میں منہ کے بل گرنے نے بد اعمالی کو اُن کے لیے آراستہ کر دیا ہے، وہ جمع کیے جائیں تو بہت تھوڑے ہیں اور اگر اُن کا ذکر کیا جائے تو مذمت کی جائے"

خدمت کی شائستگی

"میں نے جان لیا ہے کہ لشکروں کی سرداری، سرحدوں کی حفاظت، معاملات کا انتظام اور ملکوں کی تدبیر بغیر ایسے شخص کے درست نہیں ہو سکتی جس میں مکمل طور پر چار خصلتیں ہوں،

عادات سادات

(۱) احتیاط و دور اندیشی جس کی وجہ سے وہ واقعات پیش آنے کے وقت اُن کے صدور کی حقیقت دریافت کر لے،

(۲) علم جو اُسے زیادہ سختی کرنے اور چیزوں میں دھوکا کھانے سے بچائے سوائے اس کے دھوکے کا امکان ہو،

(۳) شجاعت وبہادری کہ اُسے مصائب کم دکر سکیں باوجود مسلسل حوائج کے بھی،

(۴) جود وسخاوت جس سے سوال کے وقت بڑے بڑے مال کا خرچ کرنا بھی آسان ہو،

مساوات عادات اور تین باتیں یہ ہوں،

(۱) اپنے مددگاروں میں جو اس قابل ہو اُس کے احسان کا فوراً بدلہ دے دینا،

(۲) گمراہوں اور نافرمانوں پر بھاری بوجھ ڈالنا،

(۳) حوادث کے لیے تیار رہنا، کیونکہ حوادث زمانہ سے مطمئن رہنا زمانے سے غیر مطمئن رہنا ہے،

خدا ترس رابر رعیت گمار دو خصلتیں یہ ہونا چاہیئے،

(۱) رعیت کے راستے سے دربان کا دور کر دینا (تاکہ بے روک ٹوک وہ اپنی فریاد پہنچا سکے)

(۲) قوی اور ضعیف کے درمیان یکساں فیصلہ کرنا،

بیداری وہوشیاری ایک خصلت یہ ہونا چاہیئے تمام امور میں بیدار رہنا اور آج کا کام کل پر نہ ڈالنا،

تم لوگوں کی کیا رائے ہے،

نیا انتخاب اور اُس کے اوصاف واسباب میں نے اپنے موالی یعنی آزاد کردہ غلاموں میں سے چند آدمیوں کا انتخاب کیا ہے، ایک اُن میں سے مضبوط طبیعت والا اور اپنے ارادے کا پورا کرنے والا ہے

کہ نہ اُسے کوئی راحت سرکش بناتی ہے اور نہ کوئی تکلیف خائف کرتی ہے، نہ دور والے سے ہیبت ہوتی ہے نہ سامنے والے سے ہول ہوتا ہے، وہ مثل اُس چوپائے کے ہے جو ببول کی جڑ میں ہے کہ اگر اُسے حرکت

دی جائے تو حملہ کر دے، اور اگر کاٹا جائے تو قتل کر دے،
اس کی جماعت تیار رہتی ہے اور اُس کا انتقام سخت ہوتا ہے کہ اپنے لوہے سے زیادہ سخت تلب کے ساتھ وہ اپنے بہت تھوڑی تعداد کے لشکر کو جنگ میں ڈال دیتا ہے،
وہ اس طرح طالب انتقام ہوتا ہے کہ اُسے بڑے بڑے خوفناک لشکر عاجز نہیں کر سکتے،
وہ ایسا قابض ارواح ہے کہ جسے وہ طلب کرے اُسے پناہ نہیں اور جو بھاگے اُسے مفر نہیں،
جسے عمدہ چیزیں حرص میں نہیں ڈالتیں اور نہ مصیبتیں اُسے عاجز کرتی ہیں،
اگر دوستی کرے تو پورا کرے اور اگر وعدہ کرے تو وفا کرے،
اگر لڑائی میں اُترا تو بہادر ہے اور زبان سے کچھ کہا تو اُسے کر دیا،
اُس کا سایہ اُس کے دوست کے لیے خوب گھنا ہے اور اُس کا خوف اُس پر حملے کے وقت اُس کی بہادری کی دلیل ہے،
جو اُس سے بازی لگاتا ہے اُس سے بڑھ جاتا ہے، اور جو اُس کا ارادہ کرے اُسے عاجز کر دیتا ہے،
جو اُس کے ساتھ چلے اُسے تھکا دیتا ہے اور جو اُس سے دوستی کرے اُسے ہلاکت سے بچا لیتا ہے،

قبول خاطر

جماعت میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کے عرض کی: اے امیر المومنین اللہ تعالیٰ تجھ میں فضائل ادب جمع کرے، تجھے میراث نبوت میں مخصوص فرمائے، حکمت کی باگیں تیری طرف ڈال دے، عطائے کرامت میں سے تیرا حصہ زیادہ کرے، تیرے فہم میں وسعت پیدا کرے، تیرا قلب پاکیزہ علوم اور صفائے ذہن سے منور کرے، تیرے بیان نے تیری مراد ظاہر کر دی اور تیرے فہم نے ادراک کر لیا، اے امیر المومنین، واللہ اس شخص پر پوشیدہ نہیں جسے نہیں عطا کی گئیں وہ عطائیں جیسی کہ تجھے دی گئیں، قدرت نے بڑے بڑے احسانات تجھ پر کئے، بڑی بڑی مضبوط قوتیں بخششیں، قابل ستائش فضائل، طبیعت کی شرافت حکمت، تیری زبان پر گویا کر دی گئی، اس لیے تو نے جو گمان کیا ہے وہ درست ہے اور جو کچھ سمجھا ہے وہ اتنا حق ہے کہ

اُس میں کوئی عیب نہیں تو خدا کی قسم اے امیر المومنین خصائل میں بے نظیر اور زمانے بھر کا سردار ہے جس کے پورے فضائل کو کوئی بیان نہیں پہنچ سکتا اور نہ کوئی تعریف اُس کی شرافت کے اجزا کا حصر کر سکتی ہے۔"

تقسیم اقتدار

امیر المومنین نے اپنے مددگاروں کے لیے عہدوں کا حکم دیا اور انھیں اپنے دشمنوں سے آگاہ کرنے، خوشخبری سنانے اور اُن کے نفس و مال میں تصرف کرنے کی آزادی بخشی۔

جب محمد بن عبداللہ کو علاقوں کے متعلق حکم کی خبر پہنچی تو اُس نے ایک مراسلہ جاری کیا جس کی نقل یہ ہے:

تازیانۂ تنبیہ

اما بعد: خواہش نفسانی کی کجی نے تمہیں محتاط رائے سے برگشتہ کر دیا، خطائی رسیوں نے تمہیں احمق بنا دیا، اگر تم لوگ حق کو اپنے اوپر مسلط رکھتے اور اُسی کے مطابق اپنے اندر فیصلہ کرتے تو حق تمہارے پاس بصیرت (عقل و ہوش کو) لاتا اور حیرت کے پردے تم سے دور کر دیتا، اب بھی اگر تم لوگ مصالحت کے لیے تیار ہو تو تمہارے خون محفوظ ہو جائیں گے اور فراغت سے زندگی بسر کرو گے، امیر المومنین تمہارے پے در پے جرائم کو معاف کر دے گا اور اپنی وافر نعمتوں کو تمہارے لیے کھول دے گا، اگر اسی طرح تمہاری بڑھی ہوئی شرارتیں جاری رہیں اور تمہاری حرص تمہاری بداعمالی کو تمہارے لیے (خوبصورت) بناتی رہی تو تم پر حجت قائم کر دینے کے بعد اور تمہیں معذرت سے آگاہ کر دینے کے بعد اللہ اور اُس کے رسول کی جنگ کا تمہیں اعلان ہے، اگر لوٹ مار جاری ہو گئی، لڑائی کی چنگاری سلگ اُٹھی، آسیائے جنگ حرکت میں آئی، تلواروں نے اُس کے حامیوں کے جوڑ کاٹ دیے، نیزے حرص سے جھک گئے، قتال میں آنے کو پکار دیا گیا، بہادروں نے جنگ شروع کر دی، جنگ نے باچھیں کھول دیں، باہر آنے کے لیے اُس نے اپنی نقاب ڈال دی، گھوڑوں کی گردنیں آگے پیچھے ہونے لگیں، اہل شجاعت اہل بغاوت سے بھڑ گئے، تو تمہیں ضرور ضرور معلوم ہو جائے گا کہ دونوں فریق میں موت کے ساتھ سب سے زیادہ اپنی جان کی سخاوت کرنے والا کون ہے اور مقابلے کے وقت زیادہ حملہ کرنے والا کون ہے، نہ اُس وقت کوئی معذرت قبول

کی جائے گی اور نہ فدیہ قبول ہوگا، جو ڈر گیا اُس کا عذر قبول کر لیا جائے گا، عنقریب ظالموں کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کہاں بھٹکتے پھر رہے ہیں۔"

جواب تنبیہ

محمد بن عبداللہ کا خط ترکوں کو پہنچا تو اُنھوں نے جواب لکھا:

"باطل کو تو نے حق کی صورت میں تصور کر لیا، اُس نے تیری گمراہی کو ہدایت خیال کر لیا، جیسا کہ سراب کا میدان جسے پیاسا پانی سمجھ لیتا ہے یہاں تک کہ جب اُس کے پاس آتا ہے تو اُسے کچھ نہیں پاتا، اگر تو اپنی گئی ہوئی عقل کو لوٹاتا تو تیرے لیے بصیرت روشن ہو جاتی شبہہ کے مادے تجھ سے منقطع ہو جاتے، لیکن تو حقیقت کی راہ سے بھاگا اور پچھلے پاؤں پلٹ گیا، اس لیے کہ تیری طبیعت میں حیرت کے اسباب جم گئے تو اُس کے سننے میں مشغول ہو گیا اور تنہا اُس کے پاس آ گیا، مثل اُس شخص کے جس کی عقل کو شیاطین لے گئے اور اُسے حیران چھوڑ گئے، تیری عمر کی قسم اے محمد تیرا وعدہ بھی ہمارے پاس آیا اور وعید بھی ہمارے پاس آئی، اُس نے ہمیں نہ تیرے قریب کیا، ور نہ تجھ سے دور کیا، جبکہ یقین کی بارش تیرے ضمیر کی پوشیدہ حالت کو کھول دے گی اور تجھے اُس شخص کے مثل کر دے گی جو برق کو راستہ چلنے کے لیے کافی سمجھتا ہے کہ جب وہ اُس کے لیے چمکی تو اُس میں چلنے لگا، اور جب تاریک ہو گئی تو رُک گیا، تیری جان کی قسم اگر تیری خواہش بغاوت میں بڑھتی گئی اور تو امید کے بادل سے فائدہ اُٹھاتا رہا تو ضرور تیرا حال تیرے لیے موجب غم ہوگا، البتہ ہم لوگ تیرے پاس ایسے لشکر کی شکل میں آئیں گے کہ تجھے اس سے کوئی پناہ کی جگہ نہ ہوگی، وہاں سے ہم لوگ ضرور بالضرور تجھے ذلیل کر کے نکال دیں گے اور تو ذلت اٹھانے والوں میں سے ہوگا، اگر ہمیں اپنی آگاہی کے لیے امیر المومنین کے فرمان کا انتظار نہ ہوتا کہ ہم لوگ کس طریقے پر عمل کریں تو پانی کے برتنوں تک پہنچ جاتے اور تلواروں کو اس حالت میں میان میں داخل کرتے کہ وہ تھکی ہوئی ہوتیں، زمین کی بلندی کو پست کر دیتے، اُسے جانوروں اور سانپوں اور الو کا ٹھکانا بنا دیتے، ہم نے تجھے نزدیک سے پکار دیا، اور سنا دیا اگر تو زندہ ہے، لہٰذا اگر تو قبول کر لے گا تو کامیاب ہوگا اور تو انکار کرے گا اور سوائے سرکشی کے کچھ نہ کرے گا تو ہم تجھے نقصان پہنچائیں گے، اور تم لوگ ندامت کی حالت میں صبح کرو گے۔"

باہم آویزی

اسی سال یکم رجب کو مغربیوں اور ترکوں کے درمیان جنگ عظیم ہوئی، یہ اس لیے ہوئی کہ مغربی اُس دن محمد بن راشد اور نصر بن سعید کے ہمراہ جمع ہوئے، جو ترک محل پر تھے اُن پر غالب آ گئے، اُنھیں وہاں سے نکال دیا اور اُن سے کہا کہ "ہر روز تم لوگ ایک خلیفہ کو قتل کرتے ہو اور دوسرے کو معزول کرتے ہو اور وزیر کو قتل کرتے ہو"

اُن لوگوں نے عیسیٰ بن فرخانشاہ پر حملہ کیا تھا، اُسے مارا تھا اور اُس کا گھوڑا لے لیا تھا، جب مغربیوں نے ترکوں کو محل سے نکال دیا اور بیت المال پر غالب آ گئے، تو وہ پچاس گھوڑے لے لیے جن پر ترک سوار ہوا کرتے تھے، پھر ترک جمع ہوئے اور انھوں نے کرخ اور دور میں جو ترک تھے انھیں بلا بھیجا، وہ لوگ اور مغربی مقابل ہو گئے، مغربیوں میں سے ایک آدمی مارا گیا، مغربیوں نے اُس کے قاتل کو پکڑ لیا، شاکر یہ مغربیوں کے مددگار ہو گئے، ترک کمزور پڑ گئے، آخر مغربیوں کے مطیع ہو گئے، جعفر بن عبدالواحد نے فریقین کے درمیان صلح کرا دی، انھوں نے اس شرط پر صلح کی کہ "وہ اب کوئی نئی بات نہ کریں گے، اور ہر جگہ جہاں ایک فریق کی جانب سے کوئی آدمی ہو گا تو وہاں دوسرے فریق کی جانب سے بھی کوئی آدمی رہے گا" اس شرط پر ایک زمانے تک رُکے رہے،

محمد بن راشد اور نصر بن سعید کے پاس مغربیوں کے جمع ہونے کی خبر ترکوں کو پہنچی، ترک بایکباک کے پاس جمع ہوئے، اور اُس سے کہا کہ "ہم ان دونوں سرداروں کی تلاش میں ہیں اگر ہم ان دونوں پر کامیاب ہو گئے تو پھر کوئی بولنے والا نہیں" محمد بن راشد اور نصر بن سعید اُس دن صبح سویرے جمع ہوئے تھے جس دن ترکوں نے اُن پر حملے کا ارادہ کیا تھا، پھر وہ دونوں اپنے اپنے گھر واپس چلے گئے، بعد کو یہ خبر ملی کہ بایکباک ابن راشد کے مکان گیا تھا، محمد بن راشد اور نصر بن سعید محمد بن عزون کے گھر لیٹ گئے کہ ترکوں کا ہنگامہ جب تک سکون پذیر ہو دونوں اُسی کے پاس رہیں، پھر دونوں اپنی جماعت کے پاس واپس آ جائیں، ایک شخص نے بایکباک کو ان دونوں کو اشارے سے بتا دیا اور اُسے اُن کا راستہ دکھا دیا، کہا گیا ہے کہ ابن عزون وہی شخص ہے جس نے اُس آدمی کو چھپایا تھا جس نے بایکباک اور ترکوں کو اُن دونوں کا راستہ بتایا تھا، ترکوں نے اُن دونوں کو

پکڑ کے قتل کر دیا، یہ خبر المعتز کو پہنچی تو اُس نے ابن عزون کے قتل کا ارادہ کیا، اس معاملے میں اعتراض کیا گیا تو اُس نے اُسے بغداد جلائے وطن کر دیا،

خلف العطار

اسی سال محمد بن علی بن خلف العطار کو اور آل ابی طالب کی ایک جماعت کو گرفتار کر کے بغداد سے سامرا لایا گیا جن میں ابو احمد بھی تھے،

ابو احمد محمد بن جعفر بن حسن بن جعفر بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اُن کے ہمراہ ابو ہاشم داؤد بن القاسم الجعفری کو بھی لایا گیا، یہ واقعہ اسی سال ۸ رشعبان کو ہوا،

وجہ خلاف

بیان کیا گیا ہے کہ اس کا سبب یہ تھا کہ ایک صاحب طالبیئین میں سے لشکر اور شاکریہ کی ایک جماعت کے ساتھ بغداد سے علاقۂ کوفہ کی طرف روانہ ہوئے، اُس زمانے میں کوفے اور اُس کے مضافات ابو الساج کی ماتحتی میں تھے اور وہ ابن طاہر سے خواہاں تھا کہ اُس کو ولایت رے میں تبدیل کر دیا جائے، اسی غرض سے بغداد میں مقیم تھا، جب ابن طاہر کو طالبی کی خبر پہنچی جو بغداد سے روانہ ہو کر کوفہ گئے تھے، تو اُس نے ابو الساج کو اپنی عملداری کوفہ میں جانے کا حکم دیا، پہلے ابو الساج نے اپنے نائب عبد الرحمٰن کو کوفہ بھیجا، پھر ابو الساج سے ابو ہاشم الجعفری نے مع بغداد کے طالبیئین کی ایک جماعت کے ملاقات کی، طالبی کے متعلق گفتگو کی جو بغداد سے روانہ ہو کر کوفہ گئے تھے، ابو الساج نے اُن سے کہا کہ تم لوگ اُن سے یہ کہو کہ وہ مجھ سے علیحدہ رہیں اور میں اُنھیں نہ دیکھنے پاؤں،

جب عبد الرحمٰن نائب ابو الساج کوفہ پہنچا تو اُسے پتھر مارے گئے، ناچار مسجد میں چلا گیا، لوگ یہ سمجھے کہ یہ علوی کی جنگ کے لیے آیا ہے، اس نے ان لوگوں سے کہا کہ میں عامل نہیں ہوں، میں وہ شخص ہوں جو اعراب کی جنگ کے لیے روانہ ہوا ہوں، اس کہنے پر لوگ اُس سے باز آ گئے، اور وہ کوفے میں مقیم ہو گیا،

ابو احمد محمد بن جعفر الطالبی جس کا میں نے ذکر کیا وہی صاحب تھے جو طالبیئین کی ایک جماعت کے ساتھ (گرفتار کر کے) سامرا بھیجے گئے تھے کہ المعتز نے مزاحم بن خاقان علوی کو شکست ہونے کے بعد جو ابو احمد کی اُس جنگ کے لیے کوفہ روانہ کیا گیا تھا جس کا ذکر اس سے قبل اپنے مقام پر گزر چکا ہے، جیسا کہ مذکور ہے ابو احمد کوفے کے

علاقے میں پلٹ آیا اور لوگوں کو ستایا اور اُن کا مال اور جائداد لے لی، ابو الساج کے نائب نے کوفے میں قیام کر لیا تو وہ ابو احمد علوی سے بہ نرمی پیش آیا اور اتنا مانوس بنا لیا کہ کھانے پینے میں شریک کرنے لگا، قریب وے کے کوفے کے ایک باغ میں بطور تفریح کے لے گیا وہاں شام کر دی عبد الرحمن نے اپنے ساتھیوں کو تیار رکھا تھا علوی کو قید کر لیا اور رات کے وقت مقید کر کے اندر آنے والے خچروں پر روانہ کر دیا، یکم ربیع الآخر کو بغداد لائے گئے، محمد بن عبد اللہ کے پاس لے گیا تو اُس نے اپنے پاس ہی قید کر لیا، پھر ضامن لے کے رہا کر دیا،

محمد بن علی بن خلف العطار کے بھتیجے کے پاس حسن بن زید کے چند خطوط پائے گئے، ابن طاہر نے اس کی اطلاع المعتز کو لکھ دی، ابو احمد کی اور اُن تمام طالبیئین کی عتاب بن عتاب کی معیت میں روانگی کے متعلق فرمان آیا، وہ سب لوگ اور یہ ابو احمد اور ابو ہاشم الجعفری اور علی بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن حسن بن جعفر بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) روانہ کر دیے گئے، علی بن عبید اللہ کے بارے میں لوگوں نے بیان کیا کہ صرف اپنے مکان پر سامرا جانے کی اجازت چاہی تھی جو دے دی گئی، بیان کیا گیا ہے کہ محمد بن عبد اللہ نے اُن کے ساتھ ایک ہزار درہم کا سلوک کیا اس لیے کہ انھوں نے تنگدستی کی اُس سے شکایت کی تھی، ابو ہاشم اپنے گھر والوں کو رخصت کر آئے تھے،

بیان کیا گیا ہے کہ ابو ہاشم کی گرفتاری کا سبب صرف ابن الکردیہ اور عبد اللہ بن داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ تھے، ان دونوں نے المعتز سے کہا کہ اگر تو محمد بن عبد اللہ کو داؤد بن القاسم کی گرفتاری کو لکھے گا تو وہ گرفتار کر کے نہیں بھیجے گا، لہٰذا اُسے لکھ دے کیونکہ تو اُسے طبرستان وہاں کی اصلاح حالت کے لیے بھیجنا چاہتا ہے، پھر جب وہ تیرے پاس آجائے تو اُس کے بارے میں تو اپنی رائے پر غور کر سکے گا، اسی بنا پر یہ گرفتاری ہوئی مگر کوئی اور ناگوار بات نہیں پیش آئی،

انتظام معدلت

اسی سال الحسن ابن ابی الشوارب کو قاضی القضاۃ بنایا گیا حالانکہ محمد بن عمران الضبی اتالیق المعتز نے عہدۂ قضا کے لیے چند آدمیوں کی المعتز سے سفارش کی تھی جن میں الخلنجی اور الخصاف بھی تھے، المعتز نے اُن کے سب لیے

فرمان بھی لکھ دیا مگر شفیع الخادم اور محمد بن ابراہیم بن الکردیہ اور عبد السمیع بن ہارون بن سلیمان بن ابی جعفر اس میں پڑ گئے اور کہا کہ یہ لوگ ابن ابی داؤد کے احباب میں سے ہیں اور عقیدۃً رافضی اور قدری اور زیدی اور جہمی ہیں، المعتز نے انھیں دور کردینے اور بغداد نکال دینے کا حکم دیا، اور عوام نے الخصاف پر حملہ کر دیا، اور دوسرے لوگ بغداد چلے گئے، الغضبی صرف مظالم کی وجہ سے معزول کیا گیا،

فوجی مصارف

بیان کیا گیا ہے کہ اسی سال ترکوں اور مغربیوں اور شاکریہ کی تنخواہوں کا اندازہ کیا گیا، جس مقدار کی انھیں ایک سال میں حاجت تھی وہ دس ارب دینار تھے جو ساری سلطنت کے دو سال کی آمدنی تھی،

طریق حرم

اسی سال ابوالساج مکے کے راستے کی طرف روانہ ہوا، اس کا سبب جیسا کہ بیان کیا گیا ہے یہ ہوا کہ جب وصیف کے معاملے کی صلح ہو گئی اور المعتز نے اپنی مُہر اُسے دے دی تو ابوالساج کو فرمان لکھا جس میں اُسے مکے کے راستے کی طرف جانے کا حکم تھا کہ راستے کی اصلاح و مرمت راستی کے ساتھ ہو جائے، اس مقصد کے لیے ابوالساج کے پاس اتنا خرچ روانہ کر دیا جتنی اُسے ضرورت تھی، وہ تیاری کرنے لگا، محمد بن عبداللہ نے ایک خط لکھا جس میں یہ درخواست تھی کہ مکے کا راستہ اُس کے سپرد کیا جائے، اُسے قبول کر لیا گیا، پھر اُس نے ابوالساج کو اپنی جانب سے روانہ کیا،

یکم ذی الحجہ کو عیسیٰ بن الشیخ بن السلیل مقام رملہ کا حاکم مقرر کیا گیا، اس نے اپنے نائب ابوالمغراء کو وہاں روانہ کر دیا، کہا گیا ہے کہ اُس نے اس عہدے کے چالیس ہزار دینار بغا کو دیے یا اُس کی ذمہ داری لی،

اسی سال وصیف نے عبدالعزیز ابن ابی دلف کو الجبل کا والی بننے کو لکھا اور اُسے خلعت بھیجا، وہ اُس کی جانب سے والی بنا،

اسی سال ذی القعدہ میں محمد بن عمرو الشاری دیار ربیعہ میں قتل کیا گیا جسے ایوب بن احمد کے نائب نے قتل کیا،

اسی سال کنجور پر عتاب ہوا اور محل میں اُس کے قید کرنے کا حکم دیا گیا، پھر بحالت قید بغداد روانہ کر دیا گیا، بعد کو الیمامہ بھیج دیا گیا، وہیں وہ قید رہا،

اسی سال ابن جستان صاحب الدیلم نے احمد بن عیسی العلوی اور الحسن بن احمد الکوکبی کے ہمراہ رے پر ڈاکہ ڈالا، قتل بھی کیا اور لوگوں کو قید بھی کیا، اس زمانے میں وہاں عبداللہ بن عزیز حاکم تھا جو وہاں سے بھاگ گیا، اہل رے نے اُن سے ایک ہزار درہم مال غنیمت پر صلح کرلی، جب ادا کر دیے تو ابن جستان وہاں سے کوچ کر گیا، اور ابن عزیز وہاں واپس آگیا، اُس نے احمد بن عیسی کو گرفتار کر کے نیشاپور روانہ کر دیا،

اسی سال اسماعیل بن یوسف طالبی کی وفات ہوئی یہ وہی ہیں کہ مکے میں جو کچھ کیا وہ کیا،

اس سال المعتز کی جانب سے محمد بن احمد بن عیسیٰ بن المنصور نے لوگوں کو حج کرایا،

واقعات سنہ ۲۵۳ھ

منجملہ اُن واقعات کے ۴ رجب کو المعتز کا موسیٰ بن بغا الکبیر کو الجبل کا حاکم مقرر کرنا ہے، اُس کے ہمراہ اُس زمانے میں ترک یا اُن کے مثل دو ہزار چار سو تینتالیس آدمی کا لشکر تھا جن میں سے مفلح کے ہمراہ گیارہ سو تیس آدمی تھے،

اسی سال مفلح نے جو موسیٰ بن بغا کی فوج کے مقدمے پر تھا ۲۲ رجب کو عبدالعزیز ابی دلف پر چھاپہ مارا، عبدالعزیز تقریباً بیس ہزار بازاری جماعت کے ساتھ تھا، دونوں کی یہ جنگ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ہمذان کے باہر تقریباً ایک میل کے فاصلے پر ہوئی، مفلح نے اُسے شکست دے کے تقریباً تین فرسخ تک بھگا دیا، مفلح کے لوگ قتل بھی کر رہے تھے اور قید بھی کر رہے تھے، پھر مفلح اور اُس کے ہمراہی سلامت واپس آئے، اُس نے اسی روز اپنی فتح کا حال لکھ بھیجا،

جب رمضان کا مہینہ ہوا تو مفلح نے کرخ کی سمت کے لیے اپنا لشکر تیار کیا اور اُن کے لیے دو گھاٹیاں بنائیں، عبدالعزیز نے ایک لشکر بھیجا جس میں چار ہزار آدمی تھے، پھر مفلح نے اُن سے قتال کیا، پوشیدہ فوج نے گھاٹی سے نکل کر عبدالعزیز کے

ساتھیوں پر حملہ کر دیا، وہ بھاگ گئے تو مفلح نے اُن پر تلوار چلائی، قتل اور قید کیا، عبدالعزیز اپنے ساتھیوں کی مدد کے لیے سامنے آیا تو وہ بھی اُن کے بھاگنے کی وجہ سے بھاگا اور کرخ چھوڑ کے اپنے ایک قلعہ "رز" میں چلا گیا جو کرخ ہی کے علاقے میں تھا، وہاں محصور و محفوظ ہو گیا، مفلح کرخ میں داخل ہوا، ابی دلف کی اولاد میں سے ایک جماعت کو گرفتار کر لیا، اُن کی کچھ عورتیں بھی گرفتار کیں جن میں کہا جاتا ہے کہ عبدالعزیز کی ماں بھی تھی، اُس نے سب کو رسّی سے باندھ لیا، مذکور ہے کہ اُس نے بہت سے نیزے اور ستر گٹھری سر سامرا روانہ کیے،

اسی سال موسیٰ بن بغا سامرا سے ہمدان آیا اور وہیں اُتر گیا،

اسی سال ماہ رمضان میں المعتز نے بغا الشرابی کو خلعت دیا، تاج اور دو تلواریں حمائل کرائیں، وہ تاج لگائے اور دونوں تلواریں حمائل کیے اپنے مکان گیا،

قتل وصیف

اسی سال وصیف ترک قتل کیا گیا، یہ ۲۷ شوال کا واقعہ ہے، اس واقعے کا سبب جیسا کہ بیان کیا گیا یہ ہے کہ ترکوں، فرغانیوں اور اشروسنیوں نے بلوہ کیا اور اپنی چار ماہ کی تنخواہیں مانگیں تو بغا اور وصیف اور سیما الشرابی تقریباً سو آدمی کی جماعت کے ساتھ نکلے، وصیف نے اُن سے گفتگو کی کہ تم لوگ کیا چاہتے ہو، کہا اپنی تنخواہیں، وصیف نے کہا، خاک، اور کیا ہمارے پاس مال ہے؟ بغا نے کہا کہ اچھا اس معاملے میں ہم امیر المومنین سے درخواست کریں گے، اشناس کے گھر میں گفتگو کریں گے، جو تم میں سے نہ ہو وہ تم سے علیحدہ ہو جائے، وہ لوگ اشناس کے گھر آئے، سیما الشرابی سامرا واپس چلا گیا، خلیفہ سے اُن لوگوں کے دینے کا حکم لینے کے لیے بغا بھی اُس کے ہمراہ ہو گیا، وصیف اُن لوگوں کے قبضے میں رہ گیا، اُن میں سے کسی نے اُس پر حملہ کر دیا، تلوار کے دو ہاتھ مارے، دوسرا آدمی اُس کے پاس چھری لے آیا، اُسے ایک سردار نوشری بن طاجبک اُس کے گھر اُٹھا لے گیا، جب بغا نے اُن کے کام میں دیر لگائی تو وہ یہ سمجھے کہ مقابلے کی تیاری میں مشغول ہے، نوشری کے مکان سے اُس کو باہر بلا کے کلہاڑیوں سے اتنا مارا کہ اُس کے دونوں بازو توڑ ڈالے پھر اُس کی گردن ماردی اور اُس کا سر تنور ہلانے کی لکڑی پر نصب کر دیا، سامرا کے عوام نے وصیف اور اُس کے لڑکے کے مکانات لوٹنے کا ارادہ کیا، وصیف کے لڑکے واپس آ گئے،

انھوں نے اپنے گھروں کو اُن سے بچایا، المعتز نے وصیف کے کام بغا الشرابی کے سپرد کر دیئے۔

قتل بندار

اسی سال عید الفطر کو بندار الطبری قتل کیا گیا، اس کا سبب یہ ہوا کہ اسی سال رجب میں ایک شخص کو البوازیج کا حاکم بنایا گیا جس کا نام مساور بن عبد الحمید تھا، المعتز نے اُس کے پاس ماہ رمضان میں ساتکین کو روانہ کیا، وہ خراسان کے راستے کے علاقے کی طرف مڑ گیا، محمد بن عبد اللہ نے اُسے بلا بھیجا، یہ اس لیے کہ خراسان کا راستہ اُسی کے ماتحت تھا، بندار اور مظفر بن سیسل وہاں کے اسلحہ خانے میں تھے، یہ دونوں دسکرۃ الملک جا کے ٹھہر گئے، مذکور ہے کہ بندار رمضان کے آخر دن بقصد شکار نکلا، شکار کی تلاش میں دور چلا گیا یہاں تک کہ الدسکرہ کے مکانات سے قریب ایک فرسخ دور ہو گیا، جب وہ اس حالت میں تھا کہ یکایک دو علم سامنے سے آتے دیکھے جن کے ساتھ ایک جماعت بھی الدسکرہ کی طرف آ رہی ہے، اُس نے بعض ساتھیوں کو بھیجا کہ یہ علم کیسے ہیں؟ خبر ملی کہ صاحب جماعت کرخ جدان کا عامل ہے اور اُسے یہ اطلاع ملی ہے کہ ایک شخص مساور بن عبد الحمید جو البوازیج کے دہقانوں میں سے ہے نکلا ہے، خبر ملی ہے کہ وہ کرخ جدان جائے گا، جب اُسے یہ خبر ملی تو وہاں سے بھاگتا ہوا الدسکرہ روانہ ہوا کہ بندار اور مظفر کے پاس بیٹھ کر اپنی وحشت دور کرے، بندار اُسی وقت مظفر کے پاس لوٹ گیا اور کہا کہ:

"وہ باغی کرخ جدان کا ارادہ رکھتا ہے اور ہم لوگوں کا بھی ارادہ رکھتا ہے، ہمارے ساتھ چل کہ اُس سے مقابلہ کریں۔"

مظفر نے جواب دیا کہ "اب دیر ہو گئی ہے، ہمارا ارادہ جمعے کی نماز پڑھنے کا بھی ہے، کل عید ہے، جب عید گزر جائے گی تو ہم اُس کا ارادہ کریں گے۔"

مگر بندار نے انکار کیا اور اس امید میں روانہ ہوا کہ اُس باغی پر بغیر مظفر کے فتح ہو جائے گی، مظفر مقیم رہا اور الدسکرہ سے نہ ہٹا، الدسکرہ اور تل عکبراء کے درمیان آٹھ فرسخ کا فاصلہ تھا اور تل عکبراء اور مقام جنگ کے درمیان چار فرسخ کا فاصلہ تھا، بندار تل عکبراء گیا، تہائی رات گئے شب عید الفطر کو وہاں پہنچ گیا، اپنے گھوڑے کو

کچھ چارہ دیا پھر سوار ہو کے چلا، رات ہی کو اُس باغی کے لشکر کے سامنے آ گیا، وہ لوگ نماز پڑھ رہے اور تلاوت قرآن کر رہے تھے، اُس کے کسی خاص ساتھی نے یہ مشورہ دیا کہ "اُن پر رات ہی میں حملہ کر دے جبکہ وہ غافل ہیں۔" اُس نے انکار کیا کہ "نہیں، تاوقتیکہ میں اُنہیں اور وہ مجھے نہ دیکھ لیں"

دو تین سوار روانہ کیے کہ اُن کی خبر لائیں، جب یہ سوار قریب پہنچے تو وہ لوگ اُنہیں دیکھ کے تاڑ گئے، ہتھیار ہتھیار پکارنے لگے، اور سوار ہو گئے، مگر صبح تک جنگ سے رُکے رہے، دن نکلے جنگ شروع ہوئی، بندار کے تقریباً تین سو پیادہ و سوار ساتھی تھے جن کے لیے ممکن نہ تھا کہ صرف تیر ہی چلائیں، بندار نے اُنہیں میسرہ و میمنہ و ساقہ میں تیار کیا، خود قلب لشکر میں ٹھیرا، مساور اور اُس کے ساتھیوں نے اُن لوگوں پر حملہ کر دیا، بندار اور اُس کے ساتھی جمے رہے، باغی اپنے لشکرگاہ اور شب کی قیامگاہ سے پیچھے ہٹ گئے کہ بندار اور اُس کے ساتھی لوٹ کے لالچ میں پڑ جائیں، مگر بندار اور اُس کے ساتھی اُن کے لشکر کی طرف نہ بڑھے، پھر باغیوں نے اُن پر دوبارہ تلواروں اور نیزوں سے حملہ کر دیا، تعداد میں تقریباً سات سو تھے، پھر دونوں فریق رُکے رہے، باغی نیزے چھوڑ کر صرف تلواروں پر اُتر آئے، باغیوں کے پچاس آدمی مقتول ہوئے اور بندار کے بھی اتنے ہی، باغیوں نے ایک ایسا حملہ کیا جس میں کہ تقریباً سو آدمی بندار کے علیحدہ کر دیئے، وہ سو آدمی اُن کے مقابلے میں کچھ دیر صبر کیے رہے، پھر سب کے سب قتل کر دیے گئے، بندار اور اُس کے ہمراہی بھاگے، وہ لوگ اُنہیں ایک ایک جماعت میں علیحدہ کرنے اور قتل کرنے لگے، بندار نے بھاگنے کی کوشش کی مگر لوگ اُس کی تلاش میں تھے، وہ اُسے تل عکبراء سے قریب مقام جنگ سے قریب چار فرسخ فاصلے پر پا گئے اُسے قتل کر دیا اور سر نصب کر دیا، بندار کے ساتھیوں میں سے تقریباً پچاس آدمی بچ گئے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ تقریباً سو آدمی تھے جو خوارج کے اُن لوگوں میں مشغول ہو گئے جنہیں وہ جدا کر رہے تھے جنگ سے علیحدہ ہو گئے تھے،

مظفر کو اس واقعے کی خبر پہنچی، وہ الدسکرہ میں مقیم تھا، وہاں سے کنارے ہٹ کر

اُس مقام پر چلا گیا جو بغداد کے قریب تھا اُس کے قتل کی خبر محمد بن عبداللہ کو عید کے دوسرے دن پہنچی، مذکور ہے کہ اس غم میں اُس نے کھانا پینا سیر و تفریح سب کچھ ترک کر دیا، مساور فوراً حلوان چلا گیا، وہاں کے لوگ اُس کے مقابلے پر آ گئے اور اُس سے قتال کیا، باغی نے تقریباً چار سو آدمی قتل کر دیے، اُنھوں نے بھی اُس باغی کی ایک جماعت قتل کر ڈالی، خراسان کے بعض حجاج بھی مقتول ہوئے جو حلوان میں تھے، اُنھوں نے اہل حلوان کی اعانت کی پھر واپس چلے گئے،

وفات ابن طاہر

۱۴ ذی القعدہ کی شب کو چاند گہن پڑا، سب گہنا گیا یا اُس کا اکثر حصہ غائب ہو گیا، بیان کیا گیا ہے کہ محمد بن عبداللہ بن طاہر کا اُسی وقت انتقال ہوا جب چاند اپنے انتہائے خسوف میں تھا، وہ مرض جس میں اُس کی وفات ہوئی ایک زخم تھا جو اُس کے سر اور حلق میں پیدا ہو گیا تھا، اُسی نے اُسے ذبح کر دیا، مذکور ہے کہ وہ زخم جو اُس کے سر اور حلق میں تھا ایسا تھا کہ اُس میں بتیاں داخل ہو جاتی تھیں، جب مر گیا تو نماز جنازہ میں اُس کے بھائی عبیداللہ اور بیٹے طاہر کے درمیان اختلاف ہوا، بیٹے نے اُس کی نماز جنازہ پڑھائی، بیان کیا گیا ہے کہ اُس نے یہی وصیت بھی کی تھی عبیداللہ بن عبداللہ برادر محمد بن عبداللہ اور محمد بن عبداللہ کے اہل و عیال کے درمیان ایسا جھگڑا ہوا کہ اُن لوگوں نے عبیداللہ پر تلوار تک کھینچ لی، اُسے پتھر مارے گئے، بدمعاش اور عوام اور اسحاق بن ابراہیم کے آزاد کردہ غلام سب طاہر بن محمد بن عبداللہ بن طاہر کے طرفدار تھے، وہ لوگ یہ پکارنے لگے، یا طاہر یا منصور، عبیداللہ دریا عبور کر کے اپنے مکان چلا گیا، جو سردار تھے محمد بن عبداللہ کے اپنے اعمال پر اُسے اپنا نائب بنا دینے، وصیت کر جانے اور اپنے عمال کو اُس کے متعلق لکھ دینے کی وجہ سے اُس کے ساتھ ہو گئے، المعتز نے خلعت، اور بغداد کی ولایت عبیداللہ کو عنایت کی، بیان کیا گیا ہے کہ عبیداللہ نے اُس شخص کے لیے جو المعتز کی جانب سے اُس کے پاس خلعت لایا تھا پچاس ہزار درہم کا حکم دیا،

وثیقۂ نیابت

اُس خط کی نقل جو محمد بن عبداللہ نے اپنے بعد اپنے بھائی کو نائب بنانے کے متعلق اپنے عمال کو لکھا تھا:

"اما بعد، بیشک اللہ تعالیٰ نے موت کو ضروری اور یقینی بنا دیا،

اُس کی جو مخلوق باقی ہے اُس پر بھی اسی طرح آنے والی ہے جس طرح گزرنے والوں پر آگئی، لائق ہے وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس امر میں حصہ ملے کہ وہ اُس امر کے آنے کے لیے تیار رہے جس کے بغیر چارہ نہیں، جس سے کسی حالت میں پناہ نہیں، میرا یہ خط اُس حالت میں ہے کہ میں ایک ایسے مرض میں مبتلا ہوں جس سے اندیشہ بڑھتا جاتا ہے اور جس میں نا امیدی امید پر غالب آگئی ہے، اگر اللہ تعالیٰ اُسے اچھا کرے اور دور کردے تو اُس کی قدرت ہے اور اُس کی کریم عادت کا ایک کرشمہ ہے اور اگر میرے لیے بھی وہی حادثہ پیش جائے جو اولین و آخرین کا طریقہ ہے تو میں نے عبید اللہ بن عبد اللہ مولیٰ امیر المومنین کو اپنا نائب بنایا جو میرا ایسا بھائی ہے جس پر میرے قدم بقدم چلنے کا اور اس انتظام کے اختیار کرنے کا کہ میں امیر المومنین کی جانب سے جس کے انتظام میں تھا پورا بھروسہ کیا جا سکتا ہے، یہاں تک کہ اُس کے پاس امیر المومنین کا حکم آئے جس کے مطابق وہ عمل کرے، اس کا اعلان کردیا گیا اور ان امور میں مشورہ کرلیا گیا جن کا اُسے والی بنایا گیا جس کے متعلق عبید اللہ کے احکام انشاء اللہ جاری ہوں گے، ۱۳ ذی قعدہ یوم پنجشنبہ ۲۵۳ھ کو لکھا گیا۔"

اسی سال المعتز نے ابو احمد بن المتوکل کو واسط کی طرف جلائے وطن کیا، پھر بصرہ، پھر بغداد لوٹایا گیا اور جانب شرقی قصر دینار بن عبد اللہ میں اُتارا گیا،

اسی سال علی بن المعتصم کو واسط جلائے وطن کیا گیا پھر بغداد لوٹایا گیا،

اسی سال مزاحم بن خاقان کی ذی الحجہ میں مصر میں وفات ہوئی،

اس سال عبد اللہ بن محمد بن سلیمان الزینبی نے لوگوں کو حج کرایا،

اسی سال ذی القعدہ میں محمد بن معاذ نے علاقہ ملطیہ سے مسلمانوں سے جنگ کی، انھیں شکست ہوئی اور محمد بن معاذ قید ہوا،

اسی سال موسیٰ بن بغا اور الکوکبی الطالبی کا آخر ذی القعدہ یوم دوشنبہ کو قزوین سے ایک فرسخ پر مقابلہ ہوا، موسیٰ نے الکوکبی کو شکست دے دی، وہ الدیلم چلا گیا اور موسیٰ قزوین میں آگیا،

مجھ سے ایک ایسے شخص نے بیان کیا جو اس جنگ میں موجود تھا کہ الکوکبی کے

وہ ساتھی جو الدیلم کے تھے موسیٰ اور اُس کے ساتھیوں کے مقابلے پر آئے تو انھوں نے اپنی صفیں قائم کیں، اور اپنی ڈھالیں موسیٰ کے ساتھیوں کے تیروں سے بچنے کے لیے اپنے منھ کے آگے کرلیں، جب موسیٰ نے یہ دیکھا کہ اُس کے ہمراہیوں کے تیر اُن لوگوں تک نہیں پہنچتے اور وہ بھی دیکھا جو انھوں نے کیا تھا اُس نے اُس مٹی کے تیل کے متعلق جو اُس کے ہمراہ تھا یہ حکم دیا کہ یہ اُس زمین پر پھینک دیا جائے، جس پر دونوں فریق مقابلہ کررہے ہیں، اپنے ساتھیوں کو اُن کے مقابلے سے ہٹنے کا اور اُن سے اپنی شکست ظاہر کرنے کا حکم دیا، ساتھیوں نے ایسا ہی کیا، الکوکبی اور اُس کے ساتھی یہ سمجھے کہ یہ لوگ شکست کھا کے بھاگے، ان لوگوں نے اُن کا تعاقب کیا، جب موسیٰ کو یہ معلوم ہوا کہ الکوکبی کے ساتھی تیل کے درمیان آگئے تو اُس نے آگ لگوادی، وہ مشتعل ہوگئی اور آگ لگ گئی، الکوکبی کے ساتھیوں کے نیچے بھی آگ لگ گئی، اور انھیں جلانے لگی، دوسرے لوگ بھاگ گئے،

اسی سال ذی الحجہ میں خطارمش نے مساور باغی کا علاقۂ جلولا میں مقابلہ کیا، مساور نے اُسے شکست دی،

واقعات ۲۵۴ھ

قتل بغا

منجملہ ان کے بغا الشرابی کا قتل ہے،

مذکور ہے کہ اُس کے قتل کا سبب یہ ہوا کہ وہ المعتز کو بغداد جانے کے لیے ابھارا کرتا تھا، المعتز اُس سے انکار کیا کرتا تھا، بغا اپنے خاص آدمی صالح بن وصیف کے ساتھ جمعۃ بنت بغا کی شادی میں مشغول ہوا، صالح بن وصیف نے نصف ذی القعدہ کو اُس سے نکاح کیا تھا، المعتز رات کے وقت کہ اُس کے ہمراہ محمد بن اسرائیل بھی تھا کرخ سامرا کے لیے سوار ہوا،

بایکباک کے اُس سے ناراض ہونے کا سبب جیسا کہ بیان کیا گیا یہ ہوا کہ وہ دونوں پینے میں مشغول تھے کہ ایک نے دوسرے پر سختی کی اس کی وجہ سے

دونوں جدا ہو گئے، بایکباک اسی باعث بغا سے بھاگتا اور چھپتا پھرتا تھا، جب المعتز مع اپنے ہمراہیوں کے الکرخ پہنچا تو بایکباک کے ہمراہ اہل کرخ اور اہل دور جمع ہوئے، سب لوگ المعتز کے ہمراہ سامرا کے محل میں آ گئے، یہ خبر بغا کو پہنچی تو وہ اپنے غلاموں کے ہمراہ نکلا جو تقریباً پانچ سو تھے، انھیں کے برابر اس کی اولاد اور اس کے سردار اور اس کے ساتھی تھے، نہر نیزک کی طرف چلا گیا، پھر چند مقامات پر منتقل ہوا، پھر السن چلا گیا، اس کے ہمراہ انتیس توڑے دینار اور سو توڑے درہم تھے جنھیں وہ اپنے بیت المال سے اور شاہی بیت المال سے لیتا گیا تھا، اس میں سے تھوڑا ہی سا خرچ کرنے پایا تھا کہ قتل کر دیا گیا،

مذکور ہے کہ جب اسے یہ خبر ملی کہ المعتز احمد بن اسرائیل کے ساتھ الکرخ آ گیا تو اپنے مخصوص سرداروں کے ساتھ نکل کر تل عکبرا تک گیا، پھر روانہ ہو کر السن تک گیا، اس کے ساتھیوں نے آپس میں ایک دوسرے سے اس ظلم کی شکایت کی جس میں وہ مبتلا تھے کہ "اپنے ہمراہ خیمے نہیں لائے اور نہ کوئی اور شے جس سے سردی سے بچ سکیں، جاڑے میں ہیں اور سردی کھا رہے ہیں" بغا اپنے ایک چھوٹے سے خیمے میں تھا جو دجیلے پر تھا، اسی میں وہ رہتا تھا،

اس کے پاس ساتکین آیا اور کہا کہ "اللہ تعالیٰ امیر کا بھلا کرے، اہل لشکر نے یہ کلام کیا اور اس معاملے میں انھوں نے غور کیا اور میں تیرے پاس ان کا پیامبر ہوں" اس نے کہا کہ "کیا سب لوگ تیرے ہمزبان ہیں" اس نے کہا ہاں، اگر تو چاہے تو ان کے پاس کسی کو بھیج کر دریافت کر لے" اس نے کہا کہ "آج کی رات مجھے چھوڑ دے کہ میں غور کر دوں کل ان کے متعلق حکم دوں گا"

جب رات نے اپنی تاریکی پھیلائی تو اس نے کشتی منگائی اس میں مع اپنے خدام کے سوار ہو گیا، کچھ مال بھی اپنے ہمراہ لے لیا، اپنے ہمراہ نہ کوئی ہتھیار، نہ چھری، نہ لاٹھی لی، اور نہ اس کے اہل لشکر میں سے کسی کو اس کی خبر ہوئی،

المعتز بغا کی غیر حاضری میں بغیر کپڑے پہنے اور بے ہتھیار لگائے نہیں

سوتا تھا اور نہ نبیذ پیتا تھا، اُس کی تمام باندیاں ایک پاؤں پر کھڑی رہتی تھیں،

بغا رات کے پہلے تہائی حصے میں پل تک گیا، جب کشتی پل کے قریب ہوئی تو پل کے محافظین نے کسی کو یہ دیکھنے بھیجا کہ کشتی میں کون ہے، وہ چلایا کہ غلام ہے، اُن کے پاس واپس آ گیا، بغا کشتی سے نکل کر خاقان کے باغ میں پہنچا، ایک جماعت اُس کے ہمراہ ہو گئی، وہ اُن کے لیے کھڑا ہو گیا اور کہا کہ "میں بغا ہوں" ولید مغربی بھی اُس کے پاس آ گیا، اور کہا کہ "تجھے کیا کام ہے میں تجھ پر فدا ہو جاؤں" اس نے کہا کہ "یا تو تو مجھے صالح بن وصیف کے مکان لے چل یا تم لوگ میرے ہمراہ میرے مکان تک چلو کہ میں تمھارے ساتھ احسان کروں" ولید مغربی اس خدمت پر مامور ہوا اور وہ محل جانے کے ارادے سے روانہ ہو گیا، اُس نے المعتز سے اجازت چاہی تو اُسے اجازت دی گئی، اُس نے کہا کہ "اے میرے سردار یہ بغا ہے جسے میں نے گرفتار کیا ہے اور اُس پر محافظ مقرر کیا گیا ہوں" اُس نے کہا "تو غارت ہو میرے پاس اُس کا سر لا" ولید واپس آیا اور محل کے محافظین سے کہا کہ "تم لوگ ذرہ کنارے ہو جاؤ کہ میں اُسے پیام پہنچا دوں" وہ لوگ کنارے ہو گئے تو اُس کے چہرے اور سر پر ایک ضرب ماری، دونوں ہاتھ کاٹ دیئے پھر اُسے ایسا مارا کہ چت گرا، آخر ذبح کر کے اُس کا سر اپنی قبا کے دامن میں اُٹھا کر المعتز کے پاس لے گیا، المعتز نے اُسے دس ہزار دینار دئیے اور ایک خلعت دیا، اُس کا سر سامرا میں نصب کیا پھر بغداد میں، مغربی اُس کے دھڑ پر ٹوٹ پڑے اُنھوں نے اُسے جلا دیا، اُسی وقت المعتز نے احمد بن اسرائیل اور الحسن بن مخلد اور ابونوح کو بلا بھیجا، وہ لوگ لائے گئے اور اُنھیں اطلاع دی گئی،

عبیداللہ بن عبداللہ بن طاہر نے بغداد میں اپنے لڑکوں کو تلاش کیا، وہ لوگ ایک جماعت کے ساتھ جن پر اُنھیں بھروسا تھا وہاں بھاگ کر آ گئے تھے اور اُن کے پاس چھپ گئے تھے، مذکور ہے کہ قصر الذہب میں اُس کے لڑکوں اور ساتھیوں میں سے پندرہ آدمی قید کئے گئے اور قید خانے میں دس،

کہا گیا ہے کہ بغا شب گرفتاری میں جب سامرا اترا تو اُس نے پوشیدہ طور پر وہاں اُترنے کے متعلق اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا تھا، قرار پایا تھا کہ "وہ صالح

ابن وصیف کے مکان جائے، جب عید قریب ہو تو اہل لشکر وہاں داخل ہوں اور وہ اور صالح بن وصیف اور اُس کے ساتھی نکلیں پھر مغربیوں پر حملہ کریں، پھر المعتز پر حملہ کردیں۔"

اسی سال ربیع الاول میں صالح بن وصیف نے دیو داد کو دیار مضر وقنسرین اور العواصم کا حاکم بنایا،

اسی سال بایکباک نے احمد بن طولون کو مصر کا عہدہ دار بنایا،

اسی سال مفلح اور باجور نے اہل قم پر حملہ کیا، بہت بڑی جماعت قتل کر دی، یہ واقعہ ماہ ربیع الاول میں ہوا،

اسی سال ۲۶ رجمادی الآخرہ یوم دوشنبہ کو علی بن محمد بن علی بن موسی الرضیٰ کی وفات ہوئی، نماز جنازہ ابواحمد بن المتوکل نے اُس سڑک پر پڑھائی جو ابو احمد کی طرف منسوب ہے، وہ اپنے گھر میں دفن کیے گئے،

اسی سال جمادی الآخرہ میں اپنے والد عبدالعزیز کے روانہ کرنے سے دلف بن عبدالعزیز بن ابی دلف اور سابور کے دو لشکر الاہواز پہنچے اور پوشیدہ ہوگئے، اُس نے دو لاکھ دینار زمین سے کھودے اور واپس چلا گیا،

اسی سال رمضان میں نوشری مساور باغی کی طرف روانہ ہوا، اُس سے مقابلہ کیا اور شکست دی، اُس کے ساتھیوں کی بہت بڑی جماعت کو قتل کردیا،

اس سال علی بن الحسین بن اسماعیل بن العباس بن محمد امیر الحاج تھے، اُنھیں نے سب کو حج کرایا،

واقعات ۲۵۵ھ

منجملہ اُن واقعات کے مفلح کا طبرستان میں داخل ہونا ہے، اور وہ جنگ ہے جو اُس کے اور الحسن بن زید الطالبی کے درمیان ہوئی جس میں مفلح نے الحسن بن زید کو

شکست دی، زید دیلم چلے گئے، مفلح آمل میں داخل ہوا اور الحسن بن زید کے مکانات جلا دیے، اس کے بعد وہ الحسن بن زید کی تلاش میں دیلم کی طرف روانہ ہوا،

آغاز کار صفّار

اسی سال بیرون کرمان یعقوب بن اللیث اور طوق بن المغلس کے درمیان وہ جنگ ہوئی جس میں یعقوب نے طوق کو گرفتار کر لیا،

بیان کیا گیا ہے کہ اس کا سبب یہ ہوا کہ علی بن الحسین بن قریش بن شبل نے خلافت میں ایک معروضہ بھیجا جس میں کرمان کا تذکرہ تھا، علی اس کے قبل آل طاہر کے عاملوں میں سے تھا، جو علاقے آل طاہر کے سپرد تھے وہاں کی بدنظمی اور آل طاہر کی سستی و کمزوری کا اس معروضے میں ذکر تھا، یہ بھی لکھا تھا کہ یعقوب بن اللیث سجستان میں آل طاہر پر غالب آگیا، یعقوب نے فارس کا خراج پیشگاہ خلافت میں روانہ کرنے میں تاخیر کر دی ہے"۔

کارکنان خلافت نے اس معروضے کے بعد ایک طرف تو علی کو کرمان کی ولایت کا حکم لکھ بھیجا، دوسری جانب یعقوب کے پاس بھی عہد ولایت بھیج دیا، اور یعقوب کو بھی اُس کی ولایت کا حکم لکھ بھیجا، مقصد ایک کو دوسرے پر برانگیختہ کرنا تھا کہ اُن دونوں میں سے ہلاک ہونے والے کی فکر اُس سے ساقط ہو جائے اور صرف دوسرے کی فکر رہ جائے، کیونکہ ان دونوں میں سے ہر ایک کے پاس ایک ایسا گروہ تھا جو سلطنت کی اطاعت سے باہر تھا،

سلطنت نے جب ان دونوں کے ساتھ یہ معاملہ کیا تو یعقوب بن اللیث نے سجستان سے کرمان کے ارادے سے لشکر روانہ کیا، علی بن الحسین نے اپنی جانب سے طوق بن المغلس کو روانہ کیا، اُسے یعقوب کی اور فارس کے لشکر عظیم کے ہمراہ اُس کے کرمان کے قصد کی خبر پہنچ چکی تھی، طوق کرمان روانہ ہوا اور یعقوب اُس سے پہلے پہنچ کے وہاں داخل ہو گیا، یعقوب سجستان کی جانب سے مقابلے پر آیا، وہ کرمان کی ایک منزل تک پہنچ گیا۔

مجھ سے ایک ایسے شخص نے روایت کی جس نے بیان کیا کہ وہ اُن دونوں کے حال کا مشاہدہ کر رہا تھا کہ یعقوب اس طرح اُسی مقام پر ٹھیرا رہا

جہاں اُس نے کرمان سے ایک منزل پر قیام کیا تھا کہ ایک یا دو ماہ تک وہاں سے وہ کوچ نہیں کرتا تھا، طوق کے حالات کی جستجو کرتا تھا، جو شخص کرمان سے نکل کر اُس کی طرف سے گزرتا تھا اُس سے اُس کا حال دریافت کرتا تھا، کسی ایسے شخص کو جو اُس کے لشکر کی جانب سے کرمان کی طرف جانا چاہے گزرنے نہ دیتا تھا نہ طوق اُس کی طرف اور نہ وہ طوق کی طرف لشکر کشی کرتا تھا،

جب اسی طرح دونوں کی حالت کو وقفۂ طویل گزر گیا تو یعقوب نے اپنی چھاؤنی سے جانب سجستان اپنی روانگی ظاہر کی، ایک منزل چلا بھی گیا، طوق کو اُس کی روانگی کی خبر پہنچی تو اُس نے یہ خیال کیا کہ یعقوب کو اپنی جنگ کے متعلق کوئی بات معلوم ہوئی اور وہ کرمان کو اُس کے اور علی بن الحسین کے لیے چھوڑ گیا، اس دُھن میں مگن ہو کے طوق نے اسلحۂ جنگ تو ایک طرف رکھ دیے اور شراب نوشی میں منہمک ہو گیا، دشمن کی بے سرو سامانی کے وہم میں سامان لہو و لعب میں پڑ گیا،

ادھر یعقوب کسی حال میں بھی غافل نہ تھا، تفتیش احوال میں لگا رہتا تھا، اُسے یہ خبر ملی کہ اُس کی روانگی کے ساتھ ہی طوق نے جنگ کے ہتھیار رکھ دیے اور شراب اور لہو و لعب میں مشغول ہو گیا، یہ خبر سُن کے یعقوب دوبارہ لوٹ پڑا، کرمان کی جانب ایک دن میں دو منزلیں طے کر لیں،

طوق کو جو آخر روز تک اپنے لہو و لعب اور شراب میں مشغول رہا تھا سوائے اُس غبار کے کچھ نہ معلوم ہوا جو شہر کرمان کے باہر بلند ہو رہا تھا، جہاں وہ خود تھا باشندوں سے دریافت کیا کہ یہ غبار کیسا ہے، جواب دیا گیا کہ یہ شہر کے اُن مواشی کا غبار ہے جو اپنے مالکوں کے پاس واپس آ رہے ہیں، طوق اُس وقت تک اسی خیال میں رہا جب تک کہ سب نے اور حتیٰ کہ یعقوب نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ اُسے گھیر نہ لیا، یعقوب نے اُس کا اور اُس کے ہمراہیوں کا محاصرہ کر لیا،

طوق کے ہمراہی جب اُن کا محاصرہ کر لیا گیا تو اپنی جان کی حفاظت کے ارادے سے چل دیے، یعقوب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ان لوگوں کو راستہ دے دو کہ چلے جائیں، راستہ دے دیا گیا، وہ لوگ اپنے سامنے بھاگتے ہوئے چلے گئے اور تمام اشیا جو لشکر گاہ میں تھیں چھوڑ گئے، یعقوب نے طوق کو گرفتار کر لیا،

مجھ سے ابن حماد البربری نے بیان کیا کہ علی بن الحسین نے جس وقت طوق کو روانہ کیا تھا تو اُس کے ہمراہ بہت سے صندوق بھی روانہ کیے تھے جن میں سے بعض میں سونے کے طوق اور کنگن تھے کہ اُن لوگوں کو پہنائے جائیں جو مصائب جنگ میں مبتلا ہو کے کامیاب ہوئے ہوں، بعض میں مال تھا کہ اُس شخص کو دیا جائے جو اُس کا مستحق ہو، بعض میں لوہے کے طوق اور بیڑیاں تھیں کہ انھیں مقید کیا جائے جو یعقوب کے ساتھیوں میں سے گرفتار ہوں،

طوق یا بزنجیر

جب یعقوب نے طوق کو اور رؤسائے لشکر کو جو اُس کے ہمراہ تھے گرفتار کر لیا تو طوق اور اُس کے ساتھیوں کے مال اسباب اور اثاثہ و ہتھیار پر بھی قبضہ کر لیا گیا اور سب اُس کے پاس جمع کر دیا گیا جب صندوق لائے گئے تو مقفل لائے گئے، ایک صندوق کھولنے کا حکم دیا، کھولا گیا تو اُس میں بیڑیاں اور لوہے کے طوق تھے، اُس نے طوق سے کہا کہ اے طوق یہ بیڑیاں اور طوق کیسے ہیں، طوق نے کہا کہ علی بن الحسین نے انھیں میرے ہمراہ روانہ کر دیا تھا کہ میں انھیں قیدیوں کے پاؤں اور گلوں میں ڈالوں، یعقوب نے کہا کہ اے فلاں سب سے بڑی اور سب سے بھاری زنجیر دیکھ کر طوق کے دونوں پاؤں اور اُس کے گلے میں ڈال دے، طوق کے جو ساتھی گرفتار ہوئے تھے سب کے ساتھ یہی برتاؤ ہوا،

اور صندوق کھولنے کا حکم دیا تو اُس میں سونے کے طوق اور کنگن تھے، پوچھا کہ اے طوق یہ کیا ہے، اُس نے کہا کہ علی نے یہ چیزیں میرے ساتھ کر دی تھیں کہ جس نے جانبازی کی ہو اُس کو پہناؤں، یعقوب نے کہا کہ اے فلاں اس میں سے اتنے طوق اور اتنے کنگن لے کے فلاں کو پہنا دے، اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہی سلوک کیا کہ جتنے سرفروش تھے سب کو سونے کے طوق اور کنگن پہنا دیے، اسی طرح تمام صندوقوں کا جائزہ لیا اور سب کو جائزہ دیا،

کامیابی پئے مردان بلاکش باشد

یعقوب نے طوق کے ہاتھ پھیلانے کا حکم دیا کہ اُسے لوہے کے طوق میں جو اُسی کی گردن میں پہنا دیا گیا تھا ڈال دے اُس کی بانہہ پر ایک پٹی تھی،

دریافت کیا کہ اے طوق یہ کیا ہے، اس نے کہا اللہ تعالیٰ امیر کے ساتھ نیکی کرے، مجھے کچھ حرارت معلوم ہوئی تو میں نے فصد کھلوائی، یعقوب نے اپنے کسی ساتھی کو بلایا اور اُسے موزہ اُتارنے کا حکم دیا، جب اُس نے اُتارا تو موزے سے سوکھی روٹی کے کچھ ریزے جھڑے، اُس نے کہا کہ اے طوق میں نے دو مہینے سے یہ موزے اپنے پاؤں سے نہیں اُتارے، میری روٹی میرے موزے میں ہے جس میں سے میں کھاتا ہوں میں بچھونے پر نہیں لیٹتا، اور تو شراب اور لہو ولعب میں بیٹھا تھا، اس تدبیر سے میں نے اپنی جنگ اور قتال کا ارادہ کیا تھا"

جب یعقوب بن اللیث طوق کے معاملے سے فارغ ہوا تو کرمان میں داخل ہوا اور اُس پر قبضہ کرلیا، سجستان کے ساتھ کرمان بھی اُس کے علاقے میں داخل ہوگیا،

فارس میں تگاپو اسی سال یعقوب بن اللیث فارس میں داخل ہوا اور علی بن الحسین بن قریش کو گرفتار کیا،

یعقوب نے علی کو کیوں قید کیا اور کیونکر وہاں تک پہنچا

مجھ سے ابن حماد البربری نے روایت کی کہ میں اُس دن فارس میں علی بن الحسین ابن قریش کے پاس تھا کہ اُسے اپنے حلیف طوق بن المغلس کے ساتھ یعقوب کی معرکہ آرائی، کرمان میں داخلہ اور اُس پر قبضہ کر لینے کی خبر پہنچی، شکست خوردہ لشکر اُس کے پاس واپس آگیا، اُسے یعقوب کے فارس آنے کا یقین ہوگیا، علی اُس زمانے میں شیراز میں تھا جو علاقۂ فارس میں ہے، اُس نے اپنا لشکر اور طوق کی شکست خوردہ پیادہ فوج کو اپنے ہمراہ کرلیا، اور انھیں ہتھیار دیے، شیراز سے نکل کے میدان کے اُس چشمے تک گیا جو شہر کے باہر آبادی کے بالکل کنارے اور دامانِ کوہ کے درمیان واقع ہے، اس میں صرف ایک آدمی یا ایک چوپائے کے گزرنے بھر کا راستہ ہے، تنگی کی وجہ سے ایک آدمی سے زیادہ کا گزرنا ناممکن ہے،

علی اُسی مقام پر ٹھیر گیا اور اپنے لشکر کو چشمے کے اُس کنارے ٹھیرا دیا جو شیراز کے متصل ہے، شیراز کے اہل بازار اور تجار کو بھی اپنی چھاؤنی تک لے گیا، کہ اگر یعقوب آئے گا تو اُسے کوئی ایسی جگہ نہ ملے گی جس سے وہ بیابان سے گزر کر ہم تک آسکے، اُس کے لیے سوائے اُس میدان کے جو پہاڑ اور چشمے کے درمیان ہے اور کوئی راستہ نہیں اور وہ راستہ صرف ایک آدمی کے گزرنے بھر کا ہے، جب اُس پر ایک آدمی بھی کھڑا کر دیا جائے گا جو اُس سے گزرنا چاہے گا، اُس کو روک دے گا جب اُسے ہم تک پہنچنے کی قدرت نہ ہوگی تو جنگل میں اس حالت میں ہوگا کہ نہ اُس کے لیے کھانا ہوگا اور نہ اُس کے ساتھیوں کے لیے اور نہ چوپایوں کے لیے چارہ ہوگا،

ابن حماد کا بیان ہے کہ یعقوب اتنا آگے بڑھ آیا کہ اُس چشمے کے قریب آگیا، اپنے ساتھیوں کو پہلے دن اُس چشمے سے جو کرمان کے متصل تھا تقریباً ایک میل کے فاصلے پر اُترنے کا حکم دیا، خود تنہا اس طرح آگے بڑھا کہ ہاتھ میں ایک دہ گزی نیزہ تھا، ابن حماد کہتا ہے کہ گویا میں اُس کی طرف دیکھ رہا ہوں جبکہ وہ اس طرح تنہا اپنے گھوڑے پر آگے بڑھا کہ اُس کے ہمراہ سوائے ایک آدمی کے اور کوئی نہ تھا، اُس نے چشمہ پہاڑ اور راستے کی طرف نظر ڈالی، چشمے کے قریب آگیا اور علی بن الحسین کے لشکر پر غور کرنے لگا، علی کے ساتھی اُسے گالیاں دینے لگے کہ "او کیٹرے ہم تجھے پتیلیوں اور پیالوں کے شگاف تک ضرور ضرور پہنچا دیں گے"، وہ خاموش رہا۔ کچھ جواب نہ دیا،

مقام مقصود کو جب اچھی طرح غور کر کے دیکھ لیا تو یعقوب اپنے ساتھیوں کے پاس واپسی کے ارادے سے لوٹ گیا، دوسرے دن ظہر کا وقت ہوا تو اپنے ساتھیوں اور آدمیوں کو آگے بڑھا کے چشمے کے اُس کنارے پہنچ گیا جو صحرائے کرمان کے متصل ہے، ساتھیوں کو اُترنے کا حکم دیا، وہ لوگ اپنے گھوڑوں سے اُتر گئے اور اپنا اسباب بھی اُتار لیا، یعقوب نے ایک صندوق کھولا جو اُس کے ہمراہ تھا، (ابن حماد نے کہا کہ) گویا میں اُن لوگوں کو دیکھ رہا ہوں، ایک کتا نکالا جو بھیڑیے کے مشابہ تھا اس کے بعد یہ اپنے گھوڑوں پر سوار ہو گئے، اپنے اپنے نیزے اپنے ہاتھوں میں لے لیے، اس کے قبل علی بن الحسین نے اپنے ساتھیوں کو تیار کر کے اُس راستے پر کھڑا کر دیا تھا جو پہاڑ اور چشمے کے درمیان ہے، وہ لوگ یہ دیکھ رہے تھے کہ

یعقوب کے لیے کوئی تدبیر نہیں ہے اور نہ اُس کے لیے کوئی ایسا راستہ ہے جس میں اُس کے سوا کسی اور کا گزرنا ممکن ہو، وہ کتا لائے اور اُسے چشمے میں پھینک دیا، ہم اور علی کے ساتھی انھیں دیکھ رہے تھے اور اُن پر اور اُس کتے پر ہنس رہے تھے،

جب اُن لوگوں نے کتے کو چشمے میں ڈال دیا تو وہ پانی میں تیر کر علی بن الحسین کے لشکر کی طرف جانے لگا، یعقوب کے ساتھیوں نے بے تامل اپنے گھوڑے کتے کے پیچھے ڈال دیے اور اپنے اپنے ہاتھوں میں نیزے لے کر کتے کے پیچھے چلنے لگے، جب علی بن الحسین نے یہ دیکھا کہ یعقوب چشمے کا اکثر حصہ طے کر گئے اُس کی اور اُس کے ساتھیوں کی طرف آگیا تو اُسے کوئی تدبیر بن نہ پڑی، حیرت میں پڑ گیا،

تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ یعقوب کے ساتھی چشمے سے علی بن الحسین کے ساتھیوں کی پشت پر نکلے، اُن کی اگلی جماعت کے نکلنے سے بھی جلد تر علی کے ساتھی اس طرح بھاگے کہ وہ شہر شیراز کی تلاش میں تھے، اس لیے کہ یعقوب کے ساتھیوں کے چشمے سے نکل آنے کی وجہ سے وہ لوگ یعقوب کے لشکر اور چشمے کے درمیان گھر گئے تھے اور کوئی ایسی جائے پناہ نہیں پاتے تھے جس میں بھاگ جائیں، اپنے ساتھیوں کی شکست کی وجہ سے علی بن الحسین کو بھی شکست ہوئی،

یعقوب کے ساتھی چشمے سے نکلے تو علی کو اُس کے گھوڑے نے منہ کے بل گرا دیا، وہ زمین پر گر پڑا، ایک سجستانی مل گیا، اپنی تلوار سے چاہا کہ اُسے مار دے، علی کا ایک خادم اُس کے پاس پہنچ گیا اور کہا کہ یہ امیر ہے، سجستانی اپنے گھوڑے سے اُس کے پاس اُتر پڑا اور اُسی کا عمامہ اُس کی گردن میں باندھ کے یعقوب کے پاس گھسیٹ لایا، جب وہ اُس کے پاس لایا گیا تو اُس نے اُسے بیڑیاں پہنانے کا حکم دیا، اور جو کچھ اُس کے لشکر میں اسباب و سامان اور ہتھیار وغیرہ تھے سب کچھ اُس کے پاس جمع کر دیا گیا، شام تک اُسی مقام پر ٹھیرا رہا، اچھی طرح تاریکی پھیل گئی تو وہاں سے روانہ ہو کر رات ہی کو شہر شیراز میں اس طرح داخل ہوا کہ اُس کے ساتھی نقارے بجا رہے تھے مگر شہر میں کسی نے حرکت بھی نہ کی، صبح ہوئی تو اُس کے ہمراہیوں نے علی بن الحسین اور اُس کے ہمراہیوں کے مکانات لوٹ لیے،

وہ اُس مال کی طرف متوجہ ہوا جو بیت المال میں خراج اور آمدنی جائداد کا جمع تھا اُسے بھی لاد لیا، خراج مقرر کیا اور اُسے بھی وصول کر لیا، اس کے بعد وہاں سے سجستان کے ارادے سے روانہ ہوا اور اپنے ہمراہ علی بن الحسین بن قریش کو اور جو سردار اُس کے ساتھ گرفتار ہوئے تھے لے گیا،

اسی سال یعقوب بن اللیث نے المعتز کو گھوڑے اور باز اور مشک نذر میں بھیجے،

اسی سال سلیمان بن عبد اللہ بن طاہر کو بغداد اور اُس کے مضافات کی پولیس کا والی بنایا گیا، یہ واقعہ ۶ ربیع الآخر کا ہے، جیسا کہ بیان کیا گیا اُس کی خراسان سے سامرا میں آمد ۸ ربیع الآخر یوم پنجشنبہ کو ہوئی اور وہ اپنا خیمہ چلا گیا، اس کے بعد المعتز کے پاس یوم شنبہ کو گیا تو اُس نے خلعت دیا اور وہ واپس گیا،

اسی سال مساور الشاری اور یار جوخ کے درمیان وہ جنگ ہوئی جس میں الشاری نے اُسے شکست دی اور وہ شکست کھا کر سامرا چلا گیا،

اسی سال ربیع الآخر میں المعلی بن ایوب کی وفات ہوئی،

اسی سال صالح بن وصیف نے احمد بن اسرائیل اور الحسن بن مخلد اور ابو نوح عیسیٰ بن ابراہیم کو گرفتار کیا اُنھیں مقید کر کے مال کا مطالبہ کیا،

اس کا سبب جیسا کہ بیان کیا گیا یہ ہوا کہ ان سب کاتبوں نے اسی سال ۲ رجمادی الآخرہ یوم چہار شنبہ کو مجتمع ہو کر شراب پی تھی، جب اُس کے دوسرے دن پنجشنبہ ہوا تو ابن اسرائیل ایک بڑی جماعت کے ہمراہ سوار ہو کر حاکم کی دولت سرا تک گیا جہاں وہ دربار کیا کرتا تھا، ابن مخلد قبیحہ (والدۂ المعتز) کے مکان گیا جس کا کہ وہ کاتب تھا، ابو نوح دار الخلافت میں حاضر ہوا المعتز سو رہا تھا، قریب نصف النہار کے بیدار ہوا تو سب کو باریابی کی اجازت دی،

صالح بن وصیف نے احمد بن اسرائیل پر حملہ کیا اور المعتز سے کہا کہ "اے امیر المومنین نہ ترکوں کے لیے تنخواہ ہے اور نہ بیت المال میں مال، ابن اسرائیل اور اُس کے ساتھی دُنیا کے تمام مال لے گئے"،

احمد نے اُسے جواب دیا کہ "اے نافرمان کے بیٹے"

اس کے بعد وہ دونوں سوال وجواب کرتے رہے یہاں تک کہ صالح بیہوش ہوکر گر پڑا، اُس کے مُنھ پر پانی چھڑکا گیا، یہ خبر اُس کے ساتھیوں کو پہنچی جو دروازے پر کھڑے تھے۔ انھوں نے ایک نعرہ لگایا۔ تلواریں نیام سے نکال لیں اور شمشیر برہنہ المعتز کے حضور میں پہنچ گئے، جب المعتز نے یہ حال دیکھا تو اندر چلا گیا اور انھیں چھوڑ گیا،

صالح بن وصیف نے ابن اسرائیل اور ابن مخلد اور عیسیٰ ابن ابراہیم کو گرفتار کر لیا، انھیں بیڑیاں پہنا دیں، لوہے سے جکڑ دیا اور اپنے گھر لے گیا، ان لوگوں کو لے جانے سے قبل المعتز نے صالح سے کہا کہ احمد کو مجھے دے دے کیونکہ وہ میرا کاتب ہے، اُس نے مجھے فائدہ پہنچایا ہے، مگر صالح نے ایسا نہ کیا، اُس نے ابن اسرائیل کے ایسا مارا کہ اُس کے دانت ٹوٹ گئے، ابن مخلد کو منھ کے بل گرا دیا، اُسے سو تازیانے مارے، عیسیٰ بن ابراہیم پچھنے لگائے ہوئے تھا، اسے اتنی چپتیں ماری گئیں کہ اُس کے پچھنوں کے مقامات سے خون بہنے لگا، انھیں اُس وقت تک نہ چھوڑا گیا جب تک کہ اُن سے مال کی بہت بڑی مقدار کے رقعے نہ (لکھوا) لیے گئے جس کی اُن پر قسط کر دی گئی۔

ترکوں کی ایک جماعت اسکاف روانہ ہوئی کہ جعفر بن محمود کو لائیں، المعتز نے کہا کہ جعفر سے تو نہ میری کوئی غرض وابستہ ہے اور نہ وہ میرا کوئی کام کرتا ہے، وہ لوگ چلے گئے، المعتز نے ابوصالح عبداللہ بن محمد ابن یزداد المروزی کو بلا بھیجا، وہ لایا گیا کہ وہ اُسے وزیر بنائے، اسحاق بن منصور کو بلا بھیجا اُسے بھی روانہ کر دیا گیا، قبیحہ (والدۂ المعتز) نے ابن اسرائیل کے بارے میں صالح بن وصیف سے کہلا بھیجا کہ یا تو اُسے تو المعتز کے پاس بھیج دے ورنہ اُس کے بارے میں تیرے پاس سوار ہوکر آتی ہوں،

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس کا سبب یہ ہوا کہ ترکوں نے اپنی تنخواہوں کا مطالبہ کیا تھا، انھوں نے اسی کو اپنے معاملے کا سبب بنا لیا، پیامبر اُن کاتبوں اور اُن لوگوں کے درمیان آمد و رفت کرتے رہے یہاں تک کہ ابونوح نے صالح بن وصیف سے کہا کہ تیری یہ تدبیر خلیفہ کے مخالف ہے یعنی تو خلیفہ کی مخالفت کے لیے

بہانہ تلاش کر رہا ہے) بوجہ غیظ و غضب کے صالح پر اُسی وقت غشی طاری ہوگئی، لوگوں نے اُس کے منھ پر پانی چھڑکا، جب اُسے افاقہ ہوگیا تو المعتز کے روبرو بڑی طویل گفتگو ہوتی رہی، لوگ نماز کو چلے گئے، صالح تنہا المعتز کے پاس رہ گیا، وہ جماعت بلائی گئی، تھوڑی دیر ٹھیرنے پائے تھے کہ صحن کے ایک خیمے میں نکال دیے گئے، ابونوح اور ابن مخلد کو بلاکر اُن کی تلواریں اور ٹوپیاں لے لی گئیں، کپڑے پھاڑ ڈالے گئے، ابن اسرائیل بھی اُن دونوں میں مل گیا، وہ بھی اُن دونوں میں شامل کر دیا گیا، اس کی وجہ سے تین کی جماعت ہوگئی، اس کے بعد انھیں ڈیوڑھی میں نکالا گیا اور گھوڑوں اور خچروں پر سوار کر دیا گیا، ہر ایک کے پیچھے ایک ایک تُرک بیٹھ گیا، انھیں الخیر کے راستے سے صالح کے مکان پہنچا دیا گیا، صالح ایک گھنٹے کے بعد واپس آیا، ترک منتشر ہوکر واپس چلے گئے، جب اس واقعے کو چند روز ہو چکے تو ان میں سے ہر ایک کے پاؤں میں تیس تیس رطل (یعنی پندرہ پندرہ سیر) اور گردن میں بیس بیس رطل لوہا ڈال دیا گیا، اُن سے مال کا مطالبہ کیا گیا مگر اُن لوگوں نے کچھ بھی قبول نہ کیا، معاملہ ختم نہ ہوا تھا کہ رجب آگیا، اُن کی اور اُن کے اعزہ کی جائداد مکانات اور اموال کے قبضے پر متوجہ ہوئے، اور یہ "کاتبین خائن" کہلانے لگے،

جعفر بن محمود ۱۰ جمادی الآخرہ یوم پنجشنبہ کو آیا تو اُسے امر و نہی کا والی بنایا گیا (یعنی حاکم فوجداری)،

۲ رجب کو کوفہ میں عیسیٰ بن جعفر الحسنی اور علی بن زید الحسنی ظاہر ہوئے، وہاں ان دونوں نے عبداللہ ابن محمد بن داؤد بن عیسیٰ کو قتل کر دیا،

انقلاب خلافت

اسی سال ۲۷ رجب کو المعتز کو معزول کیا گیا، ۲ شعبان کو اُس کی موت ظاہر کی گئی،

بیان کیا گیا ہے کہ اس کی معزولی کا سبب یہ ہوا کہ وہ کاتب جن کا حال ہم نے بیان کیا جب ترکوں نے اُن کے ساتھ وہ جو کیا وہ کیا، یا ایں ہمہ انھوں نے اُن سے کسی چیز کا بھی اقرار نہ کیا تو وہ لوگ اپنی تنخواہیں مانگنے المعتز کے پاس گئے کہ ہماری تنخواہیں ہمیں دے کہ ہم صالح بن وصیف کو تیرے سلیے قتل کر دیں، المعتز نے اپنی والدہ سے کہلا بھیجا کہ وہ اُسے مال دے کہ اُن کے حوالے کرے،

والدہ نے کہلا بھیجا کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے،

ترکوں نے اور سامرا کے لشکر نے جب یہ دیکھا کہ کاتب اُن لوگوں کو کچھ دینے سے باز رہے اور انھوں نے بیت المال میں بھی کچھ نہ پایا اور المعتز اور اُس کی والدہ بھی انھیں کچھ عطا کرنے سے باز رہے تو ترکوں فرغانیوں اور مغربیوں کی ایک بات ایک ہوگئی، سب کے سب المعتز کے معزول کرنے پر متفق ہوگئے، ۲۷ رجب کو اُس کے پاس گئے،

خلافت کے ایک ملازم نے کہ اُن لوگوں کے المعتز کے پاس جانے کے دن المعتز کے ایوان میں نحریر خادم کے پاس تھا، بیان کیا کہ اُسے صرف الکرخ اور الدور کے باشندوں کی آواز نے ڈرا دیا، ناگاہ صالح بن وصیف اور بایکباک اور محمد بن بغا عرف ابو نصر مسلح ہو کر آگئے، وہ اُس مقام پر بیٹھ گئے جہاں المعتز بیٹھا کرتا تھا، انھوں نے کہلا بھیجا کہ ہمارے پاس آجائے، جواب ملا کہ "میں نے شام کو دوائے مسہل استعمال کی ہے جس سے بارہ اجابتیں ہوئی ہیں، ضعف کی وجہ سے بات کرنے کی بھی طاقت نہیں، اگر نہایت ضروری کام ہو تو تم میں سے کوئی میرے پاس آکر مجھے اس سے آگاہ کردے"

وہ یہ سمجھتا تھا کہ اُس کی حکومت اپنے حال پر قائم ہے، کرخ اور دور کے باشندوں کی وہ جماعت اُس کے پاس داخل ہوئی جو سرداروں کے نائب تھے، وہ لوگ اُس کا پاؤں پکڑ کر (گھسیٹتے ہوئے) حجرے کے دروازے تک لائے، مجھے خیال آتا ہے کہ وہ لوگ اُسے گرزوں سے مار بھی رہے تھے، وہ اس طرح نکلا کہ اُس کا قمیص کئی جگہ سے پھٹا ہوا تھا اور اُس کے شانے پر خون کے نشان تھے، انھوں نے اُسے نہایت شدید گرمی کے وقت دار الخلافت میں دھوپ میں کھڑا کر دیا، میں اُسے اسی حالت میں دیکھتا رہا کہ وہ اُس مقام کی حرارت سے جہاں کھڑا کیا گیا تھا اپنا قدم تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اُٹھا رہا تھا، میں نے اُن میں سے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ اُسے تھپڑ مار رہا تھا اور وہ اپنے ہاتھ سے بچا رہا تھا، وہ لوگ یہ کہنے لگے کہ خلافت سے دست بردار ہو، انھوں نے اُسے اُس حجرے میں داخل کیا جو دروازے پر تھا کہ پہلے اس حجرے میں موسیٰ بن بغا رہا کرتا تھا، ابن ابی شوارب کو بلا بھیجا، ایک جماعت کے ساتھ انھوں نے اُسے حاضر کیا، اُس سے صالح اور اُس کے ساتھیوں نے کہا کہ المعتز کا معزولی نامہ لکھ اُس نے کہا کہ

میں اچھا نہیں لکھ سکتا، اُس کے ہمراہ ایک اصبہانی تھا اس نے کہا میں لکھ دوں گا، اُس نے لکھا، سب نے اُس پر اپنی شہادت دی، اور چلے گئے،

ابن ابی الشوارب نے صالح سے کہا کہ سب لوگ گواہ ہیں کہ اُس کے اور اُس کی بہن کے اور اُس کے بیٹے کے اور اُس کی ماں کے لیے امان ہے، صالح نے اپنے ہاتھ (کے اشارے) سے کہا "ہاں" اُنھوں نے اُس مجلس پر اور اُس کی ماں پر ایسی عورتیں مقرر کردیں جو اُس کی ماں کی نگرانی کریں،

بیان کیا گیا ہے کہ قبیحہ (والدۂ المعتز) نے اُس مکان میں جہاں رہتی تھی ایک راستہ بنالیا تھا، اُس نے اور قرب (خادمہ) نے اور المعتز کی بہن نے حیلہ بنایا تھا، ترک اُسی راستے سے نکلے، اُن لوگوں نے اُس کے تمام راستوں کو بند کر دیا تھا، جس دن سے اُنھوں نے المعتز کے ساتھ وہ کیا جو کیا لوگوں کو گزرنے سے روک دیا تھا، یہ دوشنبہ سے ۲۹ رجب چارشنبہ تک تھا

مذکور ہے کہ جب وہ معزول کیا گیا تو اُس شخص کے حوالے کیا گیا جو اُس پر عذاب کرے، تین دن تک کھانا پانی بند کیا گیا، جب اُس نے ایک گھونٹ کنویں کا پانی مانگا تو اُس سے بھی اُنھوں نے روکا، پھر اُنھوں نے ایک تہ خانے کو گاڑھے چونے سے پختہ کر کے اُس میں اُسے داخل کر کے دروازہ بند کر دیا، صبح کے وقت وہ مرگیا، اُس کی وفات اسی سال ۲ شعبان کو ہوئی، جب وہ مرگیا تو بنی ہاشم کو اور سرداروں کو اُس کی موت پر گواہ بنایا گیا کہ وہ بالکل درست حالت میں ہے، اُس کے جسم میں (قتل وغیرہ کا) کوئی نشان نہیں ہے (یعنی اپنی موت طبعی سے مرا ہے کسی نے اُسے قتل نہیں کیا ہے) قصر الصوامع میں المنتصر کے ساتھ دفن کر دیا گیا،

جس دن سے اُس کی بیعت کی گئی اُس کی خلافت کا زمانہ چار سال چھ ماہ اور تئیس دن ہوا، اُس کی عمر کل چوبیس سال کی ہوئی، وہ گورے رنگ کا تھا، بال سیاہ اور گھنے تھے، آنکھیں اور چہرہ خوبصورت تھا، پیشانی تنگ تھی، دونوں رخسارے سرخ تھے، جسم خوبصورت اور طویل تھا، اُس کی ولادت سامرا میں ہوئی تھی،

المہتدی باللہ کی خلافت

اسی سال ۲۹ رجب یوم چارشنبہ کو محمد بن الواثق کی بیعت کی گئی، اس کا نام المہتدی باللہ رکھا گیا، کنیت ابو عبداللہ تھی، اُس کی والدہ ایک رومی عورت تھی جس کا نام قرب تھا،

ایک ایسے شخص سے مذکور ہے جو ان لوگوں کے معاملات میں موجود تھا کہ محمد بن الواثق نے اُس وقت تک کسی کی بیعت قبول نہ کی تاوقتیکہ المعتز لایا گیا اور اُس نے اپنے آپ کو معزول کر دیا، اُس نے جو کچھ اُس کے سپرد تھا اُس کے انتظام سے اپنی عاجزی ظاہر کی اور اُسے محمد بن الواثق کے سپرد کرنے میں اپنی رغبت ظاہر کی، المعتز نے اپنا ہاتھ پھیلا دیا اور محمد بن الواثق سے بیعت کر لی، لوگوں نے اُس کا نام المہتدی رکھ دیا، المہتدی ہٹ گیا اور خاص خاص موالی سے بیعت لی، اپنی معزولی کے بارے میں المعتز کا رقعہ یہ تھا،

بسم اللہ الرحمن الرحیم، "یہ وہ وثیقہ ہے جس پر وہ لوگ گواہ ہیں جن کے نام اسی کے آخر میں ثبت ہیں، وہ اس امر کے گواہ ہیں کہ ابو عبداللہ بن امیر المومنین المتوکل علی اللہ نے بحالت صحت نفس و سلامت عقل اپنے اختیار سے بخوشی و بلا جبر و اکراہ اُن کے روبرو اقرار کیا اور انھیں اپنے اوپر گواہ بنایا کہ اُس نے خلافت کے کام اور امور مسلمین کے انتظام پر جو اُس کے سپرد کیا گیا ہے غور کیا تو معلوم ہوا کہ وہ اُس کی صلاحیت نہیں رکھتا اور نہ وہ اُس کے لیے مناسب ہے، وہ اُن امور کے قیام سے عاجز ہے جو اُس پر واجب ہیں، اور اُس کے مقابلے میں وہ کمزور ہے، اس لیے اُس نے اپنے آپ کو خارج کر دیا اور اُس سے علیحدہ ہو گیا، اُسے اپنی گردن سے جدا کر دیا اور اپنے آپ کو اُس سے جدا کر دیا، اپنے تمام دوستوں اور لوگوں کو جن کی گردنوں میں اُس کی بیعت اور عہد و پیمان اور طلاق اور غلاموں کی آزادی اور صدقہ اور حج کی قسمیں تھیں اُن سے اور تمام قسموں سے بری کر دیا،

اُن سب کو اُن تمام امور سے آزاد کر دیا اور اُنھیں اپنی جانب سے دُنیا و آخرت میں گنجائش دے دی، کیونکہ اسے یہ اچھی طرح معلوم ہو گیا کہ اُس کی اور تمام مسلمین کی صلاح اُس کے خلافت سے نکل آنے اور اُس سے علیحدہ ہو جانے میں ہے ' اُن تمام امور پر جو اس تحریر میں ذکر کیے گئے اور بیان کیے گئے حرفاً حرفاً پڑھوا کر سُن لینے کے بعد ان گواہوں کو جو اس تحریر میں نامزد ہیں اور تمام حاضرین کو اپنے اوپر گواہ بنا دیا، اس میں جو مضمون تھا اُسے سمجھ بوجھ کر بخوشی بلا جبر و اکراہ اقرار کیا، یہ تحریر ۲۷ رجب یوم دوشنبہ ۲۵۵ھ کو ہوئی"

المعتز نے اُس پر دستخط کیا (اس طرح کہ "ابو عبد اللہ نے اُن تمام امور کا جو اس تحریر میں ہیں اقرار کیا اور اپنے قلم سے لکھ دیا" گواہوں نے اپنی شہادت میں اس طرح لکھیں کہ گواہ شد الحسن بن محمد و محمد بن یحییٰ و احمد بن جناب و یحییٰ بن زکریا بن ابو یعقوب الاصبہانی و عبد اللہ بن محمد العامری و احمد بن الفضل بن یحییٰ، و حماد بن اسحاق و عبد اللہ بن محمد و ابراہیم بن محمد، یہ شہادتیں ۲۷ رجب یوم دوشنبہ ۲۵۵ھ کو ہوئیں،

اسی سال رجب کے آخر دن بغداد میں سلیمان بن عبد اللہ بن طاہر پر عام لوگوں کا حملہ اور بلوہ ہوا،

شورش بغداد

اس کا سبب یہ ہوا کہ ختم رجب یوم پنجشنبہ کو محمد بن الواثق کا فرمان لوگوں سے اپنی بیعت کے لیے سلیمان کے پاس بغداد میں آیا وہیں ابو احمد بن المتوکل بھی تھا، اُس کے بھائی المعتز نے جب وہ اپنے اخیافی (ماں شریک) بھائی المؤید سے ناراض ہوا تھا اُسے بصرہ بھیج دیا تھا، جب تشدد والی جماعت نے بصرے میں جنگ کی تو اُسے بغداد منتقل کر دیا تھا، وہاں مقیم تھا، سلیمان ابن عبد اللہ ابن طاہر نے جس کے سپرد اس زمانے میں بغداد کی پولیس تھی اُس کو بلا بھیجا، وہ اُس کے مکان پر حاضر کیا گیا، بغداد کے عوام اور اہل لشکر نے المعتز اور ابن الواثق کا حال سنا تو سلیمان کے دروازے پر جمع ہو گئے، اور شور کرنے لگے، آخر اسی بنا پر واپس چلے گئے کہ اُن سے یہ کہا گیا کہ ہمارے پاس ایسی خبر نہیں آئی جس سے ہمیں یہ معلوم ہو کہ اُس کے ساتھ کیا برتاؤ کیا گیا، اسی شور و غل اور اسی قول پر جو اُن سے پنجشنبہ کو کہا گیا تھا جمعہ کا دن ہوا۔ لوگوں نے دونوں مسجدوں میں نماز ادا کی اور دونوں میں المعتز کے لیے دعا کی گئی،

شنبہ کا دن ہوا تو لوگ پھر سلیمان کے مکان پر جمع ہوئے، ابو احمد کا نام پکارنے لگے اور اُس کی بیعت کی دعوت دینے لگے، سلیمان سے اُس کے مکان میں مل کے درخواست کی کہ اُنھیں ابو احمد ابن المتوکل کو دکھائے، ابو احمد کے حضور میں سب لائے گئے، اور اُن سے وعدہ ہوا کہ تحمل کے ساتھ رہیں تو جو خواہش کی ہے اُس کی تکمیل کی سبیل نکلے گی، ابو احمد کی حفاظت کی تاکید کرنے کے بعد لوگ واپس چلے گئے،

یارجوخ آیا، البردان میں اُترا، مدینۃ السلام بغداد کے لشکر کے لیے تیس ہزار دینار لایا تھا، بعد کو الشماسیہ چلا گیا، پھر اس نے صبح کو بغداد میں داخل ہونا چاہا تو لوگوں کو خبر پہنچ گئی، وہ شور کرنے لگے اور اُسی طرف چل کھڑے ہوئے، یارجوخ کو یہ خبر پہنچی تو البردان واپس جا کے مقیم ہو گیا اور سلطنت کو سارا واقعہ لکھ دیا، مراسلت ہوتی رہی، آخر اُس نے اہل بغداد کو کچھ مال روانہ کیا جس سے وہ راضی ہو گئے،

۷ رشعبان یوم پنجشنبہ کو المہتدی سے خاص لوگوں کی بیعت ہوئی،

یوم جمعہ ۸ رشعبان کو ایک فتنے کے بعد جس میں ایک جماعت قتل اور دجلے میں غرق ہوئی اور دوسری جماعت مجروح ہوئی اُس کے لیے دعا کی گئی، ایک طبری مسلح جماعت سلیمان کے مکان کی حفاظت کر رہی تھی، اُس سے اہل بغداد نے دجلے کے راستے اور پُل پر جنگ کی، اس کے بعد حالت مستقیم ہو گئی اور اُن لوگوں کو بھی سکون ہو گیا،

اسی سال رمضان میں قبیحہ (والدۂ المعتز) کا ترکوں سے سامنا ہوا، اُس نے اُنھیں وہ تمام مال اور خزانہ اور جواہر بتائے جو اُس کے پاس تھے،

بیان کیا گیا ہے کہ قبیحہ نے صالح کے ناگاہ قتل کا انتظام کیا تھا، کاتبان سلطنت کی ایک جماعت کو جنھیں صالح نے مصیبت میں مبتلا کیا تھا موافق بنا لیا، جب صالح نے اُنھیں مصیبت میں ڈالا اور قبیحہ کو یہ معلوم ہوا کہ جو مصیبت اُن پر آئی اُس کی وجہ سے وہ لوگ صالح سے اس خبر کے متعلق کوئی بات نہ چھپا سکے، اُسے اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا، اُس نے اپنی برأت کی کارروائی کی، محل کے اندر جو مال جواہرات اور قیمتی اسباب خزانوں میں تھا سب اُس نے نکال لیا، اسی قسم کا مال جو

پہلے سے امانت رکھا ہوا تھا اُسی کے ساتھ یہ سب بھی امانت رکھ دیا اس کے بعد وہ جلد بازی سے بے خوف نہ رہی یہاں تک کہ اُس پر اور اُس کے بیٹے پر مصیبت نازل ہوئی، اُس نے بھاگنے کے لیے ایک بہانہ بنا لیا،

محل کے اندر خاص اپنے حجرے سے ایک ایسا راستہ کھدوایا جو ایسے مقام پر نکلتا تھا جہاں تلاش نہ ہو سکے، جب اُسے اس حادثے کا علم ہوا تو اُس نے بغیر کسی تاخیر و خوف ملامت کے بھاگنا شروع کر دیا یہاں تک کہ اُسی راستے میں پہنچ گئی اور محل سے باہر ہو گئی،

وہ لوگ جنھوں نے اُس کے بیٹے کے معاملے میں فتنہ برپا کیا تھا اپنے مقاصد کی مضبوطی سے فارغ ہوئے تو وہ اُس کی تلاش میں روانہ ہوئے، اُنھیں اُس پر قابو پا لینے میں مطلق شک نہ تھا، بایں ہمہ محل کو خالی پایا اور اُس کا حال اس طرح پوشیدہ رہا کہ اُنھیں کچھ معلوم نہ ہو سکا اور نہ کوئی ایسا نشان ملا جو حد شناخت تک پہنچاتا، پھرتے پھراتے اُس راستے پر کھڑے ہو گئے، یہ راستہ اُس وقت ملا جب وہاں تک لائے گئے، آخر اُس راستے میں چلے اور ایسے مقام پر پہنچ گئے جہاں سے کسی نشان یا خبر کی اطلاع نہ ہو سکتی تھی، تب اُنھیں نہ ملنے کا یقین ہو گیا، اس کے بعد خیال دوڑانے لگے مگر اُنھیں اُس کے لیے اگر وہ پناہ لیتی، حبیب سے زیادہ مضبوط و محفوظ جائے پناہ نہ ملی (حبیب) المتوکل کی باندیوں میں سے وہ آزاد عورت تھی جس سے موسیٰ بن بغا نے نکاح کیا تھا وہ اُس علاقے میں آئے، اُس کے اسباب میں سے کسی شے سے تعرض کرنے کو اُنھوں نے ناپسند کیا اور اُسی قبیحہ پر آنکھ اور نظر لگائے رہے، اِن لوگوں کو دھمکیاں دیں جو قبیحہ سے آگاہ ہوں اور خاموش رہیں

یہ حال اُن لوگوں سے برابر پوشیدہ رہا یہاں تک کہ وہ رمضان میں ظاہر ہوئی اور صالح بن وصیف کے پاس گئی، اُس کے اور صالح کے درمیان العطارہ واسطہ بن گئی، وہ اُس پر اعتماد کرتی تھی، جو مال اُس کا بغداد میں تھا اُس نے اُسے روانہ کرنے کو لکھ دیا، مال نکالا گیا اور سامرا روانہ کر دیا گیا، مذکور ہے کہ اسی سال ۱۱ رمضان یوم سہ شنبہ کو پانچ لاکھ دینار سامرا پہنچے،

اس کی وجہ سے وہ لوگ بغداد کے خزانوں سے آگاہ ہو گئے، اُن کے لانے کے لیے روانہ کر دیا گیا۔ نکالے گئے اور اُن میں سے (کچھ) روانہ کیے گئے، خزانۂ سلطنت میں بہت سا مال بھیج دیا گیا، جو اہل لشکر و شاکر یہ بغداد میں تنخواہ کے طلبگار تھے مال کثیر اُن کے حوالے کر دیا گیا، چند ماہ تک پے در پے یہ خزانے بغداد اور سامرا میں دست بدست پھرتے رہے یہاں تک کہ ختم ہو گئے،

قبیحہ حجاج کے اسی سال مکہ روانہ ہونے تک مقیم رہی، پھر وہ رجاء الربانی اور وحشی غلام آزاد کردہ المہتدی کے ہمراہ روانہ کر دی گئی، ایک شخص سے مذکور ہے جس نے اُس کے راستے میں اُسے سنا کہ وہ بلند آواز سے اللہ تعالیٰ سے صالح بن وصیف کے لیے بد دعا کرتی تھی۔ کہ "اے اللہ تو صالح بن وصیف کو رسوا کر جیسا کہ اُس نے میرا پردہ فاش کیا، میرے فرزند کو قتل کیا، میرے گروہ کو متفرق کیا، میرا مال لے لیا، مجھے میرے شہر سے جلائے وطن کر دیا، اور میرے ساتھ نہایت بدی کی" اور لوگ حج کر کے واپس ہو گئے۔ وہ مکہ میں روک لی گئی،

مذکور ہے کہ جب ترکوں نے شورش کی اور المعتز کو قتل کیا تو اس کے قبل انھوں نے اس بنا پر کسی کے ذریعے سے اُس سے پچاس ہزار دینار کا مطالبہ کرا بھیجا کہ وہ لوگ صالح کو قتل کر دیں گے اور اُن کی حالت درست ہو جائے گی، المعتز نے اپنی ماں کے پاس کسی کو بھیجا کہ مجھے ان شورش انگیزوں کی طرف سے اپنی جان کا خوف ہے، والدہ نے صاف جواب دے دیا کہ میرے پاس کوئی مال نہیں ہے، البتہ کچھ ہنڈیاں آئی ہیں، لوگ اتنا انتظار کریں کہ اُن کی رقم وصول ہو جائے تو اُن کو دے دی جائے،

المعتز قتل کر دیا گیا تو صالح نے ایک جوہری کو بلا بھیجا، جوہری کا بیان ہے کہ میں اس حالت میں صالح کے پاس پہنچا کہ اُس کے پاس احمد بن خاقان بھی تھا، اُس نے احمد سے کہا کہ "تیرا برا ہو دیکھتا نہیں جس حالت میں ہیں"۔ ان لوگوں نے صالح کو ڈرا دیا تھا، اُس سے مال کا مطالبہ کرتے تھے اور اس کے پاس کچھ نہ تھا، اس نے مجھ سے کہا کہ "مجھے یہ خبر ملی ہے کہ کسی ایسے مقام پر قبیحہ کا خزانہ ہے جہاں کا یہ شخص تجھے راستہ بتائے گا" اتفاقاً ایک آدمی اُس کے سامنے موجود تھا،

اُس سے کہا "تو جا اور احمد بن خاقان کو بھی اپنے ہمراہ لے جا، اگر تم لوگوں کو کچھ ملے تو اُسے اپنے ہی تک رکھنا، احمد بن خاقان کے سپرد کر دینا اور اُس کے ہمراہ میرے پاس آجانا"

جوہری نے بیان کیا کہ میں جامع مسجد کے سامنے کے چبوتروں تک گیا تھا کہ وہ شخص ہمیں ایک ایسے چھوٹے سے مکان کے پاس لایا جو آباد اور صاف ستھرا تھا، ہم اُس میں داخل ہوئے۔ اُس کی ہر جگہ کو ہم نے ڈھونڈ ڈالا مگر کچھ نہ پایا، یہ امر احمد بن خاقان پر شاق گزرنے لگا، وہ اُس شخص کو ڈرانے اور دھمکانے اور سخت سست کہنے لگا، وہ شخص کلہاڑی لے کر اُس مقام کی تلاش میں جہاں مال پوشیدہ تھا دیواروں پر مارنے لگا، اسی طرح کرتے کرتے کلہاڑی دیوار میں ایک ایسے مقام پر پڑی جس کی آواز سے اُس نے یہ نتیجہ نکالا کہ اس میں کچھ ہے، اُسے منہدم کیا تو پیچھے ایک دروازہ نکلا، ہم لوگ اُسے کھول کر اندر داخل ہوئے، اُس نے ہمیں ایک راستے تک پہنچا دیا، ہم ایک ایسے مکان میں پہنچے جو اُس مکان کے نیچے تھا جس میں ہم داخل ہوئے تھے اُس کی تعمیر و خوبصورتی اُسی اوپر والے مکان کی سی تھی ہم نے مچانوں پر تھیلیوں میں مال پایا جو تقریباً دس لاکھ دینار تھے، احمد اور اُس کے ہمراہیوں نے اُس میں سے بقدر تین لاکھ دینار کے لے لیے، ہمیں تین تھیلیاں ملیں، ایک تھیلی میں بقدر ڈیڑھ ڈیڑھ صاع (تقریباً ڈھائی سیر) زمرد تھے، یہ ایسے زمرد تھے کہ میں نے ویسے متوکل کے پاس بھی نہیں دیکھے، ایک تھیلی اُس سے چھوٹی تھی جس میں پون پون صاع کے بڑے بڑے دانے تھے جس کے مثل خدا کی قسم میں نے متوکل کے پاس بھی نہیں دیکھے، ایک تھیلی اُس سے چھوٹی تھی جس میں بقدر نصف نصف صاع کے یاقوت سرخ تھے جس کا مثل میں نے نہیں دیکھا اور نہ یہ گمان کیا کہ اُس کا مثل دُنیا میں ہوگا، فروخت کے لیے میں نے سب کی قیمت انکوائی تو بیس لاکھ دینار ہوئی، ہم سب صالح کے پاس لے گئے، جب تک اُس نے دیکھا نہ تھا نہ مانتا تھا اور نہ یقین کرتا تھا، یہاں تک کہ اُس کے سامنے لایا گیا اور وہ اُس پر مطلع ہوا، اُس وقت اُس نے کہا کہ "خدا قبیحہ کو تباہ کرے" اور (تباہ) کر دیا کہ اُس نے اپنے بیٹے کو پچاس ہزار دینار کے لیے قتل کے لیے پیش کر دیا حالانکہ اُس کے

خزانوں میں سے صرف ایک خزانے میں اس قدر مال تھا"
محمد بن الواثق کی والدہ اُس کی بیعت کے قبل ہی انتقال کر چکی تھی، وہ المستعین کی زوجیت میں تھی، جب المستعین قتل کر دیا گیا تو المعتز نے اسے بھی اور بیگموں کے ساتھ قصر رصافہ میں کر دیا تھا، المہتدی والیٔ خلافت بنا تو اُس نے ایک دن اپنے آزاد کردہ غلاموں کی جماعت میں بیان کیا کہ "میری تو ماں بھی نہیں جسے خادمہ لونڈیوں اور اپنے متعلقین کے لیے ایک کرور سالانہ کی حاجت ہو، میں اپنی ذات اور فرزند کے لیے صرف بسر اوقات بھر چاہتا ہوں، اس سے زیادہ میں صرف اپنے بھائیوں کے لیے چاہتا ہوں جنھیں تنگی نے گھیر لیا ہے"

قتل ابن اسرائیل و ابی نوح

اسی سال ۲۵۵ھ ۲۷ رمضان کو احمد بن اسرائیل اور ابو نوح قتل کیے گئے،

وہ سبب جس نے ان دونوں کو قتل تک پہنچایا ہم اس کے قبل بیان کر چکے ہیں، طریقۂ قتل جس سے یہ دونوں قتل کیے گئے اس کے متعلق مذکور ہے کہ صالح بن وصیف نے جب ان دونوں کے مال اور حسن بن مخلد کی دولت پر پورا قبضہ کر لیا، اُنھیں ضرب و قید کا عذاب دیا، دہکتے کوئلوں کی انگیٹھیاں اُن کے قریب رکھ دیں، اور ہر ایک سامان راحت کو اُن سے روک دیا، حالانکہ وہ لوگ اپنی اُسی حالت میں اُس کے قبضے میں تھے، اُس نے اُنھیں بڑے بڑے جرائم مثل خیانت، سلطنت کی تذلیل کے ارادے، فتنہ و فساد کے باقی رہنے کی خواہش اور عصائے مسلمین کے توڑنے کی کوشش کی طرف منسوب کیا، تو المہتدی نے اُن کے معاملات کے متعلق صالح سے کسی امر میں اختلاف نہ کیا اور نہ اُن کے ساتھ اُس کے اس برتاؤ کی موافقت کی جو اُس نے بُرا سمجھا،

ماہ رمضان میں الحسن بن سلیمان الدوشابی کو اُن لوگوں کے پاس بھیجا گیا کہ کچھ وصول کرنے کی ذمہ داری لے لے بشرطیکہ مال پر اُن لوگوں کا قبضہ ہو، حسن بن سلیمان نے کہا کہ "احمد بن اسرائیل کو میرے سامنے لایا گیا، میں نے اُس سے کہا کہ "او بدکار تو یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے مہلت دے گا اور امیر المومنین تیرے قتل کو حلال نہ سمجھے گا حالانکہ باوجود خیانت عظیمہ و نیت فاسدہ و ارادۂ بد تو ہی فتنوں کا سبب ہے،

اور خونریزی میں شریک ہے کہ اس سے کمتر بن تو جس چیز کا مستحق ہونا وہ عذاب ہے جیسا کہ تجھ سے پہلے کے لوگ مستوجب ہوئے اور قتل ہے، فی الحال، اور عذاب و رسوائی ہے آخرت میں اگر تو اللہ تعالیٰ سے معافی اور مہلت مانگنے پر اور اپنے امام سے درگزر اور صبر طلب کرنے پر تیار نہ ہوا، تو اُس مال کے عوض جو تیرے پاس ہے اپنے دل میں اُس مصیبت کے نازل ہونے کو سوچ لے جس کا تو سچائی کے ساتھ مستحق ہے، توبہ و رجوع کرے گا اور تیری سچائی معلوم ہو جائے گی تو اپنی جان سے سلامت رہے گا۔"

اُس نے بیان کیا کہ "اُس کے پاس کچھ نہیں ہے اور نہ اس وقت تک اُس کے پاس کوئی مال یا جائداد چھوڑی گئی ہے۔" میں نے کوڑے منگائے اور حکم دیا کہ اُسے دھوپ میں کھڑا کیا جائے، ڈرایا، دھمکایا، اگرچہ قریب تھا کہ میری تیزی اور طاقت رفتار کی کامیابی فوت ہو جائے کہ اُس نے اُنیس ہزار دینار کا اشارہ کیا، میں نے اُس کے متعلق اس کا رقعہ لے لیا،

اس کے بعد میں نے ابو نوح عیسیٰ بن ابراہیم کو بلایا اور اُس سے بھی تقریباً وہی کہا جو احمد سے کہا تھا، اس میں اتنا اور بڑھا دیا کہ "تو باوجود اس کے اپنے دین نصرانیت پر قائم رہ کر اسلام اور اہل اسلام سے بری ہو کر فروج مسلمات کو استعمال کرتا ہے، تیری نصرانیت پر اس سے زیادہ دلالت کرنے والی کوئی شے نہیں ہے کہ تیرے جو اہل و عیال تیرے مکان میں ہیں وہ حالت نصرانیت پر قائم ہیں، جس شخص کا یہ معاملہ ہو اللہ نے اُس کا خون حلال کر دیا ہے۔"

اُس نے کچھ قبول نہ کیا اور اپنی کمزوری و محتاجی ظاہر کی،

الحسن بن مخلد کو میں نے نکلوایا، جب اُس سے گفتگو کی تو گویا ایسے شخص سے گفتگو کی جو نرم اور عاجز تھا، جو امر اُس سے ظاہر ہوا اُس پر اُسے رُلایا، میں نے کہا کہ "پارہ پارہ کرنے کا آلہ جس شخص کے سامنے ہو جب وہ تلوار کی دھار پر چلے اور ایسی ہی فکر کرے جیسی تو نے کی اور ایسا ہی ارادہ کرے جیسا تو نے کیا تو وہ اچھا عاجز نہ ہوگا اور نہ وہ نرم منکسر ہوگا۔" میں اُس سے یہی کہتا رہا کہ اُس نے مجھے جواہر دینے کا رقعہ لکھ دیا جس کی قیمت تیس ہزار دینار سے زائد تھی، آخر سب لوگ

اپنی اپنی جگہ واپس کر دیے گئے اور میں بھی واپس آگیا‘ الحسن بن سلیمان الدوشابی کی یہ گفتگو آخری گفتگو تھی جو ان لوگوں سے ہوئی، مجھے خبر ملی کہ زمانۂ المہتدی میں اس کے سوا ان سے کوئی گفتگو نہیں کی گئی‘

جب ۲۷ رمضان یوم پنجشنبہ ہوا تو احمد بن اسرائیل اور ابو نوح عیسیٰ بن ابراہیم کو نکال کر باب العامہ لایا گیا، صالح بن وصیف دار الخلافت میں بیٹھ گیا‘ ان دونوں کے مارنے پر حماد بن محمد بن حماد بن دنقش کو مقرر کیا، اس نے احمد بن اسرائیل کو کھڑا کیا۔ ابن دنقش کہہ رہا تھا کہ دکھ پہنچا‘ ہر جلاد اسے دو دو تازیانے مارتا تھا اور علیحدہ ہو جاتا تھا یہاں تک کہ پانچ سو تازیانے پورے کر دیے، اس کے بعد ابو نوح کو بھی کھڑا کیا‘ اسے اس طرح پانچ سو تازیانے مارے گئے جس سے وہ ہلاک ہو جائے‘ بعد کو یہ دونوں پانی بھرنے والوں کے دو خچروں پر اس طرح لاد دیے گئے کہ ان کے سر ان کے پیٹ میں گھسے ہوئے تھے اور پشت لوگوں کے سامنے تھی‘ احمد تو باب خرمی کی سولی کے مقام تک پہنچ کے مرگیا‘ ابو نوح کے پاس جب لوگ پہنچے تو مر چکا تھا‘ احمد دونوں دیواروں کے درمیان دفن کر دیا گیا، کہا جاتا ہے کہ ابو نوح اسی دن سرخسی کی قید میں مرگیا جو خاص پولیس پر طلمجور کا نائب تھا‘ الحسن بن مخلد قید میں رہا،

ایک حاضر الوقت شاہد کا بیان ہے کہ میں نے حماد بن محمد بن حماد بن دنقش کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ جلادوں سے کہہ رہا تھا کہ ”اے حرامزادو اپنا خیال رکھو“ کسی کا نام نہیں لیتا تھا اور کہتا تھا کہ ”دکھ پہنچا۔ تازیانے بدل دو اور آدمیوں کو بھی بدل دو“ احمد بن اسرائیل اور عیسیٰ فریاد کر رہے تھے،

مذکور ہے کہ المہتدی کو بعد اس واقعے کی اطلاع ہوئی تو اس نے کہا کہ ”آیا سوائے تازیانے یا قتل کے اور کوئی سزا نہیں ہے؟ کیا اس کے قائم مقام اور کوئی شے نہیں ہے؟ کیا قید کافی نہیں ہے‘ انا للہ وانا الیہ راجعون“ یہی کہتا تھا اور بار بار ”انا للہ وانا الیہ راجعون“ پڑھتا تھا،

الحسن بن مخلد سے مذکور ہے کہ ”صالح کے مزاج میں ہم لوگوں کے متعلق سختی تھی جب تک کہ اس کے پاس عبداللہ بن محمد بن یزداد نہ آیا، وہ آیا تو اس کی سختی بڑھتی رہی،

وہ صالح سے کہا کرتا تھا کہ "مار اور سزا دے کیونکہ پھر ایسا کرنے کے بعد قتل ہی زیادہ مناسب ہے، اگر یہ لوگ رہا ہو گئے تو انجام میں اُن کے مظالم سے امن نہیں ہے خاصکر کینہ رکھنے والوں سے"۔ وہ نا روا باتیں اُسے یاد دلاتا تھا جو اُن لوگوں کے خلاف اُسے پہنچی تھیں۔ اسی کے متعلق خفیہ طور پر بھی کہتا تھا۔ داؤد بن العباس الطوسی ہم لوگوں کو صالح کے پاس حاضر کیا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ لوگ ایسے نہیں ہیں، خدا تجھے عزت دے کہ تیرا غضب اُن کے سبب سے اس حد تک پہنچ جائے، داؤد پر ہم گمان کرتے تھے کہ وہ صالح کو ہم پر مہربان کر دے گا یہاں تک کہ صالح کہتا تھا کہ خدا کی قسم میں انھیں جانتا ہوں یہ لوگ رہا ہو گئے تو ان سے اسلام میں شر کبیر اور فساد عظیم پھیل جائے گا"۔ یہ سن کے داؤد واپس ہو جاتا تھا، اسی داؤد نے ہمارے قتل کا صالح کو فتویٰ دیا اور اُسی نے اُسے ہمارے ہلاک کرنے کا مشورہ دیا، اُس کی رائے ترقی کرتی رہی، اُس نے ہم پر غصہ کر کے جواب نہ دیا اور نہ محبت کی وجہ سے ہمارے ساتھ بُرائی کرنے کو کہا"۔

اُس شخص سے دریافت کیا گیا جو اُن کا حال بیان کر رہا تھا کہ الحسن بن مخلد کو اُس آگ سے کیونکر نجات ملی جو اُس کے دونوں ساتھیوں نے روشن کی تھی؟ اُس نے کہا دو خصلتوں سے، ایک اُن میں سے یہ ہے کہ اُس نے شروع ہی میں صالح کو سچی خبر دے دی تھی، اور جو کچھ کہا تھا اُسے دلائل سے ثابت کر دیا تھا کہ یہ حق ہے، صالح نے اس سے معافی کا وعدہ کر لیا تھا بشرطیکہ سچ بولے، دوسری یہ ہے کہ امیر المومنین نے صالح سے اُس کے معاملے میں گفتگو کی، صالح کو اُس کی بیوی کے ساتھ اپنا احترام بتایا اور اپنا حال درست کرنے کی وجہ سے اُس کی محبت کی طرف اشارہ کیا، اُس نے اُسے بڑی آفت سے چھڑا دیا، میں یہ خیال کرتا تھا کہ اگر وہ زیادہ دیر تک صالح کے قبضے میں رہتا تو وہ اُسے رہا کر دیتا اور اُس کے ساتھ اچھا سلوک کرتا۔

صالح بن وصیف نے ان کاتبوں کے معاملے میں صرف اُن کے اور اُن کی اولاد کے مال لینے ہی پر اکتفا نہ کیا، اُس نے اُس کے اعزہ و اقارب کو بھی مال چھین لینے کی دھمکی دی، اور اُن سے تعلق رکھنے والوں تک سبقت کی۔

اسی سال ۱۳ ماہ رمضان کو بغداد کا قید خانہ کھولا گیا، شاکریۂ بغداد نے محمد بن اوس بلخی پر

حملہ کیا،

خانہ جنگی

بیان کیا گیا ہے کہ اس کا سبب یہ ہوا کہ محمد بن اوس سلیمان بن عبداللہ بن طاہر کے ساتھ بغداد آیا، وہ اُس لشکر پر جو سلیمان کے ساتھ خراسان سے آیا تھا اور اُن درویشوں پر جنھیں سلیمان نے رے میں جمع کیا تھا سپہ سالار تھا، عراق کے شاہی دفتر میں اُن لوگوں کے نام بھی درج نہ تھے، اور نہ سلیمان کو اُن کے بارے میں کوئی حکم دیا گیا تھا،

اُن لوگوں کے بارے میں قاعدہ یہ تھا کہ جو شخص اُس کے ہمراہ خراسان سے عراق آتا تھا تو اُس کے لیے ذوالیمینین کے ورثے کی جاگیر کے مال سے انتظام کر دیا جاتا تھا جیسا کہ خراسان میں اسی قسم کے لوگوں کا انتظام کیا جاتا تھا۔ پورا واقعہ خراسان لکھ دیا جاتا تھا تاکہ اُن ورثہ کو وہاں بیت المال سے اُس کا عوض دے دیا جائے جو ان کے مال میں سے عراق میں دیا گیا، جب سلیمان بن عبداللہ عراق آیا تو اُس نے اُن ورثہ کے بیت المال کو خالی پایا، عبیداللہ بن عبداللہ بن طاہر کو جب صحت کے ساتھ اپنے عہدے پر اپنے بھائی سلیمان بن عبداللہ کے کیے جانے کی خبر معلوم ہوئی تو اس نے اپنے باپ دادا کے ورثے سے جو کچھ اُن کے بیت المال میں جمع تھا سب لے لیا، لگان پیشگی لے لیا کہ پھر نہ برآمد ہو سکے، اہل قبالہ سے اُن سالوں کا لگان بھی پیشگی لے لیا جو گزرے نہ تھے۔ سب کچھ وصول کر کے جمع کیا اور روانہ ہو گیا، دجلے کے شرقی جانب محلہ جُویث میں مقیم ہو گیا، اس کے بعد بذریعہ کشتی غربی جانب چلا گیا،

سلیمان پر دُنیا تنگ ہو گئی، لشکر اور شاکریہ نے تنخواہوں کے مطالبے میں شورش برپا کر دی، سلیمان نے یہ واقعہ ابوعبداللہ المعتز کو لکھ بھیجا، اور تنخواہ کے لیے اُن کے مالوں کا اندازہ کیا، اندازہ مال میں آنے والوں کی مقدار بھی داخل کر دی، اس معاملے میں محمد بن عیسیٰ بن عبدالرحمان کاتب خراسانی نے اپنے کاتب کو روانہ کیا بہت گفتگو کے بعد اس حد تک قبول کیا گیا کہ اس کے لیے اطراف کے عاملوں سے اس مال کا انتظام کر دیا گیا جس کا مطالبہ کیا گیا تھا، باشندگان بغداد اور اطراف کی

پولیس کی طمع کی وجہ سے یہ اتنا بھی نہ تھا کہ واجب الادا کو کافی ہو سکے، ہمراہ آنے والوں کے لیے کیا کافی ہوتا، اس لیے سلیمان کو کوئی مال وصول کرنا مناسب نہ معلوم ہوا، ابن اوس اور فقرا اور اس کے ساتھی آ گئے تو اُن سے اور اُس لشکر سے جس کو وہ مال دینے کا اندازہ کیا گیا تھا روک دیا گیا، وہ لوگ اس حقیقت حال پر جس میں اُن کے لیے مضرت تھی واقف ہو گئے،

سلیمان کے ساتھ آنے والے فقرا جب بغداد میں آئے تو اہل بغداد کے ساتھ بری طرح سکونت اختیار کی اور کھلم کھلا برائی کرنے لگے، خواتین اور غلاموں اور بچوں پر بھی حملہ کرنے لگے اور اُن سے عداوت کرنے لگے یہ سب اُنھوں نے دربار میں اپنے تقرب کی وجہ سے کیا، اہل بغداد بھی اُن کے خلاف غیظ و غضب سے بھر گئے،

سلیمان بن عبداللہ کو الحسین بن اسماعیل بن ابراہیم بن مصعب بن رزیق پر اُس کے اُس تقرب کی وجہ سے جو اُسے عبیداللہ بن عبداللہ سے حاصل تھا اور اُس کے ساتھ اس کی مدد و حمایت کی اور سلیمان اور اُس کے اعزہ سے برگشتہ ہو جانے کی وجہ سے غصہ تھا، جب وہ عبیداللہ کی جانب سے لشکر اور شاکریہ پر حاکم ہو جانے کے بعد بغداد واپس آیا تو اُس کا کاتب قید خانے میں اور اُس کا دربان باب الشام کے محبس میں قید کر دیا گیا، الحسین بن اسماعیل کے دروازے پر ابراہیم بن اسحاق بن ابراہیم کی جانب سے ایک لشکر مقرر کر دیا گیا، اس لیے کہ سلیمان نے ابراہیم کو بغداد کے اُن دونوں پلوں اور قطربل اور مسکن اور الانبار کے کناروں کے معاملات پر حاکم بنا دیا تھا جن پر الحسین بن اسماعیل عبیداللہ کی جانب سے حاکم تھا،

جب وہ حادثہ پیش آیا جو المہتدی کی بیعت اور بغداد میں لشکر اور شاکریہ کے ہنگامے کے متعلق تھا اور انھیں ایام میں جنگ واقع ہوئی تو محمد بن اوس نے ایک مروزی پر جو شیعہ تھا حملہ کر دیا، سلیمان کے مکان میں ضرب شدید کے ساتھ اُس کو تین سو تازیانے مارے اور باب الشام میں قید کر دیا، یہ شخص الحسین بن اسماعیل کے مخصوص لوگوں میں سے تھا، یہ حادثہ پیش آیا تو الحسین بن اسماعیل کو اُس کی

قوت وجرأت کی زیادتی کی وجہ سے ضرورت پڑی، جو لوگ اُس کے دروازے پر مقرر تھے اُنھیں ہٹا لیا گیا تو وہ سامنے آگیا اُس کے ساتھی بغیر کسی وجہ کے اُس کے پاس واپس آگئے، ساتھیوں نے سرداروں کو مال تقسیم کیا تھا، اُن سرداروں میں سے ایک بڑی جماعت سردار محمد بن ابی عون کے ساتھ شامل ہوگئی،

بیان کیا گیا ہے کہ وہ لوگ جو محمد بن ابی عون کے ساتھ شامل ہوگئے تھے جب اُس کے دروازے پر پہنچے تو اُس نے اپنے مال میں سے ان لوگوں میں اس طرح تقسیم کیا کہ پیادے کو دس درہم اور سوار کو ایک دینار، جب وہ لوگ الحسین کے پاس واپس آئے تو ابو عون کے اس واقعے کا ذکر کیا گیا مگر اس معاملے میں کوئی تعیین یا اور کوئی بات نہ نکلی اور حال یہی رہا، لشکر اور شاکریہ والے بیعت کے مال کی طلب میں شور کرتے رہے، اُن کے لیے اُس پہلی حرص کے مال میں سے کچھ نہ بچا، اُن میں تقسیم کرنے اور اُن کے لینے کا کام الحسین کے سپرد کر دیا گیا جیسا کہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن طاہر کے زمانے میں ہوا تھا، الحسین اُن لوگوں کو محمد بن اوس کے اور سلیمان کے ساتھ آنے والوں کے اُن لوگوں کا مال لے لینے اور بغیر اُن کے اس سے فائدہ اُٹھانے کے ارادے سے آگاہ کرتا رہا یہاں تک کہ اُن لوگوں کے دل بھر گئے،

۱۳ رمضان یوم جمعہ ہوا تو لشکر اور شاکریہ کی ایک جماعت جمع ہوگئی اور اُن کے ہمراہ عوام کی بھی ایک جماعت تھی، یہ لوگ رات ہی کو باب الشام کے قید خانے گئے، اُس کا دروازہ توڑ ڈالا اسی رات کو اس کے اکثر قیدیوں کو رہا کر دیا اور مجرمین میں سے سوائے کمزور مریض اور بوجھ والے کے کوئی نہ رہا، جو لوگ اس رات میں نکلے اُن میں مساور بن عبد الحمید الشاری کے گھر والوں کی بھی ایک جماعت تھی انھیں کے ساتھ وہ مروزی بھی نکلا جسے محمد بن اوس نے مارا تھا، ایک جماعت اُن لوگوں کی بھی تھی جو سلطنت کے رفیق تھے، یہاں تک کہ اُس کے قبضے میں قریب پانچ کروڑ کے ہو گئے،

جمعے کی صبح ہوئی، قید خانے کا دروازہ کھلا ہوا تھا جس میں پاپیادہ چلنے کی سکت تھی وہ چلا گیا اور جو قادر نہ تھا اُس نے اپنے سوار ہونے کے لیے کوئی سواری کرایے پر لے لی، نہ کوئی روکنے والا اس سے روکتا تھا اور نہ کوئی دفع کرنے والا دفع کرتا تھا، یہ واقعہ ان مضبوط امور میں سے ہو گیا جنھوں نے عام اور خاص کو اپنے اور سلیمان کے درمیان

سے ہیبت دور کرنے پر برانگیختہ کیا، باب الشام کے قید خانے کا دروازہ اینٹ اور گارے سے بند کر دیا گیا، یہ بالکل نہ معلوم ہوا کہ اس رات کو ابراہیم بن اسحاق یا اُس کے ساتھیوں میں سے کسی میں کوئی حرکت تھی، لوگ یہ کہتے تھے کہ جو جرم باب الشام کے قید خانے پر کیا گیا وہ اُس مروزی کے اُس کے اندر ہونے کی وجہ سے کیا گیا جسے ابن اوس نے مارا تھا کہ وہ رہا ہو جائے،

پانچ دن بھی نہ گزرے تھے کہ ابن اوس نے الحسین بن اسماعیل سے مال کے بارے میں جھگڑا کیا جس کا محمد بن اوس نے اپنے ساتھیوں کے لیے ارادہ کیا تھا اور الحسین نے اُسے روکا تھا، اس معاملے میں ان دونوں میں سخت کلامی ہوئی محمد ناراض ہو کر چلا گیا، دوسرا دن ہوا تو محمد بن اوس صبح کے وقت سلیمان کے مکان گیا، الحسین بن اسماعیل اور شاہ بن میکال غلام آزاد کردہ طاہر بھی صبح کے وقت گئے، دوسرے لوگ بھی سلیمان کے دروازے پر آ گئے، ابن اوس کے موجودہ ساتھیوں کے درمیان بہت بلند آواز سے باتیں ہونے لگیں، ابن اوس کے ساتھی اور آنے والے لوگ جزیرے کی طرف بڑھے، ابن اوس اور اُس کا بیٹا بھی عبور کر کے اُن کے پاس چلا گیا، لوگ آپس میں ہتھیار چلانے لگے، الحسین بن اسماعیل اور شاہ بن میکال اور مظفر بن سیسل اپنے ساتھیوں کے ہمراہ نکلے، لوگ عوام کو پکارنے لگے کہ جو لوٹنا چاہے وہ ہم سے مل جائے،

بیان کیا گیا ہے کہ عوام میں سے ایک لاکھ آدمی اُسی وقت دونوں پل کشتیوں کے ذریعے سے عبور کر گئے لشکر اور شاکریہ بھی مسلح ہو کر پہنچ گیا، سب سے پہلے لوگ جزیرہ پہنچے، لحظے بھر میں سرخس کے باشندوں میں سے ایک شخص نے الکبیر فرزند محمد بن اوس پر حملہ کر دیا۔ اُس کے نیزہ بھونک دیا اور گھوڑے سے گرا دیا، تلواروں سے گھیر لیا، اُس کے ساتھی بھی اُس کے پاس سے بھاگ گئے اور اُن میں سے کسی نے کچھ نہ کیا، اُس زخمی کو چھین لیا گیا، ایک کشتی میں لاد کر سلیمان بن عبداللہ بن طاہر کے مکان لایا گیا اور وہاں اُسے ڈال دیا گیا،

ایک حاضر الوقت شاہد حال کا بیان ہے کہ سلیمان نے جب اُسے دیکھا تو آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا آئیں، اُس کے لیے فرش بچھایا گیا اور اطبا کو بلایا گیا، ابن اوس

اپنے مکان چلا گیا، حالانکہ آل احمد بن صالح بن شیرزاد کے کسی مکان میں اُترا کرتا تھا جو جعفر بن یحییٰ بن خالد بن برمک کے محل کے متصل ہے،

اہل بغداد نے پتہ لگانے میں بڑی کوشش کی، سردار بھی اُن کے ساتھ تھے، یہاں تک کہ لوگ اُنھیں پا گئے، الدور میں اُن کے درمیان جنگ ہوئی جس کی ابتدا دو بجے کے آخر میں ہوئی اور انتہا سات بجے کے شروع میں ہوئی، وہ لوگ برابر تیر اندازی اور نیزہ بازی اور شمشیر زنی کرتے رہے، بازار قطوطا کے پڑوسیوں نے اور الدور کے ملاحوں میں سے کشتی والوں نے ابن اوس کی مدد کی، جنگ نے شدت اختیار کر لی،

اہل بغداد سلیمان کے گھر سے آتش زنوں کی تلاش میں روانہ ہوئے، انھوں نے بیان کیا کہ دربان نے اندر جا کے خبر دی تو اُس نے اُن لوگوں کو اپنے پاس آنے سے روک دیا، خود ابن اوس نے نہایت سخت قتال کیا، اُسے بھی تیر اور نیزے کے زخم لگے، وہ مع اپنے ساتھیوں کے بھاگا، خواتین کو اپنے گھر سے نکال لے گیا تھا، اہل بغداد اُس کا تعاقب کرتے رہے یہاں تک کہ باب الشماسیہ سے نکال دیا، لوگ ابن اوس کے مکان پر پہنچ گئے، جو کچھ اُس میں تھا سب لوٹ لیا، بیان کیا گیا ہے کہ اُس کا بیس لاکھ درہم قیمت کا مال لوٹا گیا، جو کم اندازہ کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ دس لاکھ پچاس ہزار درہم اور تقریباً اُس کے سو پا جامے جن کا استر سمور کا تھا جو سوائے اُن کے تھے جن کا استر اونٹ کے بالوں کا تھا کہ اسی کا ہمشکل تھا، طبرستان کے دبیز فرش اور مقصور، مدرج اور مقطوع جن کی قیمت دس لاکھ درہم تھی لوٹے گئے، لوگ واپس چلے گئے، لشکر والے بہت تھے، سلیمان کے گھر میں گھسنے لگے، اُن کے ہمراہ لوٹ کا مال تھا، شور کر رہے تھے، نہ اُنھیں کوئی روکنے والا تھا اور نہ چھڑکنے والا، ابن اوس اُس شب میں اپنے اُن ساتھیوں کے ہمراہ جو اُس سے مل گئے تھے شماسیہ میں رہا، اہل بغداد نے فقرا کے مکانوں پر بھی حملہ کر دیا تھا، اُن کو بھی لوٹ لیا، اور اُسے بھی ستایا جو اُن میں سے رہ گیا تھا،

آخر اُس جماعت میں بھاگڑ پڑ گئی، دوسرے دن بظاہر اُن میں سے کوئی بغداد میں

نہیں رہا، مذکور ہے کہ سلیمان نے اُس رات کو ابن اوس کو کپڑے بچھونا کھانا بھیجا، بیان کیا جاتا ہے کہ محمد بن اوس نے اُسے قبول کر لیا، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ واپس کر دیا،

دوسرے دن کی صبح ہوئی، الحسین بن اسماعیل اور المظفر بن سیسل صبح کے وقت شاہ بن میکال کے مکان گئے، شاکریہ اور سردار بھی شاہ سے مل گئے تھے۔ لوگ سلیمان بن عبداللہ بن طاہر پر غضبناک ہو کر وہیں ٹھیر گئے، سلیمان کا مکان خالی ہو گیا، سوائے ایک قلیل جماعت کے اُس میں کوئی نہیں آیا، سلیمان نے محمد بن نصر بن حمزہ بن مالک الخزاعی کے ہمراہ جو قوم کے عقیدے سے واقف نہ تھا پیام بھیجا جس میں اُن کے طرز عمل کے بُرے نتایج سے آگاہ کیا تھا جس کا ارتکاب اُنھوں نے محمد بن اوس کے ساتھ کیا، "اگر وہ لوگ اُس بات سے آگاہ کر دیتے جو اُنھیں ناگوار تھی تو وہ اس معاملے میں پیشقدمی کرتا اور اس ارتکاب کی ضرورت ہی نہ پڑتی"

شاکریہ جو شاہ کے مکان میں موجود تھے شور کرنے لگے کہ "ہم لوگ اوس کے یا اُس کے ہمراہیوں کے ساتھ رہنے پر راضی نہیں ہیں، اور نہ اُن فقرا کے ساتھ جو اُس سے مل گئے ہیں، اگر اس بات پر مجبور کیا گیا تو اس سے جدا ہو جائیں گے اور اُس کو معزول کر دیں گے۔ وہ انھیں اُس کے حوالے کر دے گا" شاہ بن میکال اور الحسین بن اسماعیل اور المظفر بن سیسل نے قوم کی ناگواری کا بہانہ کر دیا قاصد یہ جواب لے کے سلیمان کے پاس گیا تو اُس نے پھر اُسے واپس کیا اور اُن سے وعدہ کیا کہ "میں تم لوگوں کی بات اور ذمہ داری پر بغیر تمھاری قسم اور عہد کے بھروسہ کرتا ہوں" اس کے بعد وہ بیٹھ رہا۔

بیان کیا گیا ہے کہ سلیمان محمد بن اوس کو اور درویشوں کو جو اُس کے ساتھ تھے، شاکریہ کی بے رغبتی اور اُن کے خراب طریقوں کو جان کر گراں سمجھتا رہا اور خاصکر محمد بن اوس کے ایسا طریقہ پسند کرنے اور شروع کرنے کو جس نے مخالفت اور جدائی کی دعوت دی تھی، اس بات کو خوب سوچا اور اُس میں خوب غور کیا یہاں تک کہ اُس نے کہا کہ "میں اپنی نماز تہجد کی قنوت میں یہ دعا مانگتا تھا کہ مجھے ابن اوس سے فرصت و راحت ملے"

اس کے بعد محمد بن علی بن طاہر کی طرف متوجہ ہوا اور اُسے ابن اوس کے پاس جانے اور خراسان کی واپسی کا مشورہ دینے کا حکم دیا کہ اُس کے بغداد واپس ہونے کی کوئی تدبیر نہیں ہے اور نہ اُن امور پر حاکم بننے کی جن پر وہ سلیمان کی طرف سے حاکم تھا،

جب یہ خبر ابن اوس کو پہنچی تو اُس نے شماسیہ سے کوچ کیا اور دجلے کی ریگستانی زمین البردان گیا، وہاں چند روز مقیم رہا، ساتھی جو متفرق ہو گئے تھے جمع ہو گئے تو کوچ کر کے نہروان میں اُترا اور وہیں مقیم رہا، بایکباک اور صالح بن وصیف کو ایک خط لکھا تھا جس میں اپنے آپ کو اُن کی خدمت کے لیے پیش کیا تھا اور اپنی مصیبت کی اُن سے شکایت کی تھی، مگر اُس نے جو چاہا تھا اُس میں کامیابی نہ ہوئی،

محمد بن عیسیٰ بن عبد الرحمٰن سامرا میں مقیم تھا کہ سلیمان کے فرائض کو ادا کرے، وہ ابن اوس کو بُرا سمجھتا تھا اور اُس سے بیزار تھا، محمد بن اوس بھی محمد بن عیسیٰ کاتب کی بد دلی سے پریشان حال تھا، جب ابن اوس اور اُس کے ہمراہیوں کی مدد کی امید منقطع ہو گئی تو انھوں نے دیہات والوں اور راہگیروں کے ساتھ ناروا طریقہ اختیار کیا۔ خوب لوٹا اور غارت کیا اور آخر نہروان میں جا اترا،

ایک ایسے شخص سے مذکور ہے جس کے لوٹنے کا اُن لوگوں نے ارادہ کیا تھا کہ اُس نے انھیں آخرت یاد دلائی اور خدا کا خوف دلایا، اُن لوگوں نے اُسے جواب دیا کہ "اگر قتل و غارت مدینۃ السلام (بغداد) میں جائز ہے، حالانکہ وہ مرکز اسلام اور دار السلطنت ہے، تو اُسے جنگلوں اور بیابانوں میں کیوں بُرا سمجھا جائے"،

ابن اوس نہروان میں اپنی بُری یادگار قائم کرنے کے بعد وہاں سے کوچ کر گیا، شہر والوں کو مال دینے پر مجبور کیا، کشتیوں میں غلے بھر بھر کے وسط نہروان میں بنی جنید کے بازار میں لایا کہ وہاں فروخت کرے، محمد بن المظفر بن سیسل مدائن میں تھا، ابن اوس کے نہروان جانے کی خبر ملی تو اُس نے اپنی اقامت النعمانیہ میں کر لی جو الزوابی کے ماتحت تھا، نعمانیہ کی اقامت اُس نے اپنی جان کے خوف سے اختیار کی تھی،

محمد بن نصر بن منصور بن بسام سے، جس کی جائداد تباہ ہوگئی، مذکور ہے کہ اُس کا وکیل قریب پندرہ سو دینار، عذاب اور موت کے خوف سے ابن اوس کو ادا کرنے کے بعد وہاں سے بھاگ کر واپس آگیا، ابن اوس وہیں مقیم رہا، کبھی قریب ہوتا کبھی دور چلا جاتا، کبھی آنکھ بند کر لیتا کبھی کھول دیتا، سختی بھی کرتا اور نرمی بھی، شفقت سے بھی پیش آتا اور دھمکاتا بھی تھا، یہاں تک کہ اُس کے پاس بایکباک کا خط آیا، جس میں اُس نے خراسان کے راستے کی حکومت اُسے اپنی جانب سے دی تھی، بغداد سے نکلنے اور حکومت خراسان کا پروانہ ملنے تک، اُسے دو ماہ پندرہ یوم ہوئے،

عاصم بن یونس العجلی کے لڑکے سے مذکور ہے کہ اُس کا باپ راہ خراسان کے علاقے میں نوشری کی جاید اد کا والی تھا، اُس نے نوشری کو ایک خط لکھا جس میں اُس قوت کا ذکر تھا جو اُس نے ابن اوس کے لشکر کی دیکھی تھی اور اُن کی ظاہری تیاری کی تشریح کی تھی، مشورہ دیا تھا کہ "اُس کا ذکر بایکباک سے کردے کہ خراسان کی راہ کو ایسے مرد زور آور و سرکش سے خالی رکھنا چاہیئے جو ایک نہ ایک دن اُس پر غالب ہو جائے گا، اُس کے باشندوں کو گھیر لے گا، یہ ایک ایسا لشکر ہے جو آدمیوں اور ہتھیاروں اور ہر قسم کی تیاری سے معمور اپنے کام میں مشغول ہے۔"

نوشری نے یہ سب بایکباک سے بیان کر دیا کہ "خدمت راہداری خراسان پر بجائے ابن اوس کے مجھے مقرر کر دیجیے۔" نوشری نے اس مشورے کو قبول کر کے احکام لکھوا دیے، نوشری اسی سال یعنی ۲۵۵ھ کے ذی القعدہ میں حاکم بنایا گیا تھا، موسیٰ جو مساور بن عبد الحمید الشاری کا نائب تھا تقریباً تین سو آدمی کی جماعت کے ساتھ الدسکرہ اور اُس کے علاقے میں مقیم تھا، اُس کو مساور نے راہ خراسان اور بطن جوخی اور دیہات کے اُن کناروں پر جو راہ خراسان کے قریب ہیں والی بنایا تھا،

تہذیب معاشرت

اسی سال المہتدی نے گانے والے غلاموں اور گویّوں اور گانے والیوں کے سامرا سے نکالنے کا حکم دے کر انھیں وہاں سے بغداد جلائے وطن کر دیا، یہ اُس حکم کے بعد ہوا جو قبیحہ کی جانب سے اُس کے فرزند پر مصیبت نازل کیے جانے سے قبل ہوا تھا،

خلیفہ نے یہ بھی حکم دیا کہ درندے جو شاہی محل میں تھے، اور شکاری کتے جو

پلے ہوئے تھے، اور لہو و لعب کے سامان جو بہت فراہم تھے ان سب کو تلف کردیا جائے،

خود دربار عام کرتا، معاملات پیش ہوتے تحقیق کی جاتی اور تصفیہ ہوتا۔ بایں ہمہ اُس کی خلافت بھی پریشانی میں گذری اور تمام اسلامی دنیا بھی پریشانی میں مبتلا رہی،

اسی سال موسیٰ بن بغا اور اُس کے ساتھی آزاد کردہ غلام اور شاہی لشکر رے سے واپس آیا مفلح نے طبرستان میں الحسن بن زید کو شکست دے کے علاقہ دیلم کی طرف نکال دیا، اور پھر خود دارالخلافۃ (سامرا) چلا آیا،

موسیٰ کی واپسی

اس کا سبب یہ ہوا کہ قبیحہ والدۂ المعتز نے جب ترکوں کا اضطراب دیکھا اور اُن کی حالت متغیر پائی تو قبل اُس حادثے کے جو اُسے اور اُس کے فرزند المعتز کو پیش آیا اُس نے موسیٰ بن بغا کو اپنے پاس آنے کو لکھا تھا، موسیٰ نے اُس کے پاس واپس آنے کا ارادہ کیا، عریضہ ایسی حالت میں پہنچا کہ مفلح طبرستان میں تھا موسیٰ نے جو رے میں تھا مفلح کو اپنے پاس واپس آنے کا حکم دیا تھا،

بعض دوستوں نے جو طبرستان کے باشندے ہیں مجھ سے بیان کیا کہ موسیٰ کا خط مفلح کو ایسی حالت میں ملا کہ وہ الحسن بن زید الطالبی کی تلاش میں دیلم کی جانب روانہ ہو چکا تھا، جب اُسے یہ خط پہنچا تو وہ اُسی مقام پر پلٹنے کے ارادے سے واپس ہوا جہاں سے دور دا ہوا تھا، یہ امر رؤسائے طبرستان کی اُس جماعت کو شاق گزرا جو اُس کے ہمراہ تھی مفلح کے اپنے پاس آنے سے قبل الحسن بن زید سے وہ خائف تھے، کیونکہ اُن لوگوں کے پاس آنے سے انھیں یہ امید ہو گئی تھی کہ وہ الحسن بن زید کے معاملے میں انھیں کافی ہو گا، اور وہ اپنے مکانوں اور وطنوں کو واپس ہو جائیں گے، یہ امید اس لیے تھی کہ مفلح اُن لوگوں کو الحسن بن زید کے تعاقب پر تیار کر رہا تھا کہ جب وہ روانہ ہوا تو یا تو اُس پر فتح پائے گا اور یا اُسے موت آجائے گی،

کہا کرتا تھا کہ ”اگر میں دیلم کے علاقے میں اپنی ٹوپی پھینک دوں تو ان میں سے کسی کی مجال نہیں کہ اُس کے قریب جا سکے“ جب اُس جماعت نے اُس کی واپسی کو دیکھا کہ اسے الحسن بن زید کے لشکر نے یا اور کسی دیلمی نے روکا تک نہیں تو جیسا کہ مجھ سے بیان کیا گیا اُن لوگوں نے اُس سے اس امر سے باز آنے کا سبب دریافت کیا جو وہ انھیں الحسن بن زید کے

تعاقب کے لیے تیار کرتا تھا۔ مجھے اطلاع ملی کہ وہ لوگ اس سے گفتگو کرنے لگے ۔ اس کی یہ حالت تھی کہ اس شخص کی طرح تھا جس نے ہفتے کے دن خاموشی کا روزہ رکھا ہو۔ انھیں کچھ جواب نہ دیتا تھا۔ جب وہ اُس سے بہت دریافت کرنے لگے تو انھیں جواب دیا کہ "میرے پاس امیر موسیٰ کا خط آیا ہے۔ اُس کے حقوق میں سے یہ ہے کہ میں اس کے وصول ہونے کے بعد اُسے اپنے ہاتھ سے اُس وقت تک نہ رکھوں جب تک کہ اُس کے پاس نہ پہنچ جاؤں۔ مجھے تمھارے معاملے کا رنج ہے مگر امیر کی مخالفت کی کوئی گنجایش نہیں" موسیٰ کی وجہ سے رے سے سامرا جانے کی تیاری ابھی نہ کرنے پایا تھا کہ المعتز کی ہلاکت اور اُس کے بعد المہتدی کے حکومت پر قایم ہونے کا خط پہنچ گیا۔ اُس نے اُسے روانگی کے ارادے سے روک دیا۔ کیونکہ اس سفر سے المعتز کے معاملے کا تدارک سوچا گیا تھا اور وہ فوت ہو چکا تھا۔

جب اُسے المہتدی کی بیعت کا حکم پہنچا تو اُس کے ساتھیوں نے پہلے تو اُس سے انکار کیا پھر بیعت کر لی۔ اسی سال (۲۵۵ھ) ۱۴ رمضان کو اُن کی بیعت کی خبر سامرا پہنچی۔ اُن موالی کو جو موسیٰ کے لشکر میں تھے یہ خبر ملی کہ صالح بن وصیف نے کاتبین اور المعتز اور المتوکل کے اعزہ کے مال نکلوا لیے۔ اس کی وجہ سے انھیں سامرا کے مقیمین پر لالچ آیا۔ انھوں نے موسیٰ سے اپنے ہمراہ سامرا واپس چلنے کو کہا مفلح طبرستان کو الحسن بن زید پر چھوڑ کر رے میں موسیٰ کے پاس آگیا۔

القاشانی سے مذکور ہے کہ "مجھے میرے بھتیجے نے رے سے خط لکھا۔ وہ مفلح سے رے میں ملا اور اُس سے اُس کی واپسی کا سبب دریافت کیا۔ اُس نے بیان کیا کہ موالی نے قیام کرنے سے انکار کیا تھا۔ اور جب وہ لوگ واپس ہو جاتے تو مفلح کے قیام کی کوئی حاجت نہ ہوتی"

موسیٰ نے یوم یکشنبہ کو رمضان ۲۵۵ھ کے چاند کے وقت ۲۵۶ھ کا خراج لینا شروع کیا۔ مجھ سے بیان کیا گیا کہ یوم یکشنبہ ہی کو اُس نے بقدر پانچ لاکھ درہم جمع کر لیے۔ اہل رے نے جمع ہو کے کہا کہ "اللہ امیر کو عزت دے۔ تو یہ گمان کرتا ہے کہ موالی اس لیے سامرا واپس جاتے ہیں کہ وہاں وہ زیادہ عطا پائیں گے۔ حالانکہ تو اور تیرے ساتھی اُس مقام کی جماعتوں سے زیادہ وسعت و کثرت میں ہیں۔

اس لیے اگر تو مناسب سمجھے تو اُس سرحد کی حفاظت کر، باشندوں کی حفاظت میں اجر و ثواب سمجھ۔ اور ہمارے خراج میں جو ہمارے خاص مال میں سے ہوتا ہے اپنے ساتھیوں کے لیے ایسی مقدار ہمارے ذمے کر دے جسے تو یہ سمجھے کہ ہم برداشت کر لیں گے"

یہ درخواست مقبول نہ ہوئی تو پھر انھوں نے کہا "خدا امیر کو نیکی دے کہ جب امیر نے ہمارے چھوڑ دینے اور ہمارے پاس سے واپس جانے ہی کا ارادہ کر لیا تو ہم سے اُس سال کا خراج لینے کے کیا معنی جس میں ہم نے اپنی زندگی بھی شروع نہیں کی اور ۲۵۵ھ کی اکثر آمدنی جس کا امیر نے خراج لے لیا ہے ایسے صحراؤں میں ہے کہ امیر کے ہمارے پاس سے چلے جانے کے بعد ہمیں وہاں تک پہنچنا ناممکن ہوگا" مگر انھوں نے جو کچھ بیان کیا اور جو درخواست کی اس نے کسی پر بھی توجہ نہ کی۔

واپس ہونے کی خبر المہتدی کو پہنچی تو اُس نے متعدد فرامین بھیجے جن کا کوئی اثر نہ ہوا۔ المہتدی نے جب دیکھا کہ رے سے موسیٰ روانہ ہو گیا اور فرامین خلافت کا لحاظ تک نہ کیا تو اُس نے بنی ہاشم میں سے دو آدمیوں کو روانہ کیا جن میں سے ایک کا نام عبدالصمد بن موسیٰ تھا اور دوسرا ابو عیسیٰ یحییٰ بن اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ بن علی بن عبداللہ بن عباس کے نام سے مشہور تھا۔ وہ دونوں پیام لے گئے موجودہ حالت ضیق کی توثیق ہو گئی طالبیین کے غلبے اور علاقۂ الجبل میں اُن کے پھیل جانے کا اندیشہ سچ نکلا۔ یہ امور معلوم کر کے موالی کی ایک جماعت کے ہمراہ دونوں صاحب روانہ ہو گئے۔ موسیٰ اور اس کے ساتھی آ گئے۔ صالح بن وصیف اس معاملے میں المہتدی کو اس کی واپسی گراں بتاتا تھا۔ اسے مخالفت اور نافرمانی کی طرف منسوب کرتا تھا۔ اکثر امور میں اُس پر بددعا کرتا تھا اور اس کے فعل سے خدا سے براءت مانگتا تھا۔

مذکور ہے کہ جب ہمدان کے ناظم ڈاک (پوسٹ ماسٹر) کا عریضہ موسیٰ کے وہاں سے جدا ہونے کے متعلق المہتدی کے پاس آیا تو المہتدی نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اللہ کی حمد و ثنا کے بعد کہا کہ "اے اللہ میں تجھ سے براءت چاہتا ہوں موسیٰ بن بغا کے فعل سے اور اس کے سرحد میں خلل ڈالنے سے اور اُس کے دشمن کو مباح کر دینے سے کیونکہ میں جو کچھ میرے اور اُس کے درمیان ہے اس سے معذور ہوں۔ اے اللہ اس کے حیلے کو پھیر دے جو

مسلمانوں کے ساتھ حیلہ کرے۔ اے اللہ مسلمانوں کے لشکر کی مدد کر وہ جہاں کہیں ہوں۔
اے اللہ میں اپنی نیت اور ارادے سے ہر اُس مقام پر جانے کو تیار ہوں جہاں مسلمان
مغلوب ہوں اُن کا مددگار بن کے اور ان کی مدافعت کے لیے اے اللہ مجھے میری نیت
کا اجر دے کیونکہ نیک مددگار مجھے نہیں ملے" اُس کے بعد اُس کے آنسو گرے اور
رونے لگا۔

المہتدی کی مجلس کے شاہد حال کا بیان ہے کہ سلیمان بن وہب نے آکے
کہا کہ "کیا مجھے امیر المومنین اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ جو کچھ میں اس سے
سنتا ہوں وہ موسیٰ کو لکھدوں" کہا "ہاں جو کچھ تو مجھ سے سنتا ہے لکھ دے اور اگر تو پتھر پر
کندہ کر سکے تو کر دے" وہ دونوں ہاشمی موسیٰ کو راستے میں ملے اور وہ کچھ بھی کامیاب
نہ ہوئے۔ موالی شور کرنے لگے۔ قریب تھا کہ قاصدوں پر حملہ کر دیں۔

موسیٰ نے پیام کے جواب میں یہ عذر کیا کہ "اُس کے ہمراہی سوائے امیر المومنین
کے دروازے پر حاضری دینے کے اور کوئی بات نہ مانیں گے۔ بصورت مخالفت اُسے
اپنی جان کا اطمینان نہ ہوگا" استدلال میں وہ واقعات پیش کیے جو اُس کے پاس
آنے والے قاصدوں نے دیکھے تھے۔ پھر یہ جواب لے کے پیامبر آگئے۔ موسیٰ نے اپنے
لشکر سے بھی ایک وفد پیامبروں کے ہمراہ بھیجدیا وہ لوگ ۱۲ محرم ۲۵۶ھ کو سامرا پہنچے۔

اسی سال (۲۵۶ھ میں) علی بن الحسین بن قریش نے کنجور کو چھوڑا۔ المعتز کے
زمانے میں وہ فارس میں جلائے وطن کر دیا گیا تھا۔ علی بن الحسین نے پہرہ مقرر کر کے اُسے
قید کر دیا تھا۔ جب علی بن الحسین نے یعقوب بن اللیث سے جنگ کا ارادہ کیا تو اُسے
قید سے نکالا اور سوار اور پیادہ لشکر اس کے ماتحت کیا۔ جب لوگ علی بن الحسین کو چھوڑ کر
بھاگ گئے تو کنجور الاہواز کے علاقے میں چلا گیا۔ اُس نے رام ہرمز کے علاقے میں ایک
اثر پیدا کر لیا۔ اُس کے بعد ابن ابی دلف سے مل گیا۔ ہمذان میں اُس کے پاس پہنچا۔
اس علاقے میں اُس نے وصیف کے اعزہ اور اُس کے وکلا اور اُس کی جائداد کے
معاملے میں اپنی بد اخلاقی ظاہر کی۔ اس کے بعد موسیٰ کے لشکر میں شامل ہو گیا۔ جب
موسیٰ اپنے ماتحت لشکر کے ہمراہ آیا تو صالح کو معلوم ہوا۔ اس نے المہتدی کی جانب
سے کنجور کے مقید کر کے شاہی دروازے پر بھیجنے کو لکھا۔ موالی نے اس سے انکار کیا۔

اس بارے میں خطوط کی آمد و رفت ہوتی رہی یہاں تک کہ وہ لشکر القاطول میں اترا
پھر ظاہر ہو گیا کہ صالح اُس کی مخالفت کے لیے بیٹھا تھا۔ موسیٰ صالح اور اس کے
ہوا خواہوں کی مخالفت کی بنا پر سامرا چلا گیا۔ بایکباک موسیٰ کے لشکر میں مل گیا موسیٰ
وہاں دور روز تک ٹھیرا۔ المہتدی نے اپنے اخیافی بھائی ابراہیم کو کنجور کے بارے میں
بھیجا کہ وہ اُسے اس امر سے آگاہ کرے کہ سامرا کے موالی نے کنجور کے سامرا داخل ہونے
پر قرار سے رہنے سے انکار کر دیا ہے۔ اُسے مقید کرنے اور مدینۃ السلام بھیجنے کا حکم دے۔
مگر اس بارے میں جو کچھ صالح نے سوچا تھا اس کا انتظام نہ ہوا۔ ان کا جواب یہ تھا کہ
"جب ہم سامرا میں داخل ہوں گے تو کنجور وغیرہ کے معاملے میں امیر المومنین کے
حکم پر عمل کریں گے۔"

علوی بصری کا پہلا خروج

اسی سال (۲۵۵ھ میں) نصف شوال کو بصرے کے فرات میں ایک شخص ظاہر
ہوا جس کا گمان یہ تھا کہ وہ علی بن محمد ہے۔ ابن احمد بن علی بن عیسیٰ بن زید بن علی
بن الحسین بن علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہم)۔ زنجی اس کے ساتھ ہو گئے تھے جو زمین
سے شورہ نکالتے تھے۔ وہ دجلہ کو عبور کر کے الدیناری میں اترا۔

اسباب خروج

اُس کا نام و نسب جیسا کہ بیان کیا گیا علی بن محمد بن عبد الرحیم تھا نسب
اُس کا عبد القیس میں تھا اُس کی ماں قرۃ بنت علی بن رحیب
بن محمد بن حکیم بنی اسد بن خزیمہ میں سے تھی۔ وہ رے کے دیہات میں سے
ایک گاؤں کا باشندہ تھا جس کا نام ورزنین تھا یہیں اُس کی ولادت ونشو ونما
ہوئی۔ خود اُسی کا بیان ہے کہ میرا دادا محمد بن حکیم ان باشندگان کوفہ میں سے ہے جنھوں
نے ہشام بن عبد الملک پر زید بن علی بن الحسین کے ساتھ خروج کیا تھا۔ جب زید رضی اللہ عنہ
شہید ہو گئے تو وہ بھاگ کر رے میں آ گیا۔ ورزنین میں پناہ لی اور وہیں مقیم رہا۔

دادا عبد الرحیم عبد القیس کے خاندان کا آدمی ہے جس کی ولادت الطالقان میں ہوئی وہ عراق میں آگیا اور وہیں قیام کرلیا۔ ایک سندی جاریہ خریدی جس سے اُس کا باپ محمد پیدا ہوا''

یہ وہی علی بن محمد ہے۔

یہ اس کے قبل المنتصر کی جماعت میں شامل تھا جن میں غانم الشطرنجی اور سعید صغیر اور یسر خادم تھے اُس کی معاش کا ذریعہ یہی لوگ تھے، مصاحبان سلطنت وکاتبان حکومت کی ایک جماعت تھی جن کی وہ اپنے شعر میں مدح کرتا تھا اور ان سے صلے کا خواستگار ہوتا تھا۔

سامرا سے ۲۴۹ھ میں بحرین چلا گیا۔ اور یہ دعویٰ کیا کہ وہ علی بن محمد بن الفضل ابن حسن بن عبید اللہ بن العباس بن علی بن ابی طالب ہے۔ ہجر میں لوگوں کو اپنی اطاعت کی دعوت دی۔ وہاں ایک بڑی جماعت نے اُس کا اتباع کرلیا۔ ایک دوسری جماعت منکر رہی۔ اس کے سبب سے متبعین اور منکرین میں تعصب پیدا ہوگیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ فریقین میں جنگ ہوئی۔ کچھ مخالف مارے گئے اور کچھ موالف کام آئے۔

جب یہ حادثہ ہوا تو وہاں سے الاحساء چلا گیا۔ اور بنی تمیم کے ایک قبیلے سے فریاد کی پھر بنی سعد سے جنھیں بنو الشماس کہا جاتا ہے۔ انھیں میں اس کا قیام ہوگیا۔ اہل بحرین نے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے اپنی طرف سے اسے بمنزلہ پیغمبر کے مان لیا تھا یہاں تک کہ وہاں اس کے لیے خراج جمع کیا گیا اور ان کے درمیان اُس کا حکم جاری ہوگیا۔ اس کے سبب سے ان لوگوں نے سلطنت کے متعلقین سے جنگ کی، اُس نے اُن کی ایک جماعت کثیرہ سے بدسلوکی کی جس سے وہ لوگ اُس سے برگشتہ ہوگئے تو وہ البادیہ چلا گیا۔

البادیہ جانے لگا تو اہل بحرین کی ایک جماعت اُس کے ہمراہ ہوگئی جن میں ایک شخص اہل الاحساء میں سے بھی تھا کہ وزن کرنے کا پیشہ کرتا تھا۔ اس کا نام یحییٰ بن محمد الارزق البحرانی تھا۔ وہ بنی دارم کا آزاد کردہ غلام تھا یحییٰ بن ابی ثعلب بھی ساتھ ہوگیا جو تاجر اور ہجر کا باشندہ تھا۔ بنی حنظلہ کا آزاد کردہ ایک حبشی غلام بھی تھا۔ جس کا نام سلیمان بن جامع تھا۔ وہی اس کے لشکر کا سردار تھا۔

البادیہ میں ایک قبیلے سے دوسرے قبیلے میں منتقل ہوتا رہا۔ خود اسی سے مذکور ہے کہ "اسی زمانے میں مجھے میری آیات امامت میں سے کچھ آیات دی گئی ہیں جو لوگوں کے لیے ظاہر ہیں" اسی سے یہ بھی مذکور ہے کہ "مجھے قرآن کی چند ایسی سورتیں دی گئی ہیں یاد نہ تھیں۔ وہ ایک ہی ساعت میں میری زبان پر جاری ہوگئیں۔ کہ انھیں سورتوں میں سے سبحان۔ اور الکہف۔ اور صاد ہیں"

اُس نے کہا کہ "اسی وجہ سے میں نے اپنے آپ کو اپنے بچھونے پر ڈال دیا اور اُس مقام کے بارے میں غور کرنے لگا جہاں کا ارادہ کروں۔ اور وہیں اپنا قیام کروں کیونکہ البادیہ نے میرے ساتھ شر کیا اور میں وہاں کے باشندوں کی نافرمانی سے تنگ آگیا تھا کہ مجھ پر ایک ابر سایہ فگن ہوا اور چمکنے اور گرجنے لگا۔ اُس سے رعد کی آواز برابر میرے کان میں آنے لگی۔ اُس میں مجھے خطاب کیا گیا کہ بصرے کا ارادہ کر۔ میں نے اپنے اصحاب سے کہا جو میری حفاظت کر رہے تھے کہ مجھے اُس رعد کی آواز کے ذریعے سے بصرے جانے کا حکم ملا ہے"

اسی نے بیان کیا کہ اُس کے البادیہ جانے پر وہاں کے باشندوں نے اُس کے متعلق یہ خیال کیا کہ وہ یحییٰ بن عمر ابو الحسین ہے جو کوفہ کے علاقے میں قتل ہوئے تھے۔ یہ وہم دلا کے اُس نے اُن کی ایک جماعت کو دھوکا دیا۔ وہاں اُن کی ایک بہت بڑی جماعت جمع ہوگئی جنھیں وہ بحرین کے ایک موضع میں لے گیا جس کا نام الردم تھا۔ اُن میں آپس میں جنگ عظیم واقع ہوئی جس کا دائرہ اُس پر اور اُس کے اصحاب پر محدود تھا۔ اُس جنگ میں اس کے اصحاب کا قتل عظیم واقع ہوا جس کی وجہ سے عرب کو اس سے نفرت ہوگئی۔ وہ اُسے برا سمجھنے لگے اور اُس کی صحبت سے علیحدہ ہوگئے۔

عرب اُس سے جدا ہوگئے اور البادیہ نے بھی اُس سے بدسلوکی کی تو وہاں سے وہ بصرے سے روانہ ہوگیا اور وہاں بنی ضبیعہ میں اترا۔ وہاں کی ایک جماعت تھی اس کی مطیع ہوگئی جن میں علی بن آبان المہلبی اور اُس کے دونوں بھائی محمد اور خلیل بھی تھے۔

بصرے میں اس کی آمد ۲۵۴ھ میں ہوئی۔ محمد بن رجاء الحضاری وہاں حاکم شہر تھا۔ یہ فتنہ اہل بصرہ کے قبیلۂ سعدیہ اور قبیلۂ بلالیہ کے فتنے کے موافق ہوگیا۔ اس لیے

ان دو فریق میں سے ایک کے متعلق یہ طمع ہوا کہ اُسے اپنی طرف مائل کر لے۔ اس نے اپنے اصحاب میں سے چار شخص بھیجے جو نکل کر مسجد عبّاد گئے۔ اُن میں سے ایک کا نام محمد بن سلم القصاب البحری۔ دوسرے کا بُریش القُریعی۔ تیسرے کا علی الضرّاب اور چوتھے کا الحسین الصیدنانی تھا۔ یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے بحرین میں اس کی صحبت اٹھائی تھی۔ انھوں نے اُس کی دعوت دی مگر شہر والوں میں سے کسی نے قبول نہ کیا۔ لشکر اُن کی جانب لوٹا تو وہ لوگ منتشر ہو گئے اور اُن میں سے کسی پر کامیابی نہ ہوئی۔ وہ بصرے سے نکل کر بھاگا۔ ابن رجاء نے اُس کی تلاش کی مگر پا نہ سکا۔

ابن رجاء کو اُس کی جانب اہل بصرہ کی ایک جماعت کے میلان کی خبر دی گئی تو اس نے انھیں گرفتار کر کے قید کر دیا۔ جو لوگ قید ہوئے ان میں یحییٰ بن ابی ثعلب، محمد بن الحسن الایادی، حاکم الزنج کا بیٹا علی بن محمد الاکبر، اُس کی بیوی کہ بیٹے کی ماں تھی، ساتھ ایک بیٹی بھی تھی، کہ اسی ماں کے بطن سے پیدا ہوئی تھی، اور ایک حاملہ جاریہ تھی۔ اُن سب کو اُس نے قید کر دیا۔

علوی مذکور اپنی ضرورت سے بغداد کے ارادے سے روانہ ہوا اُس کے ہمراہ محمد بن سلم اور یحییٰ بن محمد اور سلیمان بن جامع اور بریش القریعی تھے۔ البطیحہ پہنچے تو الباہلیین کا ایک مولی عمیر بن عمار جو البطیحہ کا حاکم تھا انھیں دیکھ کر کھٹک گیا۔ اس نے انھیں گرفتار کر لیا اور محمد بن ابی عون کے پاس لے گیا جو واسط میں حاکم تھا۔ اس نے ابن ابی عون سے کوئی حیلہ کیا یہاں تک کہ مع اپنے اصحاب کے اس کے ہاتھ سے رہا ہو کے مدینۃ السلام چلا گیا اور وہاں ایک سال مقیم رہا۔ وہاں اپنے کو احمد بن عیسیٰ بن زید کی طرف منسوب کیا۔ وہ یہ گمان کرتا تھا کہ اُس کے وہاں کے قیام کے لیے کچھ آیات ظاہر ہوئی ہیں۔ "اپنے اصحاب کے دلوں کا حال جانتا ہے۔ ان میں سے ہر شخص جو کچھ کرتا ہے وہ بھی جانتا ہے۔ اُس نے اپنے رب سے ایک ایسی نشانی طلب کی جو حقیقت حال بتا دے۔ تو اس نے ایک تحریر دیکھی جو اس کے لیے لکھی جاتی ہے اور وہ اُسے ایک دیوار پر دیکھتا ہے مگر کسی شخص کو اُسے لکھتے نہیں دیکھتا۔

اُس کے بعض متبعین سے مذکور ہے کہ مدینۃ السلام کے زمانۂ قیام میں ایک جماعت اس کی جانب مائل ہو گئی جن میں جعفر بن محمد الصوحانی جو زید بن صوحان

کی طرف نسوب تھا اور محمد بن القاسم اور یحییٰ بن عبدالرحمان بن خاقان کے دو غلام مشرق و رفیق تھے۔ اس نے مشرق کا نام حمزہ رکھا۔ کنیت ابو احمد رکھی رفیق کا نام جعفر رکھا اور کنیت ابو الفضل رکھی۔ یہ پورا سال مدینۃ السلام ہی میں گزرا۔ یہاں تک کہ محمد بن رجاء بصرے سے معزول کر دیا گیا۔ وہاں سے نکلا تو البلالیہ والسعدیہ کے فتنے کے سرغنوں نے ہنگامہ برپا کر دیا۔ قید خانے کھول دیئے اور جو لوگ ان میں تھے انہیں آزاد کر دیا۔ اس کے اصحاب بھی رہا ہونے والوں میں رہا ہو گئے۔ جب اسے اپنے اصحاب کی رہائی کی خبر ملی تو بصرہ روانہ ہو گیا۔ وہاں اس کی واپسی رمضان ۲۵۵ھ میں ہوئی۔ اس کے ہمراہ علی بن ابان بھی تھا جو اس سے جب ملا جب وہ مدینۃ السلام میں تھا اور یحییٰ بن محمد اور محمد بن سلم اور سلیمان بن جامع اور یحییٰ بن عبدالرحمٰن کے دونوں غلام شرق و رفیق بھی تھے۔ ان چھ آدمیوں کے پاس لشکر کا ایک شخص آیا کرتا تھا جس کی کنیت ابو یعقوب تھی اور اس نے اس کے بعد اپنا لقب جربان رکھا تھا۔ یہ سب لوگ چل پڑے۔ جاتے جاتے ایک محل میں اترے جو قصر القرشی کے نام سے مشہور اور نہر کے کنارے بنا تھا۔ موسیٰ بن المنجم کی اولاد نے یہ نہر کھدوائی تھی۔ "عمود بن منجم" کے نام سے اس کی شہرت تھی۔ اس نے یہ ظاہر کیا کہ وہ شورے کی بیع میں الواثق کے فرزند کا وکیل ہے ہمراہیوں کو تاکید کر دی کہ فرزند واثق کے وکیل کے نام سے اس کو مخاطب کریں۔ آخر وہیں مقیم ہو گیا۔

واقعات ابتدائے خروج

"شورجی" (شورہ ساز) غلاموں کی جماعت میں ایک ریحان بن صالح بھی تھا جو پہلے مصاحبت میں رہ چکا تھا۔ اس کا بیان ہے کہ "میں اپنے آقا کے غلاموں پر مقرر تھا بصرے سے آٹا لے جاتا تھا اور ان میں تقسیم کر دیتا تھا حسب معمول ایک مرتبہ لے جاتے ہوئے میں اس (علوی) کے پاس سے گزرا۔ یہ اس وقت کی بات ہے کہ قصر القرشی میں وہ مقیم تھا

ادعائے خلافت مجھے اس کے آدمیوں نے پکڑ لیا اس کے پاس لے گئے اور

حکم دیا کہ میں اُسے "امیر المومنین" کہہ کر سلام کروں۔ میں نے ایسا ہی کیا۔
پوچھا: کہاں سے آرہے ہو؟ بتایا کہ بصرے سے۔
پوچھا: ہمارے متعلق بصرے میں کوئی خبر سنی ہے؟ میں نے کہا نہیں۔
پوچھا: الزینبی کی کیا خبر ہے میں نے کہا مجھے اُس کا علم نہیں۔
پوچھا: بلالیہ اور سعدیہ کی خبر؟ میں نے کہا اس سے بھی بے خبر ہوں۔
شورجی غلاموں کے حالات دریافت کیے کہ اُن میں سے ہر غلام کو کتنا ستّو۔ کس قدر آٹا۔ کتنی کھجوریں ملتی ہیں کتنے غلام اور کتنے آزاد شورہ کا کام کرتے ہیں؟ یہ سب باتیں میں نے بتادیں۔

غلاموں کی آزادی

اُس نے مجھے اپنے طریقے کی دعوت دی۔ میں نے اُسے قبول کرلیا تو مجھ سے کہا کہ جن غلاموں پر تو قابو پائے انھیں بہانہ کرکے میرے پاس لے آ۔ وعدہ کیا کہ جن غلاموں کو بہانے سے اُس کے پاس لاؤں گا سب کی افسری مجھ ہی کو ملے گی اور میرے ساتھ انعام و اکرام سے پیش آئے گا۔
قسم دی کہ میں اُس کے مقام کی کسی کو اطلاع نہ دوں۔ اور اُس کے پاس واپس آجاؤں۔ ان مراتب کے بعد راستہ کھل گیا۔ میں اُس آٹے کو جو میرے ساتھ تھا منزل مقصود پر لایا۔

نشان آزادی

اُس دن میں اُس سے جدا رہا۔ دوسرے دن آیا تو میں نے اس طرح پایا کہ اُس کے پاس یحییٰ بن عبد الرحمٰن کا غلام "رفیق" آگیا ہے۔ جس کو اُس نے اپنی کسی ضرورت سے بصرے بھیجا تھا۔ بشر بن سالم بھی تھا۔ جو دباسین (شیرہ ساز) غلاموں میں سے تھا۔ ایک ریشمی پارچہ لایا تھا جس کے خریدنے کا اُسے حکم ملا تھا کہ اُس کا جھنڈا بنائے۔

علم خروج

اس پارچہ میں سرخی و سبزی سے آخر تک یہ آیت لکھی۔
ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ یقاتلون فی سبیل اللہ۔ (اللہ تعالیٰ نے مومنین سے اُن کی جان و مال کو جنت کے عوض مول لے لیا۔ اللہ کی راہ میں یہ لڑتے ہیں) اس آیت کے بعد اپنا اور اپنے باپ کا

نام لکھا اور کشتی کھینے کے بانس کے سرے میں اسے لٹکا دیا۔

جھنڈا چڑھا

۲۶ رمضان شب شنبہ کو سحر کے وقت نکلا۔ قصر کے آخری حصے میں پہنچا تو شورہ سازوں میں سے ایک شخص عطار کے غلام ملے جو اپنے کام پر جا رہے تھے۔ حکم کے مطابق سب کے سب گرفتار کر لیے گئے۔
اُن کا وکیل بھی ساتھ تھا۔ وہ بھی گرفتار کر لیا گیا۔ یہ سب پچاس غلام تھے۔

اُن سے فارغ ہو کے اُس مقام پر گیا جہاں السنائی (برگ سنا کے دواساز) کام کرتے تھے۔ اُن میں سے پانچ سو غلام گرفتار کر لیے جن میں ایک ابو حدید مشہور تھا۔ اُن کے وکیل کو گرفتار کرنے کا حکم دیا جو انھیں کے ساتھ دست بستہ گرفتار کر لیا گیا۔ یہ غلام ایک نہر میں تھے جو نہر مکاثر کے نام سے مشہور رہی۔

یہاں سے موضع سیرانی گیا اور وہاں سے ڈیڑھ سو غلام گرفتار کیے جن میں رزیق اور ابو الخنجر بھی تھا۔

موضع ابن عطاء گیا اور طریق صبیح الاعسر اور راشد مغربی اور راشد قرماطی کو گرفتار کیا۔ اُن کے ہمراہ اسی غلام بھی۔ موضع اسماعیل آیا جو موضع غلام سہل الطحان کے نام سے مشہور تھا۔

ترغیب و دولت

دن بھر اسی شغل میں لگا رہا۔ ہوتے ہوتے شورہ ساز غلاموں کی ایک بڑی جماعت ساتھ ہو گئی۔ اس جمعیت کو اُس نے باقاعدہ بنانا چاہا۔ سب کو یکجا کر کے کھڑے ہو کر وعظ کہا۔ امید دلائی۔ وعدہ کیا کہ انھیں سردار بنائے گا۔ رئیس بنائے گا۔ مالک بنائے گا۔ بڑی سخت سخت قسمیں کھائیں کہ اُن سے بدعہدی نہ کرے گا۔ ان کی امداد میں لگا رہے گا۔ اور ہر طرح کی نیکیاں اُن کے ساتھ کیا کرے گا۔

ترہیب فطرت

آقاؤں کو بلا کے کہا کہ "میرا ارادہ یہ ہے کہ تم لوگوں کی گردنیں ماردوں۔ اس لیے کہ تم ان غلاموں کے ساتھ بُرا برتاؤ کرتے ہو۔ تم نے انھیں کمزور سمجھ لیا ہے۔ اُن پر زبردستی قبضہ کیا ہے اور ان کے ساتھ وہ بُرا سلوک روا رکھا ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم پر حرام کیا ہے۔ ایسے کام پر اُن کو مقرر کیا ہے جس کی وہ طاقت نہیں رکھتے۔ میرے اصحاب نے تم لوگوں کے بارے میں مجھ سے

گفتگو کی ہے۔ اس لیے میں نے تم لوگوں سے کلام کرنا مناسب سمجھا"

فریب چل گیا

ان لوگوں نے جواب دیا کہ "یہ سب غلام بھگوڑے ہیں۔ وہ تیرے پاس سے بھی بھاگ جائیں گے۔ نہ تیرے پاس رہیں گے نہ ہمارے پاس۔ اس لیے ہم سے مال لے لے اور انھیں ہمارے لیے رہا کردے"

اس نے ان کے غلاموں کو بلانے کا حکم دیا وہ گروہ در گروہ لائے گئے ہر جماعت اپنے آقا اور اپنے وکیل کے سامنے کھڑی کی گئی۔ انھیں اس امر پر اپنی بیویوں کی طلاق کی قسم دی کہ نہ تو کسی کو اس کا مقام بتائیں گے اور نہ اس کے اصحاب کی تعداد۔ قسما قسمی کے بعد سب کو رہا کردیا۔ وہ لوگ بصرے چلے گئے ایک غلام کا نام عبداللہ عرف کربخا تھا۔ اس نے جاتے جاتے نہر دجیل کو عبور کیا۔ اور شورہ سازوں کو ڈرایا کہ وہ اپنے غلاموں کی حفاظت کریں۔ وہاں پندرہ ہزار غلام تھے۔ علوی عصر کی نماز پڑھ کر چلا۔ دجیل پہنچ گیا۔ بانس کی کشتیاں پائیں جو چڑھے ہوئے دریا میں داخل ہو رہی تھیں۔ انھیں سامنے کیا اور ان میں سوار ہو گیا اور اس کے اصحاب بھی سوار ہو گئے دجیل کو عبور کر کے نہر میمون تک پہنچ گئے وہاں اس مسجد میں اترا جو نہر میمون کے وسط بازار میں تھی وہیں ٹھیر گیا۔

آزادی کا خطبہ

روزمرہ یہی طریقہ رہا کہ زنجی غلام اس کے پاس عید الفطر تک جمع ہوتے رہے۔ جب صبح ہوئی تو اس نے اپنے اصحاب میں نماز عید کے لیے جمع ہونے کی منادی کرائی۔ لوگ جمع ہو گئے انھیں نے وہ بانس گاڑ دیا جس پر اس کا جھنڈا تھا۔ انھیں نماز پڑھائی اور خطبہ پڑھا۔ عوام کی بدحالی کا رونا رویا جس میں وہ مبتلا تھے کہ "اللہ تعالیٰ نے اس بدحالی سے اس کے ذریعے سے نجات دی۔ اس کا ارادہ یہ ہے کہ ان کی قدر کو بلند کرے۔ انھیں غلاموں کا اور مالوں کا اور مکانات کا مالک بنائے اور انھیں بڑے بڑے درجات تک پہنچائے" اس پر قسم بھی کھائی۔

خطبہ و نماز سے فارغ ہوا تو جو لوگ اس کی بات سمجھتے تھے انھیں یہ حکم دیا کہ وہ عوام کو سمجھادیں جو عجمی ہونے کی وجہ سے اسے نہیں سمجھ سکتے کہ اس سے ان کا دل بھی خوش ہو۔

لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ ان کاموں سے فراغت کر کے محل میں داخل ہو گیا۔ جب ایک دن گزر گیا تو اس نے نہر بور کا ارادہ کیا۔ اُس کے اصحاب کی ایک جماعت وہاں الحمیری کے پاس پہنچی جو ایک جماعت کے ساتھ تھا۔ ان لوگوں نے انھیں جنگل کی طرف نکال دیا۔ انھیں صاحب الزنج مع اپنے ہمراہیوں کے مل گیا۔ اُس نے الحمیری اور اُس کے ہمراہیوں سے جنگ کی۔ وہ لوگ بھاگ کے بطن دجلہ چلے گئے۔

فوجی ترتیب

زنجی کا ایک سرہنگ ابو صالح تھا قصیر کے لقب سے اُس کی شہرت تھی، تین سو زنجی اُس کے ماتحت تھے۔ وہ مطیع ہو گیا علوی نے اُن کو طرح طرح کی امیدیں دلائیں اور احسانات کے وعدے کیے، زنجی جو اُس کے پاس جمع ہوئے تھے جب اُن کی تعداد کثیر ہو گئی تو اپنے سردار اُن پر مامور کیے اور حکم دیا کہ "تم میں سے جو شخص کوئی آدمی لائے گا وہ آوردہ اُسی کے ساتھ شامل کر دیا جائے گا" کہا گیا ہے کہ اُس نے بیان میں الخول کی جنگ اور اپنے القندل کی زمین شور جانے سے پہلے اپنے سردار مقرر نہیں کیے تھے۔

جنگی طیاری

ابن ابی عون ولایت واسط سے ولایت الأبلہ اور دجلے کے دیہات کی طرف منتقل کر دیا گیا۔ مذکور ہے کہ اُسے اس دن کہ اپنے سردار مقرر کیے یہ خبر ملی کہ الحمیری اور عقیل اور نائب ابن ابی عون جو الابلہ میں مقیم تھا سب لوگ اُس کی طرف بڑھے اور نہر طین پر اُترے، اُس نے اپنے اصحاب کو الزیقیہ جانے کا حکم دیا جو "بادآورد" کے زیریں علاقے میں ہے۔ وہ لوگ وہاں نماز ظہر کے وقت پہنچے، نماز پڑھی اور جنگ کی تیاری کی، اُس دن اُس کے لشکر میں صرف تین ہی تلواریں تھیں۔ ایک تلوار اُس کی۔ ایک علی بن ابان کی اور ایک محمد بن سلم کی۔

سامان مقابلہ

ظہر و عصر کے درمیان المحمدیہ کی طرف واپس جانے کے ارادے سے وہ مع اپنے اصحاب کے اُٹھ کھڑا ہوا۔ علی بن ابان کو پیچھے کیا اور حکم دیا کہ جو اُس کے پیچھے آئے اُس سے خبردار رہے۔ خود لوگوں کے آگے روانہ ہو کے المحمدیہ پہنچ گیا۔ نہر پر بیٹھ گیا اور اس کی اجازت سے سب نے پانی پیا۔ ہمراہی بھی

اُس کے پاس پہنچ گئے۔علی بن ابان نے اُس سے کہا کہ" ہم اپنے پیچھے ایک چمک دیکھ رہے تھے اور ایک جماعت کی آہٹ سُن رہے تھے جو ہمارا پیچھا کر رہی تھی۔ معلوم نہیں کہ چلے گئے یا ہمارا ہی قصد کر رہے ہیں"۔ اُس کی بات ختم نہ ہونے پائی تھی کہ وہ جماعت پہنچ گئی اور زنجی ہتھیار ہتھیار پکارنے لگے۔مفرج النوبی نے جس کی کنیت ابو صالح تھی اور ریحان بن صالح اور فتح حجام نے سبقت کی۔

بلبل سے چراغ گل ہوا

فتح کھانا کھا ہی رہا تھا کہ شور سن کے اُٹھ کھڑا ہوا۔سامنے جو رکابی تھی لے لی اور کھاتا ہوا آگے بڑھا۔اُس کے ہمراہی بھی آگے آ گئے۔شورہ سازوں کا ایک شخص ملا جس کا نام بلبل تھا جب فتح نے دیکھا تو اُس پر حملہ کر دیا اور وہ رکابی کھینچ ماری جو اُس کے ہاتھ میں تھی۔بلبل اپنے ہتھیار پھینک کے پیٹھ پھیر کے بھاگا۔اُس کے ساتھی بھی بھاگے جو چار ہزار تھے۔وہ اپنے منھ کے بل چلے گئے اور جو قتل ہونا تھے وہ قتل ہو گئے۔بعض ان میں پیاسے مر گئے ایک جماعت گرفتار ہو گئی۔صاحب الزنج کے پاس لائے گئے تو اُس کے حکم سے اُن کی گردنیں مار دی گئیں۔سر اُن خچروں پر لادے گئے جو شورہ سازوں سے لیے تھے۔ جن پر شورہ ڈھویا جاتا تھا۔

تدبیر

صاحب الزنج آگے بڑھا۔قادسیہ پہنچا۔یہ مغرب کا وقت تھا۔گاؤں سے بنی ہاشم کے کسی آزاد کردہ غلام نے نکل کر اُس کے اصحاب پر حملہ کر دیا اور ایک شخص کو قتل کر ڈالا۔یہ خبر اُس کے پاس آئی تو اُس کے اصحاب نے درخواست کی کہ" ہمیں اس گاؤں کے لوٹ لینے اور اپنے ساتھی کا قاتل طلب کرنے کی اجازت دے"۔ اُس نے جواب دیا کہ" سردست اُس کا موقع نہیں۔جب تک کہ ہم اُس قوم کی حالت نہ معلوم کر لیں کہ اُس قاتل نے جو کچھ کیا اُن کی رائے سے کیا۔اور اُن سے یہ سوال نہ کر لیں کہ وہ اُسے ہمارے حوالے کر دیں۔حوالے کر دیا تو خیر ورنہ ہمارے لیے اُن کا قتال جائز ہو گا"۔

تدبیر

چلنے میں جلدی کی۔لوگ لوٹ کر نہر میمون آ گئے۔اُسی مسجد میں قیام کیا جہاں ابتدا میں قیام کیا تھا۔کشتوں کے سر جو اُس کے ہمراہ لدے ہوئے تھے لٹکا دیے گئے۔ابو صالح النوبی کو اذان کا حکم دیا۔اُس نے اذان کہی اور اُسے

امیر المومنین کہہ کے سلام کیا۔ وہ کھڑا ہوا اور اپنے اصحاب کو عشا کی نماز پڑھائی۔ اُس شب کو وہیں سویا۔ صبح کو چلا کرخ میں گزرا۔ راستہ طے کیا۔ ظہر کے وقت ایک گاؤں میں آیا کہ "وُجبیٰ" کے نام سے مشہور تھا۔ ایک گھاٹ سے جس کا راستہ بتایا گیا تھا دجیل کو عبور کیا۔ گاؤں میں داخل نہیں ہوا۔ اُس کے باہر ہی قیام کیا۔ باشندوں کو بلا بھیجا۔ اُن کے اور اہل کرخ کے بڑے آدمی اُس کے پاس آئے۔ اُنھیں اپنے اصحاب کی مہمانداری کے انتظام کا حکم دیا۔ جو کچھ اُس نے چاہا انتظام کیا گیا۔ شب اُنھیں میں بسر کی۔

فطرت اور بداوت

جب صبح ہوئی تو جُبّی کے ایک شخص نے مشکی گھوڑا ہدیۃً دیا۔ گھوڑا تو ملا مگر نہ زین تھا نہ لگام۔ رسّی باندھ کے سوار ہوا۔ اوپر کھجور کی چھال کس دی۔ ایک مقام پر پہنچا جو العباسی العتیق کے نام سے مشہور تھا۔ وہاں السیب تک کے لیے ایک رہبر لیا۔ یہ ایک گاؤں کی نہر تھی۔ جو الجعفریہ کے نام سے مشہور تھا۔

غنیمت

گاؤں کے باشندے اُس سے ڈر کے وہاں سے بھاگ گئے۔ علوی داخل ہوگیا۔ جعفر بن سلیمان کے گھر میں ٹھیرا جو سر بازار تھا۔ اُس کے اصحاب بازار میں پھیل گئے اور ایک شخص کو جسے وہ پا گئے تھے اُس کے پاس لائے۔ اُس نے اُن سے ہاشمیین کے وکلا کو دریافت کیا۔ اُس نے بتایا کہ وہ لوگ الاجمہ میں ہیں، اُس نے ایک شخص کو بھیجا جس کا لقب جُریان تھا۔ وہ اُن کے رئیس کو اُس کے پاس لایا جو یحیٰی بن یحیٰی عرف الزبیبی الزیادیین کے موالی میں سے تھا۔ پھر اُس نے اُس سے مال مانگا۔ اُس نے کہا کہ میرے پاس کوئی مال نہیں ہے۔ اُس نے اُس کی گردن مارنے کا حکم دیا۔ اُسے قتل کا خوف ہوا تو کسی چیز کا اقرار کیا جسے اُس نے چھپایا تھا۔ اُس نے کسی کو اُس کے ہمراہ روانہ کیا جو دو سو پچاس دینار اور ایک ہزار درہم لایا۔ یہ سب سے پہلی چیز تھی جس میں اُسے کامیابی ہوئی۔

مرکب

وکلائے ہاشمیین کے مواشی کو پوچھا۔ اُس نے اُسے تین ترکی گھوڑے بتائے۔ ایک مشکی۔ ایک شقر۔ ایک ابلق اشہب۔ اُس نے اُن میں سے ایک ابن سلم کو دیا۔ دوسرا یحیٰی بن محمد کو اور تیسرا یحیٰی بن عبد الرحمن کے غلام کو۔ رفیق اُس

خچر پر سوار ہوتا تھا جس پر اسباب لادا جاتا تھا۔

اسلحہ

ایک زنجی کو بنی ہاشم کا ایک گھر مل گیا جس میں ہتھیار تھے۔ اسے ان لوگوں نے لوٹ لیا۔ النوبی الصغیر ایک تلوار لایا۔ اسے صاحب الزنج نے لے لیا اور یحییٰ بن محمد کو دے دی۔ جس سے زنجیوں کے ہاتھ میں تلواریں آگئیں۔ اور ہتھیار میسر آئے۔

پہلی فتح

یہ رات اُس نے السیب میں گزاری۔ صبح ہوئی تو یہ خبر آئی کہ رمیس اور الحمیری اور عقیل الابلی السیب پہنچ گئے ہیں۔ اُس نے یحییٰ بن محمد کو پانچ سو آدمیوں کے ہمراہ بھیجا جن میں سلیمان اور ریحان بن صالح اور ابو صالح النوبی الصغیر بھی تھے۔ انھوں نے قوم کا مقابلہ کر کے انھیں شکست دی۔ کشتی اور ہتھیار لے لیے۔ جو اُس مقام پر تھا وہ بھی بھاگ گیا۔

عہد و پیمان

محمد بن یحییٰ نے واپس آکر اس واقعے کی خبر دی۔ وہ اُس دن ٹھیرا۔ دوسرے دن المذار کے ارادے سے روانہ ہوا۔ اہل جعفریہ سے یہ عہد لیا کہ اُس سے وہ قتال نہ کریں گے۔ نہ اُس کے خلاف کسی کو مدد دیں گے اور نہ اُس سے کچھ چھپائیں گے۔

ہزیمت

نہر سیب کو عبور کر کے ایک گاؤں پہنچا جو قریۃ الیہود کے نام سے مشہور اور دجلے کے راستے میں واقع تھا۔ وہاں پھر رمیس کا ساتھ ہو گیا جو ایک جماعت کے ساتھ تھا۔ اُس روز بر ابر اُن سے قتال لڑتا رہا۔ چند ساتھی گرفتار ہو گئے ایک جماعت تیروں سے مجروح ہوئی۔ محمد بن ابی عون کا ایک غلام جو رمیس کے ہمراہ تھا قتل کر دیا گیا۔ ایک کشتی غرق ہو گئی۔ ملاح گرفتار کر لیا گیا اور اُس کی گردن ماردی گئی۔

"شیطان کا پہاڑ"

وہ اُس مقام سے المذار کے ارادے سے روانہ ہو کے اُس نہر تک پہنچا جو بامداد کے نام سے مشہور ہے تو اُس کے آگے بڑھ کے جنگل میں نکل گیا۔ ایک باغ اور ایک ٹیلہ دیکھا کہ جبل الشیاطین کے نام سے مشہور تھا۔ وہ اُس پر بیٹھ گیا۔ ساتھیوں کو صحرا میں ٹھیرا دیا اور خود نگرانی کرتا رہا۔

شبل سے مذکور ہے کہ میں دجلے پر اُس کا مخبر تھا۔ میں نے اُسے یہ خبر کہلا بھیجی کہ رمیس دجلے کے کنارے کسی ایسے شخص کی تلاش میں ہے جو اُس کا

پیام پہنچادے۔ اُس نے اُس کے پاس علی بن ابان اور محمد بن سَلم اور سلیمان بن جامع کو روانہ کیا۔ جب وہ لوگ اُس کے پاس آئے تو اُس نے پیغام دیا:

دعوت مصالحت

اپنے صاحب سے میرا اسلام کہو کہ تو تجھے اپنی جان پر امان ہے۔ روئے زمین پر تو جہاں چاہے جا۔ کوئی شخص تجھ سے مزاحمت نہ کرے گا۔ ان غلاموں کو اُن کے مالکوں کو واپس کردے۔ اپنے لیے ہر غلام کے بدلے پانچ دینار لے لے۔"

ردِّ دعوت

سفرائے صلح نے اس گفتگو کے بعد مراجعت کی۔ علوی کے پاس آئے۔ پیغام سُنایا۔ وہ اُس پر غضبناک ہوا اور قسم کھائی کہ "وہ ضرور لوٹے گا۔ رئیس کی بیوی کا شکم چاک کرڈالے گا۔ اُس کا گھر جلادے گا اور خونریزی کرے گا۔"

قبولِ ردّ

سفرا یہ پیغام لے کے رئیس کے پاس گئے اور وہی جواب دے دیا جس کا انھیں حکم دیا گیا تھا۔ رئیس نے یہ سنا تو دجلے کے بالمقابل موضع میں واپس جا کے ٹھیر گیا۔

ابراہیم بن جعفر جو ہمدانی مشہور تھا پاس آیا۔ علوی اُسی وقت اُس سے مل چکا تھا۔ ابراہیم اُس کے پاس خطوط لایا تھا جو اُس نے پڑھ لیے، عشا کی نماز پڑھ لی تو ابراہیم نے آ کے کہا کہ "المذار جانے کی رائے نہیں ہے۔"

پوچھا پھر کیا رائے ہے۔

کہا: واپسی، عبادان اور میان روداں کے باشندے تیری بیعت کر چکے۔ سلیمانیوں نے امامت تسلیم کرلی ہے۔ جماعت بلالیہ جو فوہتہ القندل و ابرسان میں چھوڑی تھی وہ تیرے منتظر ہیں۔

نتیجۂ ردّ وقبول

زنجیوں نے کہ رئیس کے ترغیبی وعدے سُن چکے تھے، ابراہیم کی باتیں سنیں تو خوف زدہ ہو گئے کہ ایسا نہ ہو کوئی حیلہ کیا ہو اور اس بہانے انھیں اُن کے آقاؤں تک پہنچانا چاہتا ہو۔ اس خوف سے کچھ تو نکل بھاگے اور کچھ پریشانی کے ساتھ ادھر اُدھر چل دیے۔

دلاسا

محمد بن سلم آیا اور اُسے ان کی پریشانی سے آگاہ کیا۔ اُن میں سے جسے

بھاگتا تھا وہ بھاگ گیا۔ اُس نے اُسی رات کو سب کے جمع کرنے کا حکم دیا مصلح کو بلایا۔ زنجی اور فراتی کو علیحدہ علیحدہ کیا۔ مصلح کو حکم دیا کہ وہ انہیں یہ بتا دے کہ "وہ سب کو یا کسی ایک کو اُن کے آقاؤں کو واپس نہ کرے گا۔" اس پر سخت سخت قسمیں کھائیں اور کہا کہ "تم میں سے کچھ لوگ مجھے گھیر لیں۔ اگر مجھ سے بدعہدی محسوس ہو تو ہلاک کر ڈالیں۔" یقینیہ غلام جمع ہوئے۔ یہ الغرابتہ اور القرماطیون اور النوبیتہ کے لوگ تھے جو عربی زبان اچھی طرح بولتے تھے۔ اُن سے بھی اُس نے اسی طرح کی قسم کھائی۔ ذمہ داری کی۔ اپنی طرف سے بھروسا دلایا اور یہ تنبیہ کی:

وجہ خروج

میں کسی دُنیاوی غرض کے لیے نہیں نکلا۔ اللہ کے لیے غیظ و غضب کے جذبے نے باہر نکالا ہے۔ یہ دیکھ کے کہ لوگوں کے دین میں فساد آگیا ہے خروج کرنا پڑا۔ خبردار ہو کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ ہر جنگ میں تمہارے ساتھ بذات خود شریک ہوں گا۔ اور اپنے آپ کو تمہارے ساتھ خطرے میں ڈالوں گا۔"

سب لوگ خوش ہو گئے اور اُسے دعائے خیر دی۔

تزویر

صبح ہوئی۔ ایک شورہ ساز غلام کو جس کی کنیت ابو منارہ تھی حکم دیا، اُس نے بگل بجایا جس کی آواز پر لوگ جمع ہو جاتے تھے۔ وہ روانہ ہو کے نہر السیب آیا۔ وہاں الحمیری اور رئیس اور محمد ابن ابی عون کے ایک ساتھی کو پایا۔ اُس نے ایک پوشیدہ پیام کے ساتھ "مشرق" کو اُن کے پاس بھیجا۔ وہ جواب لایا تو صاحب الزنج نہر تک گیا۔ محمد بن ابی عون کا ساتھی آیا۔ سلام کیا اور کہا کہ "ہمارے صاحب کی جزا تیری طرف سے یہ نہ ہونا چاہیے کہ تو اُس کے علاقے میں فساد کرے۔ اُس کی جانب سے واسط میں تیرے ساتھ جو کچھ احسان ہو چکا ہے وہ تو جانتا ہے۔"

اُس نے کہا کہ "میں تم سے جنگ کرنے نہیں آیا۔ اس لیے اپنے ساتھیوں سے کہہ دو کہ مجھے راستہ دے دیں کہ تمہارے پاس سے گزر جاؤں۔"

عہد شکنی پر ملامت

نہر سے دجلے کی طرف نکلا۔ دیر نہ ہوئی تھی کہ لشکر اس طرح آیا کہ اہل جعفریہ بھی مسلح تھے۔ ایک شخص بڑھا جس کی کنیت ابو یعقوب تھی اور جربان مشہور تھا۔ اُن سے کہا کہ "اے اہل جعفریہ۔ کیا تم نہیں جانتے کہ

کیا کیا سخت سخت قسمیں تم نے کھائی تھیں کہ ہم سے نہ لڑو گے، ہمارے خلاف کسی کو مدد نہ دو گے۔ اور جب ہم میں سے کوئی شخص تمہارے پاس گزرے گا تو اس کی مدد کرو گے۔"

جواب میں شور و فریاد کے ساتھ آوازیں بلند ہوئیں، ان لوگوں نے تیر اور پتھر مارے۔

لکڑی کے سہارے بیڑا پار

وہاں ایک گاؤں تھا جس میں تقریباً تین سو لکڑیاں تھیں (جو کنوئیں پر گراری کے لیے لگائی جاتی ہیں) حسب الحکم یہ سب لکڑیاں لے لی گئیں اور ان میں سے ایک کو ایک سے جوڑ کے تختے تیار کر لیے گئے، جب کام کے قابل ہو گئے تو پانی میں اتار دیے۔ جنگ آور سپاہی سوار ہو کے اس قوم سے ملے جو جعفریہ کی تھی، انھی لوگوں میں سے ایک شخص کا بیان ہے کہ کنوئیں کی لکڑیوں کے تیراتے سے پہلے علی بن ابان عبور کر کے آیا پھر لکڑیاں جمع کی گئیں، پہلے زنجی پار گئے، وہ نہر کے کنارے سے ہٹ گئے تھے، پھر ان لوگوں میں تلوار چلائی، مخلوق کثیر مقتول ہوئی۔ قیدی لائے گئے جو تہدید و توبیخ کر کے چھوڑ دیے گئے، ایک شورہ ساز غلام کو کہ سالم الزغاوی مشہور تھا، ان لوگوں کے پاس بھیجا جو جعفریہ میں گھس گئے تھے کہ اس نے انھیں واپس کر دیا ہے، منادی کرادی کہ "خبردار۔ میں اس شخص سے بری الذمہ ہوں جو اس گاؤں سے کچھ لوٹے یا اس کے کسی آدمی کو قید کرے۔ جو ایسا کرے گا تو اس کے لیے دردناک سزا جائز ہو جائے گی۔"

پہنچا تھا دام سخت قریب آشیانے کے

نہر سیب کے مغربی جانب سے مشرقی جانب عبور کر گیا، رؤسائے اصحاب جمع ہو گئے، گاؤں سے بقدر ایک تیر پرتاب کے بڑھا تھا کہ پیچھے سے شور کی ایک آواز سنی جو جو وسط نہر سے آرہی تھی، پلٹ کے دیکھا کہ رئیس اور الحمیری اور ابن ابی عون کا ساتھی پاس آ گئے، انھیں اہل جعفریہ کا حال معلوم ہو گیا، زنجیوں نے اپنے آپ کو ان پر ڈال دیا، چار کشتیاں مع ان کے ملاحوں اور جنگ آوروں کی گرفتار کر لیں، کشتیوں کو مع ان لوگوں کے جو ان میں سوار تھے نکالا۔ جنگ آوروں کو بلا کر دریافت کیا تو انھوں نے بتایا کہ

" رہیس اور ابن ابی عون کے ساتھی نے اُس وقت تک نہیں چھوڑا کہ انھیں سوار نہیں کرلیا۔ گاؤں والوں نے رہیس کو برانگیختہ کیا۔ اُس سے اور ابن ابی عون کے ساتھی سے بہت بڑے مال کی ذمہ داری لی، شورہ سازوں نے اپنے غلاموں کی واپسی پر ہر غلام پر اُس سے پانچ پانچ دینار کا ذمہ لیا،

اُڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہوگئے

" نمیری " اور " حجام " کے نام سے جو دو غلام مشہور تھے ان کا حال پوچھا تو اُس نے کہا کہ النمیری تو اب تک اُن کے ہاتھ میں گرفتار ہے، حجام کے متعلق اُس علاقے کے باشندوں نے بیان کیا کہ وہ ان کے علاقے میں چوری اور خوں ریزی کیا کرتا تھا اس لیے اُس کی گردن ماردی گئی اور لاش کو نہر ابوالاسد پر لٹکا دیا گیا،

جب اُس نے حال معلوم کرلیا تو سب کی گردنیں مارنے کا حکم دیا، سوائے ایک شخص کے سب کی گردنیں ماردی گئیں، یہ شخص جو بچ گیا اس کا نام محمد بن حسن البغدادی تھا، اُس نے قسم کھائی کہ وہ مطیع ہے نہ اُس پر تلوار کھینچی ہے نہ جنگ کی ہے، اُسے رہا کردیا گیا۔ سر اور نیزے خچروں پر لاد لیے۔ کشتیاں جلادی گئیں اور روانہ ہوگیا، نہر فرید آیا، پھر ایک نہر تک پہنچا جو الحسن بن محمد القاضی کے نام سے مشہور تھی، اُس پر ایک پل بنا تھا جو مواضع جعفریہ اور القفص کے درمیان واقع تھا،

دیہات کے رہنے والوں میں سے بنی عجل کی ایک جماعت اُس کے پاس آئی، اپنے آپ کو پیش کیا جو پاس تھا سب اُسی کی راہ میں لگا دیا، اُس نے جزائے خیر کی دعا دی، اُن کی مزاحمت کرنے کی ممانعت کردی، وہاں سے روانہ ہوکے ایک نہر پر آیا جو بفشا کے نام سے مشہور تھی، گاؤں لب نہر آباد تھا، اُس کے باہر ٹھیرا۔ یہ گاؤں دجیل کے سر راہ تھا۔ اُس کے پاس کرخ کے لوگ آئے۔ سلام کیا، دعا دی، اور اُس کی خواہش کے مطابق میزبانی کی،

سجود یہود

ایک شخص خیبر کا یہودی آیا جس کا نام ماندویہ تھا، اس کا ہاتھ چوما۔ سجدہ کیا، وہ سمجھا کہ یہ سجدہ بطور شکرانۂ دیدار کے ہے، یہودی سے اُس نے بہت سے مسائل دریافت کیے جن کے جواب اُس نے دیے۔ اب یہ گمان ہوا کہ یہودی کو توراۃ میں میرا تذکرہ ملا ہے اور وہ میری موافقت میں (مسلمانوں سے)

لڑنا مناسب سمجھتا ہے۔

علامات موعودہ تورات

جسمانی نشانی دریافت کی ذکہ ایسا شخص جو اللہ کے لیے مسلمانوں پر خروج کرے گا، تورات میں اُس کی جسمانی علامتیں کیا کیا مذکور ہیں، یہودی نے وہی علامتیں بتائیں جو اس خارجی کے جسم میں تھیں، خارجی نے وہ علامتیں اپنے جسم پر دکھائیں، یہودی اسے پہچان گیا (کہ واقعی یہی علامتیں تورات میں مذکور ہیں) رات بھر دونوں یک جا رہے اور باتیں کیا کیے،

مزہ منھ کا بدلنے کے لیے

جس دن اُترتا تھا مع اپنے چھ ساتھیوں کے لشکر سے علٰحدہ رہتا تھا اُس روز اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو نبیذ سے روکتا نہ تھا۔ لشکر کی حفاظت محمد بن مسلم کے سپرد کرتا تھا،

آخر شب میں اہل کرخ میں سے ایک شخص آیا کہ رمیس اور المفتح اور دیہات کے رہنے والے جو متصل ہیں اور عقیل اور اہل الابلہ پاس آگئے ہیں، اُن کے ہمراہ الدبیلا مسلح ہے، الحمیری اہل فرات کی ایک جماعت کے ہمراہ ہے، وہ لوگ اسی شب کو نہر میمون کے پل کی طرف گئے پل کو کاٹ دیا کہ عبور کو روک دیں صبح ہوئی، حسب الحکم زنجیوں کو پکارا گیا، وہ عبور کر کے دبیل گئے، خود اُس نے کرخ کے آخری حصے کی طرف رخ کیا، نہر میمون پر آیا تو نہر کے پل کو کٹا ہوا پایا، لوگوں کو نہر کے شرقی جانب اور پل کی کشتیوں کو نہر کے اندر پایا، الدبیلا کو کشتیوں میں اور دیہات والوں کو مختلف خالی کشتیوں میں، اپنے ساتھیوں کو پیچھے رہنے کا حکم دیا کہ آویزش کی نوبت نہ آنے پائے، بیچ کے گوہر جائیں، خود لوٹا اور گاؤں سے سو ہاتھ کے فاصلے پر بیٹھ گیا، جب اُن لوگوں نے کسی کو نہ دیکھا جو اُن سے قتال کرے تو حال معلوم کرنے کے لیے ایک جماعت نکلی، اُس نے ایک جماعت کو حکم دیا تھا جو گاؤں میں آکر اس طرح چھپ گئے تھے کہ سب سے اُن کی آمد پوشیدہ رہی تھی، اُن میں سے جو نکلا اُس کے نکلنے کی جب آہٹ پائی تو حملہ کر دیا۔ بائیس آدمیوں کو قید کر لیا۔ بقیہ کی طرف دوڑے۔ ایک جماعت کو نہر کے کنارے قتل کر دیا، اُس کے پاس سر اور قیدی لے کے پلٹے تو باہمی گفتگو کے بعد سب کی گردنیں مارنے اور سروں کے محفوظ رکھنے کا حکم دیا فیہ، انتہا تک

مقیم رہا۔ وہ اُن کی آوازیں سُن رہا تھا کہ بات بن گئی،

ایک بدوی امان مانگتا ہوا آیا، اُس نے اُس سے نہر کی گہرائی پوچھی تو اُس نے کہا کہ "میں ایک ایسی جگہ جانتا ہوں جو پایاب ہے۔ قوم اپنی پوری جماعت کے ساتھ اُس سے قتال کی تیاری کر رہی ہے" وہ اُس شخص کے ساتھ چل کے ایک مقام پر آیا جو المہدیہ سے بقدر ایک میل کے تھا، وہ اپنے آگے نہر میں گھسا، لوگ اس کے پیچھے گھسے، اُسے اُس کے تابع نے جو الرملی مشہور تھا اُٹھا لیا اور چوپایوں کے ذریعے سے عبور کر گیا، جب نہر کی شرقی جانب پہنچا تو دوبارہ نہر میمون کی طرف پلٹ کے مسجد میں اُتر گیا، سر لٹکا دیے گئے، اُس روز وہاں مقیم رہا، رئیس کا پورا لشکر جبل کے وسط میں اُتر گیا، انھوں نے اُس موضع میں قیام کیا جو نہر بردالخیار کے مقابلے میں اقشی کے نام سے مشہور تھا، کسی کو خبر رسانی کے لیے بھیجا جس نے وہاں قیام کرنے کی خبر دی اُس نے اسی وقت ایک ہزار آدمی روانہ کیے جو اُس مقام کی شور زمین پر کہ اُس نہر کے دہانے پر تھی ٹھیر گئے، اُن سے یہ کہا کہ اس سے علوی نے کہا کہ اگر وہ لوگ تمھارے پاس مغرب کی جانب سے آئیں تو خیر ورنہ مجھے اطلاع دو عقیل کو ایک خط لکھا جس میں یاد دلایا تھا کہ اس نے باشندگانِ الابلہ کی ایک جماعت کے ساتھ اُس سے بیعت کی ہے، رئیس کو لکھا جس میں اُسے اپنے متعلق السیب کا اس امر کا حلف یاد دلایا کہ وہ اس سے قتال نہ کرے گا۔ اور سلطنت کی خبروں سے آگاہ کرتا رہے گا۔ یہ دونوں خط کسی کاشتکار کے ساتھ اُسے یہ حلف دینے کے بعد کہ وہ اُنکے پاس پہنچا دیگا، اُن دونوں کو بھیج دیے اور خود نہر میمون سے اُس شور زمین کے ارادے سے روانہ ہو گیا جہاں اُس نے اپنا مخبر تیار کیا تھا،

غارتگری

قادسیہ اور شیفیا پہنچا تو وہاں ایک شور کی آواز سنی اور تیر باری دیکھی، وہ جب روانہ ہوتا تھا تو گاؤں سے بچتا تھا اور اُن میں داخل نہیں ہوتا تھا، اُس نے محمد بن سلم کو حکم دیا کہ ایک جماعت کے ساتھ شیفیا جائے اور وہاں کے باشندوں سے سوال کرے کہ وہ اُس کے ساتھیوں میں سے اُس شخص کے قاتل کو سپرد کر دیں جو گزرنے کے وقت اُن کے ساتھ تھا،

ابن سلم نے واپس آ کے اطلاع دی کہ گاؤں والوں کا ایسا گمان ہے کہ بنی ہاشم اس شخص کے محافظ و نگراں ہیں، اس لیے ہم اُس پر قابو نہیں رکھتے علوی نے غلاموں کو آواز دی اور انھیں دونوں گاؤں لوٹ لینے کا حکم دیا۔

گاؤں لوٹ لیے

علوی نے غلاموں کو آواز دی کہ دونوں گاؤں لوٹ لیے جائیں۔ اس حکم کے مطابق دونوں گاؤں سے بکثرت سامان، اسباب، دینار، درہم، جواہر، زیور اور سونے چاندی کے برتن لُٹ گئے۔ اہل قریہ کے غلام اور عورتیں گرفتار کرلی گئیں۔ اس سے پہلے کبھی ایسی کارروائی نہیں کی تھی۔ لوگ ایک مکان پر کھڑے ہوگئے جس میں شورے والوں کے جو دہ غلام تھے جن پر دروازہ بند کردیا گیا تھا۔ انھیں گرفتار کرلیا۔ ہاشمیوں کے آزاد کردہ غلام کو لائے جو اُس کے ساتھی کا قاتل تھا۔ محمد بن سلم کے حکم سے اُس کی گردن ماری گئی۔

منع شراب

گاؤں سے عصر کے وقت نکلا اور اُس شور زمین میں اُترا جو بردالخیار کے نام سے مشہور ہے۔ مغرب کا وقت ہوا تو اُس کے پاس چھ ساتھیوں میں سے کوئی آیا اور یہ اطلاع دی کہ اُس کے ساتھی اُن شرابوں اور نبیذوں کے پینے میں مشغول ہوگئے ہیں جو انھوں نے قادسیہ میں پائی ہیں۔ وہ محمد بن سلم اور یحییٰ بن محمد کے ہمراہ اُن کے پاس گیا اور انھیں آگاہ کیا کہ یہ انھیں جائز نہیں۔ اس دن اُس نے نبیذ کو حرام کردیا، اور اُن سے کہا کہ تم لوگ اُن لشکروں سے لوگے جن سے قتال کروگے لہٰذا نبیذ کا پینا اور اُس کا شغل ترک کرو۔ انھوں نے اس کی یہ بات مان لی۔

بر سر جنگ

صبح ہوئی تو ایک حبشی غلام آیا جس کا نام فاتویہ تھا، اس نے یہ خبر دی کہ رئیس کے ساتھی دجیل کے شرقی جانب پہنچ گئے ہیں اور دریا کے کنارے کی طرف نکلے ہیں۔ اُس نے علی بن ابان کو بلا کے حکم دیا کہ زنجیوں کو لے جائے اور اُن لوگوں سے جنگ کرے۔ مشرق کو بلا کے اُس سے اصطرلاب لیا، آفتاب کا اندازہ کیا، اور وقت پر نظر کی، اُس کے بعد اُس نہر کے پل پر گزرا جو بردالخیار کے نام سے مشہور ہے، لوگ اُس کے پیچھے تھے۔

نہر کے شرقی جانب پہنچے تو لوگ علی بن ابان سے مل گئے، رئیس اور عقیل کے ساتھیوں کو انھوں نے دریا کے کنارے اور الدبیلا میں اس طرح کشتیوں پر سوار پایا کہ وہ تیر اندازی کر رہے تھے انھوں نے اُن پر حملہ کر کے مقتل عظیم برپا کر دیا، دجیل کی غربی جانب سے ایک آندھی آئی جس نے کشتیوں کو اٹھا کے کنارے کے قریب کر دیا، زنجی دوڑے کشتیوں میں جسے پایا قتل کر دیا۔ رئیس اور اس کے ساتھی نہر الدیر کی جانب بھاگے جو اقشی کے راستے میں تھی، اپنی کشتیوں کو اس طرح بے حرکت چھوڑ دیا کہ یہ گمان ہو کہ وہ مقیم ہے عقیل اور ابن ابی عون کا ساتھی اس طرح دجلے کی جانب بھاگ رہے تھے کہ کسی طرف رخ نہ کرتے تھے۔

صاحب الزنج نے الدبیلا کی کشتیوں میں جو کچھ تھا اُس کے نکالنے کا حکم دیا۔ قاقویہ اُن کے اندر اترا کہ تلاش کرے۔ الدبیلا کے ایک آدمی کو پایا جسے حیلے سے نکالنا چاہا مگر اُس نے انکار کیا۔ آلۂ جارحہ (سرنائے) ساتھ تھا۔ جس سے اس کی کلائی پر ایک ایسی ضرب لگائی کہ ایک رگ کٹ گئی۔ دوسرا وار پاؤں پر کیا اور ایک پٹھا کاٹ دیا۔ قاقویہ نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا، سر پر ایک ایسی ضرب لگائی کہ وہ گر پڑا، اُس کے بال پکڑ لیے سر کاٹ لیا اور صاحب الزنج کے پاس لایا جس نے چند دینار انعام کے ساتھ یحییٰ بن محمد کو حکم دیا کہ اُسے سو زنجیوں پر سردار بنادے۔

صاحب الزنج ایک گاؤں کی طرف چلا گیا جو المہلبی کے نام سے مشہور تھا اور ان کے مقابل تھا۔ زنجی جنھوں نے عقیل اور ابن ابی عون کے نائب کا تعاقب کیا تھا واپس آ گئے۔

اُس نے ایک کشتی کو گرفتار کیا جس میں دو ملّاح تھے حال دریافت کیا تو اُنھوں نے کہا کہ ہم نے اُن کا تعاقب کیا تو اُنھوں نے اپنے آپ کو کنارے کی طرف ڈال دیا اور اس کشتی کو چھوڑ دیا تو ہم اُسے لے آئے۔ اُس نے اُن دونوں ملاحوں سے دریافت کیا تو اُنھوں نے بتایا کہ عقیل نے اُن دونوں کو زبردستی اپنی فرمانبرداری پر مجبور کیا اور اطاعت کے بر عمال کے طور پر اُن کی

عورتوں کو قید کر لیا۔ تمام ملاحوں کے ساتھ جو اُس کے مطیع بنے تھے، یہی روش رکھی۔

اُس نے اُن دونوں سے اہل الدبیلا کے آنے کا سبب دریافت کیا، اُنھوں نے کہا کہ عقیل نے اُن سے مال کا وعدہ کیا تو وہ اُس کے ساتھ ہو گئے۔ اُن کشتیوں کے متعلق دریافت کیا جو قشی میں کھڑی تھیں۔ اُنھوں نے کہا کہ یہ رمیس کی کشتیاں ہیں اور وہ اُنھیں چھوڑ گیا ہے اور دن چڑھتے ہی بھاگ گیا ہے۔

یہ سُن کے وہ لوٹا، اُن کشتیوں کے مقابل ہوا تو زنجیوں کو حکم دیا، وہ پانی میں اُتر گئے اور پاس لے آئے جو کچھ اُس میں تھا اُن سے لٹوا لیا اور کشتیاں جلا دی گئیں، المہلبیہ گاؤں میں گیا جس کا نام تنغت تھا اُس کے قریب اُتر گیا اور اُس کے لوٹ لینے اور جلا دینے کا حکم دیا چنانچہ وہ لوٹ لیا اور جلا دیا گیا۔ نہر المادیان پر روانہ ہوا، وہاں اُسے نخلستان ملے جنھیں جلا دینے کا حکم دیا۔

اُس علاقے میں صاحب الزنج اور اُس کے ساتھیوں کے فساد کے متعلق اور امور بھی تھے جن کا ذکر ہم نے ترک کر دیا کیونکہ وہ بڑے نہ تھے، اگرچہ اُس کے تمام امور بڑے ہی تھے۔

جسے پایا مار ڈالا بڑی جنگوں میں سے وہ جنگ تھی جو بازار الریان میں ترکوں میں سے اُس شخص کے ساتھ ہوئی جس کی کنیت ابو ہلال تھی اُس کے سرداروں میں سے ایک سردار سے جو ریحان کہلاتا تھا مذکور ہے کہ یہ ترک اس بازار میں اُن لوگوں کے پاس اس طرح پہنچا کہ اس کے ہمراہ تقریباً چار ہزار آدمی یا اس سے زائد تھے۔ مقدمے میں وہ جماعت تھی جن کے پاس جھنڈے اور طبل تھے۔ زنجیوں نے اُن پر ایک بہادرانہ حملہ کیا، کسی نے جھنڈے والے کو گرا دیا اور اُن دو لکڑیوں سے اُسے مارا جو اُس کے ہاتھ میں تھیں، اُسے پچھاڑ دیا اور وہ جماعت بھاگی۔ زنجی ٹوٹ پڑے، ابو ہلال کے ساتھیوں میں سے تقریباً

پندرہ سو آدمی قتل کر دیے۔ بعض نے ابو ہلال کا تعاقب کیا مگر اسے پا نہ سکا کیونکہ وہ گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر تھا۔ اُن کے اور شکست پانے والوں کے درمیان تاریکی شب حائل ہوگئی۔ صبح ہوئی تو اُس نے ان لوگوں کے تعاقب کا حکم دیا۔ متعاقبین اُس کے پاس قیدیوں اور سروں کو لائے، تو اُس نے تمام قیدیوں کو قتل کر دیا۔

اس جنگ کے بعد افواج خلافت کے ساتھ اُس کی دوسری لڑائیاں بھی ہوئیں، سب میں اُسی کی فتح رہی۔

بھونکنے کی آواز

اس معاملے کی ابتدا جیسا کہ صاحب الزنج کے ایک قائد (ریحان) کی زبانی مذکور ہے یہ ہے کہ اس سال کی جس کا ہم نے ذکر کیا کسی رات کو اُن دروازوں میں جو عمرو بن مسعدہ کے نام سے منسوب تھے، کتے کی آواز آئی۔ دریافت کا حکم دیا کہ یہ آواز کدھر سے آتی ہے۔ ایک شخص پھر پھرا کے آیا اور بتایا کہ مجھے تو کچھ نظر نہ آیا۔ کتے کی آواز پھر آئی۔ ریحان کا بیان ہے کہ اب کے اُس نے مجھے بلایا کہ اس بھونکنے والے کتے کے مقام پر تو جا۔ وہ ضرور کسی آدمی کو دیکھ کر بھونکتا ہے۔ میں گیا تو میں نے دیکھا کہ وہ کتا پل پر ہے اور میں نے کچھ نہ دیکھا۔ میں بلند ہوا تو کیا دیکھا کہ ایک شخص وہاں کی سیڑھیوں میں بیٹھا ہے، میں نے اُس سے بات کی جب اُس نے مجھے سنا کہ میں عربی بولتا ہوں تو کہا میں سیران بن عفو اللہ ہوں، تمہارے سردار کے پاس اُس کی بصرے کی جماعت کے خطوط لایا ہوں۔ یہ سیران اُن لوگوں میں سے تھا جنھوں نے بصرے کے زمانہ قیام میں صاحب الزنج کی صحبت اُٹھائی تھی۔

میں نے اُسے گرفتار کر لیا اور اُس کے پاس لے گیا اُس نے وہ خطوط پڑھے الزینبی اور اُن چند شخصوں کو دریافت کیا جو اُس کے ساتھ تھے، اُس نے کہا کہ الزینبی نے تیرے لیے الخول اور المطوعہ اور البلالیہ اور السعدیہ کو تیار کیا ہے، وہ لوگ مخلوق کثیر ہیں، اور وہ تیرے مقابلے کے لیے اُن کے ساتھ بیان میں ہے۔ اُس نے اُس سے کہا کہ اپنی آواز آہستہ کر تاکہ

غلام تیری خبر سے ڈر نہ جائیں،

دریافت کیا کہ کون شخص اس لشکر کی سرداری کرے گا؟ اُس نے جواب دیا: ایک شخص جو ابو منصور کے نام سے مشہور ہے نامزد کیا گیا ہے، اور وہ ہاشمیوں کا آزاد کردہ غلام ہے۔ پوچھا: کیا تو نے اُن کی جماعت دیکھی ہے؟ اُس نے کہا ہاں، اور اُن لوگوں نے اُن کے باندھنے کے لیے جن پر وہ فتح پائیں گے رسیاں تیار کی ہیں۔ پھر اُس نے اُس مقام پر واپس جانے کو کہا۔

سیران علی بن ابان اور محمد بن سلم اور یحییٰ بن محمد کے پاس واپس آیا، اُن سے باتیں کرنے لگا یہاں تک کہ صبح نمودار ہو گئی۔ اس کے بعد صاحب الزنج روانہ ہوا یہاں تک کہ اُس نے اُن لوگوں کو معلوم کر لیا۔ جب وہ ترسے کے پچھلے حصے اور بر سونا اور بیان کی سنداداں تک پہنچا تو ایک جماعت اُس کے سامنے آگئی جو اس سے قتال کا ارادہ رکھتی تھی، اُس نے علی بن ابان کو حکم دیا وہ اُن کے پاس آیا اور انھیں شکست دی، اُن کے ہمراہ سوزنجی تھے، اُن سب کو گرفتار کر لیا۔

ریحان نے بیان کیا کہ میں نے خود سنا کہ وہ اپنے ساتھیوں سے کہہ رہا تھا کہ جو کچھ تم لوگ دیکھتے ہو یہ ہم لوگوں کے معاملے کے مکمل ہونے کی علامات میں سے ہے کہ وہ لوگ اپنے غلاموں کو لاتے ہیں اور تمہارے سپرد کر جاتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ تمہاری تعداد کو بڑھاتا ہے، اس کے بعد وہ روانہ ہو کے بیان تک پہنچ گیا، مجھے اور اپنے ساتھیوں میں سے ایک جماعت کو المجر اُس قافلے اور لشکر کی تلاش میں روانہ کیا جو بیان کی غربی جانب النخل کے کنارے تھا ہم لوگ روانہ ہو گئے، وہاں انیس سو کشتیاں پائیں اور اُن کے ساتھ مجاہدین کی ایک جماعت کو جنھوں نے کشتیوں کو روک لیا ہے۔ جب اُنھوں نے ہمیں دیکھا تو کشتیوں کو چھوڑ دیا اور سلیمان عرایا کو عبور کر کے جوبک کی طرف چلے گئے، ہم نے کشتیوں کو چلایا اور اس کے پاس پہنچا دیا۔ اُس نے فرش کرنے کا حکم دیا جو اُس کے لیے ایک بلند جگہ پر بچھا دیا گیا اور وہ بیٹھ گیا۔

کشتیوں میں ایک جماعت حجاج کی تھی جو بصرے کے راستے پر جانا چاہتے تھے، وہ بقیہ دن سے غروب آفتاب تک ان سے باتیں کرتا رہا، اور وہ لوگ اُس کی ہر بات میں تصدیق کرتے رہے۔ اور یہ کہنے لگے کہ اگر ہمارے پاس زائد نفقہ ہوتا تو ہم لوگ ضرور تیرے ساتھ قیام کرتے، اُس نے انھیں اُن کی کشتیوں میں واپس کر دیا، جب صبح ہوئی تو انھیں کشتیوں سے نکالا اور قسم دی کہ کسی کو اُسی کے ہمراہیوں کی تعداد نہ بتائیں گے اور اُس کی حالت کو اُن لوگوں سے کم کر کے بتائیں گے جو اُن سے اُس کے بارے میں دریافت کرے گا،

ان لوگوں نے اپنے ساتھ کا ایک فرش اُس کے روبرو پیش کیا، چنانچہ اُس نے اُسے اپنے ساتھ کے فرش سے بدل دیا، اور انھیں اس امر پر قسم دی کہ اُن کے ہمراہ کوئی سرکاری مال نہیں ہے اور نہ تجارت کا۔ انھوں نے کہا کہ ہمارے ساتھ شاہی ملازمین میں سے ایک آدمی ہے، اُس نے اُس کے حاضر کرنے کا حکم دیا، وہ حاضر کیا گیا تو اُس نے قسم کھائی کہ وہ شاہی ملازمین میں سے نہیں ہے، وہ ایک ایسا شخص ہے جس کے ساتھ جوتے ہیں کہ اُس نے انھیں بصرہ لے جانے کا ارادہ کیا ہے، وہ کشتی والا بلایا گیا جس کشتی میں یہ شخص پایا گیا تھا، اُس نے اُس کے لیے قسم کھائی کہ وہ بشبک (جوتے) کا تاجر ہے اس لیے اُس نے اُسے سوار کر لیا ہے، اُس نے اُسے چھوڑ دیا اور حجاج کو بھی رہا کر دیا وہ سب چلے گئے،

باشندگان سلیمانان بیان کے راستے پر اُس علوی کے روبرو نہر کی شرقی جانب چل رہے تھے۔ اُس کے ساتھیوں نے اُن سے بات کی، انھی میں حسین الصید نانی بھی تھا جو بصرے میں اُس کے ساتھ رہا تھا، وہ ان چار اشخاص میں سے ایک تھا جو مسجد عباد میں ظاہر ہوئے تھے۔ وہ شخص اُس دن اُس سے مل گیا، اُس نے تعجب سے پوچھا کہ اس وقت تک تو نے کیوں دیر کی؟ صید نانی نے معذرت کی کہ میں پوشیدہ تھا جب یہ لشکر نکلا تو اُسی کے غول میں داخل ہو گیا،

کہا: مجھے اس لشکر کا حال بتا کہ کون لوگ ہیں اور کتنی تعداد میں ہیں؟
اُس نے کہا کہ میرے سامنے غلاموں میں سے بارہ سو مجاہد نکلے اور زنجی کے ساتھیوں میں سے ایک ہزار اور بلالیہ اور سعدیہ میں سے تقریباً دو ہزار اور سواروں میں سے دو سو۔ جب یہ لوگ الابلّہ پہنچے تو اُن کے اور وہاں کے باشندوں کے درمیان اختلاف ہو گیا، ایک نے دوسرے پر لعنت کی، غلاموں نے محمد بن ابی عون کو گالیاں دیں، میں نے عثمان کے کنارے پر اُنھیں پیچھے چھوڑا ہے اور میرا خیال ہے کہ وہ لوگ کل صبح کو تیرے پاس پہنچیں گے۔

کہا: جب وہ ہمارے پاس آئیں گے تو اُن کا کیا کرنے کا ارادہ ہے؟
اس نے کہا: اُن کا ارادہ سنداد ان بیان سے سواروں کو داخل کرنے کا ہے، اُن کے پیادے نہر کے دونوں کناروں سے تیرے پاس آئیں گے۔
جب صبح ہوئی تو اُس نے مخبر روانہ کیا کہ حال معلوم کرے، وہ مخبر بوڑھا کمزور اور معذور منتخب کیا کہ اُس سے مزاحمت نہ کی جائے، مخبر اُس کے پاس واپس نہ آیا۔ پھر جب اُس نے دیر کی تو فتح حجام کو تین سو آدمیوں کے ساتھ روانہ کیا اور یحییٰ بن محمد کو سنداد ان بھیجنے کا حکم دیا کہ وہ بیان کے بازار میں نکلے، فتح اُس کے پاس آیا اور خبر دی کہ قوم بہت بڑی جماعت کے ساتھ اُس کی طرف آ رہی ہے، اُنھوں نے نہر کے دونوں جانب کا راستہ اختیار کیا ہے، اُس نے سیلاب کو پوچھا تو کہا گیا کہ اب تک نہیں آیا۔ پھر کہا کہ اُن کے سوار اب تک داخل نہیں ہوئے،
محمد بن سلم اور علی بن ابان کو اُس نے حکم دیا کہ وہ دونوں اُن لوگوں کے لیے کھجور کے باغ میں بیٹھیں، اور وہ خود ایک پہاڑ پر بیٹھ گیا، کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ جھنڈے اور آدمی نظر آئے، لوگ اُس زمین تک آ گئے جو ابو العلاء البلخی کے نام سے مشہور ہے جو دبیران کا کنارہ ہے، اُس نے زنجیوں کو حکم دیا، اُنھوں نے تکبیر کہی پھر اُن پر حملہ کر دیا، وہ دبیران میں اُن کے پاس پہنچ گئے، اس کے بعد غلاموں نے حملہ کیا جن کے آگے ابو العباس بن ایمن عرف ابو الکباش

اور بشیر قیسی تھے، پھر زنجی واپس ہو کے اُس پہاڑ پر پہنچ گئے، پلٹ پڑے اور سامنے جم گئے۔ ابو الکباش نے فتح حجام پر حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا، اور ایک غلام کو پا گیا جس کا نام دینار تھا، اُسے بھی چند ضربیں ماریں، زنجیوں نے ان پر حملہ کیا اور وہ بیان کے کنارے اُن کے پاس پہنچ گئے، انھیں تلواروں پر لے لیا۔

ریحان نے کہا کہ میں محمد بن سلم کو اچھی طرح جانتا ہوں کہ اس نے ابو الکباش کو مارا، اُس نے اپنے آپ کو زمین میں ڈال دیا، ایک زنجی اُس کے پاس پہنچ گیا اور اُس کا سر کاٹ لیا۔ لیکن علی بن ابان ابو الکباش اور بشیر قیسی کے قتل کا دعویٰ کرتا تھا کہ سب سے پہلے جس نے میرا مقابلہ کیا وہ بشیر قیسی تھا، اُس نے مجھے مارا اور میں نے اُسے مارا، مگر اُس کی ضرب میری ڈھال پر پڑی اور میری ضرب اُس کے سینے اور پیٹ میں پڑی۔ میں نے اُس کے سینے کی پسلیوں کو بیچ دیا اور اُس کا پیٹ چاک کر ڈالا، وہ گر پڑا، میں نے اس کا سر کاٹ لیا، ابو الکباش نے میرا مقابلہ کیا، ہم میں آویزش ہو رہی تھی کہ ایک زنجی پیچھے سے اُس کے پاس آیا، اُس نے اپنے ہاتھ کی لاٹھی سے اُس کی دونوں پنڈلیوں پر ایسا مارا کہ دونوں ٹوٹ گئیں، وہ گر پڑا، میں اُس کے پاس آیا، کوئی روک نہ تھی، میں نے اُسے قتل کر کے سر کاٹ لیا اور دونوں سروں کو صاحب الزنج کے پاس لایا۔ محمد بن الحسن بن سہل نے کہا کہ میں نے صاحب الزنج سے سنا کہ اس کے پاس علی بن ابان ابو الکباش اور بشیر قیسی کے سر لایا، میں ان دونوں کو پہچانتا نہیں تھا، یہ دونوں آگے آ گئے تھے، میں نے ان کو قتل کر دیا، یہ حالت دیکھی تو سب ہمراہی بھاگ گئے۔

ریحان سے مذکور ہے کہ لوگ بھاگے اور ہر طرف جانے لگے، اور زنجیوں نے نہر بیان تک اُن کا تعاقب کیا، نہر کا پانی اُتر گیا تھا، جب وہاں پہنچے تو کیچڑ میں دھنس گئے جس کے باعث اُن میں سے اکثر قتل ہوئے، زنجی اپنے ساتھی دینار کے پاس سے گزرنے لگے جسے ابو الکباش نے مارا تھا

اور وہ زخمی پڑا ہوا تھا، وہ لوگ اُسے غلاموں میں سے سمجھتے تھے اور اُسے ہتھیلوں سے مار رہے تھے، یہاں تک کہ وہ ادھ موا ہو گیا، ایک شخص اُس کے پاس گزرا جو اُسے پہچانتا تھا، وہ اُسے صاحب الزنج کے پاس اٹھا لے گیا جس نے اُس کے زخموں کے علاج کا حکم دیا،

ریحان کا بیان ہے کہ وہ قوم نہر بیان کے دہلنے پر پہنچی جسے ڈوبنا تھا وہ ڈوب گیا، وہ کشتیاں پکڑلی گئیں جن میں گھوڑے تھے کہ یکایک ایک شخص کشتی سے اشارہ کرتا نظر آیا، ہم لوگ اُس کے پاس آئے تو اُس نے کہا کہ نہر شریکان کے اندر جاؤ کیونکہ وہاں اُن کا پوشیدہ لشکر ہے، یحییٰ بن محمد اور علی بن ابان داخل ہوئے، یحییٰ نے نہر کا غربی کنارہ اختیار کیا اور علی بن ابان اُس کے شرقی کنارے سے روانہ ہوا، کیا دیکھا کہ قریب ایک ہزار کے مغربی لشکر پوشیدہ ہے اور اُن کے ساتھ حسین الصید نانی قید ہے، جب ان لوگوں نے ہمیں دیکھا تو حسین پر حملہ کر کے اُسے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا، پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور اپنے نیزے دراز کر دیئے، ظہر تک قتال کرتے رہے پھر زنجی اُن پر ٹوٹ پڑے، سب کو قتل کر دیا، اُن کے ہتھیار جمع کر لیے، اور اپنے لشکر واپس آ گئے، اپنے سردار کو بیان کے کنارے بیٹھا پایا، اور اُس کے پاس کچھ اوپر تیس جھنڈے لائے گئے تھے اور تقریباً ایک ہزار سر جن میں بہادر غلاموں کے اور بڑے بڑے شجاعوں کے سر بھی تھے، کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ اُس کے پاس اُس دن کے بہادر کو لائے، میں نے اُسے نہیں پہچانا، پھر یحییٰ آیا کہ وہ بہادر اُس کے سامنے تھا، اُس نے اُسے پہچان کے مجھ سے کہا کہ یہ غلاموں کا بہادر ہے، کیوں تو نے اُسے باقی رکھا ہے، آخر اُس کی گردن ماردی گئی،

صاحب الزنج نے اُس دن اور اُس رات قیام کیا، جب صبح ہوئی تو اُس نے مخبر کو دہلے کے کنارے روانہ کیا، جس نے آ کے خبر دی کہ دہلے میں دو کشتیاں ہیں جو جزیرے سے ملی ہوئی ہیں، جزیرہ اُس وقت قندل کے دہانے پر تھا، اُس نے مخبر کو عصر کے بعد واپس کیا تا کہ حال معلوم کرے، جب

مغرب کا وقت ہوا تو اُس کے پاس ابوالعباس آیا جو اس کے بیٹے کا بڑا ماموں تھا ہمراہ لشکر کا ایک آدمی تھا جس کا نام عمران تھا اور وہ اسی ابوالعباس کی ماں کا شوہر تھا، اُس کے ساتھیوں نے اُن دونوں کے لیے صف باندھ لی اور دونوں کو بلایا، عمران نے اُسے ابن ابی عون کا پیام پہنچا دیا اور درخواست کی کہ وہ بیان کو عبور کر جائے تاکہ اُس کے علاقے سے جدا ہو جائے، اُسے یہ بتایا کہ اُس نے اُس کے راستے سے تکلیف دور کر دی ہے، اُن کشتیوں کے پکڑنے کا حکم دیا جو بیان کو گزرتی ہیں، اُس کے ساتھی الجھ گئے۔

سُلیمان میں دو سو کشتیاں پائیں جن میں چند پیمانہ آٹا تھا، سب کشتیاں پکڑ لی گئیں، اُن میں کپڑے پائے گئے، دس زنجی بھی تھے، اس نے لوگوں کو کشتیوں میں سوار ہونے کا حکم دیا، مغرب کے وقت جب مد (پانی کا چڑھاؤ) آیا تو اُس نے عبور کیا، ساتھیوں نے دہانۂ قندل کے مقابل عبور کیا، ہوا تیز ہو گئی، ابو دلف چھوٹ گیا، اس کے ساتھ وہ کشتیاں تھیں جن میں آٹا تھا جب صبح ہوئی تو ابو دلف اُس کے پاس پہنچا اور بتایا کہ ہوا اُسے عمران کے خاروان کی طرف لے گئی تھی، گاؤں والے اُس کو مع ہمراہیوں کے گرفتار کرنا چاہتے تھے مگر دفع ہو گئے، پچاس زنجی آگئے، پاس پہنچے یہ وہ روانہ ہو گئے قندل میں داخل ہوا پھر معلی بن ایوب کے گاؤں میں اتر گیا، ساتھی دیاتک پھیل گئے، وہاں اُنھوں نے تین سو زنجی پائے جن کو پکڑ لائے، اُنھوں نے معلی بن ایوب کے وکیل کو بھی پایا، وکیل سے مال طلب کیا تو اُس نے کہا کہ میں بوسان تک عبور کروں تو تیرے پاس مال لاؤں، اُس نے اُسے چھوڑ دیا اور وہ چلا گیا، پھر واپس نہیں آیا، دیر ہوئی تو حسب الحکم وہ گاؤں لوٹ لیا گیا،

ریحان سے مذکور ہے کہ میں نے صاحب الزنج کو دیکھا کہ وہ ہمارے ساتھ اُس دن لوٹ رہا تھا، میرا ہاتھ اور اُس کا ہاتھ ایک سیسے ہوئے اونی جُبّے پر پڑ گیا تھا، اُس کا کچھ حصہ اُس کے ہاتھ میں چلا گیا اور کچھ میرے ہاتھ میں، وہ

مجھے کھینچنے لگا، یہاں تک کہ میں نے اُسے اُس کے لیے چھوڑ دیا، اس کے بعد وہ روانہ ہو کے نہر کی غربی جانب قندل کے کنارے زینبی کے اسلحہ خانے تک پہنچ گیا، وہ جماعت اُس کے مقابلے پر جم گئی جو اس اسلحہ خانے میں تھی، وہ لوگ سمجھتے تھے کہ مقابلے کی طاقت رکھتے ہیں مگر عاجز آ گئے، دو سو کے قریب تھے، سب۔ کے سب مار ڈالے گئے، وہ رات کو محل میں سویا صبح کو مد (پانی کے چڑھاؤ) کے وقت قندل کی زمین شور کے ارادے سے روانہ ہوا، اُس کے ساتھیوں نے نہر کے دونوں کنارے اختیار کر لیے، منذران پہنچے تو گاؤں میں داخل ہو کے اُسے لوٹ لیا، یہاں زنجیوں کی ایک جماعت پائی، وہ انھیں اُس کے پاس لے آئے، اُس نے سب کو اپنے سرداروں میں تقسیم کر دیا،

قندل کے پچھلے حصے میں گیا اور کشتیوں کو اُس نہر میں ڈالا جو الحسنی کے نام سے مشہور ہے اور نہر صالحی سے مل جاتی ہے، کسی ساتھی سے مذکور ہے کہ اسی جگہ لوگ سردار بنائے گئے تھے، اس سے اُس نے انکار کیا کہ اس کے قبل سردار بنائے گئے ہوں، اُس کے ساتھی نہروں میں منتشر ہو گئے، دبّا کے چوراہے پر پہنچے تو ایک شخص کو پایا جو سافل بصرہ کے کھجور والوں میں سے تھا، محمد بن جعفر المریدی نام تھا، وہ اسے اس کے پاس لے آئے اُس نے اُسے سلام کیا اور اُسے پہچان لیا، بلالیہ کو پوچھا اُس نے کہا کہ میں انھیں کا پیام لے کے تیرے پاس آیا تھا لیکن زنجی مل گئے اور وہ مجھے تیرے پاس لے آئے۔ وہ لوگ تجھ سے شرائط دریافت کرتے ہیں، جب وہ شرائط تو انھیں بتا دے گا تو وہ تیری بات سنیں گے اور اطاعت کریں گے، اُس نے اُسے وہ شرائط سنا دیے اور اُن کا سرپرست بننے کی ذمہ داری کر لی، اس کے بعد اُس نے اُسے چھوڑ دیا اور اُس کے ساتھ ایک شخص کو روانہ کیا، وہ وہاں سے واپس آ گیا تھا، چار دن تک اُس کے انتظار میں ٹھیرا رہا مگر وہ نہیں آیا، پانچویں دن روانہ ہوا، اُس نے وہ کشتیاں چھوڑ دی تھیں جو اُس کے ساتھ نہر میں تھیں، خشکی کے راستے کو اختیار کیا جو

نہر داورہ دانی اور نہر حسنی اور نہر صالحی کے درمیان تھا، ایک لشکر کو نہر امیر کی جانب سے سامنے آتے دیکھا جس میں تقریباً چھ سو سوار تھے، اُس کے ساتھی تیزی سے نہر داور دانی کی طرف چلے گئے، لشکر غربی جانب تھا، اُن سے اُن لوگوں نے طویل گفتگو کی، معلوم ہوا وہ اعراب کی ایک جماعت تھی جس میں عنترہ بن جحنا و ثمال بھی تھا، اُس نے محمد بن سلم کو اُن کے پاس بھیجا جس نے ثمال اور عنترہ سے گفتگو کی اُن دونوں نے صاحب الزنج کو دریافت کیا تو اُس نے کہا "وہ کیا ہے"۔

اُن دونوں نے کہا ہم اُن سے گفتگو کرنا چاہتے ہیں،
وہ اُس کے پاس آیا اور اُسے اُن دونوں کی گفتگو کی اطلاع دے کے کہا کہ اگر تو اُن دونوں سے گفتگو کرلے تو مناسب ہے،
اُس نے اُسے جھڑک دیا کہ یہ مکاری ہے، زنجیوں کو قتال کا حکم دیا، اُنھوں نے نہر کو عبور کیا تو اُس لشکر نے رخ پھیر لیا اور سیاہ جھنڈا بلند کیا اور سلیمان برادر زینبی اُن کے ساتھ تھا، صاحب الزنج کے ساتھی لوٹ آئے اور وہ جماعت بھی واپس ہو گئی، اُس نے محمد بن سلم سے کہا کہ میں نے تجھے بتایا نہیں تھا کہ اُن لوگوں کا ارادہ صرف ہمیں دھوکا دینا ہے،
دبا کو کوچ کیا، اُس کے ساتھی نخلستان میں منتشر ہو گئے، بھیڑ اور گائے لائے اور ذبح کرنے اور کھانے لگے، اُس رات کو وہ وہیں رہا، جب صبح ہوئی تو روانہ ہو کے الارخنج میں داخل ہوا جو المطہری مشہور ہے، یہ وہ ارخنج ہے جو نہر امیر کو جاتا ہے جو فیاض کے دونوں جانب سے اُس کے متقابل ہے، وہاں اُنھوں نے شہاب بن العلاء العنبری کو پایا، اُس کے ساتھ غلاموں کی ایک جماعت بھی تھی، اُن لوگوں نے جنگ کی، شہاب کو مع اپنی ہمراہی جماعت کے شکست ہوئی، شہاب فیاض چلا گیا، وہاں صاحب الزنج کے ساتھیوں نے چھ سو شورہ ساز غلام پائے، اُنھیں گرفتار کر لیا محافظوں کو قتل کر دیا اور اُن کو اُس کے پاس لے آئے، وہ روانہ ہو کے قصر جوہری پہنچ گیا جو زمین شور براکمہ پر ہے، اُس رات کو وہیں رہا، جب صبح ہوئی تو

اُس زمین شور پر پہنچا جو نہر دینار سے شروع ہوتی ہے اور اُس کا آخری حصہ نہر محدث تک پہنچتا ہے، وہاں ٹھیر کے اپنے ساتھیوں کو جمع کیا اور انھیں یہ ہدایت کی کہ جب تک میں حکم نہ دوں بصرے جانے کی جلدی نہ کریں، اُس کے ساتھی لوٹنے کے لیے منتشر ہو گئے، وہ رات اُس نے وہیں بسر کی،

صاحب الزنج بصرے میں

بیان کیا گیا ہے کہ صاحب الزنج اُس زمین شور سے جو نہر دینار سے شروع ہوتی ہے اور اُس کا آخری حصہ نہر محدث تک پہنچتا ہے اپنے ساتھیوں کو وہاں جمع کرنے کے بعد بصرے کے ارادے سے روانہ ہوا۔ جب نہر ریاح کے سامنے آیا تو اُس کے پاس زنجیوں کی ایک جماعت آئی اور انھوں نے اُسے بتایا کہ نہر ریاح میں تلوار دیکھی ہے، ہنوز تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ لوگ ہتھیار ہتھیار پکارنے لگے، پھر اُس نے علی بن ابان کو وہاں جانے کا حکم دیا، وہ جماعت نہر دینار کے شرقی جانب تھی، اُس نے تقریباً تین ہزار کی جماعت کے ساتھ عبور کیا، صاحب الزنج نے ساتھیوں کو اپنے پاس جمع کیا اور علی سے کہا کہ اگر تجھے زیادہ آدمیوں کی ضرورت ہو تو مجھ سے مدد مانگنا، وہ جب روانہ ہوا تو اُس حرکت کی وجہ سے جو زنجیوں نے اُس سمت کے خلاف سے دیکھی جدھر علی روانہ ہوا تھا، چلّائے کہ "ہتھیار ہتھیار"، واقعہ دریافت کیا تو خبر دی گئی کہ اُس کے پاس ایک جماعت اُس گاؤں کی طرف سے آئی ہے جو نہر حرب جعفریہ کے راستے میں ہے، اُس نے محمد بن سلم کو اُس جانب روانہ کیا،

ریحان سے مذکور ہے کہ میں بھی اُن لوگوں میں تھا جو محمد کے ساتھ

روانہ ہوئے تھے، یہ ظہر کا وقت تھا، ہم اُس قوم کے پاس جعفریہ میں پہنچ گئے
ہمارے اور اُن کے درمیان عصر کے آخر وقت تک جنگ جاری رہی،
زنجیوں نے اُن پر ایسا زبردست حملہ کیا کہ انھوں نے شکست کھا کے پشت
پھیر لی، لشکر اور اعراب اور بصرے کے قبیلۂ بلالیہ اور سعدیہ کے پانچ سو
آدمی مقتول ہوئے، فتح غلام ابی شیث بھی اُس دن اُن کے ساتھ تھا،
وہ بھی پشت پھیر کر بھاگا، فیروز کبیر نے اُس کا تعاقب کیا، جب اُس نے
دیکھا کہ اُس کی جستجو میں کوشاں ہے تو خود جو سر پر تھا پھینک مارا، اُس نے
اُسے اپنی ڈھال کھینچ ماری، اُس نے لوہے کی زرہ کھینچ ماری جو اُس کے
جسم پر تھی، اور نہر حرب میں اُس کے پاس پہنچ گیا، فتح نے اپنے آپ کو اُس نہر میں ڈال دیا،
پھر بھاگ گیا، فیروز واپس آیا، اس کے پاس وہ سب ہتھیار تھے جو فتح نے
ڈال دیے تھے، یہ سب صاحب الزنج کے پاس لے آیا،

شبل کا بیان ہے کہ ہم نے سُنا اُسی دن فتح کو نہر حرب پر فتح ہوئی تھی، میں نے
یہ بات الفضل بن عدی الدارمی سے بیان کی تو اُس نے کہا کہ میں اس دن
سعدیہ کے ساتھ تھا، فتح پر لوہے کی زرہ نہ تھی، صرف زرد رنگ کی ایک
ریشمی صدری تھی، اُس نے اُس دن اتنا قتال کیا کہ کوئی شخص اُس سے قتال
کرنے والا نہ رہا، نہر حرب پر آیا اور اُس پر سے کود کے غربی جانب پہنچ گیا،
فیروز کا حال نہ معلوم ہوا،

ریحان نے کہا کہ میں فیروز سے اُس کے صاحب الزنج کے پاس
پہنچنے سے پہلے ملا تو اُس نے مجھ سے اپنا اور فتح کا قصہ بیان کیا اور
مجھے ہتھیار دکھائے، لوگ چھینے ہوئے مال لینے کو بڑھے، میں نے نہر دینار کا
راستہ اختیار کیا، ایک شخص ایک کھجور کے درخت کے نیچے ملا جو ریشمی ٹوپی،
سرخ موزے اور عبا پہنے تھا، میں نے اُسے گرفتار کر لیا، اُس نے مجھے اپنے
پاس کے خطوط دکھائے کہ یہ اہل بصرہ کے خطوط ہیں، میں نے عمامہ اُس کی
گردن میں ڈال دیا اور کھینچ لایا، اُسے اُس کا حال بتا دیا، نام پوچھا تو کہا کہ میں
محمد بن عبداللہ ہوں، میری کنیت ابو اللیث ہے، اصبہان کا باشندہ ہوں،

تیرے پاس میں محض تیری صحبت کی رغبت سے آیا ہوں، اُس نے اُسے قبول کرلیا،

کچھ دیر ہوئی تھی کہ تکبیر سنی، یکایک علی بن ابان پاس آیا، اُس کے ساتھ ابوا للیث القواریری کا سر تھا، بیان کیا کہ قواریری جماعت بلالیہ کے ناموروں میں تھا، وصیف زہری اُس کا قاتل ہے، اُس کے ساتھ العبدان الکسیبی کا سر تھا، جماعت بلالیہ کے سرداروں میں اُس کی شہرت تھی، واقعہ دریافت کیا تو اُس نے بتایا کہ جن لوگوں سے اُس نے قتال کیا اُن میں ابوا للیث اور عبدان سے زیادہ جنگجو کوئی نہ تھا، اُس نے اُن لوگوں کو شکست دے کے ایک گزرنے والی نہر میں ڈال دیا، ساتھ جو کشتیاں تھیں اُنھیں غرق کر دیا،

محمد بن سلم آیا جس کے ساتھ بلالیہ کا ایک قیدی تھا جسے شبل نے قید کیا تھا، اس کا نام محمد الازرق القواریری تھا، اس کے ساتھ بہت سے سر تھے،

قیدی کو بلا کے دونوں لشکر والوں کو پوچھا تو اُس نے جواب دیا کہ جو لوگ نہر ریاح میں تھے اُن کا سردار ابو منصور زینبی تھا اور جو لوگ نہر حرب کے متصل تھے اُن کا سردار سلیمان برادر زینبی تھا جو اُن کے پیچھے صحرا کے باہر تھا،

تعداد دریافت کی تو کہا کہ میں شمار نہیں کرسکتا سوائے اس کے کہ اتنا جانتا ہوں کہ اُن کی تعداد بہت تھی،

اُس نے محمد القواریری کو رہا کر کے شبل کے ساتھ شامل کر دیا، اور روانہ ہو کے سبخۂ جعفریہ پہنچ گیا، وہیں مقتولین کے درمیان اپنی رات گزاری، صبح ہوئی تو اپنے ساتھیوں کو جمع کیا اور ڈرایا کہ کوئی بصرے میں داخل نہ ہو، دھمکی دے کے روانہ ہوگیا، انکلویہ اور زریق اور ابوالخنجر نے تیزی کی، اُس دن اُن میں سے کوئی سردار نہیں بنایا گیا تھا، سلیم اور وصیف کوفی نہر شاذان پہنچے، اُن کے پاس اہل بصرہ آئے اور اُن سے بھی زیادہ ہو گئے، یہ خبر پہنچی تو اُس نے محمد بن سلم اور علی بن ابان

اور مشرق غلام یحییٰ کو بہت سی مخلوق نے ساتھ روانہ کیا اور خود اُن کے ساتھ چل کر آگیا، اُس کے ہمراہ کشتیاں تھیں جن میں گھوڑے لدے ہوئے تھے اور غلاموں کی عورتیں تھیں، نہر کثیر کے پُل پر ٹھہر گیا،

ریحان نے کہا کہ میں اس کے پاس اس طرح آیا کہ مجھے ایک پتھر مارا گیا تھا جو میری پنڈلیوں میں لگا تھا، اُس نے مجھ سے واقعہ دریافت کیا تو میں نے اطلاع دی کہ جنگ جاری ہے، اُس نے مجھے واپسی کا حکم دیا، خود بھی میرے ساتھ آیا، نہر سبابجہ پر چڑھا، مجھ سے کہا کہ تو ہمارے ساتھیوں کے پاس جا اور اُن سے کہہ کہ پیچھے ہٹ آئیں، میں نے اُس سے کہا کہ تو اس مقام سے دور ہو جا کیونکہ میں غلاموں کی طرف سے تجھ پر مطمئن نہیں ہوں، وہ کنارے ہٹ گیا اور میں چلا گیا، میں نے سرداروں کو اس حکم کی خبر دی، وہ لوگ واپس ہوئے، اہل بصرہ اُن پر ٹوٹ پڑے اور شکست ہو گئی، یہ عصر کے وقت ہوا، لوگ دونوں نہروں نہر کثیر و نہر شیطان میں گر پڑے، وہ انھیں پکارنے اور واپس بلانے لگا مگر وہ واپس نہیں ہوتے تھے، اُس کے ساتھیوں کی ایک جماعت نہر کثیر میں غرق ہو گئی، ایک جماعت اُسی نہر کے کنارے مقتول ہوئی، اور نہر شاذان میں غرق ہوئی، اُس کے جو سردار اُس روز غرق ہوئے یہ تھے ابوالجون، مبارک البحرانی، عطاء البربری، سلام الشامی، غلام ابی شیث اور حارث القیسی اور شحیل اُس سے مل گئے اور پُل پر چڑھ گئے، وہ اُن کی طرف واپس ہوا، لوگ بھاگے یہاں تک کہ زمین پر چلے گئے، وہ اُس روز عبا و عمامہ، جوتے اور تلوار میں تھا، ڈھال اُس کے ہاتھ میں تھی، پُل سے اُتر گیا، بصری چڑھ کر اُسے ڈھونڈ رہے تھے، وہ واپس آیا، اُس کے ہاتھ سے ایک آدمی پُل کے پانچویں طاق پر مارا گیا، وہ اپنے ساتھیوں کو پکارنے لگا اور انھیں اپنا ٹھکانا بتانے لگا، اور اُس مقام پر سوائے ابوالشوک، مصلح اور رفیق غلام یحییٰ کے اور کوئی اس کے ساتھ نہ تھا، ریحان نے کہا کہ میں بھی اُس کے ساتھ تھا، وہ واپس ہوا اور المعلّی

پہنچ گیا، پھر نہر شیطان کی غربی جانب اُتر گیا،

محمد بن الحسن نے کہا کہ میں نے صاحب الزنج کو بیان کرتے سُنا کہ آج صبح کے ابتدائی وقت میں میں نے اپنے آپ کو اس حالت میں دیکھا کہ اپنے ساتھیوں سے گم ہو گیا تھا اور وہ مجھ سے گم ہو گئے تھے، میرے ساتھ سوائے مصلح و رفیق کے کوئی نہ رہا، میرے پاؤں میں ایک سندی جوتا تھا، سر پر ایک عمامہ تھا جس کا ایک پیچ کھل گیا تھا، میں اُسے اپنے پیچھے گھسیٹ رہا تھا، مجھے اُس کے اُٹھانے سے زیادہ چلنے کی عجلت تھی، میرے ساتھ میری ڈھال اور میری تلوار تھی، مصلح اور رفیق نے چلنے میں تیزی کی اور میں نے کمی کی تو وہ دونوں مجھ سے غائب ہو گئے، میں نے اپنے پیچھے بصرے کے دو آدمیوں کو اس طرح دیکھا کہ ایک کے ہاتھ میں تلوار ہے اور دوسرے کے ہاتھ میں پتھر، جب ان دونوں نے مجھے دیکھا تو مجھ کو پہچان لیا، میری جستجو میں خوب کوشش کی، اُن کی طرف پلٹا تو وہ دونوں مجھ سے واپس ہو گئے، میں چلنے لگا، اُس مقام تک نکل آیا جس میں میرے ساتھیوں کا مجمع تھا اور جو میرے گم ہو جانے سے پریشان تھے، جب اُنھوں نے مجھے دیکھا تو مطمئن ہوئے،

ریحان نے کہا کہ پھر وہ اپنے ساتھیوں کو اُس مقام کی طرف واپس لے گیا جو نہر شیطان کے غربی جانب المعلی کے نام سے مشہور تھا، وہاں اُتر گیا، آدمیوں کو دریافت کیا تو اُن میں سے بہت سے بھاگ گئے تھے، نظر کی تو وہ اپنے تمام ساتھیوں میں سے پانچ سو کی مقدار میں تھا، بگل بجانے کا حکم دیا جس کی آواز سے وہ لوگ جمع ہو جاتے تھے، مگر کوئی شخص واپس نہ آیا، اُس نے وہ رات بسر کی، جب کچھ رات گزر گئی تو جربان آیا جو بھاگنے والوں کے ساتھ بھاگ گیا تھا، اُس کے ساتھ تیس غلام تھے، اُس سے دریافت کیا کہ کہاں غائب رہا، اُس نے کہا کہ میں مخبر بن کر کشتیوں کی طرف گیا تھا،

ریحان نے کہا کہ مجھ کو اُس نے روانہ کر دیا کہ یہ معلوم کروں کہ نہر حرب کے پُل پر کون ہے، میں نے وہاں کسی کو نہیں پایا، اہل بصرہ نے اُسی دن

وہ کشتیاں لوٹ لی تھیں جو اُس کے ہمراہ تھیں، وہ گھوڑے لے لیے تھے جو وہاں تھے، اُس کے کچھ اسباب پر اور کچھ خطوط پر اور اصطرلابوں پر جو اُس کے ہمراہ تھے کامیاب ہو گئے تھے،

دوسرے دن صبح ہوئی تو اُس نے اپنے ساتھیوں کے شمار پر نظر کی، وہ ایک ہزار آدمی تھے جو اُسی رات کو اُس کے پاس واپس آ گئے تھے، ریحان نے کہا کہ بھاگنے والوں میں شبل بھی تھا، ناصح الرملی شبل کے بھاگنے کا منکر تھا، ریحان نے کہا کہ شبل دوسرے دن واپس آیا، اُس کے ساتھ دس غلام تھے، اُس نے ملامت کی اور اُسے سخت سست کہا، اُس غلام کو جس کا نام نادر اور کنیت ابو نعجہ تھی اور عنبر البربری کو پوچھا، اُس نے بتایا کہ وہ دونوں بھاگنے والوں کے ساتھ بھاگ گئے، وہ اُسی مقام پر ٹھیرا رہا، محمد بن سلم کو یہ حکم دیا کہ نہر کثیر کے پل پر جائے اور لوگوں کو نصیحت کرے کہ کس چیز نے اُنھیں خروج اور بغاوت پر آمادہ کیا ہے، محمد بن سلم اور سلیمان بن جامع اور یحییٰ بن محمد روانہ ہو گئے، سلیمان اور یحییٰ ٹھیر گئے اور محمد بن سلم عبور کر کے اہل بصرہ کے بیچ میں پہنچ گیا اور اُن سے باتیں کرنے لگا، اُنھوں نے اُس کی پیشانی دیکھی تو اُس پر ٹوٹ پڑے اور اُسے قتل کر دیا،

الفضل بن عدی نے کہا کہ محمد بن سلم نے اہل بصرہ کی طرف عبور کیا کہ اُنھیں نصیحت کرے، وہ لوگ الفضل بن میمون کی زمین میں جمع تھے، وہ سب سے پہلا شخص جس نے اُس کی طرف سبقت کی اور اُسے تلوار ماری وہ فتح غلام ابی شیث تھا، ابن التمنی السعدی اُس کے پاس آیا اور اُس نے اُس کا سر کاٹ لیا، سلیمان اور یحییٰ اُس کے پاس واپس گئے، واقعہ بتایا تو اُس نے اُن دونوں کو لوگوں سے اُس کے چھپانے کا حکم دیا، یہاں تک کہ وہ خود اُن لوگوں سے کہہ دے،

جب عصر کی نماز پڑھی تو محمد بن سلم کی موت کی خبر اُس کے ساتھیوں کو دی گئی، اُس کا حال اُسے بھی معلوم ہو گیا جسے معلوم نہ تھا، اُس نے اُن لوگوں سے کہا کہ

تم لوگ اس کے عوض کل اہل بصرہ کے دس ہزار آدمی قتل کرو گے، زریق کو اور اپنے غلام سقلبتویا کو اُس نے روانہ کیا اور حکم دیا کہ وہ لوگوں کو عبور کرنے سے روکیں، یہ واقعہ ۱۳ ذی قعدہ یوم یکشنبہ ۲۵۵ھ کو ہوا،

محمد بن الحسن نے کہا کہ مجھ سے محمد بن سمعان کاتب نے بیان کیا کہ جب ۱۴ ذی قعدہ دوشنبے کا دن ہوا تو اہل بصرہ جمع ہوئے، یکشنبے کو جس امر کے اظہار کا فیصلہ کیا تھا اُس کے لیے اکٹھا ہو گئے، اس کام کے لیے اہل بصرہ میں سے ایک شخص قائم مقام ہو گیا جس کا نام حماد الساجی تھا، جو کشتی کے اندر سے دریا میں جنگ کرنے والوں میں سے تھا، کشتی میں سوار ہوتا اور اُس میں جنگ کرنا خوب جانتا تھا، مجاہدین (رضاکار) وتشانہ باز اور اہل مسجد جامع اور بلالیہ وسعدیہ میں سے قلیل گروہ اُس کے ساتھ تھا، ان کے علاوہ ہاشمیوں اور قریشیوں اور بقیہ اقسام کے اہل غور وخوض بھی تھے، تین کشتیاں تیر اندازوں سے بھر گئیں، اُس مقام پر حاضر ہونے کی حرص میں کشتی میں لوگوں کا ہجوم ہونے لگا عام طور پر لوگ پیادہ روانہ ہوئے جن میں ایسے بھی تھے جن کے ساتھ ہتھیار تھے، اور وہ بھی تھے جو سیر کو نکلے تھے، اُن کے ہمراہ کوئی ہتھیار نہ تھا، یہ تمام کشتیاں اُسی روز زوال آفتاب کے بعد مد (پانی کے چڑھاؤ) کے وقت نہر امّ حبیب میں داخل ہوئیں اور پیادہ اور تماشائی نہر کے کنارے روانہ ہوئے، اپنی کثرت اور ہجوم کی وجہ سے انھوں نے نظر کے گزرنے کو روک دیا تھا، صاحب الزنج نہر شیطان میں اپنے مقام پر ٹھیرا ہوا تھا،

محمد بن الحسن نے کہا کہ ہمیں صاحب الزنج نے خبر دی کہ اُس نے جب اُس جماعت کا اپنی طرف آنا محسوس کر لیا اور اُس کے مخبر بھی اس خبر کو اُس کے پاس لائے تو اُس نے زریق اور ابو اللیث الاصبہانی کو ایک جماعت کے ساتھ نہر کی شرقی جانب چھپا کر روانہ کیا، شبل اور حسین الحمامی کو اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ہمراہ اسی طرح غربی جانب روانہ کیا، علی بن ابان اور اس کی جماعت میں سے جو لوگ اُس کے ساتھ باقی تھے اُنھیں اُس جماعت کا مقابلہ کرنے کا حکم دیا کہ وہ

اُن لوگوں کے لیے اپنے ساتھیوں کے ساتھ گھٹنوں کے بل بیٹھے اور اپنی ڈھالوں میں پوشیدہ رہیں، کوئی حملہ آور اُن پر حملہ نہ کرے، یہاں تک کہ وہ قوم اُن کے پاس پہنچ جائے اور اُن کی طرف اپنی تلواروں سے اشارہ کرے، جب وہ لوگ ایسا کریں تو ان پر حملہ کریں، دونوں پوشیدہ لشکروں کو یہ حکم دیا کہ جب وہ جماعت اُن دونوں سے آگے بڑھ جائے اور وہ اپنے ساتھیوں کے اُن پر حملہ کرنے کو محسوس کرلیں تو نہر کے دونوں جانب سے نکلیں اور لوگوں کو پکاریں، عورتوں کو اینٹیں جمع کرنے کا اور اُس سے مردوں کی مدد کرنے کا حکم دیا،

محمد بن الحسن نے کہا کہ وہ اپنے ساتھیوں سے کہتا تھا کہ اُس روز جب وہ جماعت میرے سامنے آگئی اور میں نے اُس کا معائنہ کرلیا تو ایک ایسا ہولناک امر دیکھا جس نے مجھے ڈرا دیا اور میرے سینے کو خوف اور بیقراری سے بھر دیا، میں نے گھبرا کر دعا مانگی، میرے ساتھیوں میں سے سوائے چند کے جن میں مصلح بھی تھا کوئی میرے ساتھ نہ تھا، ہم میں سے کوئی ایسا نہ تھا کہ اُس واقعے میں اُس کے پچھڑنے کا خیال نہ کیا گیا ہو، مصلح مجھے اُس جماعت کی کثرت سے تعجب میں ڈالنے لگا، میں اُسے اشارہ کرنے لگا کہ وہ رُکے، جماعت میرے قریب آگئی تو میں نے کہا اے اللہ یہ تنگی کا وقت ہے لہٰذا میری مدد کر، میں نے سفید پرندوں کو دیکھا کہ اُس جماعت کو انھوں نے گھیر لیا، کلام ختم نہ کرنے پایا تھا کہ ایک کشتی کو دیکھا کہ مع اُن کے جو اُس میں تھے اُلٹ گئی اور وہ لوگ غرق ہو گئے، کشتیاں اُس کے پیچھے ہوئیں، میرے ساتھیوں نے قوم پر حملہ کیا تو وہ چلانے لگے، دونوں پوشیدہ لشکر نہر کے دونوں جانب سے کشتیوں اور پیادہ لوگوں کے پیچھے نکلے اور اُن سب کو مارنے لگے جو پیدلوں اور سیر دیکھنے والوں میں سے پشت پھیرتے تھے، ایک گروہ غرق ہوا، ایک گروہ قتل ہوا اور ایک گروہ ساحل کی طرف نجات کی طمع میں بھاگا تو اُسے تلوار نے پالیا، جو ٹھیرا وہ قتل ہو گیا اور جو پانی کی طرف لوٹا وہ ڈوب گیا، پیادہ لشکر جو نہر کے کنارے تھا

اس نے نہر کی پناہ لی، وہ بھی ڈوب گئے، اور قتل کیے گئے یہاں تک کہ اُس جماعت کے اکثر لوگ ہلاک ہو گئے اور سوائے بھاگنے والے کے کسی نے اُن میں سے نجات نہ پائی، بصرے میں گم ہونے والوں کی کثرت ہو گئی اُن کی عورتوں کے رونے کی آواز بلند ہوئی،

یہی یوم الشذا ہے جس کا لوگوں نے ذکر کیا اور اُس دن جس قدر قتل ہوا اُسے بہت بڑا سمجھا،

بنی ہاشم میں سے جو لوگ مقتول ہوئے اُن میں جعفر بن سلیمان کی اولاد کی بھی ایک جماعت تھی، چالیس مشہور تیر انداز مع مخلوق کثیر کے جن کے عدد کا شمار نہیں کیا جا سکتا،

وہ خبیث واپس ہوا، تمام سر اُس کے لیے جمع کیے گئے، مقتولین کے ورثہ کی ایک جماعت اُس کے پاس گئی تو اُس نے وہ سر اُن پر پیش کر دیے جو اُنھوں نے پہچانے لے لیئے اور جو سر اُس کے پاس باقی رہ گئے جن کا کوئی مانگنے والا نہ آیا وہ اُس نے ایک کشتی میں بھر کے اُسے نہر ام حبیب سے جزر (پانی کے اُتار) میں نکال دیا، یہ کشتی بصرہ پہنچی اور اُس راستے میں رُک گئی جو مشرعۃ القیار کے نام سے مشہور ہے، لوگ ان سروں کے پاس آنے لگے اور ہر آدمی کے سر کو اُس کے ورثہ لینے لگے، اُس دن کے بعد وہ اللہ کا دشمن مضبوط ہو گیا، اہل بصرہ کے دلوں میں اُس کا رعب بیٹھ گیا اور وہ اُس جنگ سے رک گئے،

جو کچھ واقعہ تھا خلافت کو لکھا گیا، اُس نے جعلان ترکی کو اہل بصرہ کی مدد کے لیے روانہ کیا، ابو الاحوص باہلی کو گورنر بنا کے الابلہ جانے کا حکم دیا، جریج ترک کو اُس کا مددگار مقرر کیا،

خبیث (صاحب الزنج) کے ساتھیوں نے اس واقعے کے بعد اُس سے کہا کہ ہم نے بصرے کے لڑنے والوں کو قتل کر دیا، اب کوئی سوائے کمزوروں کے باقی نہیں رہا جو حرکت بھی نہیں کر سکتے، لہٰذا ہمیں بصرے میں داخل ہونے کی اجازت دے دے، اُس نے اُنھیں منع کیا اور اُن کی رائے کی مذمت کی کہ نہیں،

بلکہ اُس سے دور رہو کیونکہ ہم نے اُنھیں ڈرا دیا ہے اور خوف دلا دیا ہے، تم لوگ اُن کی طرف سے مطمئن ہو گئے ہو، لہذا مناسب رائے اب یہ ہے کہ ان کی جنگ ترک کرو، یہاں تک کہ وہ خود ہی تمھیں تلاش کریں،

غبیث اپنے ساتھیوں کو ایک شورزمین کی طرف واپس لے گیا جو اُن کی نہروں کے آخر میں نہر حاجر کے قریب ہے، شبل نے کہا کہ یہ شبخہ ابی قرہ ہے جو نہر ابی قرہ اور نہر حاجر کے درمیان واقع ہے، وہاں اُس نے قیام کیا اور اپنے ساتھیوں کو جھونپڑیاں بنانے کا حکم دیا، یہ شبخہ وہ ہے جس کے درمیان میں کھجور کے باغ اور گاؤں اور عمارتیں تھیں، ساتھیوں کو داہنے بائیں پھیلا دیا، اُنھیں گاؤں پر برانگیختہ کرتا تھا، کاشتکاروں کو قتل کراتا تھا، ان کے مال لوٹ لیتا تھا اور اُن کے مواشی ہنکا لے جاتا تھا،

بس اس سال میں یہ تھا اُس کا واقعہ اور ان لوگوں کا واقعہ جو اُس کے قریب تھے،

اسی سال (۲۵۵ھ) ۲۸ رذی القعدہ کو الحسن بن محمد بن ابی الشوارب قاضی کو قید کیا گیا، عبدالرحمٰن بن نائل بصری کو اسی سال ذی الحجہ میں قضائے سامرا سپرد کی گئی،

اس سال علی بن الحسن بن اسماعیل بن العباس بن محمد بن علی نے لوگوں کو حج کرایا،

واقعات ۲۵۶ھ

بڑے بڑے حوادث جو اس سال پیش آئے

منجملہ اُن کے موسیٰ بن بغا کا سامرا آنا، صالح بن وصیف کا اس کی آمد کو چھپانا،

اور ان سرداروں کا جو موسیٰ کے ساتھ تھے المہتدی کو محل سے یاجور کے گھر تک اُٹھا لے جانا ہے،

موسیٰ کی فرعونیت

بیان کیا گیا ہے کہ اسی سال ۱۱ محرم یوم دوشنبہ کو موسیٰ بن بغا کا مع اپنے ہمراہیوں کے سامرا میں داخلہ ہوا، جب وہ داخل ہوا تو الحیر میں رک گیا اور اپنے مسلح ساتھیوں کو میمنہ و میسرہ و قلب میں تیار کر کے باب الحیر گیا جو محل اور قصر احمر کے متصل ہے، یہ وہ دن تھا جس میں المہتدی لوگوں کے مقدمات کے فیصلے کے لیے بیٹھا تھا، اُس روز ردّ مظالم کے لیے احمد بن المتوکل نے ابن فتیاق کو حاضر کیا تھا، حضوری ہی میں وہ تھا کہ موالی داخل ہوئے اور المہتدی کو یاجور کے گھر اُٹھا لے گئے، احمد بن المتوکل اُس مقام تک اُس کے پیچھے گیا، پھر وہ مفلح کے خیمے میں پہرے کے اندر رکھا گیا یہاں تک کہ معاملہ ختم ہو گیا اور المہتدی محل واپس کر دیا گیا، اس کے بعد آزاد کر دیا گیا،

دارالخلافت کا منتظم بایکباک تھا، اُس نے اس واقعے کے چند روز قبل ساتکین کے سپرد کر دیا تھا، لوگوں کو یہ گمان ہوا کہ محض ساتکین پر اپنے بھروسے کی وجہ سے ایسا کیا ہے کہ موسیٰ کی آمد کے وقت وہ دارالخلافت اور خلیفہ پر غالب رہے، مگر جب یہ دن آیا تو وہ اپنے گھر ہی میں رہا اور دارالخلافت کو خالی چھوڑ دیا،

موسیٰ اپنے لشکر کے ساتھ اس حالت میں دارالخلافت پہنچا کہ المہتدی ردّ مظالم کے لیے بیٹھا ہوا تھا، اُسے اُس کے آنے کی اطلاع دی گئی، تو وہ تھوڑی دیر اجازت دینے سے رکا اس کے بعد اُن سب کو اجازت دی، وہ داخل ہوئے، اسی قسم کی گفتگو جاری ہوئی جیسی کہ وفد اور قاصدوں کے آنے کے دن ہوئی تھی، جب بات طویل ہو گئی تو انھوں نے آپس میں ترکی میں باتیں کیں، خلیفہ کو کھڑا کر دیا، شاکریہ کے ایک گھوڑے پر لاد دیا، محل میں جتنے خاصے کے گھوڑے تھے سب لوٹ لیے، کرخ کے ارادے سے روانہ ہو گئے، جب القطایع میں باب الحیر کے قریب یاجور کے گھر کے پاس پہنچے تو اُسے انھوں نے یاجور کے

گھر میں داخل کر دیا،

موالی میں سے ایک ایسے شخص سے مذکور ہے جو اُس روز ان میں موجود تھا کہ اُس روز اُن کے المہتدی کو گرفتار کرنے کا سبب یہ تھا کہ اُن میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ یہ ٹالنا محض تمھارے اوپر حیلہ ہے کہ صالح بن وصیف تم پر اپنے لشکر سے حملہ کر دے، انھیں اس کا خوف ہوا اور وہ اُسے اٹھا کے دوسرے مقام پر لے گئے،

اُس شخص سے مذکور ہے جس نے المہتدی کو سنا کہ وہ موسیٰ سے کہتا تھا کہ "تیرا کیا ارادہ ہے، تیری خرابی ہو، خدا سے ڈر اور اُس کا خوف کر، کیونکہ تو بہت بڑے امر کا ارتکاب کر رہا ہے"

موسیٰ نے اُسے یہ جواب دیا کہ "ہم جو کچھ چاہتے ہیں وہ صرف خیر ہے۔ قبر متوکل کی قسم کہ ہماری جانب سے تجھے کوئی شر نہیں پہنچے گا"

میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر اُس کا ارادہ خیر کا ہوتا تو معتصم کی یا واثق کی قبر کی قسم کھاتا،

وہ لوگ جب اُسے یاجور کے گھر لے گئے تو اس سے اس امر کے عہد و پیمان لیے کہ وہ ان کے خلاف صالح کی طرف مائل نہ ہوگا، اُس نے ایسا کیا تو انھوں نے شب سہ شنبہ ۱۲ محرم ۲۵۶ھ کو اُس کی بیعت کی تجدید کی، سہ شنبے کی صبح ہوئی تو اُنھوں نے صالح سے کہلا بھیجا کہ وہ اُن سے گفتگو کرنے آئے، اس نے اُن کے پاس آنے کا وعدہ کیا،

فرغانیوں کے ایک رئیس سے مذکور ہے کہ اُس سے کہا گیا کہ وہ کیا چیز ہے جس کا تم صالح بن وصیف سے مطالبہ کرتے ہو؟

اُس نے کہا کہ کاتبین کے خون اور اُن کے مال اور المعتز کے خون اور اُس کے مال و اسباب کا۔

وہ جماعت باب الحیر کے باہر یاجور کے دروازے کے قریب اپنے امور اور لشکر کے مضبوط کرنے پر متوجہ ہو گئی، پھر جب شب چار شنبہ ہوئی تو صالح چھپ گیا،

طلمجور سے مذکور ہے کہ جب شب چارشنبہ ہوئی تو ہم لوگ صالح کے پاس جمع ہوئے، اُس نے یہ حکم دیا تھا کہ پہرے والوں کی تنخواہیں تقسیم کردی جائیں، پھر اُس نے کسی سے جو اُس کے پاس حاضر تھا حکم دیا کہ حاضرین وموجودین کو نکل کے دیکھ لے، صبح کے وقت وہ تقریباً پانچ ہزار تھے، وہ شخص جائزہ لے کے لوٹا اور کہا کہ وہ آٹھ سو آدمی ہوں گے جن میں اکثر تیرے غلام اور موالی ہیں، یہ سُن کے بڑی دیر تک خاموش رہا پھر کھڑا ہوگیا اور ہمیں چھوڑ دیا اور کوئی حکم نہیں دیا، یہ اس سے آخری ملاقات تھی،

بختیشوع کہتا تھا کہ وہ موسیٰ کے آنے سے پیشتر صالح سے کہتا تھا کہ ہم نے اس سخت لشکر کو حرکت دی اور اُسے غضبناک بنایا، یہاں تک کہ وہ جب ہماری طرف متوجہ ہوا تو ہم چوسر پچیسی اور شراب میں مشغول ہو گئے، گویا کہ ہم خود اپنے ساتھ بُرا کر رہے تھے، اور ہم چھپ گئے جب وہ تاطول میں وارد ہوا،

طغتا چارشنبے کی صبح کو یاجور کے دروازے کی طرف گیا تو اُسے مفلح ملا اُس نے اُسے تبر سے مارا اور اُس کی پیشانی کی داہنی جانب سر کو زخمی کردیا،

وہ بڑے بڑے سردار لوگ جو اُس شب میں صالح کے ساتھ مقیم تھے جہاں وہ پوشیدہ ہوا یہ لوگ تھے: طغتا ابن الصیغون، طلمجور المؤید کا ساتھی، محمد بن ترکش، خموش، النوشری، بڑے بڑے کاتبوں میں سے یہ لوگ تھے: ابو صالح عبد اللہ بن محمد بن یزداد، عبد اللہ بن منصور، ابو الفرج،

۱۳ محرم چارشنبے کو اس حالت میں صبح ہوئی کہ صالح پوشیدہ ہوگیا تھا، صبح کو ابو صالح یاجور کے گھر گیا اور عبد اللہ بن منصور آیا، اُس گھر میں سلیمان بن وہب کے ساتھ داخل ہوا، اور اس طرح اُن سے اپنا خلوص ظاہر کیا کہ اُس کے پاس پانچ ہزار دینار کی ہنڈیاں ہیں، بیان کیا کہ صالح نے اُس سے اُس رقم کے اُٹھانے کی خواہش کی تھی تو اس نے انکار کیا کہ حالات کو اپنی جگہ پر قرار ہو جائے، اسی دن کنجور کو خلعت دیا گیا کہ وہ صالح کے مکان کے انتظام اور اُس کی تفتیش کا ذمہ دار ہو جائے، یاجور موسیٰ کا ساتھی گیا اور الحسن بن مخلد کو صالح کے گھر کے اُس مقام سے لایا جہاں وہ قید تھا،

صالح کے گھر اُس مقام سے لایا جہاں وہ قید تھا،

اُسی روز اُسی مہینے میں سلیمان بن عبد اللہ بن طاہر کو مدینۃ السلام اور اُس کے مضافات کا والی بنایا گیا، اور اُسے خلعت روانہ کیا گیا، عبید اللہ بن عبد اللہ بن طاہر کو جو خلعت دیا جاتا تھا اُس سے بھی یہ تشریف بڑھ چڑھ کر تھی،

اسی دن المہتدی کو محل میں واپس کیا گیا اور عبد اللہ بن محمد بن یزداد کو الحسن بن مخلد کے حوالے کیا گیا،

اسی دن صالح کی نسبت منادی کرائی گئی،

اسی سال ۲۲ صفر ۲۵۶ھ کو صالح بن وصیف قتل کیا گیا،

قتل صالح

اس کا سبب یہ ہوا کہ جب ۲۷ محرم ۲۵۶ھ چار شنبے کا دن ہوا تو المہتدی نے ایک خط ظاہر کر کے بیان کیا کہ سیما الشرابی نے دعویٰ کیا کہ وہ خط ایک عورت اُس مقام سے لائی جو قصر احمر کے متصل ہے، اور اُسے کافور خادم کو دیا جو حرم پر مقرر ہے اور اُس سے کہا کہ "اُس میں نصیحت ہے، اور میرا مکان فلاں مقام پر ہے، اگر تمھیں میری ضرورت ہو تو مجھے وہاں سے بلا لینا" اُس نے وہ خط المہتدی کو پہنچا دیا، جب اُس خط کے متعلق اُس سے بحث کی ضرورت ہوئی تو وہ اُس مقام پر تلاش کی گئی جو اُس نے بیان کیا تھا مگر وہ نہیں ملی اور نہ اُس کا کوئی حال معلوم ہوا۔ بیان کیا گیا ہے کہ المہتدی اس خط کے پاس پہنچ گیا اور اسے یہ نہ معلوم ہوا کہ اسے کون ڈال گیا ہے، مذکور ہے کہ المہتدی نے سلیمان بن وہب کو بہت سے موالی کے روبرو بلایا جن میں موسیٰ بن بغا، مفلح، بایکباک، یاجور اور بکالیا وغیرہ تھے، وہ خط سلیمان کو دے دیا اور اس سے پوچھا کہ تو یہ خط پہچانتا ہے، اس نے کہا ہاں یہ صالح بن وصیف کا خط ہے، اس نے حکم دیا کہ اُن کے سامنے پڑھے،

خط میں صالح نے یہ ذکر کیا تھا کہ "وہ سامرا میں پوشیدہ ہے اور صرف اس لیے پوشیدہ ہوا ہے کہ طریق سلامت کو اختیار کرے اور سلامت و عافیت کو موالی پر باقی رکھے، اور یہ خوف کر کے کہ اگر آپس میں جنگ چھڑ گئی تو فتنے آئیں گے، اور یہ ارادہ کر کے کہ قوم اس حالت میں رات کو سوئے کہ جو کچھ اس باب میں بیان کیا گیا ہے وہ اُس پر بصیرت کے اُس مقام پر آئے جہاں وہ آنے والی ہے۔"

اس کے بعد اُس نے کاتبین کے مال کا ذکر کیا جو اُس کے پاس پہنچے کہ اُس کا علم الحسن بن مخلد کو ہے اور وہ اُن میں سے ایک ہے جو تمھارے قبضے میں ہے"
پھر اُس کا ذکر تھا جیسے یہ مال پہنچا، اور وہ اُس کی تقسیم کا ذمّہ دار بنا، قبیحہ کا جو معاملہ ہوا اُس کا ذکر کیا کہ "اس کا علم ابو صالح بن یزداد اور صالح العطار کو ہے" اس کے بعد بعض امور بیان کیے جن میں بعض کی معذرت کی سی اور بعض سے حجت کی تھی، اور خلاصۂ کلام اس میں اس کی ذاتی قوت پر دلالت کرتا تھا،

جب سلیمان اس خط کے پڑھنے سے فارغ ہوا تو المہتدی نے اُسے اپنے اس قول پر ملامت کی جس میں اُس نے صلح و آشتی اور الفت و اتفاق پر برانگیختہ کیا تھا، اور انھیں فرقت اور ایک کے دوسرے کو فنا کرنے کو اور آپس کے بغض کو مکروہ بتایا تھا جس نے اُس جماعت کو اُس کی تہمت کی دعوت دی، اور یہ کہ وہ صالح کے مرتبے کو جانتا ہے اور وہ اُس کے نزدیک اُن سب پر مقدّم ہے، اس بارے میں اُن کے درمیان کلام کثیر و گفتگوئے طویل ہوئی،
۲۸ محرم ۲۵۶ھ یوم پنجشنبہ کو وہ سب کے سب محل کے اندر موسیٰ بن بغا کے مکان جا کر ترکی میں باتیں کرتے رہے، یہ خبر المہتدی کو پہنچی، احمد بن خاقان واثقی سے مذکور ہے کہ میری جانب سے یہ خبر المہتدی کو پہنچی، یہ اس لیے کہ میں نے بعض حاضرین مجلس کو یہ کہتے سنا کہ اُس جماعت نے اس شخص کے معزول کرنے پر اتفاق کر لیا ہے، میں اس کے بھائی ابراہیم کے پاس گیا، اُسے یہ سب بتایا تو وہ اُس کے پاس گیا اور میری جانب سے واقعات بیان کیے، میں ڈرتا رہا کہ امیر المومنین جلدی کر کے میری طرف سے انھیں یہ واقعہ بتا دے، اللہ اُسے سلامت رکھے"

بیان کیا گیا ہے کہ جبکہ انھوں نے بایکباک کے بھائی کو اپنے عزم کی خبر دی تو اُس نے اسی مجلس میں اُن سے کہا کہ "تم نے متوکل کے بیٹے کو قتل کر دیا حالانکہ وہ خوبصورت، ہاتھ کا سخی، نفس کا فاضل تھا، اب تم بغیر کسی گناہ کے

اُس کے قتل کا ارادہ کرتے ہو، حالانکہ وہ مسلمان ہے، روزہ رکھتا ہے، اور شراب نہیں پیتا، بخدا اگر تم نے اُسے قتل کیا تو میں ضرور خراسان میں نکل جاؤں گا اور تمھارے معاملے کو وہاں شائع کر دوں گا۔"

جب یہ خبر المہتدی کو پہنچی تو وہ اپنی مجلس میں تلوار لگا کے نکلا، اُس نے صاف کپڑے پہنے تھے اور خوشبو لگائی تھی، اُن لوگوں کو اندر بلانے کا حکم دیا، بڑی دیر تک انھوں نے انکار کیا پھر حاضر ہوئے، اُس نے اُن سے کہا کہ "جو کچھ تم لوگوں نے میرے متعلق قرار دیا ہے مجھے معلوم ہو گیا ہے، میں اپنے پیش رو کی طرح نہیں ہوں، مثل احمد بن محمد المستعین کے اور نہ مثل ابن قبیحہ کے، بخدا میں تمھارے پاس بغیر حنوط (عطر میت) لگائے نہیں نکلا ہوں، میں نے اپنے بھائی کو اپنے بیٹے کے متعلق وصیت کر دی ہے، اور یہ میری تلوار ہے، خدا کی قسم میں ضرور اس سے ماروں گا جس کا قبضہ میرے ہاتھ میں ہے، بخدا اگر میرے بالوں میں سے ایک بال بھی گر گیا تو اس کے بدلے تم میں سے اکثر لوگ ضرور ہلاک ہوں گے یا چلے جائیں گے، کیا دین نہیں ہے، کیا حیا نہیں ہے، کیا تقویٰ نہیں ہے، اس قسم کی مخالفت خلفا پر کب تک ہوتی رہے گی اور اقدام اور جرأت، اللہ پر تا بہ کے کرتے رہو گے؟ جو شخص تم پر رحم کرے اور جو شخص ایسا ہو کہ جب اُسے اس قسم کی خبر تمھاری جانب سے پہنچے تو وہ رطل کے رطل شراب کے منگا کے تمھاری مصیبت کی خوشی اور تمھاری تباہی کی محبت میں پیے، تمھارے نزدیک دونوں برابر ہیں، اپنی جانب سے مجھے آگاہ کرو کہ آیا تم بھی جانتے ہو کہ مجھے تمھاری دُنیا سے یہ شے پہنچی ہے،

کیا تو نہیں جانتا اے بایکباک کہ تیرے بعض متعلقین میرے بھائیوں اور لڑکوں کی جماعت سے زیادہ امیر ہیں، اگر تیری خواہش ہو کہ تو یہ جانے تو تو غور کر کہ کیا تو اُن کے گھروں میں فرش دیکھتا ہے یا غلام یا خدمتگار یا باندیاں یا اُن کے لیے جائداد ہے یا آمدنیاں ہیں، تمھارے لیے برائی ہو،

پھر تم کہتے ہو کہ مجھے صالح کا علم ہے، صالح کیا ہے؟ موالی میں سے ایک شخص ہے اور تمھیں میں سے ایک شخص کے مثل ہے، پھر کس طرح اس کے ساتھ

قیام ہوسکتا ہے جبکہ اُس کے حق میں تمہاری رائے بُری ہے، اگر تم نے صلح اختیار کرلی تو یہ وہ امر ہوگا جو میں تمہاری جماعت کے لیے چاہتا ہوں، اگر تم نے سوائے اس کے جس پر تم لوگ قائم ہو انکار کیا تو تم جانو، لہذا تم لوگ صالح کو تلاش کرو اور اپنے نفس کی شفا کو پہنچو، اور میں تو اس کا کوئی علم نہیں رکھتا کہ وہ کہاں پوشیدہ ہے۔"

اُنھوں نے کہا کہ تو اس پر ہم سے قسم کھا، اُس نے کہا کہ قسم میں ضرور تم سے کھاؤں گا مگر اُسے ہاشمیین، قضاۃ، اور گواہوں اور اصحاب مراتب کے آنے پر، کل بعد نماز جمعہ تک موخر کرتا ہوں، وہ لوگ کسی قدر نرم ہوگئے، ہاشمیین کے بلانے کو بھیجا گیا تو وہ لوگ رات ہی کو حاضر ہوئے، باریابی کی اجازت دی گئی، اُنھوں نے سلام کیا، اُن سے اُس نے کچھ ذکر نہیں کیا، اُنھیں نماز جمعہ کے لیے دار الخلافت جانے کا حکم دیا گیا، وہ واپس گئے،

جمعے کے دن صبح کو لوگ اس طرح آئے، اُنھوں نے کوئی نئی بات نہیں کی، المہتدی نے نماز جمعہ پڑھی اور لوگوں کو سکون ہوگیا اور وہ صلح کی حالت میں واپس گئے،

اُس شخص سے مذکور ہے جس نے چار شنبے کی گفتگو سنی کہ وہ کہتا تھا کہ جب صالح کو خائن بنایا گیا تو المہتدی نے کہا کہ صالح نے کاتبین کے بارے میں اور ابن قبیحہ کے مال کے بارے میں جو عمل کیا اُس میں بایکباک بھی حاضر تھا، لہذا اگر صالح نے اس میں سے کچھ لے لیا ہے تو بایکباک نے بھی اس کے مثل لیا ہے۔"

یہ وہ بات تھی جس نے بایکباک کو غضبناک کر دیا،

ایک اور شخص نے کہا کہ میں نے سنا کہ محمد بن بغا نے بیان کیا، اور کہا کہ وہ حاضر تھا اور اُن تمام امور سے واقف تھا جن پر اُنھوں نے بنیاد قائم کی تھی، اور ان سب میں شریک تھا کہ المہتدی کے اس قول نے ابونصر کو غضبناک کر دیا،

یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ جماعت جب سے موسیٰ آیا ہے اس بات کو چھپائے ہوئے تھی اور فساد کی نیت کیے ہوئے تھی، انھیں صرف پریشانی کا خوف اور

مال کی قلت مانع تھی، جب فارس اور اہواز کا مال اُن کے پاس آگیا تو اُنھوں نے حرکت شروع کر دی اور انھیں اس مال کی آمدنی ۲۷ محرم چار شنبہ (۲۵۶ھ) کو وصول ہوئی، اُس کی مقدار یونے دو کرور درہم تھی، جب ہفتے کا دن ہوا تو عوام میں یہ خبر پھیل گئی کہ قوم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ المہتدی کو معزول کر کے دفعۃً قتل کر دیں، اُنھوں نے اُس کے ساتھ صرف یہی ارادہ کیا ہے اور اس پر ظلم کیا ہے، لوگوں نے رقعے لکھے اور جامع مسجد اور راستوں میں ڈال دیے، کسی ایسے شخص نے بیان کیا جس کا دعویٰ تھا کہ اس نے اُن میں سے ایک رقعہ پڑھا جس میں یہ مضمون تھا:

رائے عام بحق امام

بسم اللہ الرحمن الرحیم، اے گروہ مسلمین، اپنے ایسے خلیفہ کے لیے اللہ سے دعا کرو جو عادل اور پسندیدہ ہے اور حضرت عمر بن خطابؓ کے مشابہ ہے، کہ اللہ اُس کے دشمن پر اُس کی مدد کرے اور اُس کے ظالم کی مشقت میں اس کی کفایت کرے، اپنی نعمت کو اُس پر اور اس اُمت پر اُس کی بقا سے مکمل کرے، کیونکہ موالی نے اسے پکڑا ہے کہ وہ اپنے آپ کو معزول کر دے، اُس پر چند روز سے سختی کی جا رہی ہے، اس امر کا منتظم احمد بن محمد بن ثوابۃ اور الحسن بن مخلد ہے، خدا رحم کرے اُس پر جو اپنی نیت درست کرے، اور دعا کی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا۔"

جب اسی سال ۳ صفر کو چار شنبے کا دن ہوا تو موالی کرخ میں متحرک ہوئے، اُنھوں نے ایک جماعت کو المہتدی کے پاس روانہ کیا جن میں سے ایک شخص کی زبان پر جس کا نام عیسیٰ تھا یہ تھا کہ "ہمیں اس امر کی حاجت ہے کہ ہم امیر المومنین کو کچھ بتائیں"۔ اُنھوں نے یہ درخواست کی کہ امیر المومنین اُن کے پاس اپنے کسی بھائی کو روانہ کرے لہٰذا اُس نے عبد اللہ ابو القاسم کو روانہ کیا جو اُس کے بھائیوں میں سب سے بڑا تھا، اُس کے ہمراہ محمد بن مباشر عرف کرخی کو بھی روانہ کیا، وہ دونوں اُن کے پاس گئے اور حال دریافت کیا، اُنھوں نے بیان کیا کہ "ہم لوگ امیر المومنین کی بات سنیں گے اور اُس کی اطاعت کریں گے، یہ خبر پہنچی ہے کہ موسیٰ بن بغا اور بایکباک اور اُن کے سرداروں کی ایک جماعت اس کی معزولی کا قصد رکھتی ہے، ہم اُس کے خلاف اپنی جانیں دیں گے،

اس کے متعلق چند رقعے پڑھے ہیں جو مسجد اور راستوں میں ڈالے گئے تھے۔"
اسی کے ساتھ انھوں نے اپنی بدحالی اور تاخیر عطا کی بھی شکایت کی کہ "جاگیریں اُن کے سرداروں کو چلی گئیں جنھوں نے جائداد اور خراج کو تباہ کر دیا، بڑوں نے معادن اور رسوم قدیمہ پر قبضہ کرلیا ہے عورتوں اور گھر والوں کی تنخواہوں نے خراج کی اکثر آمدنی کو گھیر رکھا ہے۔"

ابوالقاسم عبداللہ بن الواثق نے اُن سے کہا کہ تم یہ سب امیر المومنین کے نام ایک معروضے میں لکھ دو، میں تمھارے لیے اُس کے پہنچانے کا ذمہ دار ہوں، انھوں نے یہ لکھ دیا، کاتب محمد بن ثقیف الاسود تھا، جو کبھی کبھی رئیس کرخ عیسیٰ کے لیے لکھا کرتا تھا، ابوالقاسم اور محمد میاشر واپس ہوئے اور اُس معروضے کو المہتدی تک پہنچا دیا، اُس نے اُس کا جواب اپنے قلم سے لکھا اور اُس پر اپنی مہر لگائی، صبح کو ابوالقاسم کرخ گیا اور اُن کے پاس پہنچا تو وہ لوگ اُسے اشناس کے گھر لے گئے، اُن لوگوں نے اپنے واسطے مسجد جامع بنا لیا تھا، وہ صحن میں ٹھیر گیا، اُس کے لیے وہ بھی ٹھیر گئے، اُن میں سے تقریباً ڈیڑھ سو سوار اور قریب پانچ سو پیادے جمع ہو گئے، اُس نے انھیں المہتدی کا سلام کہا کہ امیر المومنین تم سے کہتا ہے کہ "تمھارے نام میرا یہ فرمان میرے قلم اور میری مہر کا ہے، اُسے سنو اور غور کرو۔" یہ کہہ کے وہ فرمان اُن کے کاتب کو دے دیا، اُس نے پڑھا، لکھا تھا:

فرمان خلافت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، درود بھیجے اللہ محمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اُن کی آل پر اور اُن پر بہت بہت سلام کرے، اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمھیں ہدایت کرے اور ہمارا اور تمھارا حافظ و مددگار ہو، میں نے تمھارا خط سمجھا اور تم نے اپنی جس فرمانبرداری کا ذکر کیا اُس نے مجھے مسرور کیا، تم لوگ جس امر پر قائم ہو اللہ تعالیٰ تمھاری جزا کو اچھا کرے، اور تمھاری حفاظت کا ذمہ دار ہو، جو کچھ اپنی محبت و حاجت تم نے بیان کی ہے تو یہ تمھارے بارے میں مجھ پر بہت گراں ہے، اور بخدا مجھے یہ پسند ہے کہ تمھاری بہتری و درستی کا سامان مہیا ہو جائے اس طور پر کہ نہ میں کھاؤں اور نہ اپنے بیوی بچوں کو کھلاؤں مگر وہی غذا کہ اُس سے کمتر اور کوئی شے نہ ہو اور نہ اپنے بچوں کو

پہناؤں مگر وہی جس سے ستر عورت ہو، خدا تمھاری حفاظت کرے، بخدا جب سے کہ میں تمھارے امور کا ذمہ دار بنا ہوں خود میرے لیے اور میرے بیوی بچوں کے لیے اور اپنے غلاموں اور خاندان والوں کے مستحقین کے لیے جو میری طرف آیا وہ پندرہ ہزار دینار سے زائد نہیں ہے، تم لوگ بھی اس سے واقف ہو جو آیا اور جو آئے گا اور وہ سب تم پر صرف کیا جائے گا اور تم سے بچا کے جمع نہیں کیا جائے گا،

یہ جو تم نے بیان کیا جو تمھیں پہنچا اور جس کے متعلق تم نے وہ رقعے پڑھے جو مسجدوں اور راستوں میں ڈالے گئے اور جو اپنی جانیں تم نے پیش کیں تو تم لوگ اس کے اہل ہو، تم اپنے بیان کی کہاں تک معذرت کرتے ہو حالانکہ ہم اور تم مثل ایک جان کے ہیں، اللہ تعالیٰ تمھیں تمھاری جانوں اور عہدوں اور امانتوں کی اچھی جزا دے، اور معاملہ ایسا نہیں ہے جیسا کہ تمھیں پہنچا، اس پر تمھارا عمل ہو انشاء اللہ تعالیٰ،

یہ جو تم نے جاگیروں اور معاون وغیرہ کا ذکر کیا تو میں اس میں غور کرتا ہوں اور اسے تمھاری پسند کے موافق کردوں گا انشاء اللہ تعالیٰ، والسلام علیکم اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمھیں سیدھا راستہ بتائے اور ہمارا اور تمھارا حافظ ہو اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں، اور اللہ تعالیٰ درود بھیجے محمد رسول اللہ اور ان کی آل پر اور سلام کثیر ان پر نازل کرے۔"

جب پڑھنے والا اس مقام پر پہنچا کہ "مجھے بھی پندرہ ہزار دینار سے زیادہ نہیں پہنچے" تو ابو القاسم نے قاری کو اشارہ کیا جس سے وہ خاموش ہو گیا، اس نے کہا کہ "یہ وہ ہے جس کی یہ مقدار ہے، حالانکہ امیر المومنین اپنی امیری کے زمانے میں اس سے کم مدت میں جتنے کا مستحق ہوتا تھا وہ اس کی پوری تنخواہ اور مہمانی اور معونت سے بہت زیادہ تھا، تم لوگ اسے بھی جانتے ہو جو اس سے پہلے گزر گیا کہ وہ مخنثوں اور مطربوں کے اور تماشے والوں کے انعامات اور محلات کی تعمیر وغیرہ میں جو کچھ صرف کیا کرتا تھا، لہٰذا امیر المومنین کے لئے اللہ سے دعا کرو۔"
اس کے بعد اس نے پھر پڑھا یہاں تک کہ اس کے ختم تک آ گیا، جب فارغ ہوا تو بہت گفتگو ہوئی، ابو القاسم نے کہا کہ اس کے متعلق لکھ دو اور ام سے خلفا کی

ڈاک کے ساتھ روانہ کردو، اور اُسے سرداروں اور اُن کے نائبوں اور کرخ اور سامرا کے واقف کاروں کی طرف سے لکھو، اُنھوں نے اس میں امیر المومنین کے لیے اللہ سے دعا کرنے کے بعد لکھا کہ جو کچھ اُن کی درخواست ہے یہ ہے:

جمہور کا مطالبہ

"تمام امور خاص اور عام کے امیر المومنین کے پاس براہ راست پیش ہوں،

تمام رسوم ویسے ہی کر دیے جائیں جیسے کہ زمانۂ المستعین باللہ میں تھے،

اُن میں سے نو نو پر ایک ایک عریف ہو، پچاس پر ایک نائب ہو اور سو پر ایک ایک قائد ہو، عورتیں اور زیادات اور معاون ساقط کر دئے جائیں، اور کوئی مولیٰ کسی قبالے وغیرہ میں داخل نہ ہو،

ہر دو ماہ میں مسلمانوں کے لیے اجرائے عطا کا ضابطۂ عطا مقرر کر دیا جائے، جیسا کہ پہلے ہوتا رہا،

جاگیریں باطل کر دی جائیں، امیر المومنین جس کو چاہے زیادہ دے دے اور اور جس کا چاہے مرتبہ بلند کر دے۔"

اُنھوں نے بیان کیا کہ وہ اپنے مطالبات کے بعد امیر المومنین کے دروازے پر جائیں گے اور اُس وقت تک وہیں مقیم رہیں گے جس وقت تک اُن کی حاجتیں پوری ہوں، اگر انھیں یہ معلوم ہوا کہ ان امور میں سے کسی پر بھی امیر المومنین کے سامنے کسی نے اعتراض کیا تو وہ اُس کا سر کاٹ لیں گے، اگر امیر المومنین کے سر میں سے کوئی بال گرا تو وہ اُس کے بدلے موسیٰ بن بغا اور بایکباک اور مفلح اور یاجور اور بکالیا وغیرہ کو قتل کر دیں گے، اُنھوں نے امیر المومنین کے لیے اللہ سے دعا کی اور مطالبہ ابو القاسم کے حوالے کر دیا، وہ اُسے لے کے واپس ہوا اور حضور خلافت میں پہنچا دیا، سامرا کے موالی میں حرکت پیدا ہوئی، سردار بہت پریشان ہوئے، المہتدی مظالم کے لیے بیٹھا ہوا تھا اور فقہا اور قضاۃ داخل کیے گئے تھے، وہ اور وہ لوگ اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہوئے تھے اور سردار اپنے اپنے ٹھکانے سے کھڑے ہوئے تھے، ابو القاسم کا داخلہ، ادخواہوں کے

داخلے سے پہلے ہوا' المہتدی نے اُس عرض داشت کو کھلم کھلا پڑھا اور موسیٰ بن بغا سے خلوت میں بات کی' سلیمان بن وہب کو حکم دیا کہ وہ ایک رقعے میں اُن کی درخواست کی منظوری کا فرمان لکھ دے' پھر جب اُس نے خط کے ایک یا دو فقرے میں ایسا کیا تو ابو القاسم نے کہا کہ "یا امیر المومنین اُنھیں صرف امیر المومنین ہی کے دستخط سے تسلّی ہوگی"۔

مطالبات منظور ہو گئے

المہتدی نے رقعہ لے لیا اور اُسے کاٹ دیا جو سلیمان نے اُس میں حکم لکھا تھا اور ہر باب میں اُن کی درخواست کی منظوری کا فرمان لکھا' اس کے بعد اپنے قلم سے ایک خط اور لکھا اور اُس پر اپنی مُہر لگائی اور اُسے ابو القاسم کے حوالے کیا' ابو القاسم نے موسیٰ اور بایکباک اور محمد بن بغا سے کہا کہ تم لوگ اُن کے پاس میرے ہمراہ اپنے قاصد روانہ کرو جو اُن سے اُس خبر کی معذرت کریں جو تمھاری جانب سے اُنھیں پہنچی' ہر ایک نے اُن میں سے ایک آدمی کو روانہ کیا' ابو القاسم اُن کے پاس اس حالت میں پہنچا کہ وہ لوگ اپنے مقامات میں تھے اور وہ تقریباً ایک ہزار سوار اور تین ہزار پیادے ہو گئے تھے' یہ اسی سال ۵ صفر یوم پنجشنبہ کو ہوا' اُس نے اُن لوگوں کو امیر المومنین کا سلام کہا کہ امیر المومنین نے جو کچھ تمھاری درخواست تھی اُسے منظور کر لیا' لہذا امیر المومنین کے لیے اللہ سے دعا کرو' اس کے بعد اُس نے وہ فرمان اُن کے کاتب کو دے دیا' اُس نے جو مطالب اُس میں تھے اُنھیں پڑھ کر سنائے پھر امیر المومنین کا خط پڑھا تو اُس میں یہ لکھا تھا:-

رعیت چو بیخ است و سلطاں درخت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' سب تعریفیں اللہ کے لیے جو یکتا ہے' اللہ کی رحمت کاملہ نازل ہو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کی آل پر' اللہ تعالیٰ تمھیں ہدایت کرے اور تمھاری حفاظت کرے اور تمھیں کامیاب کرے اور تمھارے امور کی اور مسلمانوں کے اُن امور کی جو تمھارے ساتھ ہیں اور تمھارے ہاتھ میں ہیں اصلاح کرے' میں نے تمھارا خط سمجھا اور تمھارے رئیسوں کو پڑھ کر سنایا تو اُنھوں نے وہی بیان کیا جو تم نے بیان کیا' اور وہی سوال کیا جو تم نے سوال کیا اور میں نے

تمام امور منظور کر لیے جن کی تم نے درخواست کی، تمھاری بھلائی اور تمھارے اتفاق اور تمھاری یک زبانی پسند ہونے کی وجہ سے، اور ہیں نے تمھاری عطا کا حکم دے دیا کہ وہ تم پر جاری رہے لہذا تم لوگوں کو حرکت کی حاجت نہیں ہے، اپنے دل میں خوش ہو جاؤ، والسّلام،

اللہ تعالیٰ تمھیں ہدایت کرے، تمھاری حفاظت کرے، تمھیں کامیاب کرے، تمھاری اور مسلمین کے اُن امور کی جو تمھارے ساتھ یا تمھارے اوپر ہیں اصلاح فرمائے۔"

جمہور کا تعلق خلیفہ کے ساتھ

جب پڑھنے والا پڑھنے سے فارغ ہوا تو ابو القاسم نے کہا کہ یہ لوگ تمھارے رئیسوں کے قاصد ہیں جو تم سے کسی بات کی معذرت کریں گے بشرطیکہ اُن کی طرف سے تمھیں کچھ آزار پہنچا ہو، وہ کہتے ہیں کہ "تم لوگ تو بھائی ہو، ہم سے ہو اور ہماری طرف ہو۔" قاصدوں نے بھی اسی طرح کا کلام کیا، ان لوگوں نے بھی بڑی طویل گفتگو کی، ایک عریضہ امیر المومنین کو لکھا جس میں پہلے کی طرح انھوں نے معذرت کی تھی، اور اس میں چند ایسے امور بھی بیان کیے جن کو اس کے پہلے بیان کر چکے تھے کہ انھیں قناعت نہیں ہو سکتی جب تک یہ پانچ فرمان اُن کے لیے نہ نافذ کر دیے جائیں :۔

(۱) زیادات کی کمی،

(۲) جاگیریں واپس،

(۳) موالی بوابین (دربان) سے نکال کر بیانیین (مٹی کے برتن بنانے والے) میں شمار ہوں،

(۴) رسوم کو اُس طریقے پر واپس لایا جائے جیسا کہ وہ زمانۂ مستعین میں تھیں،

(۵) طریقۂ ماتحتی کی واپسی یہاں تک کہ وہ ایسے شخص کے سپرد کر دیں جس کے ماتحت پچاس اہل بیوتات ہوں اور پچاس اہل سامرا جو دواوین سے تعلق رکھیں،

امیر المومنین لشکر کو اپنے کسی بھائی کے یا کسی غیر کے جس کو وہ مناسب سمجھے

سپرد کر دے تاکہ وہ اُس کے اور اُن کے درمیان اُن کے امور کی پیامبری کرے، وہ شخص موالی میں سے نہ ہو، صالح بن وصیف کو حکم دیا جائے کہ وہ حساب دے اُس سے اور موسیٰ بن بغا سے اُن خزانوں کا حساب لیا جائے جو اُن کے پاس ہیں، ہمیں کوئی شے اُس سے کم پر رضامند نہیں کرے گی مع تنخواہ کی تعجیل کے، اور وظائف کی ہر دو ماہ میں مسلسل ادا ہوتے رہنے کے، ہم نے اہل سامرا اور مغربیوں کو سامرا آنے کے بارے میں لکھا ہے، ہم خود امیر المومنین کے دروازے پر جانے والے ہیں کہ مطالبات پورے کیے جائیں۔"

یہ عریضہ اُنھوں نے ابوالقاسم برادر امیر المومنین کو دے دیا۔ ایک دوسرا خط موسیٰ بن بغا، بایکباک، محمد بن بغا، مفلح، یاجور اور بکالبا وغیرہم کو لکھا جنھوں نے بیان کیا تھا کہ بارگاہِ خلافت میں ایک عرضداشت پیش کی ہے، امیر المومنین اُن کی درخواست سے انکار نہیں کرتا سوائے اس کے کہ وہ لوگ اس کی مخالفت کریں "امیر المومنین کے اگر ایک پھانس بھی چبھ جائے یا اُس کے سر کا ایک بال بھی لے لیا جائے تو اُن سب کا سر لے لیا جائے گا، کوئی امر ہمیں مطمئن نہیں کر سکتا سوائے اس کے کہ صالح بن وصیف ظاہر ہو، وہ اور موسیٰ بن بغا جمع ہوں کہ غور کیا جائے کہ خزانے کا مقام کونسا ہے، کیونکہ صالح نے اپنے پوشیدہ ہونے سے قبل وعدہ کیا تھا کہ چھ ماہ کی تنخواہ دے گا۔"

اُنھوں نے یہ خط موسیٰ کے قاصد کو دے دیا، چند آدمی ابوالقاسم کے ہمراہ روانہ ہوئے کہ وہ اُن کے عریضے کو امیر المومنین کو پہنچا دیں اور امیر المومنین کی بات سنیں، ابوالقاسم واپس ہوا تو موسیٰ نے تقریباً پانچ سو سوار روانہ کیے جو باب الحیر پر محل اور کرخ کے درمیان کھڑے ہو گئے، ابوالقاسم اور اُن لوگوں کے قاصد اور خود اُن کے قاصد اُن کی طرف متوجہ ہوئے، موسیٰ کے قاصد نے موسیٰ کو اُس قوم کا خط دے دیا جو اُس کے اور اُس کے ساتھیوں کے نام تھا، اُس جماعت میں کاتبین میں سے سلیمان بن وہب اور اُس کا لڑکا اور احمد بن محمد بن ثوابہ وغیرہ تھے، اُس نے وہ خط پڑھ کے سنایا تو ابوالقاسم نے اُنھیں بتایا کہ اُس کے ہمراہ قوم کا ایک عریضہ

امیر المومنین کے نام بھی ہے جسے اُن کو اُس نے نہیں دیا،

خلیفہ اپنے گھر میں

وہ سب لوگ سوار ہو کر المہتدی کے پاس گئے، اُسے اُس حالت میں پایا کہ نماز فرض پڑھ کر دھوپ میں ایک کمبل پر بیٹھا ہوا تھا، محل کے تمام آلات لہو و لعب کو توڑ دیا تھا، وہ لوگ اندر گئے، اور اُسے عریضے پہنچا دیے، بڑی دیر تک علیحدہ رہے،

جمہور کے سب مطالبے منظور

المہتدی نے سلیمان بن وہب کو اُن لوگوں کی درخواست کے مطابق لکھنے کا حکم دیا، المہتدی نے انھیں اپنی کتاب میں اپنے قلم سے درج کر کے نافذ کر دیا اور اپنے بھائی کو دے دیا، سرداروں نے انھیں اپنے خطوط کا جواب لکھا اور موسیٰ کے ساتھی کو دے دیا، ابو القاسم اُن کے پاس مغرب کے وقت پہنچا، انھیں المہتدی کا سلام کہا، اس کا خط پڑھ کر سنایا، جس میں یہ مضمون تھا:

راعی بر عایت مرعی

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمھیں اپنی طاعت کی اور جو کام اُسے راضی کرے اُس کی توفیق دے، میں نے تمھارا خط سمجھ لیا اللہ تعالیٰ تمھارا نگہبان ہو تمھاری درخواست کے مطابق تمھارے لیے پانچوں فرمان نافذ کر دیے، تم لوگ اُسے مقرر کرو جو دفتروں کا انتظام کرے، انشاء اللہ تعالیٰ، یہ جو تم نے درخواست کی ہے کہ تمھارا معاملہ میں اپنے کسی بھائی کے سپرد کر دوں کہ وہ مجھے تمھارے حالات پہنچائے اور مجھ تک تمھاری ضروریات کو پہنچا دے تو بخدا میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کام کو میں خود انجام دوں اور تمھارے حالات سے اور جس میں تمھاری مصلحت ہے خبردار رہوں، میں انشاء اللہ تمھاری درخواست کے مطابق کسی شخص کا تمھارے لیے اپنے بھائیوں یا غیروں میں سے انتخاب کرنے والا ہوں، لہٰذا تم لوگ اپنی ضروریات اور وہ امور جس میں تم اپنی مصلحت جانتے ہو مجھے لکھ دو، کیونکہ میں اُسے تمھاری پسند کے موافق انشاء اللہ کرنے والا ہوں، اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمھیں اپنی طاعت کی اور اُن کاموں کی جو اُسے راضی کریں توفیق دے"۔

موسیٰ کے قاصد نے موسیٰ اور اُس کے ساتھیوں کا خط بھی پہنچا دیا
جس میں یہ مضمون تھا:

رعیت کی دلدہی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، خدا تمھیں سلامت رکھے، تمھاری نگہبانی کرے، اور تم پر اپنے انعام پورے کرے،
ہم نے تمھارا خط سمجھا، تم تو ہمارے بھائی اور ہمارے چچا کے بیٹے ہو، ہم وہی کرنے والے ہیں جو تم پسند کرتے ہو، امیر المومنین نے خدا اُسے عزت دے جو کچھ تم نے سوال کیا تمھاری پسند کے موافق حکم دے دیا ہے اور اپنے فرمان نافذ کر دیے ہیں،

یہ جو تم نے صالح مولیٰ امیر المومنین کا معاملہ اور ہمارا اُس پر غصہ بیان کیا ہے تو وہ بھائی ہے اور چچا کا بیٹا ہے، اس کے متعلق بھی ہم وہ نہیں چاہتے جو تمھیں ناپسند ہو، اگر اُس نے تم سے چھ مہینے کی تنخواہ تمھیں دینے کا وعدہ کیا تھا تو ہم نے امیر المومنین کی خدمت میں رقعے پیش کر دیے ہیں جس میں وہی درخواست کی ہے جو تم نے سوال کیا ہے،

یہ جو تم نے امیر المومنین پر اعتراض نہ کرتے اور معاملے کو اُس کے سپرد کر دینے کے بارے میں کہا ہے، تو ہم لوگ امیر المومنین کا حکم سننے والے اور اُس کی اطاعت کرنے والے ہیں، تمام امور اللہ کے سپرد ہیں اور وہی ہمارا مالک ہے اور ہم اُس کے بندے ہیں، ہم کسی چیز میں بھی اس پر بالکل اعتراض نہ کریں گے،

یہ جو تم نے بیان کیا کہ ہم لوگ امیر المومنین کے ساتھ برائی کا ارادہ رکھتے ہیں، تو جو ایسا ارادہ کرے اللہ تعالیٰ اُسے ہمیشہ بُرائی میں رکھے اور اُسے اُس کی دُنیا و آخرت میں رسوا کرے، اللہ تعالیٰ تمھیں سلامت رکھے، اور تمھاری نگہبانی کرے اور تم پر اپنا پورا انعام کرے۔"

جب یہ خطوط انھیں پڑھ کر سنائے گئے تو انھوں نے ابو القاسم سے کہا کہ اب اس وقت تو شام ہو گئی، ہم رات بھر اپنے معاملے میں غور کر کے صبح کو لوٹیں گے کہ تجھے اپنی رائے سے آگاہ کریں، سب جدا ہو گئے اور ابو القاسم

امیر المومنین کے پاس واپس آگیا، جب جمعے کی صبح ہوئی تو جب پہلا گھنٹہ ختم ہوا تو موسیٰ بن بغا امیر المومنین کے ایوان سے سوار ہو گیا اور دوسرے لوگ بھی اُس کے ساتھ سوار ہو گئے، یہ سب تقریباً پندرہ سو آدمی تھے، باب الحیر سے نکلا جو محل اور کرخ کی جاگیروں کے متصل ہے، وہاں اُس نے پڑاؤ کیا، ابوالقاسم برادر المہتدی بھی نکلا، اُس کے ساتھ کرخی بھی تھا، وہ اُس قوم کے پاس پہنچا جو تقریباً پانچ سو سوار اور تین ہزار پیادے تھے، ابوالقاسم رات ہی میں واپس آگیا تھا، اُس کے ساتھ فرمان بھی تھے، اُن کے درمیان پہنچ گیا تو اُس نے المہتدی کا ایک رقعہ نکالا جس کی تحریر اُس خط کے مشابہ تھی جس میں فرمان درج تھے، رقعہ پڑھا تو لوگ شور کرنے لگے، کوئی کچھ کہتا تھا کوئی کچھ، پیادہ موالی کا جو علاقۂ سامرا کے الحیر میں سے اُن میں شامل ہو رہے تھے کثیر مجمع ہو گیا، ابوالقاسم انتظار کرتا رہا کہ جواب حاصل کر کے واپس ہو اور اُسے امیر المومنین کو پہنچا دے، مگر عصر تک جواب نہ مل سکا اور وہ لوگ واپس گئے،

ایک گروہ تو یہ کہتا تھا ہم یہ چاہتے ہیں کہ اللہ امیر المومنین کو عزت دے اور وہ ہماری تنخواہیں پوری ہمیں دے دے کیونکہ ہم تاخیر سے ہلاک ہو گئے،

ایک گروہ کہتا تھا کہ ہم راضی نہ ہوں گے جب تک امیر المومنین ہم پر اپنے بھائیوں کو والی نہ بنا دے گا کہ ایک کرخ میں ہو، ایک ایوان خلافت میں اور ایک سامرا میں، یہ ہم نہیں چاہتے کہ موالی میں سے کوئی شخص ہم پر سردار ہو،

ایک گروہ کہتا تھا کہ ہم چاہتے ہیں کہ صالح بن وصیف ظاہر ہو، یہ گروہ بہت قلیل تھا،

اس قصیے میں جب باتیں بڑھیں تو ابوالقاسم نے واپس آکر پوری خبر المہتدی کو پہنچا دی، اُس نے موسیٰ کو آگے کیا جو اُس مقام پر تھا جہاں اُس نے لشکر جمع کیا تھا وہ بھی اُس کے واپس ہوتے ہی واپس ہو گیا المہتدی نے

جمعہ پڑھ لیا تو لشکر کو محمد بن بغا کے سپرد کیا اور اُسے مع اپنے بھائی ابوالقاسم کے قوم کی طرف جانے کا حکم دیا، محمد بن بغا اُس کے ہمراہ تقریباً پانچ سو سواروں کے ساتھ سوار ہوا، موسیٰ اُسی مقام پر واپس آیا جہاں وہ صبح کو تھا، ابوالقاسم اور محمد بن بغا روانہ ہوئے، دونوں اُس قوم میں گھس گئے اور اُس نے سب کو اُس کے ذریعے سے گھیر لیا، ابوالقاسم نے اُن سے کہا کہ امیر المومنین کہتا ہے کہ "میں نے اُن تمام امور کے متعلق جو تم نے سوال کیا فرمان نافذ کر دیے اور تمہاری پسندیدہ کوئی شے ایسی باقی نہیں رہی جسے امیر المومنین نے حد تک نہ پہنچا دیا ہو، یہ صالح بن وصیف کو ظاہر ہونے کے لیے امان ہے۔" صالح کا امان نامہ پڑھ کر سنایا کہ "موسیٰ اور بایکباک نے امیر المومنین سے خدا اُسے عزت دے اس کی درخواست کی تو اُس نے اُن دونوں سے اُسے قبول کر لیا، اور اُسے بڑی تاکید سے مضبوط کر دیا۔" پھر پوچھا کہ "اب کس بات پر تمہارا اتفاق ہے؟" انھوں نے بہت سی باتیں کیں، وہ بات جو اُس نے اپنی واپسی کے وقت حاصل کی یہ تھی کہ انھوں نے کہا "ہم یہ چاہتے ہیں کہ موسیٰ بغا کبیر کے مرتبے میں ہو اور صالح وصیف کے اس مرتبے میں ہو جو زمانۂ بغا میں تھا، بایکباک اپنے مرتبۂ سابق میں ہو، لشکر صالح بن وصیف کے ظاہر ہونے تک اُسی کے ہاتھ میں رہے جس کے ہاتھ میں ہے، صالح نکلے تنخواہیں دے، اور فرمانوں کے مطابق اُن کی تنخواہوں کو جاری کر دے۔" سب کچھ مان لینے پر واپس چلے، بقدر پانچ سو گز کے گئے تھے کہ اُن میں اختلاف ہو گیا، ایک جماعت نے کہا کہ ہم راضی ہیں اور ایک جماعت نے کہا کہ ہم راضی نہیں ہیں، المہتدی کے قاصدوں نے واپس جا کر کہہ دیا کہ وہ لوگ متفرق ہو گئے اور اس پر تیار ہیں کہ واپس ہو جائیں، موسیٰ بھی یہ سن کے واپس ہو گیا، کرخ اور سامرا کے لوگ بھی اپنے اپنے مقامات پر واپس گئے،

ہفتے کی صبح ہوئی تو وصیف کا بیٹا اس طرح سوار ہوا کہ موالی اور غلاموں کی ایک جماعت اُس کے ہمراہ تھی اور لوگ آپس میں پکارنے لگے "ہتھیار، ہتھیار" صالح بن وصیف کے پیادوں کے گھوڑے لوٹ لیے اور چلے گئے، سامرا میں

وادی اسحاق بن ابراہیم کے کنارے مسجد لجین امّ ولد متوکّل کے قریب پڑاؤ کیا، اُسی وقت ابوالقاسم بھی المہتدی کے ارادے سے سوار ہوا، اپنے راستے میں اُن کے پاس سے گزرا، لوگ اُس کے ۔ اُس کے خادموں اور غلاموں کے لیٹ گئے کہ تو امیرالمومنین کو ہمارا پیام پہنچادے، اُس نے جواب دیا کہ کہو، وہ گڑبڑ کرنے لگے، باتوں سے اُسے سوائے اس کے کچھ معلوم نہ ہوسکا کہ ہم لوگ صالح کو چاہتے ہیں، وہ روانہ ہوا، امیرالمومنین کو اور موسیٰ کو اور سرداران حاضرین کو یہ پیام پہنچادیا،

اس شخص سے مذکور ہے جو اُس مجلس میں موجود تھا کہ موسیٰ بن بغا نے کہا کہ "وہ لوگ صالح کو مجھ سے مانگتے ہیں، جیسے میں نے اُسے چھپایا ہے، اور وہ میرے پاس ہے، اگر وہ اُن کے پاس ہو تو انھیں مناسب ہے کہ اُسے ظاہر کریں" قوم کے جمع ہونے اور لوگوں کے اُن کی طرف امنڈ آنے کی خبر کو اُس نے اُن سے بڑی تاکید سے بیان کیا، امیرالمومنین ہی کے ہاں سے قتال کی تیاری کرلی، ہتھیار لگا کے سوار ہوئے، اور الحیر کا راستہ اختیار کیا، چبوترے اور جامع مسجد کی پشت کے درمیان جمع ہوگئے، یہ خبر ترکوں کو اور جو اُن کے پاس پناہ گزیں تھے اُنھیں پہنچی تو وہ اس طرح بھاگتے ہوئے واپس ہوئے کہ نہ کوئی سوار پیادے کی طرف رُخ کرتا تھا اور نہ کوئی بڑا چھوٹے کی طرف، الدروب اور الازقہ میں گھس کر اپنے اپنے گھروں میں چلے گئے، موسیٰ اور اس کے سب ساتھی چلے گئے تھے، کوئی سردار سامرا میں نہ تھا جو امیرالمومنین کے ہاں سوار ہو کے جائے، الحیر ہی میں بجے رہے یہاں تک کہ الحائطین کے متصل سے نکلے اس کے بعد روانہ ہوئے۔ مفلح اور واجن اور جوان دونوں کے ساتھ شامل ہوگئے بغداد کے راستے پر روانہ ہو کے سوق الغنم پہنچ گئے، اس کے بعد شارع ابی احمد کی طرف پلٹے اور موسیٰ کے لشکر سے مل گئے،

موسیٰ اور اُن سرداروں کی جماعت جو اُس کے ساتھ تھی جیسے باجور، ساتگین،

یارجوخ اور عیسیٰ کرخی' یہ لوگ شارع ابی احمد کی طرف چل کے الوادی پہنچے' اور محل واپس آئے' موسیٰ کے ساتھی لشکر کی مقدار جو اُس دن کہ وہ ہفتے کا دن تھا' چار ہزار سوار تھی جو ہتھیار اور کمانوں اور زرہوں اور جوشن اور نیزوں اور تبروں سے مسلح تھے' اور اکثر سردار ان کرخ جو اس لشکر میں تھے وہ موسیٰ کے ہمراہ صالح کو تلاش کر رہے تھے' اُن کا ارادہ اُس سے لڑنے کا تھا جو صالح کو طلب کرے'

کسی ایسے شخص سے مذکور ہے جو اُن کے حال سے خبردار تھا کہ اکثر اُن میں کے جو موسیٰ کے ہمراہ سوار تھے اُن کی محبت صالح کے ساتھ تھی' اُس روز کوئی حرکت نہ ہوئی' جب یہ جماعت محل پہنچ گئی تو سب سے پہلی چیز جو اُن سے ظاہر ہوئی وہ یہ منادی تھی:

منادی "کل یکشنبے کی صبح کو صالح کے اہل و عیال اور اُس کے سرداروں غلاموں اور ساتھیوں میں سے جو شخص امیر المومنین کے ہاں حاضر نہ ہوگا اُس کا نام کاٹ دیا جائے گا' اُس کا گھر ویران کر دیا جائے گا' مارا جائے گا' قید کیا جائے گا اور قید خانے میں ڈال دیا جائے گا' اس جماعت میں سے تین دن چھپنے کے بعد جو شخص پایا جائے گا اُس پر بھی اُسی قسم کا عذاب نازل ہوگا' اور جو شخص کسی عام آدمی کا گھوڑا لے گا یا راستے میں اُس سے تعرض کرے گا اُس پر بھی دردناک عذاب نازل ہوگا۔"

۸۔ صفر شب یکشنبہ کو اسی حالت میں شب بسر ہوئی' دوشنبے کی صبح ہوئی تو المہتدی کو یہ خبر ملی کہ المسا اور الشاری نے شہر میں قتل و آتش زنی کی ہے' امیر المومنین نے وہیں جماعت متقاتلین کو آواز دی اور موسیٰ و مفلح و بایکباک کو روانگی کا حکم دیا' موسیٰ نے اپنے خیمے روانہ کر دیے' ۱۱۔ صفر یوم چارشنبہ کو موسیٰ اور محمد بن بغا اور مفلح کی روانگی رک گئی' ان لوگوں نے کہا کہ اُس وقت تک ہم میں سے کوئی نہ جائے گا جب تک کہ ہمارا اور صالح کا معاملہ طے نہ ہو جائے' سب اس پر متفق تھے' صالح سے ڈرتے تھے کہ وہ اُن کے بعد برائی کرے گا'

بعض موالی سے مذکور ہے کہ میں نے وصیف کے ایک بیٹے کو دیکھا' وہ وہی تھا جس نے ان سب جماعتوں کو جمع کیا تھا' موسیٰ اور بایکباک کے ساتھ

میدان بغا صغیر میں ۱۱؍صفر چار شنبہ کو گیند تما پی سے کھیل رہا تھا، یہ لوگ صالح بن وصیف کی تلاش میں کوشش کرنے لگے، اس کے سبب سے اس جماعت پر حملہ کیا گیا جو اس کے قبل اُس کے متعلقین میں سے تھی جن کو تہمت لگائی تھی کہ اُسے پناہ دی ہے، ابراہیم بن سعدان نحوی، ابراہیم طالبی، ہارون بن عبدالرحمٰن بن ازہر شیعی، ابوالاحوص بن احمد بن سعید بن سلم بن قتیبہ، ابوبکر داماد ابی حرملہ حجام، شاریہ مغنیہ اور سر خسی سردار پولیس خاص انہیں میں تھے، ان کے علاوہ ایک اور جماعت بھی تھی،

ابراہیم بن محمد بن ابراہیم بن مصعب بن زریق سے مذکور ہے کہ ربیع القبہ صالح بن وصیف کی حویلی کے قریب ایک عمارت ہے، اس کے مالک نے مجھ سے بیان کیا کہ ہم لوگ یوم یکشنبہ کو بیٹھے ہوئے تھے کہ یکایک گلی سے ایک غلام نکلا، میں نے اُسے خوف زدہ دیکھا تو اچنبھا معلوم ہوا تو حال دریافت کرنے کا ارادہ کیا مگر وہ ہمیں چھوڑ گیا، کچھ دیر نہ گزری تھی کہ صالح بن وصیف کے موالی میں سے ایک گزرنے والا سامنے آیا جو روزبہ مشہور تھا، اس کے ہمراہ تین یا چار آدمی تھے، وہ اُس گلی میں گھس گئے، اس سے بھی تعجب ہوا، تھوڑی دیر کے بعد وہ نکلے اور صالح بن وصیف کو نکالا، ہم نے واقعہ دریافت کیا، یکایک وہ غلام اُس گلی کے کسی گھر میں پانی کی تلاش میں گھس گیا کہ اُسے پیئے، اُس نے کہا کہ اُس نے کسی کہنے والے کو سنا جو فارسی میں کہتا ہے کہ اے امیر کنارے ہو جا، کیونکہ ایک غلام آیا ہے جو پانی ڈھونڈتا ہے، اُس غلام نے بھی یہ سنا اُس کے اور اُس گزرنے والے کے درمیان جان پہچان تھی، وہ اُس کے پاس آیا اور اُسے خبر دی، گزرنے والے نے تین آدمی جمع کیے اور اُس پر ٹوٹ پڑا اور اُسے نکال لیا۔

گزرنے والے نے جو اُس پر ٹوٹ پڑا تھا کہا کہ مجھ سے اُس غلام نے جو کچھ کہا وہ کہا، میں آگے بڑھا، میرے ساتھ تین آدمی تھے، دیکھا کہ صالح بن وصیف کے ہاتھ میں آئینہ اور کنگھا ہے اور وہ اپنی ڈاڑھی میں کر رہا ہے اُس نے مجھے دیکھا تو بھاگا اور ایک گھر میں گھس گیا، میں یہ ڈرا کہ کہیں یہ تلوار

یا ہتھیار لینے کے خیال میں نہ ہو، میں ٹھیر گیا، دیکھا تو وہ ایک کونے میں چھپا ہے،
میں اُس کے پاس گھس گیا اور اُس کو نکال لایا، اُس نے مجھ سے عاجزی وزاری
سے زیادہ کچھ نہ کیا، جب اُس نے مجھ سے گریہ وزاری کی تو میں نے کہا کہ
"مجھے تیرے چھوڑنے کی کوئی گنجائش نہیں، لیکن میں تجھے تیرے بھائیوں،
ساتھیوں، سرداروں اور تیرے افسروں کے پاس لے چلوں گا، اگر ان لوگوں سے
دو نے بھی اعتراض کیا تو میں اُن کے ہاتھ میں تجھے چھوڑ دوں گا"۔ پھر میں نے
اُسے نکالا مگر مجھے سوائے اُس کے کوئی نہ ملا جو اُس کی برائی پر میرا مددگار تھا،
جب وہ گرفتار کیا گیا تو اُسے قریب دو میل کے اس طرح چلایا گیا کہ ساتھ میں
سوائے سرکاری آدمیوں کے کوئی نہ تھا جو پانچ سے بھی کم تھے،

بیان کیا گیا ہے کہ جس وقت وہ گرفتار کیا گیا تو اُس پر ایک کرتہ، ایک
ریشمی تافتے کی صدری اور پاجامہ تھا، سر پر کچھ نہ تھا اور وہ برہنہ پا تھا، ترکی ابلق
گھوڑے پر لاد اگیا، عوام اُس کے پیچھے دوڑ رہے تھے اور خواص روک
رہے تھے، انھوں نے اُسے موسیٰ بن بغا کے گھر پر پہنچایا، موسیٰ بن بغا کے گھر
لے گئے تو سرداروں میں سے بایکباک اور مفلح اور یاجور اور ساتکیں وغیرہ
اس کے پاس آئے، اُسے باب الحیر سے نکالا جو جامع مسجد کے قبلے سے
متصل ہے کہ محل لے جائیں، جب وہ اُسے ستارے کی حد تک لے گئے
تو مفلح کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے اُس کے شانے پر ایک ایسی ضرب
لگائی جو قریب تھا کہ اُسے پھاڑ دے، اس کے بعد اُس کا سر کاٹ لیا، دھڑ وہیں
چھوڑ دیا، اور اُسے المہتدی کے گھر لے گئے،

ایوان خلافت میں مغرب کے کچھ ہی قبل پہنچے، سر مفلح کے غلاموں میں سے
ایک شخص کی قبا کے دامن میں تھا، خون ٹپک رہا تھا، اُسے لے کے پہنچے تو
المہتدی مغرب کی نماز کے لیے کھڑا ہو چکا تھا اس لیے اُس نے اُسے نہیں دیکھا
وہ اُسے نکال لائے تاکہ درست کر لیا جائے، المہتدی نے اپنی نماز ادا کر لی اور
انھوں نے اُسے خبر دی کہ صالح کو قتل کر دیا اور وہ اُس کا سر لائے ہیں تو اُس نے
اس سے زیادہ اُن سے کچھ نہ کیا کہ یہ کہا کہ اُسے دکھاؤ، اور اپنی تسبیح میں لگ گیا،

یہ خبر اُس کے گھر پہنچی تو فریاد بلند ہوئی، وہ لوگ اُس رات کو سو رہے، جب ۲۳ صفر دو شنبے کا دن ہوا تو صالح بن وصیف کا سر ایک نیزے پر چڑھایا گیا اور اُسے گھمایا گیا، مُنادی کی گئی کہ یہ اُس شخص کا بدلہ ہے جو اپنے آقا کو قتل کرے، تھوڑی دیر کے لیے باب العامہ پر لٹکا دیا گیا اور اس کے بعد ہٹا لیا گیا، پے در پے تین دن تک ایسا ہی کیا گیا، دو شنبے کے دن جبکہ صالح بن وصیف کا سر لٹکایا گیا بغا صغیر کا سر نکالا گیا اور اُس کے اعزّہ کو دے دیا گیا تاکہ دفن کر دیں،

بعض موالی سے مذکور ہے کہ میں نے مفلح کو اس طرح دیکھا کہ اُس نے بغا کے سر کو دیکھا تو رونے لگا اور کہا کہ خدا مجھے قتل کرے اگر میں تیرے قاتل کو قتل نہ کروں، جب ۲۶ صفر پنجشنبے کا دن ہوا تو موسیٰ نے وہ سر ام الفضل وصیف کی بیٹی کو بھیجا، وہ النوشری کی بیوی تھی اور اُس کے قبل سلمۃ بن خاقان کے پاس تھی،

بعض بنی ہاشم سے مذکور ہے کہ اُمّ الفضل نے موسیٰ بن بغا کو صالح کے قتل پر مبارکباد دی، موسیٰ نے کہا کہ وہ امیر المومنین کا دشمن تھا، قتل کا مستحق تھا، ام الفضل نے بایکباک کو مبارکباد دی تو اُس نے کہا کہ یہ مبارکباد میرے لیے نہیں ہے صالح تو میرا بھائی تھا،

واقعے کا اثر عوام پر جب صالح بن وصیف قتل کیا گیا تو السلولی نے موسیٰ کے لیے اشعار ذیل کہے،

(۱) وتلت وترك من فرعون حين طغى — وجئت اذ جئت یا موسیٰ علیٰ قدر

تو نے فرعون سے اپنا انتقام لے لیا جب اُس نے سرکشی کی — اے اے موسیٰ تو جب آیا تو اپنے مرتبے پر آیا،

(۲) ثلاثة كلهم باغ اخو حسد — یرمیك بالظلم والعدوان عن وتر

تین ہیں جو سب کے سب باغی ہیں، ہر ایک حسد کا بھائی ہے، — جو ظلم و عدوان کی کمان سے تجھے تیر مارتا ہے،

(۳) وصيف بالكرخ ممثول به وبغا — بالجسر محترق بالجمر والشرر

وصیف کرخ میں ہے جس کے ناک کان کٹ چکے ہیں، بغا — الجسر پر چنگاری اور شعلے میں جل رہا ہے،

(۴) وصالح بن وصيف بعد مغتفص — في الحير جيفته والروح في سقر

ان کے بعد صالح بن وصیف ہے جو مٹی میں چر رہا ہے — اُس کی لاش الحیر میں ہے اور روح جہنم میں،

اسی سال جمادی الاولیٰ کی چاند رات کو موسیٰ بن بغا اور بایکباک نے مساور الشاری کی طرف کوچ کیا اور محمد بن الواثق نے اُن کی مشایعت کی۔

اسی سال جمادی الاولیٰ میں مساور بن عبد الحمید اور عبیدہ العمروسی کا الکحیل میں مقابلہ ہوا، وہ دونوں مختلف الرائے تھے، مساور کی عبیدہ پر فتح ہوئی اور اُس نے اُسے قتل کر دیا۔

اسی سال اور اسی مہینے میں مساور الشاری اور مفلح کا مقابلہ ہوا، مساور کی جانب سے مجھ سے بیان کیا گیا کہ وہ العمروسی کو قتل کرنے کے بعد اس حالت میں کہ اُس کے ساتھی بہت زخمی تھے، اور اُن کے زخم بھرے نہ تھے اور وہ اس جنگ سے تھک گئے تھے جو دونوں فریق کے درمیان ہوئی تھی، الکحیل سے موسیٰ کے لشکر کی طرف اور جو اُس لشکر میں شامل ہو گئے تھے اُن کی طرف واپس ہوا، وہ لوگ حفاظت کر رہے تھے، اُس نے اُن پر حملہ کر دیا، کامیابی کی جو امید تھی بر نہ آئی، یہ مقابلہ جبل زینی میں ہوا تھا، آخر وہ اور اُس کے ساتھی اُس پہاڑ کے متصل ہو گئے پھر اُس کی چوٹی پر چلے گئے، وہاں آگ سلگائی اور اپنے نیزے گاڑ دیے، موسیٰ کا لشکر اُس پہاڑ کے میدان میں تھا، مساور اور اُس کے ساتھی اُس راستے کے علاوہ جس میں موسیٰ نے اپنا لشکر اُتارا تھا اُس پہاڑ سے اُترے، وہ چلا گیا، موسیٰ اور اُس کے ساتھی یہ سمجھتے رہے کہ پہاڑ ہی پر ہے، وہ لوگ اُن سے بچ گئے۔

اسی سال ۱۴ رجب کو المہتدی معزول کیا گیا اور ۱۸ رجب پنجشنبہ کو اُس کی وفات ہوئی۔

خلع خلیفہ

مہتدی کا عزل اور وفات

بیان کیا گیا ہے کہ اسی سال ۲ رجب کو ساکنان کرخ نے سامرا میں اپنی

عطا کے لیے حرکت کی، المہتدی نے اُن کے پاس طبایغو کو جو اُن کا رئیس تھا اور اپنے بھائی عبد اللہ کو بھیجا، دونوں نے اُن سے گفتگو کی، اُنھوں نے اُن کی بات نہ مانی اور کہا کہ ہماری خواہش یہ ہے کہ ہم امیر المومنین سے بالمشافہہ گفتگو کریں، ابو نصر بن بغا رات میں چھپ کر اپنے بھائی کے لشکر کی طرف نکل گیا جو الشاری کے قریب السن میں تھا، محل میں ایک جماعت داخل ہوئی، یہ چار شنبے کا دن تھا، المہتدی نے اُن لوگوں سے دیر تک گفتگو کی، اُن کی عطا چار شنبہ و پنجشنبہ کو بند کی گئی تھی، وہ منتظر تھے کہ یہ معلوم کریں کہ موسیٰ بن بغا کیا کرتا ہے، موسیٰ نے اپنے لشکر کو ایک مہینے کی تنخواہ دی تھی، وہ الشاری کے مقابلے پر تھا، اُس کے ساتھی قرار سے ہوئے تو اختلاف پڑ گیا، موسیٰ خراسان کے ارادے سے چلا گیا،

اسباب اختلاف میں اور ترکوں سے لڑنے کے لیے مہتدی کے نکلنے کے باعث میں مختلف روایتیں ہیں، بعض کہتے ہیں کہ جس وجہ سے الشاری کے سامنے سے موسیٰ ہٹ گیا، اُس کی جنگ ترک کر دی اور خراسان چلا گیا، وہ وجہ یہ ہے کہ المہتدی نے بایکباک کو ایسے وقت کہ وہ موسیٰ کے ساتھ مشاور الشاری کے مقابلے میں مقیم تھا اپنی طرف مائل کرنا چاہا، اُسے لکھا جس میں یہ حکم تھا کہ "اُس لشکر کو جو موسیٰ کے ساتھ ہے خود اپنے ماتحت کر لے، اور وہی اُن پر سردار ہو جائے، یہ کہ موسیٰ بن بغا اور مفلح کو قتل کر دے یا قید کر کے دونوں کو اُس کے پاس بھیج دے۔"

جب وہ خط بایکباک کو ملا تو وہ اُسے لے کے موسیٰ بن بغا کے پاس گیا، اور اُس سے کہا کہ "میں اس سے خوش نہیں ہوں، کیونکہ یہ تدبیر تو ہم سب کے خلاف ہے، جب آج تیرے ساتھ کچھ کیا جائیگا تو کل میرے ساتھ بھی ویسا ہی کیا جائے گا، تیری کیا رائے ہے؟" اُس نے کہا کہ "میری رائے یہ ہے کہ تو سامرا جا کے اُسے اطلاع دے کہ تو اُس کی اطاعت میں ہے اور موسیٰ و مفلح پر اُس کا مددگار ہے، وہ تجھ سے مطمئن ہو جائے گا، پھر ہم سب اُس کے قتل کی تدبیر کریں گے"،

بایکباک آیا اور المہتدی کے پاس گیا، وہ لوگ اپنے گھروں کو چلے گئے،

گویا کہ الشاری کے پاس سے آئے ہیں" المہتدی ناخوش ہوا کہ "تو نے لشکر چھوڑ دیا حالانکہ میں نے تجھے یہ حکم دیا تھا کہ تو موسیٰ و مفلح کو قتل کر دے" ان کے معاملے میں تو نے ڈھیل دی۔"

اُس نے کہا" اے امیر المومنین میرے لیے ان دونوں کے ساتھ یہ کیونکر ممکن تھا، لشکر کے اعتبار سے دونوں مجھ سے بہت بڑے اور بہت زبردست ہیں، میرے اور مفلح کے درمیان کچھ جھگڑا ہو گیا تھا تو میں اُس کا انتقام نہ لے سکا، البتہ میں اپنا لشکر اور اپنے ساتھی اور جس نے میری اطاعت کی سب کو لے آیا ہوں کہ اُن دونوں کے خلاف تیری مدد کروں اور تیرے معاملے کو طاقت پہنچاؤں، اور موسیٰ کے پاس تو بہت تھوڑی تعداد رہ گئی ہے۔"

اُس نے کہا کہ" اپنے ہتھیار رکھ دے" اور اُسے کسی گھر میں داخل کرنے کا حکم دیا،

اُس نے کہا" اے امیر المومنین مجھ جیسے آدمی کا تو یہ انتظام نہیں ہے جبکہ وہ اس قسم کی وجہ سے آئے، یہاں تک کہ میں اپنے گھر جاؤں اور اپنے ساتھیوں اور عزیزوں کو اپنے کام کا حکم دوں۔"

اُس نے کہا کہ" اس امر کی کوئی گنجائش نہیں کہ مجھے تجھ سے گفتگو کی حاجت ہو۔"

اُس کے ہتھیار لے لیے گئے، ساتھیوں کو اُس کی خبر میں دیر لگی، احمد ابن خاقان دربان بایکباک اُن میں دوڑنے لگا کہ اپنے صاحب کو تلاش کرو قبل اس کے کہ اُس پر کوئی حادثہ گزرے، ترک جوش میں آ گئے، محل کو گھیر لیا،

جب المہتدی نے یہ دیکھا اُس وقت اُس کے پاس صالح بن علی بن یعقوب ابن ابی جعفر المنصور تھا، اُس سے مشورہ کیا کہ تو کیا مناسب سمجھتا ہے؟ اس نے کہا "اے امیر المومنین، جس شجاعت اور پیشقدمی کو تو پہنچا تیرے بزرگوں میں سے کوئی نہیں پہنچا، ابو مسلم کی شان اہل خراسان کے نزدیک جتنی کہ اس ترک کی اُس کے لشکر میں ہے اس سے بہت زیادہ تھی، مگر کچھ نہ ہوا سوائے اس کے کہ اُس کا سر ان کی طرف پھینک دیا گیا یہاں تک کہ انہیں قرار آ گیا حالانکہ اُن میں وہ بھی تھے جو اس کی پرستش کرتے تھے اور اُس کو رب بنائے ہوئے تھے، تو بھی اگر ایسا ہی کرے گا تو انہیں قرار آ جائے گا،

کیونکہ تو پیشقدمی میں منصور سے بھی زیادہ سخت ہے اور دل کی شجاعت میں بھی۔"
الکرخی جس کا نام محمد بن المباشر تھا کرخ میں لوہار تھا اور میخیں بنایا کرتا تھا، اس پیشے سے جدا ہو کر بغداد میں المہتدی سے مل گیا تھا، اُس نے اس پر بھروسا کر کے اپنے ساتھ رکھ لیا تھا، اُسے بایکباک کی گردن مارنے کا حکم دیا تو اُس نے اس کی گردن ماردی، ترکوں کی یہ حالت تھی کہ محل میں مسلح صف بستہ کھڑے بایکباک کو طلب کر رہے تھے، المہتدی نے عتاب بن عتاب قائد کو حکم دیا کہ وہ اُس کا سر اُن میں پھینک دے، عتاب نے سر لے کے اُن کی طرف پھینک دیا، وہ پیچھے ہٹے اور اُن میں جوش پیدا ہو گیا، ایک شخص نے عتاب پر حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا، المہتدی نے فراغنہ اور مغاربہ اور اوکشیہ اور اشروسنیہ اور اُن ترکوں کو جنھوں نے دو درم اور ستو پر اُس سے بیعت کی تھی بلا بھیجا، وہ آئے اور اُن میں بہت سے مقتول ہوئے، کہا گیا ہے کہ اُن ترکوں میں سے جنھوں نے قتال کیا تقریباً چار ہزار مقتول ہوئے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ دو ہزار اور یہ بھی کہ ایک ہزار، اور یہ واقعہ اسی سال ۱۳ رجب یوم شنبہ کو ہوا،
ساری قوم یوم یکشنبہ کو اکھٹا ہو گئی، تمام ترک متفق ہو گئے، سب کا معاملہ ایک ہو گیا، اُن میں سے تقریباً دس ہزار آدمی آئے، طغوتیا برادر بایکباک اور احمد بن خاقان دربان بایکباک تقریباً پانچ سو آدمی کی جماعت میں آئے جو طغوتیا کے ہمراہ تھے،
المہتدی اس طرح نکلا کہ صالح بن علی اُس کے ہمراہ تھا، گلے میں قرآن مجید تھا اور وہ لوگوں کو اس امر کی دعوت دے رہا تھا کہ وہ اپنے خلیفہ کی مدد کریں، جب شر بڑھا تو وہ ترک جو المہتدی کے ساتھ تھے اپنے ساتھیوں کی طرف مائل ہو گئے جو برادر بایکباک کے ساتھ تھے، المہتدی فراغنہ و مغاربہ اور اُن چند عوام میں رہ گیا جو اُس کے ہمراہ تھے، پھر طغوتیا برادر بایکباک نے اُن سب پر ایک ایسا حملہ کیا جو طالب قصاص اور ایسے شدید پیاسے اور ایسے طالب انتقام کا ہو جسے بدلہ نہ ملا ہو، صفیں توڑ دیں، اُنھیں بھگا دیا اور بہتوں کو قتل کر ڈالا، وہ لوگ پشت پھیر کر بھاگے، المہتدی بھی اس طرح شکست اُٹھا کے بھاگا کہ اُس کے ہاتھ میں برہنہ تلوار تھی اور وہ ندا دے رہا تھا کہ اے گروہ انسانی اپنے خلیفہ کی مدد کرو،

اسی طرح ابو صالح عبد اللہ بن محمد بن یزداد کے گھر پہنچا جو خشبۃ بابک کے بعد تھا اور اس میں احمد بن جمیل صاحب المعونۃ بھی تھا، وہاں داخل ہوا، اپنے ہتھیار رکھ کر سفید کپڑے پہن لیے کہ ایک گھر کے اوپر چڑھ کر دوسرے گھر میں اُتر جائے اور بھاگ جائے، ڈھونڈا گیا مگر نہیں ملا،

احمد بن خاقان تیس سواروں کے ساتھ اُسے پوچھتا ہوا آیا، آگاہ ہو گیا کہ وہ ابن جمیل کے گھر میں ہے، وہاں سے وہ بھاگا کہ چڑھ کے نکل جائے، اُسے ایک تیر مار اگیا اور ایک تلوار اُس کے پیٹ میں بھونک دی گئی، احمد بن خاقان نے گھوڑے یا خچر پر لاد ا اور اُس کے پیچھے سائیس کو بٹھا کے یہاں تک کہ اُسے اپنے گھر لے گیا، لوگ اُس کے پاس آئے، اُسے چپیتیں مارنے اور منہ پر تھوکنے لگے، اسباب و سامان کی قیمت دریافت کرنے لگے، اُس نے چھ لاکھ کا اقرار کیا جنھیں کرخی نے بغداد میں لوگوں کے پاس امانت رکھ دیا ہے، آزار رسانی کا سامان کیا گیا اور چھ لاکھ دینار کا رقعہ لے لیا گیا، ایک شخص کے حوالے کر دیا، جس نے اُس کے خصیے کو مسل کر اُس کے قتل کر دیا،

بعض نے کہا کہ اس کا سبب اور پہلا اختلاف یہ تھا کہ ترکوں کی اولاد میں سے لاحقین جمع ہوئے کہ ہم لوگ اس پر رضا مند نہیں ہیں کہ ہم پر سوائے امیر المومنین کے کوئی اور رئیس ہو،

موسیٰ بن بغا اور بایکباک کو اُس وقت اُنھوں نے لکھا جبکہ وہ دونوں الشاری کے مقابل تھے، موسیٰ اپنے آدمیوں کے ساتھ آیا، جمع کو الوزیریہ کے علاقے میں ایک پل تک گیا، المہتدی نے الحیر میں پڑاؤ کیا اور وہ ان کے قریب ہو گیا، وہ محل کی طرف مسلح نکلا،

جب ۱۳ رجب یوم شنبہ ہوا تو بایکباک فراں بردار بن کے داخل ہوا، موسیٰ تقریباً دو ہزار آدمی کے ساتھ خراسان کی طرف چلا گیا، ایک شخص موالی میں سے المہتدی کے پاس آیا کہ بایکباک نے موسیٰ سے وعدہ کیا ہے کہ تجھے محل میں کسی بہانے سے قتل کر دے گا، المہتدی نے

بایکباک کو گرفتار کر لیا، اُس کے ہتھیار چھین لینے اور قید کر دینے کا حکم دیا، وہ ہفتے کو عصر تک قید رہا، اہل کرخ اُس کی تلاش میں نکلے اور واپس گئے، یکشنبے کی صبح ہوئی تو ان میں سے کوئی نہ بچا جو پیادہ یا سوار مسلح ہو کے نہ آیا ہو، جب وہ محل کی طرف گئے تو المہتدی نے نماز ظہر پڑھی اور فراغنہ و مغاربہ کے ہمراہ اُن کی طرف نکلا، ترکوں نے اُنھیں بھڑکایا، اُنھوں نے اُن پر حملہ کر دیا، جب اُنھوں نے اُن کا پیچھا کیا تو اُن کا پوشیدہ لشکر نکل آیا جس سے فراغنہ و مغاربہ کی بہت بڑی جماعت مقتول ہوئی،

المہتدی بھاگا، ابو الوزیر کے دروازے پر اس حالت میں گزرا کہ اُس کا غلام چلّا رہا تھا کہ اے لوگو یہ تمھارا خلیفہ ہے، ترک اُس کے پیچھے دوڑ رہے تھے، وہ احمد بن جمیل کے گھر میں گھس گیا، المہتدی ایک سے دوسرے گھر پر چڑھ گیا، ترکوں نے اُس تمام علاقے کا محاصرہ کر لیا اُسے اُنھوں نے عبد اللہ بن عمر البازیار کے ایک غلام کے گھر سے نکالا، اس حالت میں ایک دُبلے سیاہ گھوڑے پر سوار کر دیا کہ اُس کی پسلی میں نیزے کا زخم تھا اور وہ ایک کرتہ اور پاجامہ پہنے تھا، کرخی کا گھر نیز ایک جماعت عوام اور بنی ثوابہ کے مکانات لوٹ لیے،

جب دوشنبے کا دن ہوا تو احمد بن المتوکّل عرف ابن فتیان کو یارجوخ کے گھر پہنچایا گیا، ترک راستوں میں گھوم رہے تھے اور عوام کی تعریف کر رہے تھے کہ اُنھوں نے ان کی مزاحمت نہیں کی،

دوسروں نے کہا کہ اس کا سبب یہ تھا کہ کرخ اور سامرا کے باشندوں نے اسی سال ۲ رجب یوم دوشنبہ کو حرکت کی، کرخ میں اور اُس کے اوپر جمع ہوئے، المہتدی نے کیغلغ و طبایغو بن صول ارتکین اور اپنے بھائی عبد اللہ کو اُن کی جانب روانہ کیا، یہ لوگ اُن کے ساتھ برابر رہے یہاں تک کہ اُن میں سکون ہو گیا اور یہ دار الخلافت واپس آ گئے، ابو نصر محمد بن بغا کبیر کو یہ خبر پہنچی کہ المہتدی نے اُس کے اور اُس کے بھائی موسیٰ کے بارے میں کلام کیا ہے اور موالی سے کہا ہے کہ تمام مال

ان لوگوں کے پاس ہے، وہ اس سے اور اُن لوگوں سے ڈرا، شب چار شنبہ ۳ رجب کو بھاگ گیا، المہتدی نے اُسے چار رقعے لکھے جس میں اُسے اور اُس کے ساتھیوں کو پناہ دی تھی، دو خط اُسے اُس وقت پہنچے جبکہ وہ ابرتکین بن برمکاتکین کے ساتھ المحمدیہ میں مقیم تھا، دوسرے دو اُس وقت پہنچے کہ فرج صغیر کے ساتھ تھا، اُس نے اُس پر بھروسا کیا اور واپس ہوا، یہ اور اُس کا بھائی جبشون اور ریکا لیا دار الخلافت میں داخل ہوئے تو قید کر دیے گئے، ان کے ساتھ کیغلغ بھی قید کر دیا گیا، ابونصر کو اُن سے علیحدہ کر لیا گیا اور اُس سے مال مانگا گیا، اُس کے وکیل سے پندرہ ہزار دینار لے لیے گئے اور اُسے ۳ رجب سہ شنبے کو قتل کر کے القناۃ کے ایک کنوئیں میں پھینک دیا گیا، ۵ رجب دو شنبے کو اُسے کنوئیں سے نکالا گیا اور اُس کے گھر پہنچایا گیا، وہ بدبو کرنے لگا تھا، تین سو مثقال مشک اور چھ سو مثقال کافور خریدا گیا اور اُس پر ڈال دیا گیا مگر بدبو بند نہ ہوئی، الحسن بن مامون نے اُس کی نماز جنازہ پڑھی۔

المہتدی نے ابونصر کو قید کرنے کے وقت موسیٰ بن بغا کو لکھا کہ لشکر کو بایکباک کے سپرد کر دے اور مع موالی کے سامرا آ جائے، بایکباک کو لشکر پر قبضہ کرنے اور الشاری کے قتال کا انتظام کرنے کو لکھا بایکباک اُس خط کو موسیٰ کے پاس لے گیا، اُس نے اُسے پڑھا تو سامرا کی واپسی پر اتفاق کر لیا، المہتدی کو یہ خبر پہنچی کہ وہ لوگ اُس کی مخالفت پر آمادہ ہیں، اُس نے موالی کو جمع کر کے فرماں برداری پر برانگیختہ کیا اور انھیں دار الخلافت میں اپنے ساتھ رہنے اور اپنے سے جدا نہ ہونے کا حکم دیا، ترکوں میں سے ہر شخص کے لیے اور جو اُن کے قائم مقام تھے ان کے لیے بھی دو درہم یومیہ جاری کیے اور مغربیوں میں سے ہر شخص کے لیے ایک درہم، دونوں فریق اور اُن کے دوست تقریباً پندرہ ہزار آدمی

اُس کے لیے خاص محل اور دوسرے محلوں میں جمع ہو گئے اُن میں وہ ترک بھی سے تھے جو الکالی مشہور تھے،

کیغلغ کے قید ہونے کے بعد دار الخلافت کا منتظم مسرور بلخی اور سرداروں کا رئیس طبایغو تھا، منتظم عبداللہ بن تکین تھا، موسیٰ اور مفلح اور بایکباک کو ابونصر اور حبشون اور دوسرے گرفتاروں کی خبر پہنچی تو اُنھوں نے احتیاط اختیار کی، اُن کے اور المہتدی کے درمیان نامہ و پیام و قاصد جاری ہوئے، المہتدی اُس جماعت کے اپنے پاس آنے کی امید میں ۱۱ رجب پنجشنبہ کو اپنی جماعت کے ساتھ نکلا، مگر کوئی نہیں آیا،

جب ۱۲ رجب جمعے کا دن ہوا تو یہ خبر پہنچی کہ موسیٰ مفلح کے ساتھ سامرا کے راستے سے الجبل کے علاقے میں شام کے وقت داخل ہو گیا ہے، ہفتے کے دن بایکباک اور یارجوخ اور اساتکین اور علی بن بارس اور سیما الطویل اور خطارمش دار الخلافت میں داخل ہوئے، بایکباک اور اُس کا نائب احمد بن خاقان قید کر دیے گئے اور بقیہ کو واپس کر دیا گیا، بایکباک وغیرہ کے ترک ساتھی جمع ہوئے اور کہا کہ ہمارا سردار کیوں قید ہے اور ابونصر کیوں قتل کیا گیا،

ہفتے کو المہتدی اُن کی جانب نکلا، ان کے درمیان کوئی جنگ نہیں ہوئی، وہ واپس گیا اور یکشنبے کو اس طرح نکلا کہ وہ لوگ اُس کے لیے جمع ہو گئے تھے، خود اُس نے مغربیوں اور مٹی کے برتن والے ترکوں اور فرغانیوں کو جمع کیا، میمنے پر مسرور بلخی اور میسرے پر یارجوخ تھا، المہتدی اساتکین و طبایغو وغیرہ سرداروں کے ساتھ قلب میں رہا، جب سورج تیز ہو گیا تو بعض آدمی بعض کے قریب ہو گئے اور لڑائی چھڑ گئی، اُنھوں نے بایکباک کو طلب کیا تو المہتدی نے اُس کا سر اُن کے پاس پھنکوا دیا،

عتاب بن عتاب نے اُسے اپنی قبا کے دامن سے نکالا تھا، اُن لوگوں نے اُسے دیکھا تو اُس کے بھائی طغوتیا نے اپنی خاص جماعت سے المہتدی کی جماعت پر حملہ کر دیا، المہتدی کے لشکر کے میمنے میسرے والے پھر گئے اور اُنھیں کے ساتھ ہو گئے، بقیہ لوگ المہتدی کے پاس سے بھاگ گئے، دونوں فریق کی ایک جماعت مقتول ہوئی،

جشون بن بغا سے مذکور ہے کہ سات سو اسّی آدمی مقتول ہوئے اور سب لوگ منتشر ہو گئے، المہتدی دار الخلافت میں داخل ہوا، وہ دروازہ بند کر لیا گیا جس سے وہ داخل ہوا تھا، اُس دروازے سے نکلا جو باب الایتاخ مشہور ہے، بازار مسرور سے واثق کے دروازے سے ہوتا ہوا باب العامہ کی طرف اس طرح نکلا کہ ندا دے رہا تھا کہ اے لوگو میں امیر المومنین ہوں، اپنے خلیفہ کی طرف سے قتال کرو مگر عوام میں سے کسی نے اس کی بات نہ مانی، اور وہ سڑک پر گزر رہا تھا اور ندا دے رہا تھا، مگر کسی کو اُس کی مدد کرتے نہیں دیکھا، وہ قید خانے کے دروازے پر گیا، قیدیوں کو رہا کر دیا جو اُس میں تھا، گمان کرتا تھا کہ وہ لوگ اس کی مدد کر بن سکے، مگر اُن سے سوائے بھاگنے کے کچھ نہ ہوا، کسی نے اُس کی بات نہ مانی،

لوگوں نے اُس کی بات قبول نہ کی تو وہ ابو صالح عبد اللہ بن یزداد کے گھر گیا، وہاں احمد بن جمیل افسر پولیس بھی اترا ہوا تھا، وہ اُس کے پاس پہنچا یا گیا، دیوان الضیاع کی طرف سے نکال کے محل میں لائے، پھر احمد بن خاقان کے پاس قید کر دیا، احمد بن جمیل کا گھر لوٹ لیا گیا، جو شخص مغاربہ کے سرداروں میں سے اس معرکے میں قتل ہوا وہ نصر بن احمد الزبیری ہے اور شاکریہ کے سرداروں میں سے عتاب بن عتاب ہے جبکہ وہ بایکباک کا سر اُن کے پاس لایا تھا، بیان کیا گیا ہے کہ اس جنگ میں المہتدی نے بہت بڑی جماعت کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا، قید ہونے کے بعد سخت کلامی ہوئی، اور اُنھوں نے اُس سے معزولی چاہی تو اُس نے انکار کیا اور قتل کے لیے تیار ہو گیا، انھوں نے کہا کہ اُس نے اپنے ہاتھ سے موسیٰ بن بغا اور بایکباک اور سرداروں کی ایک جماعت کو لکھا تھا کہ